محاسبۂ دیوبندیت (جلد دوم)

بجواب

مطالعۂ بریلویت

از

حضرت مولانا محمد حسن علی رضوی مدظلہ العالی

ادارہ غوثیہ رضویہ کرم پارک مصری شاہ لاہور پاکستان

اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ

جھوٹے افترا وہی باندھتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے۔

لَاَمْلَئَنَّ جَہَنَّمَ تھا وعدۂ ازلی ✧ نہ منکروں کا عبث بد عقیدہ ہونا تھا

دیوبندیت پر ایک تاریخی ناقابلِ تردید دستاویز

محاسبۂ دیوبندیت (جلد دوم)

بجواب

مطالعۂ بریلویت

مصنّفہ

قاطعِ رگِ وہابیت و دیوبندیت بعرجِ روانِ سُنّیت و رضویت

ترجمانِ مسلکِ اعلیٰ حضرت جناب علامہ محمد حسن علی قادری رضوی بریلوی مدظلہ العالی

ناشر۔ ادارہ غوثیہ رضویہ کرم پارک مصری شاہ لاہور (پاکستان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صلی اللہ علی النبی الامی وآلہ وصحبہ وسلم

نام کتاب ______ محاسبۂ دیوبندیت (جلد دوم)

مصنف ______ حضرت علامہ محمد حسن علی قادری رضوی مدظلہ

صفحات ______ ٦٧٢

تعداد ______ ایک ہزار

تاریخ طباعت ______ اکتوبر ١٩٩٨ء

قیمت ______ روپے

ناشر ______ ادارہ غوثیہ رضویہ لاہور

طابع ______ اشتیاق پرنٹرز لاہور

ملنے کا پتہ

(١) ادارہ غوثیہ رضویہ کرم پارک مصری شاہ لاہور

(٢) مسلم کتابوی گنج بخش روڈ لاہور

انتساب

آقائے نعمت امام اہلسنت حضور محدث اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب قدس سرہٗ کے نام جن کی نگاہ فیض اثر کی برکت سے اس حقیر بے توقیر سگ بارگاہ رضوی کو اس کتاب کی تصنیف وتدوین کی توفیق وسعادت نصیب ہوئی۔

ع- اک نظر کی آرزو میں ہے جہانِ آرزو

سگ بارگاہ محدث اعظم الفقیر عبد النبی الولی
محمد حسن علی قادری رضوی بریلوی غفرلہ الولی

٧٨٦
٩٢

اللہ ربُّ محمدٍ صلی علیہ وسلما ❖ نحن عبادُ محمدٍ صلی علیہ وسلما

عرضِ ناشر

؎ کلکِ رضا ہے خنجرِ خونخوار برق بار ❖ اعدا سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

قارئین کرام! ہمیں مجبوراً بادلِ نخواستہ زیرِ نظر کتاب محاسبہ دیوبندیت کی جلد دوم شائع کرنی پڑی ہے کیونکہ ایک کانگریسی احراری، گاندھوی ذہن کا دیوبندی وہابی پروفیسر بزعم خود علامہ اور ڈاکٹر خالد محمود دیارِ افرنگ (مانچسٹر برطانیہ) میں بیٹھ کر خدا جانے کس سازش کے تحت فرقہ واریت کی آگ کو بھڑکا رہا ہے اور مسلسل سُنّی بریلوی و دیوبندی وہابی عنوان پر لکھ رہا ہے اس کی ایک کتاب کی چار ضخیم جلدیں وطن عزیز مملکت خداداد پاکستان میں بھی خلفشار و انتشار پھیلانے کے لئے شائع ہو چکی ہیں جو سراسر کذب و افترا جعلسازی و فریب کاری اور دھوکہ دہی کا مجموعہ ہیں۔ سُنّی دیوبندی اختلاف کوئی آج کی بات نہیں جب ان اختلافات کا فیصلہ اور تصفیہ ماضی میں ان کے بڑوں سے نہ ہو سکا تو آج یہ علم سے کورا اور عقل سے پیدل مولوی خالد محمود مانچسٹروی کیا کر سکتا ہے مولوی مانچسٹروی کا علمی حدود اربعہ سولہ دونی آٹھ سے زیادہ نہیں جب کہ امام اہلسنت مجدّد دین وملت سیدنا اعلیحضرت عظیم البرکت مولانا شاہ العلام الامام احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہزار

سے زائد معرکۃ الآرا علمی تحقیقی کتب تصنیف فرمائیں جن میں بیشتر میں عقائد وہابیہ دیوبندیہ کی گستاخانہ عبارات کا تعاقب ہے۔ اکابر دیوبند میں مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی وغیرہم جیسے حضرات نے آپ کا زمانہ پایا۔ اکابر دیوبند میں سے سیدنا اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کے معاصرین نے آپ کی کس کتاب کی کس بات کا کیا جواب دیا؟ جب سرکردہ و مسلمہ اکابر دیوبند امام اہلسنت سیدنا اعلیحضرت فاضل بریلوی کی کسی بات کا کوئی جواب نہ دے سکے آپ کی تحقیقات علمیہ کی گردِ راہ کو بھی نہ پا سکے آپ کے دلائل و شواہد و حقائق کو چھو بھی نہ سکے تو آج مانچسٹروی جیسا مبلغ علم کا حامل مرفوع القلم مجہول مطلق مصنّف بحر علم و تحقیق سلطان العلوم سیّدنا اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحقیقات علمیہ کا کیا جواب دے سکتا ہے جب کہ ان کے مسلمہ اکابر اعلیحضرت کے سامنے لب باندھے دم سادھے رہے۔ بہرحال خالد محمود مانچسٹروی نے حالات کی نزاکت سے صرف نظر کرتے ہوئے بڑی بے بصیرتی سے مذہب حق اہلسنت اور سیّدنا امام اہلسنت اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کی شخصیت مقدسہ پر سراسر جارحانہ حملے کئے ہیں اور غیظ و غضب سے مخمور ہو کر مذہب اہلسنت و مسلک اعلیحضرت کا حلیہ بگاڑ کر پیش کیا ہے اس لئے اپنے دفاع کا حق محفوظ رکھتے ہیں۔ ہم

نے کاشف کو الف دیوبندیت وہابیت ضیغم اہلسنت علمبردار مسلک
اعلیٰحضرت قاطع بدمذہبیت مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی کو مجبور کیا
کہ وہ مانچسٹروی صاحب کی جعلسازیوں اور فریب کاریوں کا راز
طشت از بام کریں کیونکہ وہ پہلے بھی مولوی مانچسٹروی صاحب کے
دھماکہ کا جواب قہر خداوندی اور مطالعہ بریلویت کے حصہ اوّل کا مدلل و
متحقق ردو ابطال کر چکے ہیں جن کے جواب سے مولوی مانچسٹروی عاجز
و بے بس ہے اور انشاءاللہ العزیز تا قیام قیامت عاجز ہی رہے گا۔
ہمارا یہ جواب قطعی طور پر دفاعی نوعیت کا ہے ہم اپنے دفاع کا حق ادا
کر رہے ہیں جس میں ہم حق بجانب ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ مسلمانانِ پاکستان و
عالم اسلام کو ہر فتنہ و شر سے بچائے آمین۔

خادم اہلسنت و مسلک اعلیٰحضرت

ادارہ غوثیہ رضویہ لاہور پاکستان

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

قارئین کرام۔ اب محاسبہ دیوبندیت بجواب مطالعہ بریلویت جلد دوئم کا آغاز ہوتا ہے ہم بفضلہٖ تعالیٰ بریلویت لغویات وخرافات اور صریح الزام تراشیوں کا مرحلہ وار مکمل و مفصل مدلّل ومحقق جواب پیش کر رہے ہیں۔ الفقیر محمد حسن علی الرضوی غفرلہ

ڈاکٹر اقبال

کے عنوان سے مصنف پہلے بھی کئی بار لکھ چکا ہے اس کا دل نہیں بھرا اب پھر اسی عنوان سے اپنی بھولی بسری باتوں کا اعادہ کرتا ہوا لکھتا ہے کہ:۔

"دیوبند کے محدّث کبیر حضرت علامہ انور کاشمیری لاہور تشریف لائے اور ڈاکٹر علامہ اقبال کی کوٹھی پر قیام فرمایا تو بریلوی حلقوں میں ہیجان پیدا ہوگیا ..... شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی تشریف لائے تو اس ہیجان میں اور اضافہ ہوگیا [1]"

ہم کہتے ہیں اوچھی عورتوں جیسے یہ مہنے طعنے اچھی بات نہیں مسئلہ تکفیر پر کوئی علمی دلیل سامنے لاؤ اپنے اکابر کی گستاخیوں سے یا توتوبہ کرو یا پھر ان گستاخیوں کو اسلام ثابت کرو۔ باقی اگر بالفرض مولوی انور کاشمیری ڈاکٹر اقبال کے پاس آگیا تو کیا ہوا۔ اندرا گاندھی اور سنجے گاندھی اور ڈاکٹر راج اندر پرکاش لیفٹیننٹ گورنر کے خفیہ معتمد انگریز مسٹر پامر مدرسہ دیوبند میں آسکتے ہیں، دیوبندیوں کو مال پہنچا اور کھلا سکتے ہیں تو مولوی انور خود بخود چل

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ١٦٨

کر آگیا تو کیا ہوا ہر کوئی اپنے سے بڑے کے پاس جاتا ہے یا ثابت کرو ڈاکٹر
اقبال نے مولوی انور اور مولوی شبیر عثمانی کو دعوت دی تھی کرایہ بھیجا تھا
بچوں کی ختنہ میں بلایا تھا آگیا تو آگیا، مان نہ مان میں تیرا مہمان۔ تم کو بریلویوں کے
ہیجان پیدا ہونے کا علم غیب تھا یا از روئے کشف معلوم ہوا ؟ بریلویوں کو
تو ہیجان جب بھی نہیں ہوا [جب دیوبند میں اندرا گاندھی
آئی۔ مانچسٹروی صاحب پھر بل کھا کر لکھتا ہے کہ لاہور میں مولانا احمد رضا خاں
کے خلیفہ نمائندے اور نقیب خاص مولانا دیدار علی الوری تھے پنجاب میں
تھوک تکفیر کا محکمہ انہی کے سپرد تھا۔ [مانچسٹروی صاحب ذرا یہ بھی بتا
دیتے کہ تھوک کی توہین وتنقیص کا محکمہ کس کے پاس تھا مولوی احمد علی کے
پاس تھا یا عبداللہ درخواستی کے پاس ؟ تکفیر کو روتے وقت ذرا دیر کیلئے توہین
کو ضرور یاد کر لیا کرو۔

آگے لکھتا ہے ڈاکٹر اقبال کو بریلویوں کی مشق تکفیر سے سخت نفرت
تھی۔ ہم پوچھتے ہیں مانچسٹروی صاحب آپ کی اور آپ کے اکابر کی مشق
توہین سے اقبال کو نفرت نہیں تھی ؟ بہر حال مانچسٹروی نے اقبال کے
مندرجہ ذیل اشعار نقل کر کے یہ تاثر دیا ہے کہ اقبال نے یہ اشعار فخر المحدثین
حضرت علامہ سید محمد دیدار علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے
لیے کہے ہیں اشعار یہ ہیں ؎

گر فلک در الور انداز دترا — اے کہ می دانی تمیز خوب و زشت
گوئمت در مصرعہ برجست — آنکہ بر قرطاس دل باید نوشت

آدمیت در زمین او مجو — آسماں ایں دانہ در الور نکشت
کشت اگر آب و ہوا خرستہ است — زانکہ خاکش را خرے آمد سرشت[1]

ترجمہ: اے وہ جو اچھے برے میں فرق جانتا ہے گردش زمانہ
اگر تجھے کبھی الور لے جائے تو تجھے ایک برجستہ مصرعہ میں بات کہتا
ہوں جو لوح دل پر لکھنے کے لائق ہے کہ الور کی زمین میں انسانیت
کی تلاش نہ کرنا قدرت نے یہ دانہ الور میں بویا ہی نہیں۔

ہم پوچھتے ہیں اے عرقوب نجد مانچسٹروی جی اقبال کے ان اشعار
میں حضرت فخر المحدثین علامہ سید محمد دیدار علی شاہ صاحب قدس سرہٗ
کا نام اور ذکر اور مسئلہ تکفیر سے نفرت کا اظہار کہاں ہے کس شعر کے کس
مصرعہ سے تیرا مدعا ثابت ہوتا ہے ؟ حضرت فخر المحدثین قدس سرہٗ تو
مشہدی ہیں اور مشہد کے سُنی سادات گھرانہ سے تعلق ہے الور میں کچھ عرصہ
سکونت رہی آپ کے آباو اجداد مشہد سے کابل، بلخ، بخارا، اوچ شریف
اور ملتان ہوتے ہوئے ریاست الور آئے حضرت علامہ دیدار علی شاہ صاحب
مولانا احمد علی سہارنپوری اور حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی
کے شاگرد تھے۔ پیر سید مہر علی شاہ صاحب۔ پیر سید جماعت علی شاہ
صاحب۔ مولانا شاہ علامہ وصی احمد محدث سورتی قدست اسرارہم کے
استاد بھائی تھے تکمیل وتحصیل علوم کے بعد رام پور میں مدرسہ اشاعت العلوم
میں تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے ۱۹۰۵ء میں الور میں مدرسہ قوت الاسلام

[1] روزگار فقیر ؎

کی بنیاد رکھی اور پانچ سال بعد ۱۹۱۰ء میں لاہور تشریف لائے جامعہ نعمانیہ
میں معقول و منقول کی تدریسی خدمات انجام دیں ان دنوں مولانا پیر سید مہر علی
شاہ صاحب بھی جامعہ نعمانیہ میں تدریس کے فرائض انجام دے رہے تھے
۱۹۱۵ء میں آگرہ کی شاہی مسجد میں خطیب و مفتی مقرر ہوئے ۱۹۲۰ء میں پھر
دوبارہ لاہور تشریف لائے مسجد وزیر خاں میں خطیب مقرر ہوئے اور دارالعلوم
حزب الاحناف قائم فرمایا ڈاکٹر اقبال سے آپ کے گہرے روابط ہو گئے
تھے غازی علم الدین شہید کے جنازہ میں ڈاکٹر اقبال اور علامہ دیدار علی
شاہ صاحب ساتھ ساتھ تھے بلکہ ڈاکٹر اقبال کی صدارت میں ایک
میٹنگ میں یہ فیصلہ ہوا تھا مولانا دیدار علی نماز جنازہ پڑھائیں گے مگر کثرت
ہجوم کے باعث آپ بروقت نہ پہنچ سکے۔ دوسری بار نماز جنازہ آپ نے
پڑھائی اور اپنے ہاتھوں سے غازی علم الدین شہید کو لحد میں اُتارا اور اُسی
رات حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے حضرت محدث
الوری کیسے ہو گئے، ولادت الور میں ہوئی اور قیام رام پور۔ گنج مراد آباد۔ آگرہ،
لاہور، سہارنپور وغیرہ متعدد مقامات پر رہا مولوی حسین احمد اجودھیا باشی
چند سال مدینہ منورہ قیام کر لے تو مدنی ہو جائے اور حضرت فخر المحدثین ایک
مدت لاہور رہیں تو لاہوری نہ ہوں گے حضرت الوری بھی ہیں، آگروی بھی،
رام پوری بھی، لاہوری بھی۔ جیسے سیدنا علی ہجویری داتا گنج بخش لاہوری
اور پھر الور کی سرزمین تو اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ہے اس پر کیا طعن.....
یہ بھی یاد رہے کہ ابتداء ہی سے الور وہابی تبلیغی جماعت کی سرائے ہے سوانح

مولانا محمد یوسف کاندھلوی سابق امیر تبلیغی جماعت میں بیس سے زائد
مقام پر الور میوات الور میوات کا ذکر ہے تبلیغی جماعت میں زیادہ حصہ
الوریوں کا ہے رائیونڈ میں بھی الوری ہی زیادہ مہاجر آباد ہیں تو کیا یہ
سب الور کی نحوست کی زد میں آتے ہوتے ہیں ؟

ردِ دیوبند حسین احمد

ڈاکٹر اقبال نے صدر و شیخ الحدیث
دیوبند حسین احمد اجودھیا باشی کے
نظریہ وطنیت کے منہ پر جب زناٹے دار تھپڑ رسید کیا چہ بے خبر از
مقام محمد عربی است کی ڈگری اور تمغہ دیا اس کو یہ لوگ بھول گئے
یا نظر انداز کر گئے پاکستان بننے کے بعد ۲۵، ۳۰ سال یہ شعر سن سن کر
خون کے گھونٹ پیتے رہے اور اب ۴۸ سال بعد مانچسٹروی کو الہام ہوا
کہ حقیقتِ حال پر اطلاع ہوئی تو اقبال نے معذرت کر لی تھی....
اس جھوٹ کی بھی کوئی انتہا ہے۔ بات یہیں ختم ہو جاتی ہے کیا مولوی
حسین احمد نظریہ وطنیت کے قائل نہیں تھے ؟ وطنیت کے قائل نہیں
تھے تو تقسیم ہند اور قیام پاکستان کے کیوں مخالف تھے ؟ خدا جانے یہ
ڈاکٹر اقبال کا مولوی حسین احمد سے معذرت کرنے کا قصہ کونسی گرنتھ
میں لکھا ہے ؟ اور کونسے مؤرخ ہند نے اس کو مرتب کیا ہے ؟
مانچسٹروی کہتا ہے جو اقبال (حسین احمد کی) اتنی سی بات پر دیوبند کے
خلاف بول اُٹھا..... وہ اقبال حضرت مولانا اشرف علی تھانوی
کی عبارت حفظ الایمان پر کیسے خاموش بیٹھ سکتا تھا۔ (مطالعہ بریلویت صد ۱۶۹)

یہ انداز ے محض ذہنی خلفشار کی علامت ہیں۔ . . . تحذیرالناس میں ختمِ نبوت کے خلاف کوئی بات پاتے تو کیا وہ (ڈاکٹر اقبال) چُپ رہ سکتے تھے . . . . .؟[1]

ہم کہتے ہیں آپ کو کس نے ورغلا دیا کیا اقبال کا فتویٰ تکفیر قادیانی مرتد کے متعلق ہے۔ عبداللہ چکڑالوی مردود کے متعلق فتویٰ ہے کسی زانی شرابی قاتل کے خلاف اقبال کا کوئی فتویٰ ہے؟ . . . . . ارے عقل سے پیدل مانچسٹروی ڈاکٹر اقبال مفتی و محدث و فقیہ نہ تھے جو فتویٰ دیتے۔

تعجب اور حیرت ہے جو بات مانچسٹروی جی کے علم و مشاہدہ میں نہ ہو وہ دُنیا میں ہے ہی نہیں۔ ڈاکٹر اقبال گستاخانہ عبارات پر فتویٰ تو نہیں دے سکتے ہیں اظہار نفرت و ملامت کر سکتے تھے مگر جب گستاخانہ کفریہ عبارات پر حسام الحرمین کی ضربات قاہرہ پڑیں تو ان بے چاروں نے توبہ کرنے یا کوئی معقول تاویل کرنے کی بجائے اپنی کتابیں چُھپانا شروع کر دیں یا بغیر توبہ اور رجوع کئے کتابوں میں ترمیم و تحریف شروع کر دی اقبال کو کیا معلوم زیرِ زمین کیا ہو رہا ہے۔ وطنیت کا مسئلہ تو تحریکِ پاکستان کی راہ میں رکاوٹ و مداخلت کا باعث تھا وطنیت کے مسئلہ کا ایک سیاسی پہلو بھی تھا اِدھر مولوی حسین احمد نے وطنیت کا شوشہ چھوڑا ادھر پاکستان کے حامی اور دو قومی نظریہ کے علمبردار اخبارات نے پُوری قوت سے اس کو منظرِ عام پر لانا اور اُچھالنا شروع کر دیا۔ اخبارات سے ڈاکٹر اقبال

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۶۲ ؛

کو بھی پتہ چل گیا کہ مولوی حسین احمد کیا گل کھلا رہے ہیں مگر حفظ الایمان اور تحذیرالناس کے گستاخانہ مضامین تو اخبارات میں نہیں آ رہے تھے اقبال کو کیسے پتہ چلتا نہ ہی مولوی انور کاشمیری یا مولوی شبیر عثمانی نے ڈاکٹر صاحب کو بتایا ہوگا ہمارے اکابر اس طرح اسلام کی جڑیں کاٹ رہے ہیں لہذا عدم معلومات کے باعث ڈاکٹر صاحب ملامت بھی نہ کر سکے بالآخر ۱۹۳۴ء میں جب سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے خلف اکبر سیدنا امام حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہٗ دیوبندی حکیم الاُمت سے مناظرہ کرنے لاہور تشریف لائے تو ڈاکٹر صاحب سے بھی ملاقات ہوئی اور آپ نے اکابر دیوبند کی گستاخانہ کتابیں اور کفریہ عبارتیں ڈاکٹر صاحب کو دکھائیں تو ڈاکٹر صاحب نے بے ساختہ کہا: ـ "مولانا یہ ایسی عبارات گستاخانہ ہیں ان لوگوں (دیوبندی مولویوں) پر آسمان کیوں نہیں ٹوٹ پڑتا"۔[1]

ڈاکٹر اقبال پر فتویٰ

اس عنوان پر مانچسٹروی نے مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۰۵ پر غلط تاثر دینے کے لیے کھینچا تانی کی تھی اس کو ڈاکٹر اقبال پر فتویٰ اس لیے بڑا لگ رہا ہے کہ اس کے اپنے اکابر کی گستاخانہ عبارات پر فتویٰ لگ چکا ہے لہذا اب پھر دوبارہ صفحہ ۱۰۷ پر اسی عنوان ڈاکٹر اقبال پر فتویٰ کے تحت دوبارہ تکفیر کا رونا رویا ہے مگر اس جگہ مصنف نے یہ دجل چلایا کہ حضرت علامہ سید محمد

[1] دعوتِ فکر صفحہ ۳۵ ؛

دیدار علی شاہ صاحب قدس سرہٗ کے اصل فتویٰ کا نہ عکس شائع کیا نہ
حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی اپنی کسی کتاب کا حوالہ دیا۔ نہ علماء اہلسنت
میں سے کسی کی کتاب سے یہ حوالہ نقل کیا نہ ڈاکٹر اقبال کی اپنی کسی کتاب
کا حوالہ دیا کہ مجھ پر فتویٰ لگایا گیا۔ محض زمیندار ۱۵؍اکتوبر لکھ دیا زمیندار
کوئی حضرت علامہ سید دیدار علی شاہ صاحب قدس سرہٗ کے
فتاویٰ کا نام ہے؟

روزنامہ زمیندار کے ایڈیٹر کا اپنا ایک رنگ اور اپنی ایک ادا
تھی کبھی سعودیوں کے بہت خلاف لکھا جس کا ثبوت عنقریب ہم
پیش کریں گے اور کبھی سعودیوں کی بہت تعریف کی کبھی دیوبندی کی
تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے کبھی دیوبندی مولویوں
کو رگڑ کر رکھ دیا شیخ القرآن علامہ عبد الغفور ہزاروی علیہ الرحمۃ کی
بہت منقبت خوانی کی اور علامہ ہزاروی علیہ الرحمۃ کے استاد سیدنا حجۃ الاسلام
مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہٗ پر زبان طعن دراز
کی پہلے کانگریس کا ہمنوا رہا پھر لیگ کا حامی ہو گیا اور دیوبندی احراری
کانگریسی گاندھوی مولویوں کا دامن چاک کرنے لگا تو محض زمیندار
یا ایڈیٹر زمیندار کا نام لے کر اتنا بڑا دعویٰ کرنا مناسب نہیں۔

مولانا حشمت علی لکھنوی کا فتویٰ

تجانب اہلسنت کے حوالہ سے لکھا گیا ہے جو مولانا
دانا پوری کے فتویٰ کی بحث میں گزر گیا یہاں مانچسٹروی نے بھی حاشیہ

صفحہ ۲۷ پر یہی لکھا ہے تجانب اہلسنت مصدقہ مولانا حشمت علی
خاں اور خود اکابر دیوبند کے نزدیک ڈاکٹر اقبال کے عقائد مشرکانہ
ہیں جن کی تفصیل گزر چکی سابقہ اوراق پر ملاحظہ ہو۔

مولوی سلیمان ندوی کی چھتاڑ

مصنف مانچسٹروی نے حضرت
علامہ سید دیدار علی شاہ صاحب
قدس سرہٗ اور حضرت مولانا محمد حشمت علی خاں صاحب قدس سرہٗ کے
فتوؤں کے متعلق لکھا ہے:۔

"مولانا سید سلیمان ندوی نے زمیندار میں اس جاہلانہ فتوے کی چھتاڑ
کر دی [1]"

جی ہاں! کر دی یہ منہ اور مسور کی دال بے چارے ٹی بی اور بواسیر کے
مارے سلیمان ندوی میں اتنی سکت اور جرأت تھی کہاں، جن راہوں پر
شیر بیشۂ اہلسنت شیر رضا گزر جاتے تھے دیو ۔۔۔ بند ۔۔۔ ہو جاتا تھا جن
کی للکار سے آج تک ایوان ارتداد اور مسکن توہین لرزاں ہے سامنے آنا
نظر ملانا ۔۔۔ اتنا دم خم کس میں تھا اور فخر المحدثین استاذ الاساتذہ حضرت
علامہ سید محمد دیدار علی شاہ صاحب قدس سرہٗ کے تلامذہ در تلامذہ
کے سامنے سلیمان ندوی جیسے سینکڑوں مبلغ علم کے حامل طفل مکتب
نظر آتے تھے۔ گنگوہی تھانوی انبیٹھوی کاشمیری جیسے جغادریوں نے اُن
کا زمانہ پایا تھا مگر سامنے آنے اور شکل دکھانے کی کس میں تاب۔ امام اہلسنت

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۷۲

کی دُعا ہے۔

مولانا دیدار علی کو ٭ کب دیدار کراتے رہے

عرب وعجم برصغیر ہندوپاک کے اکابر و مشاہیر علماء و فقہاء کی طرف سے گستاخانہ عبارات پر فتوائے تکفیر کا حکم شرعی جاری ہوا سلیمان ندوی بے چارہ اپنے اکابر پر فتویٰ شرعی دینے والوں کی تو چھتاڑ کر نہ سکا اور اقبال کی حمایت میں اس نے عالمِ خواب میں چھتاڑ کر دی جبکہ روئے زمین کے اکابرِ اسلام کفریہ عبارات کی چھتاڑ کر رہے تھے مولوی سلیمان ندوی نے کب کہاں مناظرہ کا کونسا دنگل سجایا؟ فتوٰی کی نوک پلک کو ندوی کیا جانے ندوہ تو نام ہی اس غلاظت کا ہے کہ سب کو اچھا کہو کوئی تنقیص کرے توہین کرے کفر بکے بہر حال وہ پکا مُسلمان ہے ہم مشکور ہوں گے ذرا وہ سلیمان ندوی کی کردہ چھتاڑ کے مضمون پر مشتمل نیدار کے تراشا کی فوٹو کاپی تو ہمیں ارسال کریں۔

مطالعہ بریلویت کے صفحہ ۱۷۱، ۱۷۲ پر ڈاکٹر اقبال کی محض اہلسنت کو بدنام کرنے کے لیے تھوڑی سی رسمی حمایت کر کے فی الفور بدلہ چکانے اور اُجرت لینے کے لیے اقبال کے سہارے پھر اکابر دیوبند کی کفریہ عبارتوں پر فتوؤں کا رونا شروع کر دیا اور جیسے بچشم اشکبار کہتا ہے۔

”ڈاکٹر صاحب مرحوم کو ان (دیوبندی کتابوں کی عبارتوں) میں وہ کفریہ معنی کیوں نظر نہ آئے جو مولانا احمد رضا خاں کو نظر آگئے تھے“...

ہم تم سے پُوچھتے ہیں کہ تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر اقبال کو یہ

گستاخانہ عبارتوں میں کفریہ معنی نظر نہیں آئے جبکہ ہم ابھی چند اوراق پیشتر حوالہ پیش کر چکے ہیں۔ ڈاکٹر اقبال نے حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہٗ سے اپنی ملاقات میں گستاخانہ عبارتیں اصل کتابوں میں دیکھ کر کہا:۔

”مولانا! یہ ایسی عبارات گستاخانہ ہیں ان لوگوں پر آسمان کیوں نہیں ٹوٹ پڑتا۔“ (دعوتِ فکر صفحہ ۳۵)

ڈاکٹر صاحب دیوبندی عبارتوں کو گستاخانہ مان رہے ہیں ــــ (بارگاہ رسالت میں گستاخی یقیناً کفر و ارتداد ہے اس لیے) اُن پر آسمان ٹوٹ پڑنے کی بددُعا کر رہے ہیں۔

چوہدری افضل حق

دیوبندی مجلس احرار کے احراری لیڈر اور دیوبندی امیر شریعت عطاء اللہ بخاری کے دست راست ہیں پھر وہ نہ مفتی ہیں نہ غیر جانبدار ہیں تو مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۷۳۔۱۷۴ اکی لفاظی محض لفاظی ہی ہے اور کوئی حوالہ بھی کسی مستند کتاب کا پیش نہیں کیا گیا لہذا جواب کس چیز کا دیا جائے اور کس بات کو جھٹلایا جائے۔

ایڈیٹر روزنامہ سیاست لاہور صفحہ ۱۷۴ پر ہی ”سید حبیب

ایڈیٹر روزنامہ سیاست لاہور کے نام سے بھی ایک چال چلی ہے کہ مجلس احرار اور سید حبیب کے درمیان شدید اختلافات تھے سید حبیب رسوم و بدعات میں مولانا احمد رضا کے ہم مسلک تھے.....بلکہ آپ رسم و رواج

میں بریلوی ہونے کے باوجود علماء دیوبند کی ان زیر بحث عبارات میں وہ معنی نہ دیکھ سکے جو مولانا احمد رضا خاں کو انگریزوں کی عینک سے نظر آرہے تھے..... بریلوی ہونے کے باوجود علماء دیوبند کی عظیم اسلامی خدمات کا نہایت واضح الفاظ میں اعتراف کیا ہے کہ "جہاں تک تحفظ دین تردید مخالفین اور اصلاح المسلمین کا تعلق ہے دارالعلوم دیوبند کے مدرسین و مبلغین کا حصہ سارے ہندوستان سے بڑھ چڑھ کر ہے"۔ ملخصاً[1]

جواباً عرض ہے کہ انگریزوں کی عینک کو آپ بہت جلدی پہچان جاتے ہیں کیونکہ آپ اور آپ کے اکابرین سید احمد رائے بریلوی، اسمٰعیل قتیل دہلوی۔ قاسم نانوتوی۔ رشید احمد گنگوہی۔ اشرف علی تھانوی وغیرہم کا خصوصی اور قوی گہرا تعلق انگریزوں سے رہا ہے۔ مانچسٹر میں رہ کر بھی آپ اپنے اور اپنے اکابر دیوبند کے آقاؤں انگریزوں کی چیزوں عینک وغیرہ کو نہ پہچانیں گے تو کون پہچانے گا۔ ہر آدمی اپنی چیز پہچان ہی لیتا ہے! اکابر دیوبند کی انگریز پرستی اور انگریز دوستی کے موضوع پر ہم انشاء اللہ مصنف مانچسٹروی کو اپنے اسی جوابی مضمون میں چھٹی کا دودھ یاد دلا دیں گے اور ایسا کہ اس کے اکابر کی جلتی ہوئی قبروں میں کھلبلی مچ جائے گی انتظار کریں۔

اب سید حبیب کی طرف آیئے پہلے تو ہمیں یہ بتایا جائے کہ سید

[1] روزنامہ سیاست لاہور ۲۸ جون ۱۹۲۷ء۔

حبیب بریلوی کس طرح تھا؟ تحصیل علم و سند حدیث کے اعتبار سے بریلوی تھا یا شرف بیعت و خلافت کے اعتبار سے بریلوی تھا؟ یا اُن کو بریلوی بنا کر تم اپنا اُلو سیدھا کرنا چاہتے ہو؟ پھر یہ بھی ثابت کرو کہ سید حبیب مفتی تھا؟ جب آپ سید حبیب کو مفتی اور فقیہہ ثابت کر دیں تو پھر یہ ثابت کرو کہ سید حبیب کے سامنے خود مانچسٹروی نہ پیدا ہوا ہو تو مولوی احمد علی لاہوری نے وہ بھی سنگھ سے بندہ نہ بنا ہو تو حسین احمد ٹانڈوی یا در بھنگی چاندپوری نے عبدالشکور کاکوروی نے یا منظورہ سنبھلی مدیر الفرقان نے یا خود حکیم الامت تھانویہ نے یا انبیٹھوی سہارنپوری گنگوہی جنگلی کوہی نے کس نے اکابر دیوبند کی گستاخانہ عبارات سید حبیب کے سامنے پیش کیں؟ کس نے حسام الحرمین کے حکم شرعی کے خلاف اُن کی تحریری رائے حاصل کی اور ان کی قلمی تحریری رائے کہاں ہے؟

تعجب ہے بات توہین و تکفیر کی چل رہی ہے، مگر آپ مسئلہ زیر بحث کو چھوڑ کر سید حبیب کے نام سے ثابت یہ کر رہے ہیں کہ دیوبندی مولویوں نے تحفظ دین تردید مخالفین اصلاح المسلمین کے لیے سارے ہندوستان سے بڑھ چڑھ کر کام کیا۔ یہ بے مقصد و بے ربط جملے تمہیں حسام الحرمین کی مار سے نہیں بچا سکتے سید حبیب سے وہ ثابت کرو جس کا تمہیں درد ہے اور جس بات پر تم چیخ و پکار کر رہے ہو۔ سوال گندم جواب چنے کا مصداق نہ ہو۔

قاضی عبدالمجید کا بے ربط حوالہ

مصنف مانچسٹروی تن بدن کا زور لگا کر ثابت تو یہ کرنا

چاہتا ہے کہ لیڈروں اور ایڈیٹروں ..... وغیرہ نے اعلیٰحضرت امام اہلسنّت قدس سرہٗ کے تکفیر کے حکم شرعی کو صحیح تسلیم نہیں کیا اور فتویٰ کفر سے اختلاف کیا مصنّف قاضی عبدالمجید صدر سیرت کمیٹی کی اپنی کسی کتاب سے اپنے دعویٰ کو ثابت نہ کرسکا اور اِدھر اُدھر کی بے مقصد جھک مار کر جوڑ توڑ کر کے ثابت یہ کرتا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں ان دنوں فوت ہوچکے تھے اس لیے سیرت کمیٹی کی تکفیر کا سہرا مولانا حشمت علی خاں کے سر پر تھا آگے حضرت مولانا محمد حشمت علی خان صاحب قدس سرہٗ العزیز کے فتویٰ کا حوالہ راز سیرت کمیٹی صفحہ ۵۵-۵۶ سے دیا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ مصنّف مانچسٹروی کی عقل و شعور کو تالا لگ گیا ہے بلاوجہ واہی تباہی بکے جارہا ہے بحث و مباحثہ کے لیے موضوع اور عنوان متعین ہوتا ہے یاراہیں کشادہ کہ خر آوارہ کی طرح جہاں چاہے کودتا پھرے مصنّف کو لازم تھا کہ وہ قاضی عبدالمجید کے حوالہ سے اُن کی اپنی تصنیف سے یہ ثابت کرتا کہ اعلیٰحضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کا بیان فرمودہ تکفیر کا حکم شرعی غلط ہے مگر ایسا کوئی حوالہ نہ لا سکا۔ نہ حضرت شیر بیشۂ اہلسنّت کے حوالہ و دلائل کو جھٹلا سکا محض حوالہ نقل کرنے کا کیا فائدہ؟

عود الی المقصود میں ناکامی

مُصنّف مانچسٹروی کا ضمیر اتنا مُردہ ہوچکا ہے کہ تکفیر کے موضوع پر مختلف الخیال مولویوں، چوہدریوں، پیروں، لیڈروں،

ایڈیٹروں، شاعروں، ادیبوں، ڈاکٹروں کے بے مقصد و بے محل و بے ربط حوالے، جوڑ توڑ و تحریف و خیانت و بد دیانتی سے نقل کرنے کے بعد صفحہ ۱۷۵ پر مرے ہوئے دل سے مایوسی کے ساتھ تھکے ہوئے انداز میں، مگر ڈھٹائی اور بے شرمی سے اپنے آپ کو گویا خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے:-

"غیر جانبدار اُردو داں حضرات کی کافی شہادتیں آپ کے سامنے آ چکیں ان حضرات نے علماء دیوبند کو مسلمان سمجھا ان کی زیر بحث عبارات کا وہی معنی مراد سمجھے جو خود ان کے مولفین بیان کرتے تھے۔"[1]

حالانکہ بفضلہٖ تعالیٰ ہم نے دیانتداری اور حقیقت پسندی سے مُصنّف مانچسٹروی کے پیش کردہ حوالوں کا کھوکھلا پن ظاہر کر دیا اس کے جوڑ توڑ کا بھانڈا چوراہے میں پھوڑ دیا دجل و فریب کا راز طشت از بام کر دیا اس کی تمام کارستانیوں اور کتر بیونت کا دامن چاک کر کے رکھ دیا۔ ہر حوالہ میں اس کی ہیرا پھیری اور چکر بازی ظاہر کردی۔ ہمارے اس تحقیقی محاسبہ سے ثابت ہوگیا کہ مانچسٹروی صاحب نے:-

(۱) اپنے دیوبندی وہابی مولویوں کو سُنّی بریلوی بنا کر پیش کیا۔
(۲) سُنّی بریلوی علماء کی عبارات کے الفاظ میں کتر بیونت کر کے دھوکہ دیا۔
(۳) سُنّی بریلوی علماء و مشائخ کے حوالہ جات اپنے دیوبندی وہابی مصنفوں اور غیر ذمہ دار اہل قلم کی کتابوں سے دیئے اور اس انداز میں پیش

---

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۷۵؛

کئے جیسے یہ سُنّی بریلوی علماء مشائخ کی اپنی تصانیف کے حوالے ہیں۔

④ کچھ دیوبندی وہابی مولویوں کو مشائخ اور پیر طریقت بنا کر دھوکہ دیا گیا ___۔

⑤ بیشتر حوالہ جات ایسے لائے گئے جو فتاویٰ مبارکہ حسام الحرمین کے منظر عام پر آنے اور تکفیر کا حکم شرعی جاری ہونے سے پہلے کے ہیں۔

⑥ کچھ حوالے ایسے تھے کہ الزام اپنے قلم سے ثبوت اپنے گھر سے۔

⑦ کچھ حوالہ جات ایسے تھے کہ پہلے وہ لوگ کسی غلط فہمی سے اور موقف پر تھے ان کا پرانا موقف لکھ دیا گیا اور نیا موقف نظر انداز کر دیا گیا ___۔

⑧ کچھ حوالے ایسے تھے کہ گستاخانہ کتابیں اور کفریہ عبارات اور ان کے رد میں حسام الحرمین چھپنے سے پہلے کے ہیں۔

⑨ کچھ حوالے ایسے تھے کہ سوال گندم جواب چنا یا ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ کے مصداق قطعاً بے محل تھے۔

⑩ کچھ حوالہ جات ایسے تھے جس شخصیت کا نام عنوان کلام بنایا حوالہ اُن کے برعکس اور شخصیت کا تھا۔

⑪ اور بعض حوالے ایسے تھے کہ ان کے اکابر کے شدھی ہونے سے پہلے کے تھے۔

⑫ کچھ حوالہ جات ایسے غیر عالم حضرات کے تھے جو نہ مفتی تھے نہ فقیہہ تھے اور فتویٰ دینے کی اہلیت سے محروم تھے۔

الغرض نوع بنوع قسم کی جعلسازیوں سے کام لے کر مطالعہ بریلویت

کی کاغذی ناؤ بنائی اور خیالی پلاؤ پکائی گئی۔

الحمد للہ! ثم الحمد للہ کہ پیارے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ غوث و رضا کی برکت اور مشائخ سلسلہ کے فیض سے ہم نے ہر خیانت و بے ایمانی دجل و فریب کی دھجیاں بکھیر کر رکھدیں اور ثابت کر دیا کہ مصنف مانچسٹروی کی پیش کردہ شخصیات میں سے کسی نے بھی اکابر دیوبند کی گستاخانہ کفریہ عبارات کو عین ایمان و عین اسلام قرار نہیں دیا ان کے اپنے کسی مضمون میں براہ راست توہین و تکفیر کو جرم و قابل ملامت نہیں سمجھا گیا۔ مصنّف نے ریت کی جو دیوار کھڑی کی تھی خود مصنّف اس کے نیچے دب کر رہ گیا اور اس میں شرم و حیا ہوئی تو آئندہ ایسے پُرفریب و پُرخیانت حوالوں کا نام نہ لے گا۔

کانگریسی رہنما کیلئے جلسہ تعزیت کا الزام

مصنّف مطالعہ بریلویت ص ۱۷۶

پر ایک عنوان کانگریسی رہنما کے لیے جلسہ تعزیت اور ایک عنوان بریلی کے مدرسہ منظر الاسلام میں تعزیتی جلسہ قائم کر کے ایک ہی بات کو دو بار دو عنوان کے تحت لکھتا ہے:-

"جناب رفیع احمد قدوائی جو ملکی معاملات میں ہندوؤں کے ساتھ اتحاد کے زبردست حامی تھے اور مولانا ابوالکلام آزاد کے نہایت مخلص پیرو تھے ان کی وفات پر مولانا احمد رضا خاں کے مدرسہ بریلی میں اُن کے لیے جلسۂ تعزیت......"

اوراس کے ساتھ ہی دوسرے عنوان کے تحت رقمطراز ہے :-

"دارالعلوم منظرِ الاسلام محلہ سوداگراں کا ایک جلسہ ہوا جس میں ایک تعزیتی قرار داد میں کہا گیا کہ یہاں کے اساتذہ و طلباء و اراکین کمیٹی مدرسہ ہندوستان کے ہر دلعزیز وزیر غذا ملک و قوم کے مقتدر لیڈر مسٹر رفیع الدین قدوائی کے اچانک انتقال پر اپنے دلی تاثرات اور گہرے رنج والم کا اظہار کرتے ہیں ..... مرحوم کے واسطے دُعا مغفرت .. .... کرتے ہوتے دُعا گو ہیں"۔[1]

سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ اس الزام بدانجام کے ساتھ کوئی حوالہ نہیں نہ دارالعلوم منظرِ الاسلام بریلی شریف کی روئیداد کا حوالہ نہ بریلی شریف کے کسی روزنامہ اخبار یا ماہنامہ رسالہ کا حوالہ نہ کسی عام اخبارات میں ہند و پاکستان کے کسی اخبار کا سن اور تاریخ کے تعین کے ساتھ حوالہ لہٰذا یہ حوالہ حرامی ہے کسی دیوبندی مُلّاں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور جنم لیا ہے پھر اس مضمون کی ترتیب بھی بتا رہی ہے کہ یہ حوالہ ولد الحرام ہے کیونکہ پہلی سُرخی کے تحت مرنے والے کا نام رفیع احمد قدوائی لکھا ہے اور دوسرے عنوان کے تحت مرنے والے کو رفیع الدین قدوائی لکھا ہے اب خدا جانے ان دونوں میں سے کون مرا ہے یا دونوں ہی مر گئے اور دیوبندیوں کو جینے کا سہارا دے گئے کہ دیوبندی کانگریسی گاندھی کہلا کہلا کر تھک گئے تھے اب بریلویوں کو کانگریسی کے لیے تعزیت کرنیوالا

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۷۷۔

کہہ سکیں گے۔ ذرا دیکھئے یہ مضمون ہے جو سراسر بے ربط ہے۔

"دارالعلوم منظرِ الاسلام محلہ سوداگراں کا ایک جلسہ ہوا جس میں ایک تعزیتی قرار داد میں کہا گیا ہے کہ یہاں کے اساتذہ و طلباء اور اراکین کمیٹی مدرسہ ہندوستان کے ہر دلعزیز وزیر غذا ملک و قوم کے مقتدر لیڈر ..... کے اچانک انتقال پر اپنے دلی تاثرات اور گہرے رنج والم کا اظہار کرتے ہیں"۔[1]

اساتذہ میں کسی کا نام نہیں مہتمم کا نام نہیں اراکین کمیٹی کا نام نہیں جلسہ کی صدارت کس نے کی قرار داد کس نے پڑھی کس اخبار میں چھپی کچھ معلوم نہیں، معلوم ہوتا ہے کہ دیوبندیوں نے یہ خبر بہت جلدی میں تیار کی اور عدم معلومات کے سبب کچھ نہ لکھ سکے کہ مہتمم دارالعلوم کون اور صدر تعزیتی جلسہ کون تھے۔ اور پھر محلہ سوداگراں میں ایک جلسہ ہوا یا محلہ سوداگراں کا جلسہ ہوا۔ لکھا جا رہا ہے یہاں کے اساتذہ و طلباء اور اراکین کمیٹی ..... مقتدر لیڈر کے انتقال پر دلی تاثرات اور گہرے رنج والم کا اظہار کرتے ہیں۔

یعنی تعزیتی مضمون کی نہ دُم نہ سر ادب لغت و انشاء و املا سے اس من گھڑت ترتیب کو کچھ واسطہ ہی نہیں اور قرار داد میں استعمال کیے گئے الفاظ اہل بریلی کی زبان ہی نہیں لہٰذا ماننا پڑے گا کہ یہ قرار داد اوّل و آخر جھُوٹ ہے اور اس بے تُکی خبر کا حوالہ نہ اردو میں ہے

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۷۶۔

(اس مضمون کی تصحیح و نظر ثانی کے وقت مہتمم دارالعلوم منظر الاسلام
بریلی نے اس واقعہ کو اپنے مکتوب میں قطعی من گھڑت قرار دیا ہے)

دیوبندی مصنف کے اعلیٰ درجہ کے کذاب و مفتری ہونے کے
لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ حضرت مولانا محمد عمر صاحب اچھروی علیہ الرحمہ
کے متعلق لکھتا ہے کہ:-

"مولانا محمد عمر اچھروی سے کسی نے اس کا جواب پوچھا تو آپ
نے فرمایا وہ (قدوائی) وزیر خوراک تھے۔"[1]

مانچسٹروی کو چاہیے اس کذب صریح کو مسخرہ بن کر "کسی" کے پردے
میں نہ چھپائے اور اپنے اُس "کسی" پوچھا کا اتا پتا بتائے گواہ لائے۔

دوسرا کذب صریح یہ کہ بریڈفورڈ میں سعودی شاہ فیصل کے جلسۂ
تعزیت کے متعلق بعض بریلویوں نے مولانا ارشد القادری سے پوچھا تو
اُنہوں نے کہا:- قدوائی وزیرِ خوراک تھے اور شاہ فیصل شاہِ خوراک تھے۔[2]

ہم کذاب مانچسٹروی سے پوچھتے ہیں کہ کیا آپ اُن بعض بریلویوں
کے ساتھ ساتھ تھے جنہوں نے مولانا ارشد القادری سے فیصل کی تعزیت
کے متعلق پوچھا؟ یا آپ محض تماشہ کر رہے ہیں۔ علامہ ارشد القادری
مدظلہٗ نے اپنی زبان سے یہ لفظ کہے ہیں کہ شاہ فیصل شاہ خوراک تھا اور
مولانا محمد عمر اچھروی علیہ الرحمۃ نے کہا کہ قدوائی وزیرِ خوراک تھا۔ آپ

---

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۷۷ [2] ایضاً صفحہ ۱۷۸

یہ قسم دے کر یوں کہہ سکتے ہیں کہ ان دونوں بزرگوں نے یہ دونوں الفاظ
کہے ہیں، اگر میں مانچسٹروی خالد محمود غلط کہتا یا جھوٹ بولتا ہوں تو میری
(یعنی خالد محمود کی) بیوی پر تین طلاق۔ سچے ہو تو یہ اعلان کرو ورنہ ہم
جھوٹ بول کر تماشہ کرنے والا مداری سمجھیں گے۔ اور اسی قسم کے اعلان
طلاق سے یہ بھی کہو کہ میری صفحہ ۱۷۷ پر بکی ہوئی یہ بات صحیح اور سچ ہے کہ:

"بعض بریلویوں نے ..... کہا کہ شاہ فیصل سنہ (ندارد) میں
پاکستان گئے تو داتا صاحب کی نگری میں جاکر بریلوی ہو گئے تھے۔"

یا یہ بتاؤ کہ وہ بعض بریلوی کون تھے جو یہ کہہ رہے تھے؟

جھوٹے کی پہچان * ہر بات میں بہتان

ان تینوں باتوں کا بھی کوئی حوالہ و صفحہ نہیں دیا گیا۔ اور اس کے ساتھ
ہی انجمن تبلیغ الاسلام بریڈفورڈ برطانیہ کے اُن سُنّی بریلوی کارکنوں
اور عہدیداروں کی دستخطی مہری لیٹر پیڈ پر اُن کی تحریر بھی ارسال
کرو کہ وہ کون سُنّی بریلوی ہیں جنہوں نے شاہ فیصل کے لیے ایصالِ
ثواب اور تعزیت کا جلسہ کیا؟

گاندھی کے لیے دیوبندیوں کی قرآن خوانی

مانچسٹروی نے اہلسنت پر

کانگریسی قدوائی اور نجدی فیصل کیلئے جلسہ تعزیت کا الزام لگایا اب
دیوبندی کانگریسی مولویوں اور کانگریسی دیوبندی جمعیت العلماء ہند کا
فخریہ کارنامہ ملاحظہ ہو:-

"کان پور۔ ۳۰ جنوری آج مقامی تلک ہال میں کانگریس کی طرف سے مہاتما گاندھی کا یوم شہادت منایا گیا علاوہ دیگر کانگریسیوں کے قوم پرست مسلم کانگریسیوں نے بھی اپنے باپو کے غم میں حسبِ استطاعت شرکت کی جناب حافظ بعیت اللہ رکن (دیوبندی) جمعیت العلماء ہند اور حضرت بابا خضر محمد سابق سرپرست (دیوبندی) جمعیت العلماء ہند کانپور نے مہاتما گاندھی کی رُوح کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے قرآن کریم کی آیتیں اُن (گاندھی جی) کی تصویر کے سامنے بیٹھ کر پڑھیں اور اُن کی رُوح کو بخش دیں ایک طرف (ہندو) لوگ بھجن گا رہے تھے تو دوسری طرف جمعیت العلماء ہند کے کچھ ذمہ دار (دیوبندی) ارکان تلاوت قرآن مجید کر رہے تھے۔"[1]

مانچسٹروی جی اور دوسرے افترا پرداز دیوبندیوں گاندھیوں کی ضیافت طبع کے لیے فی الوقت یہ ایک حوالہ کافی ہے۔

بڑے پاکباز اور بڑے پاک طینت
جناب آپ کو کچھ ہم ہی جانتے ہیں

عرفان شریعت کا حوالہ

مصنف نے صفحہ ۱۷۹ پر سیدنا اعلیٰحضرت کی کتاب عرفان شریعت ص۳۹ سے بھی ایک حوالہ دے کر شادیانہ بجایا ہے مگر یہ عرفان شریعت کے فتویٰ

[1] اخبار سیاست کانپور یکم فروری ۱۹۵۷ء

کا اطلاق اُسی وقت ہو گا جب تم قدوائی اور فیصل کے لیے تعزیتی جلسوں کے بارے میں تین طلاق کا اعلان کر دو گے اور ان واقعات کا امر واقعی ہونا مستند حوالوں سے ثابت کر دو گے ورنہ عرفان شریعت کا حوالہ نہ مؤثر ہو گا نہ اطلاق کرے گا۔

اسی طرح مطالعہ بریلویت جلد اوّل صفحہ ۱۸۰ پر مولانا معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان کتاب تجلیات المعین ص۳۹ سے بھی مانچسٹروی اور اس کی قوم کے لیے سود مند نہیں کیونکہ لاعلمی و بے خبری کے اس بیان کے بعد مولانا سے سیدنا حجۃ الاسلام خلف اکبر اعلیٰحضرت قدس سرہما کی مصالحت ہو گئی تھی اور حضرت ممدوح نے تکفیر کے حکم شرعی پر دستخط فرما کر سابقہ اقوال سے رجوع فرما لیا تھا جس کا حوالہ گذر چکا ہے۔

خداوند عرب

مصنف ایک حوالہ ملفوظات اعلیٰحضرت حصہ اوّل کا یہ دیا کہ: حضور علیہ السلام کو خداوند عرب کہہ سکتے ہیں: خداوند کا معنیٰ ہے صاحب۔ آقا[1]

تو خداوند عرب کا معنیٰ ہوا عرب کے آقا۔ ہم تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آقائے دو جہاں مانتے ہیں اس معنی کے اعتبار سے اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے لکھا ہے کہ خداوند عرب کے معنی مالک عرب ہے۔ بتائیے اس میں کونسی شرعی قباحت ہے؟

[1] فیروز اللغات صفحہ ۲۹۴

شوقِ تکفیر کا سیاسی جائزہ

مُصنّف نے خود کو ایک مقتدر
مُصنّف ثابت کرنے کے لیے خود
اپنے اور اپنے فرقہ کے دوسرے چھوٹے بڑے مولویوں کے رسائل اس کتاب
میں جمع کر دیئے ہیں اور ایک رسالہ شوقِ تکفیر کا سیاسی جائزہ بھی اسی کتاب
میں مدغم کر دیا ہے۔ یہ بے چارہ کیا جائزہ لے سکتا ہے شوقِ توہین، شوقِ
تنقیص کا جائزہ تو لے نہ سکا مُصنّف کو شوقِ تکفیر سے پہلے شوقِ
توہین کا جائزہ لینا چاہیے تھا ذیلی عنوان ہے تکفیرِ ملّت کی المناک
داستان، کاش کہ مُصنّف۔ کے دِل میں دین و ایمان کی کوئی رمق باقی ہوتی
تو وہ تکفیر کی داستان . بل توہین و تنقیص کی داستان بیان کرتا۔ مُصنّف نے
صفحہ ۸۰ تک اُلٹے سیدھے حوالے دے کر سر توڑ مغز پھوڑ کوشش سے یہ
ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ تمام قسم کے رہنما بلکہ پُوری دُنیا اکابر دیوبند
کی تکفیر کے خلاف ہے، لیکن وہ اپنے اس دعویٰ کی تکذیب کرتا ہوا خود
ہی لکھتا ہے صفحہ ۸۲ جس کا صفحہ نمبر ذہنی پریشانی کے سبب نہ لگا
سکا پر ذیلی شعر لکھتا ہے ؎

تم جس کے بتائے ہوتے رستوں پہ چلے ہو
اس نعرۂ تکفیر کی اب ہر سو وبا ہے

ذہن میں بسی ہوئی عادت و فطرت سے تکفیر کو وبا تو کہہ دیا مگر
بہر حال یہ ضرور تسلیم کرنا پڑا کہ تکفیر کی وبا اب ہر سُو ہے یعنی ہر طرف دُنیائے اسلام
توہین کرنے والے اکابر دیوبند کی تکفیر کر رہے ہیں گویا کہ تکفیر پر دُنیائے اسلام

کا اجماع و اتفاق ہو چکا ہے اور اب تک جوڑ توڑ کر کے جو حوالے مُصنّف دیتا
رہا ہے وہ اس کے دجل کے آئینہ دار ہیں۔

شعر و شاعری سے مصنّف اپنی شعلہ بیانی سے مشاعرہ کا سا رنگ نہ
جما سکا اس کا خیال تھا کہ ایک دو شعر لکھ دوں تاکہ مشاعرہ کی طرح داد
ملے اور میری واہ واہ ہو جاتے اور مکرّر مکرّر کی دلنواز صدائیں ہر طرف
سے بلند ہوں اور یہ خود سر بلند ہو مگر شعر بھی ایسے بے جان بے رُوح جیسے
مرتکبین توہین کی تکفیر پر رو رو کر مرثیہ پڑھ کر شام غریباں منا رہا ہو۔

قارئین کرام! یقین کریں گے کہ یہ شخص مخبوط الحواس ہو چکا ہے
اس کا دماغ جگہ چھوڑ چکا ہے یا دماغ سے عقل رُخصت ہو گئی ورنہ دماغ
میں دیوبند ضرور ہے وہ اس کو صحیح نہیں سُوجھنے دیتا۔ صفحہ ۱۸۳ پر عنوان
ہے۔ ”بریلویوں کے شوقِ تکفیر کا سیاسی جائزہ اور پھر صفحہ ۱۸۴ پر تحریک
تکفیر کا سیاسی جائزہ کا عنوان ہے۔ ایک ہی بات کو سیاسی جائزہ سیاسی
جائزہ کہہ کر سیاسی رنگ میں ڈھالنا چاہا ہے اگر فی الواقع مُصنّف اتنا
وسیع النظر اور بیدار مغز سیاستدان ہوتا تو کم از کم اقوام متحدہ کا سیکرٹری جنرل
ضرور ہوتا۔ صہ۱۸۳ و صہ۱۸۴ پر اپنے زخمی دل پر پھالے رکھنے والی ایک
ڈانواں ڈول سی تمہید باندھی ہے الفاظ کے چکر میں اس بُری طرح اُلجھ
کر رہ گیا ہے کہ کچھ پتہ نہیں چلتا کہ یہ مفکّر نجد سمجھانا کیا چاہتا ہے اور
اپنے قارئین کو کہاں پہنچانا چاہتا ہے ٹامکنے ٹوٹے لگاتا ہوا ایسے عقل شکن
نتائج اخذ کرے گا جو دُنیا میں کوئی بھی نہ کر سکے یقین جانیے مولوی اشرفعلی

تھانوی دیوبندی نے سچ کہا تھا کہ "چھنٹ چھنٹ کر تمام احمق میرے حصے میں آگئے"۔ [۱]

اور اسی تھانوی صاحب نے یہ بھی سچ کہا تھا "جو کسی کو نہ سوجھتی تھی وہ ہمیں سوجھتی تھی"۔ ملخصاً [۲]

واقعی یہ بات حق ہے تھانوی کے حصہ میں آتے ہوتے احمقوں میں سے ایک سکہ بند احمق مصنف مانچسٹروی بھی ہے اور واقعی جو اس کو سوجھتی ہے وہ کسی کو نہیں سوجھتی یہ اسی کا خاصہ ہے تمہیدی کلمات میں ایسا اُلجھا کہ اپنا مقصد بھی نہ بتا سکا کہ اس جال اور پھندے کا مقصد کیا ہے۔ مگر جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے صفحہ ۸۳ پر بہر حال یہ ضرور ماننا پڑا "افسوس کہ بہت سے نادان دوست مولانا احمد رضا کی ہاں میں ہاں ملا کر تفرقے کی آگ میں جل رہے ہیں حالات کا رُخ اس (مولانا احمد رضا) کی طرف کیسے ہوگیا۔"

اس عبارت و ان الفاظ سے ثابت ہوا مسئلہ تکفیر میں مولانا احمد رضا خاں تنہا نہیں ہیں دیوبندیوں کے بہت سے دوست بھی مسئلہ تکفیر میں اُن کے ہمنوا ہیں اور بحمدہٖ تعالیٰ ان کے خلوص ان کی دیانت انکی فراست ان کی بالغ نظری کے باعث حالات کا رُخ اُن کے حق میں ہے جبھی تو پاک وہند کے چپے چپے اور دُنیا بھر کے ۲۲ سے زیادہ

---

[۱] الافاضات الیومیہ جلد اوّل ص ۲۴۰ [۲] ایضاً جلد ۴ صفحہ ۲۳۰۔

ملکوں میں ان کا عُرس سراپا قدس اور یوم رضا منایا جاتا ہے کروڑوں کی تعداد میں ان کا ترجمہ قرآن مجید کنز الایمان دُنیا کے ہر حصّہ میں پہنچ چکا ہے۔ سات زبانوں میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ مشرق و مغرب کے بیشتر ممالک کی فضا اُن کے دلنواز روح پرور سلام

ے مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

سے گونج رہی ہے اور اب دیوبندی بھی کان کٹوا کر عید میلاد النبی کی سرکاری تقریبات میں یہ کہہ کر شامل ہونے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہمارا بھی حق ہے ہمارا بھی حصّہ ہے ہم بھی اس مُلک کے باشندے ہیں اور پھر اگر موقع مل جاتا ہے تو بریلویوں کی بولی میں بولی ملا کر دھوکہ دینے کے لیے ویسا ہی میلاد نما واعظ کرتے بلند آواز سے درود شریف پڑھواتے ہیں نعرۂ تکبیر نعرۂ رسالت یا رسول اللہ کے وقت ذرا زیرِ لب ندامت کی ہنسی ہنس دیتے ہیں اور پھر میلاد و فاتحہ کی مٹھائی بھی وصول کرتے ہیں۔ لائین میں کھڑے ہو کر حُسنِ قرأت حُسنِ نعت کا انعام بھی وصول کرتے ہیں۔ البتہ صلوٰۃ وسلام کے وقت اسٹیج سے کود کود کر بھاگ جاتے ہیں۔ اور کھل جائیں گے دو چار ملاقاتوں میں، مگر ان کا یہ میلاد پڑھنا اور عید میلاد کی تقریبات میں شامل ہونا دکھاوے کے لیے اور دُنیا کے لیے ہے اور اب تو بریلویت کے سانچے میں اتنا ڈھلتے جا رہے ہیں کہ بریلویوں کے انداز میں یوم صدیق اکبر

یوم فاروق اعظم وغیرہ بھی مناتے ہیں اور عید میلاد کی طرز پر جلسہ وجلوس کا اہتمام بھی ان حضرات کی ا تاریخ وصال کے موقعہ پر کرتے ہیں اور محمود الحسن دیوبندی اور شبیر احمد عثمانی عطاء اللہ بخاری کے یوم بھی سج دھج سے مناتے ہیں۔ یہ سب بریلویت ہے بلکہ اب تو اگر کوئی دیوبندی مرتا ہے یا کوئی دُنیادار رئیس آدمی مرتا ہے تو اپنی مسجدوں میں دیوبندی ذوق وشوق سے اس کا تیجا شریف بھی کرتے ہیں اور تیجا کے ختم کا اعلان ان کی مسجدوں سے ہوتا ہے کہ فلاں صاحب کی تیجا کے ختم میں شامل ہوکر ثوابِ دارین حاصل کریں اور چہلم کے ختم میں تو بڑی ہی حُسنِ عقیدت سے شمولیت کرتے ہیں بشرطیکہ کسی بڑے زمیندار بڑے صنعت کار کسی ایم این اے۔ ایم پی اے یا چیئرمین کا ختم چہلم ہو، کوئی مضائقہ نہیں سامنے رکھ کر ختم شریف پڑھا جائے اور خوب ٹھوک بھر کر آتے ہیں۔ یہاں کے دیوبندی وہابی اپنے پُرانے اور ڈھیٹ کاگ متعصب دیوبندیوں کے سامنے یہ تاویل کرتے ہیں کہ ہم تو ان کے ختموں چہلموں اور تیجوں میں اپنے فرقہ کی تبلیغ واشاعت کرنے جاتے ہیں کیا ہمیں مدرسے نہیں چلانے؟ اگر ہم نہ گئے تو سب بریلوی ہی کھا جائیں گے۔ کیا ہم زاغ معروفہ پر ہی انحصار وقناعت کرنے کے لیے پیدا ہوتے تھے؟ بہرحال صفحہ ۱۸۳ پر مصنّف نے یہ سچ کہا کہ رُخ اس طرف (یعنی بریلویوں کے حق میں) کیسے ہوگیا۔ ہم مصنّف کی بہتری کے لیے استدعا کریں گے اس سوچ اور تجسّس میں نہ پڑنا ورنہ دماغ خشک ہوکر دیمک

لگ جائے گی ——۔

خلافتِ عثمانیہ کا زوال

کے زیرِ عنوان مصنّف مانچسٹروی صفحہ ۱۸۴ پر خلافتِ عثمانیہ کے زوال کا ایک لمبا چوڑا نقشہ کھینچتا ہوا لکھتا ہے:۔

”گولڑہ کے مولانا فیض احمد لکھتے ہیں عوام اور سیاسی لیڈروں کے علاوہ فرنگی محل ندوہ دیوبند تونسہ شریف اور سیال شریف وغیرہ دینی اور رُوحانی مراکز کے علماء اور مشائخ بھی خلافت عثمانیہ کے تحفظ پر کمربستہ ہوگئے حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ (پیر مہر علی شاہ صاحب) کے بعض اصحاب مثلاً حضرت مولانا غلام محمد گھوٹوی شیخ الجامعہ بہاولپور۔ مولانا برکت علی پروفیسر اسلامیہ کالج پشاور۔ حکیم شمس الدین وزیرآباد اور سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری امرتسری وغیرہ نے بھی اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا[1]“

مُصنّف مانچسٹروی کی یہاں شیطانی رگ پھڑکی ایک تو اس موضوع کا ایک اہم حصّہ چھوڑ گیا دوسرا ایک دم اعلحضرت مولانا احمد رضا خان صاحب کے ”خلافتِ“ عثمانیہ ترکی کے اہم شرعی دینی موقف پر اپنی جہالت کی دھول برسانے لگا لکھتا ہے:۔

”مولانا احمد رضا خاں نے فتویٰ دیا کہ ترک شرعاً خلافت کے اہل نہیں۔ ۔ ۔ ۔ اس ایک آواز کے سوا کوئی آواز انگریزوں کے حق میں

ا مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۸۵ بحوالہ مہر منیر صفحہ ۲۶۸ ؎

نہ تھی مولانا احمد رضا خاں نے دوام العیش لکھی اور ثابت کیا کہ خلافت (شرعی) ترکوں کا حق نہیں صرف قریش کا حق ہے"۔ ؎۱

ہم پوچھتے ہیں جناب! آپ تو آج پیدا ہوئے ہیں جب سیّدنا امام اہلسنّت سرکار اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرّہٗ نے دوام العیش فی الائمۃ من القریش لکھی تھی تو اُس وقت مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، رشید احمد گنگوہی، اشرف علی تھانوی، کفایت اللہ دہلوی، محمود الحسن دیوبندی، انور کاشمیری، مفتی عزیز الرحمٰن وغیرہ تو مر کر مٹی میں نہیں مل گئے تھے انہوں نے دوام العیش فی الائمۃ من القریش کا کیا جواب دیا وہ جواب کہاں ہے؟ کہہ دو بول اُٹھو چیخ پڑو کہ مذکورہ بالا اکابر دیوبند بھی در پردہ مولانا احمد رضا خاں سے ساز باز کر کے انگریز کے ہاتھ مضبوط کر رہے تھے۔ اِن اکابر دیوبند کی خاموشی انگریزوں کے لیے تقویت کا باعث بنی۔ مانچسٹر وی جی تمہیں کیا پتہ کہ خلافتِ شرعی کیا ہوتی ہے؟ ذرا ہمت کرو دوام العیش کا مفصل و جامع جواب تم ہی لکھ دو ہوائیاں نہ اُڑاؤ دلائل سے بات کرو۔

مصنّف نے اپنے اندھے پن سے یہ بھی لکھا ہے کہ (مولانا احمد رضا خاں کی) "اس ایک آواز کے سوا کوئی آواز انگریزوں کے حق میں نہ تھی"۔

جناب آپ کور چشم مادر زاد اندھے ہیں یا بدترین خائن ہیں ابھی ابھی جس مہر منیر ص۲۶۸ کا تم نے حوالہ دیا اسی صفحہ ۲۶۸ پر آپ کے

؎۱ مطالعہ بریلویت جلد اوّل صفحہ ۱۸۵۔

پیش کردہ حوالہ کے صرف عنوان کی ایک سطر بعد صاف صاف لکھا ہے:

"حضرت قبلہ عالم (پیر صاحب گولڑوی) قدس سرہٗ اور بعض دیگر علمائے راسخین مثلاً حضرت سیّد دیدار علی شاہ لاہوری جناب مولوی محمد علی مونگیری صوبہ بہار کے علاوہ مولوی اشرف علی تھانوی جو ہر مسئلہ کو خالص شرعی نقطہ نظر سے دیکھنے کے عادی تھے ترکی سلطنت کو اسلامی خلافت (شرعیہ) کا درجہ نہیں دیتے تھے تاہم اِن حضرات کی مکمل ہمدردی اس وقت تک ترکوں کے ساتھ رہی جب تک ان کی انقلاب پسند جماعت نے بر سر اقتدار آ کر اس بات کا اعلان نہ کر دیا کہ ہماری حکومت کا کوئی مذہب نہیں"۔ (مہر منیر صفحہ ۲۶۸)

اب تو آپ کے بھی نزدیک مستند اور معتبر ترین کتاب مہر منیر سے ہم نے ثابت کر دیا ترکی کو اسلامی خلافت شرعیہ کا درجہ نہ دینے والے صرف ایک اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں نہ تھے بلکہ خود حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی حضرت مولانا علامہ سیّد محمد دیدار علی شاہ لاہوری مولوی محمد علی مونگیری اور علماء بہار اور خود دیوبندی حکیم الاُمّت مولوی اشرف علی تھانوی بھی اس مسئلہ میں امام اہلسنّت اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے ہمنوا ہم فکر و ہم زبان تھے یہ سب حضرات بھی ترکی کو خلافتِ شرعیہ اسلامیہ کا درجہ نہ دیتے تھے اور یہ بھی مہر منیر سے ثابت ہو گیا کہ:۔

"تاہم ان حضرات کی مکمل ہمدردی ترکوں کے ساتھ رہی جب تک کہ انقلاب پسند بر سر اقتدار جماعت نے حکومت پر قبضہ کر کے اس بات

کا اعلان نہ کر دیا کہ حکومت ترکی کا کوئی مذہب نہیں"۔

اب بولو ؏ کیا بنے بات جہاں بات بنائی نہ بنے

بس حیاء ہوئی تو اتنا ہی کافی ہے ورنہ ہم پوری تیاری دلائل وشواہد وحقائق کے انبار کے ساتھ پھر حاضر ہیں ؏

اپنے قبضہ میں ہیں اس خطّہ کے چاروں سرحد

خرمن توہین پر حسام الحرمین کی بجلیاں گرانا اپنا بھی وظیفہ و ورد ہے۔

ترکوں سے آل سعود تک مانچسٹروی کی لمبی چھلانگ

ترکوں کو ناکام ہوتے دیکھ کر حرمین طیبین پر وحشی وگستاخ نجدیوں کے قبضہ کے بعد اپنے لیے جگہ بنانے اور اے کلاس حاصل کرنے کے لیے استنبول سے نجد تک کی مصنّف نے لمبی چھلانگ لگائی لکھتا ہے:۔

"ترک ناکام ہوتے تو ملک عبدالعزیز بن سعود نے شریف مکّہ کو بھی نہ چلنے دیا ملک عبدالعزیز کے اس عمل سے انگریزوں کا یہ پروگرام کہ کسی طرح حجاز بھی اُن کے زیرِ نگیں ہو جاتے عمل میں نہ آسکا آلِ سعود نے آگے بڑھ کر وہ زنجیر کاٹ دی جو انگریز حجاز کے گرد باندھنا چاہتا تھا کہ اب انگریزوں کے ہاتھ میں یہی تھا کہ آلِ سعود کو ہندوستان اور مسلم ممالک میں مذہبی بنیادوں پر بدنام کیا جاتے"۔[1]

ہم کہتے ہیں اور یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت واقعی ہے کہ مصنّف

[1] مطالعہ بریلویت جلد اوّل صفحہ ۱۸۶؎

مانچسٹروی کو تاریخ سے کچھ مس ہی نہیں حد یہ کہ وہ دیوبند کی تاریخ کو بھی مسخ کرنے کے درپئے ہے یا مکاری سے پردہ ڈال رہا ہے۔ یہ ایک ایسا بے اصُولا شخص ہے کہ جو دِل میں آتا ہے اُلٹا سیدھا دھر گھسیٹتا ہے سعودیوں نجدیوں کے بارہ میں اسے اپنے اکابر دیوبند کا کچھ پاس ولحاظ نہ تاریخی حقائق سے اس کو کوئی غرض ابھی دو ورق پہلے ترکوں کے غم سے نڈھال تھا ترکوں کی ناکامی کے بعد یکایک نجدیوں سعودیوں کا حامی و وفادار و نمک خوار بن گیا۔

حالانکہ نجد وحجاز کی مستند تاریخ تو یہ بتاتی ہے کہ سعودی نجدی تو خود انگریزوں کی تائید وحمایت سے انگریزی مفاد برطانوی اغراض کے لیے حجازِ مقدس پر قابض ہوتے تھے اور حرمین شریفین پر انگریزوں نے عالمِ اسلام کے خلاف سازش کر کے سعودیوں کو مسلط کیا تھا مصنّف مانچسٹروی اور کچھ نہیں تو اپنے دیوبندی مولوی بہاء الحق قاسمی امرتسری کی کتاب نجدی تحریک پر ایک نظر دیکھ لیتا مگر دیکھتا تو جب اسے حق قبول کرنا ہوتا۔ حق قبول کرنے سے سعودی ریالوں سے دُور ہو جاتا اور فاصلے بڑھ جاتے۔ بہر حال ہم واضح کر دینا چاہتے اور اس کا نقد ثبوت پیش کرتے ہیں اسوقت ہم سر دست برطانیہ سے معاہدۂ سازش کی سات اہم دستاویزات میں صرف دفعہ چہارم پیش کرتے ہیں۔

ابن سعود اور انگریزوں کا معاہدہ

کے زیرِ عنوان:۔

دفعہ چہارم:۔

"ابن سعود عہد کرتا ہے کہ وہ اس عہد سے پھرے گا نہیں اور وہ ممالک مذکورہ یا اس کے کسی حصہ کو حکومت برطانیہ سے مشورہ کیے بغیر بیچنے رہن رکھنے۔ مستاجری یا کسی قسم کے تصرف کرنے کا مجاز نہ ہوگا اس (ابن سعود) کو اس امر کا اختیار نہ ہوگا کہ کسی حکومت یا کسی حکومت کی رعایا کو برطانیہ کی مرضی کے خلاف ممالک مذکورہ بالا (نجد و حجاز وغیرہ) قطیف۔ احساء۔ جلیل خلیج فارس کے ملحقہ مقامات) میں کوئی رعایت یا لائسنس دے ابن سعود وعدہ کرتا ہے کہ وہ حکومت برطانیہ کے ارشاد کی تعمیل کرے گا اور اس میں اس امر کی قید نہیں ہے کہ وہ ارشاد اس کے مفاد کے خلاف ہو یا موافق۔"

مہر و دستخط عبد العزیز السعود مورخہ ۱۸ صفر ۱۳۳۴ھ ۲۶ نومبر ۱۹۱۵ء

دستخط بی ایڈ کاکس وکیل معاہدہ ہذا و نمائندہ برطانیہ خلیج فارس۔

دستخط چیمسفورڈ نائب ملک معظم و وائسرائے ہند۔

دستخط اے ایچ گرانٹ سیکرٹری ۱۸ مئی ۱۹۱۶ء۔

ماخوذ از دیوبندی کتاب نجدی تحریک پر ایک نظر صفحہ ۱۴۔۱۵ مصنفہ مولوی بہاء الحق قاسمی دیوبندی۔

یہ ہے صاف و صریح واضح اور غیر مبہم حوالہ جس میں مانچسٹروی کی طرح نہ کوئی جوڑ توڑ نہ کھینچا تانی نہ ہی کوئی معنی و مطلب اپنی طرف سے اخذ کیا گیا۔ اس قسم کے سینکڑوں حوالہ جات نقد پیش کیے جا سکتے ہیں اور کریں گے۔ اب پتہ چلا کہ یہ چور بار بار انگریزوں اور برطانیہ کا رونا کیوں

رو رہا تھا دوسروں کو انگریزوں کا ایجنٹ کہہ کر اپنی اور اپنے اکابر کی بد اعمالیوں اور گھناؤنے کردار پر پردہ ڈال رہا تھا جیسے اس دورِ جدید میں چور چوری کرتے پکڑا جائے تو خود بھی شور مچاتا ہے چور چور چور کو پکڑو حالانکہ خود چور ہوتا ہے۔ یہی حال مانچسٹروی کا ہے۔ انگریزوں کا جدی پشتی پٹھو اور ایجنٹ ہو کر ڈھٹائی سے دوسروں پر یہ الزام پھینک رہا ہے۔ اسی ضمن میں مصنف نے اپنی خرافات کا لطف دوبالا کرنے کے لیے ظفر علیخاں ایڈیٹر زمیندار کا یہ شعر بھی نجدیوں سعودیوں کی حمایت میں تلاوت کیا ہے ؎

کاٹ دی کیوں نجد کے خنجر نے زنجیرِ حجاز
یہ وہ سنگین جرم ہے جو ہو نہیں سکتا معاف!

معاف کرنا مانچسٹروی صاحب آپ نے تو شعر کا حوالہ نہیں دیا، مگر آپ کی اور آلِ سعود کی ضیافت طبع کے لیے ظفر علیخاں کا آپ سے بھی بڑھ کر حقیقت افروز شعر نذر کرتے ہیں گر قبول افتد زہے عز و شرف۔ ظفر علیخاں ایڈیٹر زمیندار ابن سعود اور آل سعود کے بخیے اُدھیڑتے ہوئے لکھتے ہیں:

؎ ابن سعود کیا ہے فقط اک حرم فروش
برطانیہ کی زلف گرہ گیر کا اسیر
اسلامیوں پر اس نے برسوائی گولیاں
پھر کیوں نہ کشتنی ہو زمیندار کا مدیر [1]

[1] نگارستان صفحہ ۲۵۲ ؂

واقعی ظفر علیخاں نے ابن سعود کی حرم فروشی بدست برطانیہ کی دلنشین منظر کشی کا حق ادا کر دیا در حقیقت یہ شعر برطانیہ سے معاہدہ کی دفعہ چہارم کا نظم میں ترجمہ ہے۔ مولوی ظفر علیخاں مانچسٹروی کے آقائے نعمت ابن سعود کو اک حرم فروش سے زیادہ حیثیت و وقعت دینے کو تیار نہیں۔

اور سنئیے مانچسٹروی صاحب آپ کے بابائے صحافت ظفر علی خان نے یہ لرزہ خیز انکشاف بھی کیا تھا:۔

ترکوں کی ناکہ بندی میں (انگریزوں کو) معقول مدد دینے پر شاہِ نجد ابن سعود کو ساٹھ ہزار پونڈ سالانہ رشوت سے بھی فیض یاب کیا تھا۔"[1]

ع جناب آپ کو کچھ ہم ہی جانتے ہیں

حیاء اور غیرت ہو تو جوڑ توڑ کی بجائے ایسے بے غبار حوالے لایا کرو اور کمال یہ کہ یہ آپ کے گھر کی شہادتیں اور اکابر دیو بند کے اقوال ہیں۔

آلِ سعود

صفحہ ۸۶ پر ایک سرخی میں آل سعود کا نام اس عزت و احترام اور حسن عقیدت سے لکھا ہے کہ جیسے آلِ سعود، آلِ رسول ہیں یا آلِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح قابلِ قدر و قابلِ احترام ہیں۔

علامہ شامی انگریزی پراپیگنڈہ کا شکار

حسب عادت و حسبِ فطرت مانچسٹروی صاحب حقیقت و واقفیت کا چہرہ مسخ کر کے نجدی سعودی بد عقیدگی

[1] زمیندار لاہور ۱۲ فروری ۱۹۲۲ء صفحہ اول۔

اور انگریز پرستی و انگریز دوستی میں نیا رنگ بھرتے ہوئے لکھتا ہے اور سارے کے سارے ناقابلِ فراموش شواہد کو دریا برد کر دیتا ہے اور لکھتا ہے:

"آلِ سعود کے خلاف زبردست پروپیگنڈہ کیا گیا..... حضرت علامہ ابن عابدین شامی بلند پایہ فقیہہ اور محدث تھے لیکن مؤرخ نہ تھے (مؤرخ آج مانچسٹر میں پیدا ہوا ہے۔ رضوی) مؤرخ اور سیاست دان نہ تھے ان کی اطلاعات زیادہ تر محمد علی پاشا (فرمانروائے ترکی) کے حلقۂ اثر سے آتی تھیں آپ نے بھی ان اطلاعات کی بناء پر سعودیوں کو خوارج کے ہم مسلک سمجھ لیا..... اور رد المختار باب البغاۃ میں شیخ محمد بن عبد الوہاب کی طرف جو عقیدے منسوب کئے گئے ہیں وہ شیخ محمد بن عبد الوہاب اور اُن کے صاحبزادوں کی کتابوں میں ان کا کوئی پتہ نہیں ملتا"۔.....[1]!

دریافت طلب امر یہ ہے کہ پہلے تو یہ سابقہ اوراق میں امیر ترکی کو خلافت کا حقدار اور خلیفہ شرعی قرار دینے پر تلا ہوا تھا اور خلافت شرعیہ کو ترکوں کا حق سمجھتا تھا اور محمد علی پاشا بھی اس کے نزدیک خلیفہ اسلام تھا اب یہ سعودیوں کی اندھی عقیدت و اندھی محبت میں اپنی خلافت اسلامیہ خلافت شرعیہ کو بھی ٹھکرا رہا ہے اور بزعم خود یہ تاثرات دے رہا ہے کہ خلیفہ اسلام محمد علی پاشا کی اطلاعات جھوٹ کا پلندہ اور مبنی بر کذب و افتراء ہوتی تھیں اور علامہ ابن عابدین شامی انگریزی سازش اور خلافت شرعیہ ترکیہ کی خیانت کو نہ سمجھ

[1] مطالعہ بریلویت جلد اول صفحہ ۱۸۷۔

سکے انہیں اُسی زمانہ اور اُسی علاقہ میں رہتے ہوئے کچھ پتہ نہ چلا کہ انگریز ترکی کے ساتھ مل کر سازش کر رہا ہے اور ترک خلیفہ اسلام محمد علی پاشا انگریزوں کی شہ پر مقدس و متبرک آلِ سعود کے خلاف علامہ ابن عابدین شامی کو غلط اور جھوٹی اطلاعات فراہم کر رہا ہے۔

دروغ گو را حافظہ نباشد

ابھی چند صفحات پیچھے تک تو انگریز خلافتِ عثمانیہ ترکیہ کو مٹانا چاہتے تھے کا ڈھنڈورہ پیٹتا رہا ہے اور اب انگریز گورنمنٹ میں ترکیوں کے دوست و حلیف بن کر سعودیوں وہابیوں کے خلاف ہو گئے ــــــ

انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے ہیں۔ جھوٹے آدمی کا حافظہ نہیں ہوتا۔ کیا مُصنّف مانچسٹروی اپنے سوا ساری دُنیا کو بے وقوف سمجھتا ہے۔ کیا جھوٹا آدمی بھی خلیفہ اسلام ہو سکتا ہے ؟ کیا اسی کا نام خلافتِ شرعیہ ہے جس کو جھوٹا سمجھو اسی کو خلافتِ شرعیہ پیش کر دو ؟

معاذ اللہ علامہ شامی بھی جھوٹے اور افتراء پرداز

نجدیوں، وہابیوں، اور سعودیوں کی اندھی محبت سے مخمور ہو کر مُصنّف مانچسٹروی لکھتا ہے کہ:

"ردّ المختار باب البغاۃ میں شیخ محمد بن عبدالوہاب کی طرف (علامہ شامی نے) جو عقیدے منسوب کئے ہیں شیخ محمد بن عبدالوہاب اور ان کے صاحبزادوں کی کتابوں میں ان کا کوئی پتہ نہیں ملتا۔" [1]

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۸۷ ؛

مانچسٹروی صاحب اگر آپ کو پتہ نہیں ملتا تو ہم سے پُوچھ لیں ہم پتہ دیں گے اور تمہیں پتہ چل جائے گا ہم پر اعتبار نہ ہو تو پھر مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی سے پُوچھ لیں وہ اکیلے نہیں بلکہ اپنی پُوری کمپنی جس میں مولوی محمود الحسن دیوبندی شیخ الہند۔ مولوی احمد حسن امروہوی۔ دیوبندی مفتی اعظم مولوی عزیز الرحمٰن۔ مولوی محمد احمد مہتمم مدرسہ دیوبند۔ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی مُصنّف تذکرۃ الرشید۔ مولوی مسعود احمد گنگوہی ابن مولوی رشید احمد گنگوہی۔ مفتی کفایت اللہ دہلوی سابق صدر جمعیت العلماء ہند جیسے چوٹی کے اکابر دیوبند شامل ہیں کی تائید و تصدیق سے لکھتے ہیں: ــــــ

"ہمارے (یعنی اکابر دیوبند کے) نزدیک اس (ابن عبدالوہاب نجدی) کا حکم وہی ہے جو (علامہ ابن عابدین شامی) صاحب درمختار نے فرمایا:

(۱) جنہوں نے امام پر چڑھائی کی ۔

(۲) جو قتال کو واجب کرتی ہے ۔

(۳) یہ (نجدی) لوگ ہمارے جان و مال کو حلال سمجھتے ہیں ۔

(۴) ہماری عورتوں کو قیدی بناتے ہیں۔

(۵) ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مُسلمان ہیں جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے ۔

(۶) انہوں نے اہلسنّت اور علماء اہلسنّت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا۔" ملخصاً۔ [1]

[1] المہند صفحہ ۱۰ ؛

لیجئے جناب یہ حضرات تو انگریزوں کی سازش اور محمد علی پاشا امیر ترکی کے پراپیگنڈہ کا شکار نہیں ہوتے تھے اور اس فہرست میں کم ازکم دو حضرات اسیر مالٹا محمود الحسن اور کفایت اللہ دہلوی تو تمہارے نزدیک اعلیٰ درجہ اور بلند پایہ کے سیاست دان اور مؤرخ بھی تھے۔ بلکہ اس مضمون کی ابتداء میں بالکل وہی کچھ کہا گیا ہے جو حضرت علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ نے فرمایا:۔

"خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی"۔[1]

اگر سیاست دان اور مؤرخ کی بات زیادہ مستند و معتبر ہوتی ہے۔ تو صدر جمعیت العلماء ہند صدر دیوبند مولوی حسین احمد حاضر ہیں وہ بھی بدیں الفاظ شہادت دیتے ہیں۔

"صاحبو! محمد بن عبدالوہاب نجدی۔۔۔۔ عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس نے اہل سنت وجماعت سے قتل وقتال کیا۔۔۔۔ ان کے اموال کو غنیمت کا مال سمجھا گیا سلف صالحین اور متبعین کی شان میں نہایت گستاخی و بے ادبی کے الفاظ استعمال کیے۔۔۔۔ الغرض وہ ایک ظالم و باغی خونخوار فاسق شخص تھا"۔[2]

"شانِ نبوت و حضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو

۱؎ المہند صفحہ ۔ ۲؎ الشہاب الثاقب صفحہ ۴۲

مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں"۔[1]

لیجئے صاحب! یہ صاحب تو مورخ اور سیاست دان تھے۔

مولوی محمد انور کاشمیری

جو دیوبندیوں کے ہاں امام اعظم ابو حنیفہ سے بڑھ کر عالم اور محدث ہیں (خدام الدین لاہور) وہ لکھتے ہیں:۔

"اما محمد بن عبدالوہاب النجدی فانہ کان رجلا بلیداً قلیل العلم فکان یشارع الی الحکم بالکفر۔ یعنی محمد بن عبدالوہاب نجدی ایک کم علم کم فہم انسان تھا اس لیے کفر کا حکم لگانے میں اسے کوئی باک نہ تھا۔۔۔"

قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے بھی اپنے ماہنامہ دارالعلوم میں ایسا ہی لکھا ہے۔ اب مصنف مانچسٹروی خود بتائے اور اعلان کرے کہ یہ سب اکابر دیوبند انگریزی سازش کا شکار ہو گئے تھے۔ اور ہم تو پہلے یقین رکھتے ہیں۔ ابن عبدالوہاب نجدی کے سلسلہ میں اکابر غیر مقلدین وہابیہ کی آراء بھی ہماری مؤید و موثق ہیں بوقت ضرورت پیش کی جا سکتی ہیں۔

شیطانی چکمہ

مانچسٹروی صاحب شیطانی چکمہ دیتے ہوئے ایک نیا شوشہ یوں چھوڑتے ہیں:۔

۱؎ الشہاب الثاقب صفحہ ۴۶

"اس پس منظر سے یہ بات بآسانی سمجھ میں آجاتی ہے کہ شریف (مکہ) سے بغاوت کرلنے کے بعد انگریز اس کی حمایت میں سعودیوں اور ترکوں دونوں کے خلاف تھے وہ ترکوں کی مخالفت سے مسلمانوں کی سیاسی شوکت کو تاراج کرنا چاہتے تھے اور آل سعود کی مخالفت سے مسلمانوں میں شرک و بدعت اور غلط نظریات کی آبیاری کر رہے تھے۔" [1]

مانچسٹروی صاحب اپنی سو فیصد خالص جھوٹی اور مبنی بر کذب وافتراء بات کو بھی اس قطعی وثوق و اعتماد سے کہتے اور لکھتے ہیں جیسے انگریزی سازشوں کی روح رواں یہ خود ہی تھے۔ انگریزوں نے اس کی معاونت سے یہ سازشیں تیار کی تھیں۔ علامہ شامی علیہ الرحمۃ کی زیادہ تر معلومات محمد علی پاشا کی فراہم کردہ تھیں اور تمہاری معلومات غالباً ممالک یوپی کے لیفٹیننٹ گورنر سر جنمیس ڈگس لاٹوش اور انگریزی لیفٹیننٹ گورنر کے خفیہ معتمد مسٹر پامر کی فراہم کردہ ہیں جو مدرسہ دیوبند کی معاونت اور معائنہ کے لیے مدرسہ دیوبند میں آیا کرتے تھے [2]

اور ہم مصنف مانچسٹروی جی کو یہ بھی بتادیں جن کو تم رسومات شرک و بدعت کی آبیاری کہہ کر انگریزوں کے ذمہ لگا رہے ہو وہ انگریزوں کی ہند و پاک حجاز و ترکی میں آمد اور ابن عبدالوہاب و ابن سعود کی

---

[1] مطالعہ بریلویت جلد اوّل صفحہ ۱۸۷ [2] روئیداد مدرسہ دیوبند ۱۳۲۲ھ صفحہ ۷ وکتاب مولانا محمد احسن نانوتوی صفحہ ۲۱۷ ؛

ولادت سے کئی سو سال پہلے سے جاری و ساری تھیں۔ انگریزوں کی آمد و سازش و آبیاری سے پہلے حرمین شریفین میں صحابہ کرام و اہلبیت اطہار کے پختہ مزارات مقدسہ اور گنبد موجود تھے درود و سلام اور عید میلاد فاتحہ و ایصال ثواب کا عام معمول تھا اسی طرح پاک و ہند میں حضرت داتا گنج بخش۔ سیدنا خواجہ غریب نواز اجمیری۔ بابا فرید گنجشکر حضرت بہاء الحق زکریا ملتانی قدست اسرارہم کے پختہ مزار پختہ گنبد مزارات پر چادروں اور پھول چڑھانے ختم فاتحہ دلانے عرس منانے کا طریقہ کئی کئی سو برسوں سے جاری تھا سینکڑوں سالوں سے موجود یہ گنبد یہ آستانے یہ خانقاہیں یہ عید میلاد کے جلسے جلوس اور درود و سلام صلوٰۃ وسلام و نعت کی محفلیں نہ تو محض اعلحضرت کے فتوؤں سے جاری ہوئے نہ انگریز مردود کی آبیاری سے کیونکہ انگریز کی سازش تو یہ تھی کہ مسلمانوں کو ان کے بزرگوں سے برگشتہ و متنفر کردیا جائے۔ [1]

سعودی کویتی عراقی جنگ

اور پھر حالیہ سعودی کویتی عراقی جنگ نے ثابت کردیا اور نقد ثبوت پیش کر دیا اور پوری دنیا پہ واضح ہوگیا سعودی حکمران امریکی برطانوی انگریزوں کے آلہ کار اور دست نگر ہیں اور امریکہ برطانیہ وغیرہ انگریزی فرنگی ملکوں نے اپنے پالتو سعودیوں کا صرف اس لیے دفاع کیا کہ وہ ان کے ذریعہ مسلمانوں میں خلفشار و انتشار پھیلا رہے ہیں انگریز

---

[1] دیکھو لارڈ میکالے کے اصول ؛

کی خواہش اوّلین یہ ہے کہ مُسلمانوں کے قلوب سے محبّت وعشقِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ان کے دل ودماغ سے نکال دی جائے اس اہم خدمت کے لیے سعودی نجدی حکمران اور دیوبند کے وہابی کانگریسی مولوی اہم کردار ادا کر رہے ہیں اس لیے انگریز ان کا قدردان ہے اور دل وجان سے ان کا تحفظ ودفاع کرتا ہے۔ اسی طرح مانچسٹروی جیسے کذاب مصنّف کو مانچسٹر میں خرید کر بٹھایا ہوا ہے تاکہ وہ زرخرید غلام کی حیثیت سے دیارِ افرنگ میں بیٹھ کر پاکستانی مُسلمانوں کو لڑانے اور اسلامی حلقوں میں خلفشار پیدا کرنے کی سازشیں کرتا ہے ورنہ آج تک مُصنّف مانچسٹروی نے یہود وہنود ونصاریٰ، روافض وخوارج اور قادیانی دجال کے متعلق کوئی اہم کتاب شائع نہیں کی یہ بھی اور قادیانی بھی انگریزی کٹھ پتلی ہیں۔

مولانا شاہ فضل رسُول بدایونی

رحمۃ اللہ علیہ نے چونکہ بابائے وہابیت مولوی اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹی کہ جو مُسلمان حاکم یاغستان یار محمد خان اور پٹھانوں کے یوسف زئی قبائل کے ہاتھوں مرا تھا کی گستاخانہ کتابوں کی گستاخانہ عبارات پر سخت گرفت کی اور اس کی گمراہی کو کتاب و سنّت کی روشنی میں بے نقاب کیا اور قرآن واحادیث سے من مانے غلط استدلال کرنے مُسلمانوں کو خانہ ساز شرک وبدعت کے فتووں سے مشرک و بدعتی قرار دینے کا بھانڈا پھوڑ دیا تھا اس جرم میں صفحہ ۱۸۷ سے لے کر صفحہ ۱۹۰ تک چار صفحات حضرت ممدوح مرحوم پر زبانی کلامی طعن وتشنیع

میں اپنے نامۂ اعمال کی طرح سیاہ کر دیئے۔ اکمل التاریخ کے ہر حوالہ میں مجرمانہ خیانت اور معاندانہ بددیانتی کی۔ الفاظ تک بدل دیئے من مانے دل پسند الفاظ شامل کئے اور پھر صفحہ ۱۰۸ کے حاشیہ پر بغض وعناد سے بھرپور انداز میں حضرت ممدوح کے متعلق اکمل التاریخ کے الفاظ میں اپنے معنی و مفہوم دیئے اور حیاء سوز تشریحات کیں۔ حضرت مولانا بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کا جرمِ عظیم صرف یہ ہے کہ انہوں نے توہین وتنقیص سے بھرپور اسماعیلی عبارات کو عین ایمان قرار کیوں نہیں دیا اور تقویۃ الایمانی نظریہ پر پہلی ضرب لگائی۔ مولانا شاہ فضل رسُول مستند دلائل اور تحقیقاتِ علمیہ سے اسماعیلی گستاخانہ عبارات کی گرفت فرما گئے اُن کے زمانہ میں خود اسماعیل دہلوی پھر قاسم نانوتوی اور رشید احمد گنگوہی اور پھر تھانوی اور انبیٹھوی محمود الحسن دیوبندی اور انور کاشمیری جیسے حضرات پیدا ہوتے کسی میں جرأت نہ ہوئی کہ شاہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمۃ کی گرفت سے اسماعیل اور تقویۃ الایمان کی جان چھڑا سکیں۔ آج مانچسٹروی پیدا ہوا کہ وہ اسماعیلی گستاخانہ عبارات پر شاہ فضل رسول بدایونی کی مضبوط گرفت کا بدلہ یوں لے کر اپنی ذلیل وخبیث رُوح کی تسکین کے لیے حضرت ممدوح پر الزام تراشی کرے انگریزی وفادار قرار دے ظاہر ہے کہ یہ عبارات کی گرفت کا جواب نہیں مصنّف کو چاہیے تھا کہ جن جن دلائل جن جن حوالہ جات سے حضرت مولانا بدایونی نے اسماعیلی عبارات کا ردّ بلیغ فرمایا اُن دلائل کا جواب دے کر اسماعیل کا بوجھ ہلکا کرتا۔ مگر سوال گندم جواب چنے وہ دلائل وشواہد

سے کہتے ہیں کہ تقویۃ الایمانی عبارات گستاخانہ ہیں یہ دلائل ہیں یہ کہتے ہیں کہ تم انگریزی اشارہ پر اسماعیلی عبارات پر گرفت کر رہے ہو اب اس بھلے مانس کو کون سمجھائے اسماعیل دہلوی اور سید احمد تو خود انگریز کے وفادار و وظیفہ خوار ایجنٹ اور پٹھو تھے انگریز اتنا بے وقوف نہیں تھا کہ اپنے وفادار ایجنٹوں کی گرفت کراتا۔ مُصنف مانچسٹروی کو بڑا درد اس بات پر لاحق ہے کہ:

"ہندوستان میں لفظ وہابی کا یہ پہلا تعارف تھا" [1]

اور انہوں ہی نے مولوی اسماعیل دہلوی وغیرہ وہابیوں کو وہابی کہا وہ اِن کو وہابی نہ کہتے تو تو ان کی وہابیت پر پردہ پڑا رہتا اور یہ سُنی حنفی بن بن کر لوگوں کا دین و ایمان لوٹ کر اُن کو جہنم رسید کرتے رہتے لہٰذا یہ صدمہ مانچسٹروی کو نڈھال کر رہا ہے کہ مولانا بدایونی نے ان کے باباجی کو وہابی کہدیا لفظ وہابی کا ہندوستان میں پہلا تعارف کرانے والے یہی مولانا بدایونی ہیں اب وہابی کو تو وہابی ہی کہا جائے گا، مرزائی کو مرزائی کہا جائے گا، بکرے کو بکرا کہا جائے گا سُور کو سُور کہا جائے گا اور کُتے کو کُتا کہا جائے گا اس میں بُرائی کی کونسی بات ہے؟

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلہ میں ان کے خود ساختہ بناسپتی امام ربانی گنگوہی صاحب نے فتاویٰ رشیدیہ میں صاف لکھا ہے: محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں اُن کے عقائد عمدہ تھے وہ عامل بالحدیث تھا شرک و بدعت سے روکتا تھا وہ اور اس کے

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۸۷

مقتدی اچھے ہیں [1]

جب وہابیوں کے عقائد عمدہ ہیں اور وہ ابن عبدالوہاب اور اس کے وہابی مقتدی اچھے ہیں تو پھر مولانا شاہ فضل رسول بدایونی نے کونسا جُرم کیا؟ وہابیوں کو وہابی کہہ کر اچھا ہی کیا۔ تعجب ہے ان کو اچھا کہو تو بھی بُرا اور بُرا کہنا تو ہے ہی بُرا۔ کسی طرح چین نہیں آتا۔

اکمل التاریخ کے حوالوں میں مُجرمانہ تحریف

مُصنف نے عذاب قبر و حشر سے بے نیاز ہو کر جھُوٹ پر کمر باندھ کر اکمل التاریخ کے الفاظ تک میں ہیرا پھیری اور کتر بیونت کی ہے عبارت میں اپنے معنی داخل کرنے کے لیے بار بار اس کو بریکٹ کی ضرورت پڑی۔ بریکٹ میں اور حاشیہ میں عبارت کے برعکس مفہوم سمو دیا یہ ہے اس ظالم خائن کے اثر حامہ ہونے کی دلیل۔ لکھتا ہے:-

"مولانا معاش کی فکر میں سرگرداں تھے انگریز نے قدردانی کا ہاتھ بڑھایا ——"

یہ الفاظ اکمل التاریخ میں ڈھونڈے سے نہیں ملتے۔ پھر لکھتا ہے اور اپنے مُنہ پر آپ طمانچہ مارتا ہے کہ:-

"آخر اس جستجو پر بارادہ ریاست گوالیار گھر سے قصد سفر کیا"

جب انگریز نے قدردانی کا ہاتھ مانچسٹروی کے روبرو بڑھا ہی دیا تھا

[1] فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۵۵۱

توپھر ریاست گوالیار کے سفر کا کیا مقصد؟ اور پھر مصنّف کے بقول کوئی ایسا تعلق اختیار کیا جانے کی دوڑ دھوپ کیوں؟ مُصنّف نے اسی جگہ صفحہ ۱۸۸ پر "کسی جگہ کوئی ایسا تعلق" کے الفاظ پر اپنی بصیرت وسیع النظری اور نکتہ دانی کا بھرپور مظاہرہ کیا ہے اور لکھا ہے یہ لفظ بہت معنی خیز ہیں۔ مُصنّف نے اس راز کو راز ہی رہنے دیا اور یہ نہیں بتایا کہ کیا معنی خیزی ہے؟ مولانا بدایونی کے لیے اکمل التاریخ کے ان الفاظ: خداداد قابلیت کا جلے کٹے دِل سے اُلٹا مفہوم بیان کیا ہے کہ خداداد قابلیت سے مراد اسماعیل دہلوی اور شاہ محمد اسحاق کی عبارتوں پر گرفت کرنے کی قابلیت مراد ہے[1]۔

واہ بے مرعوب نجدیہ بھی نہ سوچا کہ انگریزی ایجنٹ اسماعیل دہلوی کی عبارتوں پر گرفت کرنے کی قابلیت کے باعث مولانا فضل رسول کو انگریز کیوں ملازمت فراہم کریں گے کیا مولانا فضل رسول کو ملازمت دے کر اپنے وفادار پٹھوؤں اور دوستوں سے دشمنی مول لینی تھی مُصنّف کی دروغ گوئی بھی بے لگام ہے آگے لکھتا ہے:۔

"کچھ دنوں محکمہ افتاء جو اُس وقت گورنمنٹ میں قائم تھا بطور مفتی کے علماء کو عہدے دیئے جاتے تھے کو اپنے مسلک انصاف جو کی روشنی میں فروغ بخشا[2]۔"

پہلے تو ہم اس نام نہاد ڈاکٹر جاہل مطلق علامہ اور خود ساختہ پروفیسر سے یہ پوچھتے ہیں کہ یہ "بطور مفتی کے" الفاظ کونسی نسل کی اُردو ہے؟ بعد

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۸۸ [2] ایضاً ؛

میں ہم یہ جاننا چاہیں گے کوئی تاریخ ہند اور انگریزی دور سے ادنیٰ واقفیت رکھنے والا بحوالہ کتب یہ بتائے کہ انگریزوں نے اپنے دورِ حکومت میں محکمہ افتاء کب اور کہاں قائم کیا تھا؟ اور یہ من گھڑت معاندانہ تشریح کہ انگریزوں کی سرپرستی میں فتوے دیئے جاتے تھے یہ الفاظ اکمل التاریخ کے کس صفحہ پر کس جلد میں ہیں۔ مصنّف کے پیش کردہ حوالہ جلد ۲ صفحہ ۱۵ پر تو اس عبارت کا وجود بھی نہیں اور پندرہ بیس صفحات آگے اور پندرہ بیس صفحات پیچھے یہ الفاظ نہیں ملتے جو مُصنّف نے اپنی عاقبت کا ستیاناس کرنے کے لیے بے خطر لکھ دیئے اور پھر دلیل و سوال دونوں کا انداز لے کر لکھتا ہے:۔

"وہ مسلک انصاف جُو کیا تھا جس کے لیے مولانا فضل رسول کو تنخواہ ملتی تھی[1]"

یہ الفاظ بھی "تنخواہ ملتی تھی" اکمل التاریخ میں الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ بھی موجود نہیں مُصنّف کی محض دھاندلی ہے یہ الفاظ اکمل التاریخ جلد ۲ صفحہ ۱۵ پر دکھا کر مصنّف ہم سے زاغ معروفہ کی روسٹ کڑھائی کھا سکتا ہے۔ افسوس کہ مصنّف نے اپنی جان پر ظلم کرتے ہوتے عبارتوں کے ٹکڑے ٹکڑے جوڑ کر پیوند کاری کر کے حاشیے لکھ کر حاشیوں میں اپنے من پسند مفہوم ٹھونس کر مولانا شاہ فضل رسول کی افتاء میں ملازمت ثابت کرنے کی بھرپور کوشش کی اور بُری طرح ناکام رہا۔

[1] مطالعہ بریلویت جلد اوّل صفحہ ۱۸۸ ؛

بے مقصد واویلا

مُصنّف نے کمال عیاری سے دو تین جگہ حوالہ تو اکمل التاریخ کا نقل کر دیا مگر نکلا اس میں سے کچھ بھی نہیں اور اسی اکمل التاریخ کے سہارے پر یہ بے مقصد واویلا بھی کیا لکھا ہے:-

وہ مسلک انصاف جو کیا تھا جس کے لیے مولانا فضل رسول بدایونی کو تنخواہ ملتی تھی وہ مسلک مسلمانوں میں بدعات کا فروغ ہندوستان کے قافلہ آزادی کی حوصلہ شکنی محدثین دہلی کے خلاف پروپیگنڈہ کرنا مولانا اسماعیل (نقلی) شہید کے خلاف زہر اگلنا مولانا فضل رسول کے ذمہ یہ خدمت تھی ..... محدثین دہلی کا تعلق نجد کے سعودیوں سے جوڑا جاتے"..... ۱؎

واقعی مُصنّف مانچسٹڑوی کا استحقاق بنتا ہے کہ اس کو پاگل خانے پہنچا دیا جاتے تھانوی حکیم الاُمّت نے سچ ہی تو کہا تھا کہ:

"جو کسی کو نہ سُوجھتی تھی وہ ہمیں سوجھتی تھی"۔ ۲؎

تھانوی کی نحوست سے مانچسٹڑوی کو بھی جو سُوجھتی ہے وہ کسی کو بھی نہیں سُوجھتی۔ اس لیے مُصنّف مانچسٹڑوی نے اپنے زورِ قلم سے تحریک آزادی کی تاریخ کا ملیامیٹ کر ڈالا اس بھلے مانس سے پُوچھے دہلی سے تحریک آزادی کے وہابی قافلے کہاں جا رہے تھے انگریزوں سے لڑنے؟ انگریز تو ہندوستان آچکا تھا اور وہابی مجاہدین کے قافلے جہاد کرنے کے لیے حاکم

۱؎ مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۸۸-۱۸۹ ۲؎ الافاضات الیومیہ جلد ۴ ص

یاغستان یار محمد خاں کی طرف پیش رفت کرتے ہوئے بالاکوٹ کی طرف جا رہے تھے۔ ذرا اپنے اس قافلہ آزادی کے قائدین کی حُسنِ کارکردگی بھی دیکھ لو۔ لکھا ہے:-

"ہم (سید احمد اینڈ اسماعیل قتیل وہابی لمیٹڈ کمپنی) سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں اور خلافِ اصُول مذہب طرفین کا خون بلا سبب گرادیں کسی کا ملک چھین کر ہم بادشاہت کرنا نہیں چاہتے نہ انگریزوں کا نہ سکھوں کا۔" ۱؎

لارڈ ہیسٹنگ سے مُعاہدہ

"لارڈ ہیسٹنگ (سید احمد مولوی اسماعیل کے پیر) کی بےنظیر کارگزاری سے بہت خوش تھا دونوں لشکروں کے بیچ میں ایک خیمہ کھڑا کیا گیا اس میں تین آدمیوں کا باہم معاہدہ ہوا۔ امیر خاں۔ لارڈ ہیسٹنگ اور سید احمد۔ سید احمد نے امیر خاں کو بڑی مشکل سے (انگریزوں کے حق میں) شیشہ میں اُتارا۔" ۲؎

مولوی اسماعیل کا خطاب بھی ملاحظہ ہو:-

"اثنائے قیام کلکتہ میں ایک روز مولانا اسماعیل شہید وعظ فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے مولانا سے فتویٰ پُوچھا کہ سرکار انگریزی پر جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں مولانا (اسماعیل دہلوی) نے فرمایا کہ ایسی بے رو ریا اور غیر متعصب سرکار (گورنمنٹ انگلشیہ) پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں ہے۔" ۳؎

۱؎ تواریخ عجیبہ صفحہ ۹۱ ۲؎ ایضاً صفحہ ۲۹۴ ۳؎ ایضاً صفحہ ۷۳

مانچسٹروی مُصنّف اُلٹی گنگا بہارہا ہے انگریزوں کے پٹھوؤں اور ایجنٹوں کے قافلے خوامخواہ طائرِ تصوّر کے پَروں پر بٹھا کر انگریزوں سے لڑنے کے لیے روانہ کر رہا ہے۔ مانچسٹروی صاحب یہ ہیں بے غبار حوالے ایسے حوالہ جات لاؤ۔

باقی رہا محدّثین دہلی کے خلاف پراپیگنڈہ۔ مولوی اسماعیل اور مولوی اسحاق تو محدّثین دہلی نہیں ہیں ان کے خلاف تو نہ صرف مولانا فضل رسول صاحب قدس سرہٗ بلکہ تمام علماء اہلسنّت نے اظہارِ حق کا فریضہ ادا کیا باقی رہا اصل حقیقی محدّثین دہلی مولانا شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی مولانا شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی۔ شاہ عبدالرحیم۔ شیخ عبدالحق محدّث دہلوی قدست اسرارہم تو ان اور ان جیسے حقیقی خداترس محدّثین کے خلاف کسی بھی سُنّی عالم نے معاذ اللہ کوئی پراپیگنڈہ نہیں کیا۔ اگر کیا ہے تو ثبوت لاؤ۔ ورنہ ان چند گستاخ لوگوں کو محدّثین دہلی کی صف میں شامل نہ کرو۔ اور یہ کہ محدّثین دہلی جن کا اوپر ذکر ہوا ان مسلّمہ موقر محدّثین کا تعلق کسی نے بھی نجدیوں سعودیوں سے نہیں جوڑا۔ جن کا تعلق جُڑا ہُوا ہے وہ سیّد احمد اور مولوی اسماعیل دہلوی وغیرہ ہیں اور اس کا ثبوت ہم نجدیوں وہابیوں کی سعودی خرچہ سے چھپنے اور تقسیم ہونیوالی کتاب سے پیش کرتے ہیں۔ لکھا ہے:۔

”ہندوستان میں سیّد احمد (رائے) بریلوی (پیرومرشد مولوی اسماعیل دہلوی) نے ان (محمد بن عبدالوہاب نجدی) کے مشن کو زندہ کیا وہاں

کفار کے ساتھ برسرپیکار رہے۔“[۱]

دوسرا حوالہ: اسی کتاب میں مزید لکھا ہے:۔ ”حضرت الامام شاہ محمد اسمٰعیل کی شہادت وعبقریت نے اس تحریک کو نظریات و تصورات کی دُنیا سے میدانِ عمل میں لاکھڑا کیا..... یہ کہا جاسکتا ہے کہ صحیح معنوں میں اسلامی جہاد سرزمینِ ہند پر صرف ایک ہی مرتبہ ہوا اور یہ وہ جہاد تھا جس کے امیر حضرت سیّد احمد بریلوی اور سپہ سالار حضرت شاہ اسمٰعیل شہید تھے۔“[۲]

ہاں جی! مانچسٹروی صاحب! نجدیوں سعودیوں سے تمہارے قافلہ والے وہابی مجاہدین کا تعلق جُڑا ہوا ہے یا نہیں؟

مانچسٹروی صاحب! لو تمہیں ایک اور خوشی کی بات سُنائیں۔ یہ کتاب شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پوتے سعودی امر بالمعروف کے چیئرمین سماحۃ الشیخ عمر بن حسن آل الشیخ النجدی نے طبع اول میں خصوصی تعاون سے شائع کرائی..... اور مالی تعاون سے نوازا..... مدینہ یونیورسٹی کے چانسلر سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ باز نے دو ہزار نسخے خرید کر تعاون کیا..... نجدی سعودی مفتی اکبر شیخ محمد بن ابراہیم آل الشیخ النجدی کے فرزند ارجمند الشیخ الفاضل بن سماحہ نے ایک ہزار نسخہ خرید کر تقسیم کیا“[۳]

ہاں جی مانچسٹروی صاحب! اب تو آپ کا دل ٹھنڈا ہوگیا ہوگا کہ

---

[۱] کتاب شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب مصنّف احمد عبدالغفور عطار صفحہ ۱۰۸

[۲] ایضاً صفحہ ۷ [۳] ایضاً صفحہ ۱۹ مقدمہ طبع ثانی ۔

مولانا شاہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمۃ کے بغیر ہی ان کا اندرونی روحانی
جسمانی جوڑ جُڑا ہوا تھا۔ ہم مانچسٹروی صاحب سے مزید پوچھتے ہیں وہ حلفاً
بتائیں کہ جب تمہارے نزدیک مولوی سید احمد رائے بریلوی اور مولوی
اسماعیل اور تمہارے دوسرے خانہ ساز مجاہدینِ آزادی بھی مُسلمان موحد ہیں
اور سعودی نجدی بھی تمہارے نزدیک مُسلمان موحد ہیں اور تمہارے خود ساختہ
شرک و بدعت کے دشمن ہیں تو پھر تمہارے لئے ان دونوں موحد مُسلمانوں
میں جوڑ ہونا کیوں عار اور باعث طعن ہے اور تمہیں یہ لکھنے کی کیوں ضرورت
پڑی "مولانا فضل رسول کے ذمہ (حکومت انگریزی کی طرف سے) یہ خدمت
بھی تھی کہ جس طرح ہو سکے اِن محدثین دہلی (یعنی سید احمد اور اسماعیل)
کا تعلق نجد کے سعودیوں سے جوڑا جاتے"۔ ؎

سعودیوں نجدیوں سے تعلق جوڑنا بُری بات اور قابلِ مذمت ہے
تو علی الاعلان کھوریال بٹورنے کو سعودیوں نجدیوں کی قصیدہ خوانی اور
بدنامی سے بچنے کے لیے نجدیوں سعودیوں سے جوڑ باعث ملامت و نفرت
یہ کیا دوغلی پالیسی ہے ؟ مُصنّف آگے لکھتا ہے کہ :۔

"مولانا فضل رسول نے اِن خدمات میں (کن خدمات میں کہاں
حوالہ ہے ؟ رضوی) جو کتابیں لکھی ان کے نام بتلاتے ہیں کہ آپ نے
ان اختلافات کو واقعی محاذ جنگ بنا دیا تھا۔

(۱) سیف الجبار علی اعداء الابرار۔

؎ مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۸۸ ؛

(۲) بوارق محمدیہ (۳) تصحیح المسائل ؎

میدان یا محاذِ جنگ کیسے بن گیا آپ کے مجاہدین تو میدان میں
آتے ہی نہیں زندہ درگور ہو گئے اور مولانا شاہ فضل رسول کی ان کتابوں
کا کوئی جواب نہ بن پڑا محاذ تو جب بنتا جب مولوی اسماعیل۔ قاسم
نانوتوی گنگوہی صاحب وغیرہ حضرات میں سے کوئی ایک صاحب
بھی سامنے آتے اور ان کتابوں کا جواب دیتے۔

اور باقی تنخواہ کے سترہ روپے یومیہ یا دو سو ساٹھ روپے ماہوار
اس کا قطعاً کوئی حوالہ مانچسٹروی صاحب نے نہیں دیا ملازمت کرنا
یا تنخواہ لینا کوئی جُرم بھی نہیں مگر مُصنّف نے اس کا ثبوت دیا نہ حوالہ
نقل کیا۔ ملازمت اور تنخواہ جرم ہے تو پھر مولوی قاسم نانوتوی اور مولوی
رشید احمد گنگوہی کے اُستاذ اور مولوی محمد یعقوب نانوتوی دیوبندی کے
والد کے لیے کوئی ایٹمی فتویٰ تیار کرو اور سنو ثبوت یہ ہے :۔

"مولانا مملوک علی صاحب جو کہ مولانا محمد یعقوب صاحب کے
والد اور مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی اور مولانا محمد قاسم صاحب کے
استاذ ہیں دہلی میں دار البقاء سرکاری (انگریزی) مدرسہ تھا اسمیں ملازم تھے۔" ؎۲

اکابر دیوبند کی سرکاری انگریزی محکموں میں نوکریوں ملازمتوں
اور تنخواہوں کی وصولی کے حوالہ جات تو ایک طویل مضمون اور طویل

؎ مطالعہ بریلویت ص ۱۸۸ ؎۲ قصص الاکابر ص ۶۵ از مولوی اشرف علی تھانوی ؛

وقت کے متقاضی ہیں۔ اگر اس سلسلہ کے سارے حوالہ جات نقل کر دیئے تو نووارد مانچسٹروی کا ڈھانچہ ہل جائے گا۔ مُصنّف نے صفحہ ۱۸۹ پر گیارہ روپے تنخواہ اور گیارہ روپیہ کی شیرینی کا بھی محض تفریح طبع کے لیے ذکر کیا ہے مگر حوالہ سے نتیجہ اخذ نہیں کیا۔

یہاں یہ بات واضح کر دینا بھی ضروری ہے مُصنّف مانچسٹروی صاحب کن حضرت مولانا شاہ فضل رسول بدایونی رحمۃ اللہ علیہ پر اتہامات و افترائات باندھ کر کیڑے نکالنے کی بے ہودہ کوشش کر رہے ہیں جن کا بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب اتنا ادب و احترام کرتے تھے کہ مولوی قاسم نانوتوی ایک مرتبہ خورجہ گئے ہوئے تھے تو وہاں اُن کے مقرب و مصاحب خاص مولوی امیر شاہ خاں کی زبان سے نکل گیا مولوی فضل رسول یعنی بجائے فضل رسول (بضاد معجمہ) فصل رسول (بصاد مہملہ) نکل گیا۔ مولوی امیر شاہ خاں سمجھے کہ اپنی جان میں مَیں نے کوئی بہت بڑا نکتہ پیدا کر دیا ہے۔ مولوی قاسم نانوتوی کو ناگوار گزرا فوراً ٹوکا کہ "لوگ ان کو کیا کہتے ہیں"۔ مولوی امیر شاہ خاں نے عرض کیا کہ "فضل رسول کہتے ہیں"۔۔۔۔ مولوی قاسم نانوتوی نے ناخوش ہو کر فرمایا کہ "تم فصل رسول کیوں کہتے ہو؟"[1]

تقویۃ الایمان اور کتاب التوحید
مولوی اسمٰعیل اور ابن عبدالوہاب

مُصنّف مانچسٹروی صاحب حضرت صدر الصدور پر تیری صدر الشریعۃ علامہ مولانا

(حاشیہ برصفحہ آئندہ)

محمد امجد علی اعظمی رضوی قدس سرہٗ مُصنّف بہار شریعت کے اس بیان پر چونک پڑا ہے کہ کتاب التوحید کا ترجمہ ہندوستان میں اسماعیل دہلوی نے کیا جس کا نام تقویۃ الایمان رکھا۔ ہندوستان میں اسی نے وہابیت پھیلائی۔ وہابیوں کا بڑا عقیدہ یہ ہے کہ جو اُن کے مذہب پر نہ ہو وہ کافر و مشرک ہے[1]۔

استاذ الاساتذہ صدر الصدور صدر الشریعۃ مولانا محمد امجد علی اعظمی رضوی قدس سرہٗ نے اگر یہ لکھا تو کیا غلط لکھا، صحیح لکھا اور حق لکھا ہے ــــ کتاب التوحید اور تقویۃ الایمان کے مندرجات، افکار و خیالات کی مطابقت کر لیجئے اس میں بَل کھانے کی کیا ضرورت ہے؟

ثبوت ملاحظہ ہو

ثبوت یہ ہے کہ مولوی اسماعیل کی کتاب تقویۃ الایمان بالکل ترجمہ ہے کتاب التوحید کا اور جو عقائد اس میں درج ہیں وہی تقویۃ الایمان میں ہیں۔ دونوں کی ترتیب ایک دونوں کے ابواب ایک۔ دونوں کے عقائد ایک۔ ملاحظہ فرمائیے کتاب التوحید عربی کا ترجمہ تقویۃ الایمان کی اُردو میں:۔

کتاب التوحید: اعلم ان الشرک قد شاع فی ہذا الزمان ــــ

تقویۃ الایمان: اوّل سُننا چاہیے کہ شرک لوگوں میں پھیل رہا ہے

(حاشیہ صفحہ سابقہ) [1] سوانح قاسمی جلد اوّل صفحہ ۴۷، ۴۸ مطبوعہ دیوبند۔

(حاشیہ صفحہ موجودہ) [1] بہار شریعت حصہ اوّل صفحہ ۹۳

کتاب التوحید : فانا تری عامۃ مومنی ہذا الزمان مشرکا ـــــ

تقویۃ الایمان : اور ایمان کا دعویٰ رکھتے ہیں حالانکہ شرک میں گرفتار ہیں

کتاب التوحید : فواحد بعید النبی و مبتعہ حیث یعتقد ہم شفعائہ واولیائہ وہذا اقبح انواع الشرک ـــــ

تقویۃ الایمان : اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کو سفارشی سمجھ کر بھی پوجے وہ بھی مشرک ہے ـــــ

کتاب التوحید : ان من اعتقد النبی وغیرہ ولیہ فھو وابو جھل فی الشرک سواء ـــــ

تقویۃ الایمان : جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گا گو کہ اس کو اللہ کا بندہ ومخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہیں

کتاب التوحید : وھذا الاعتقاد شرک سواء کان من نبی و ولی او ملک او جنی او صنم او وثن وسواء کان یعتقد حصولہ لہ بذاتہ او باعلام اللہ تعالیٰ بای طریق کان یصیر مشرکا ـــــ

تقویۃ الایمان : سو اس عقیدہ سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء سے رکھے، خواہ پیر و شہید سے. خواہ امام و امام زادے سے خواہ بھوت وپری سے، پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی طرف سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے

کتاب التوحید : فمن قال یا رسول اللہ اسئلک الشفاعۃ یا محمد

ادع اللہ فی قضاء حاجتی یا محمد اسئل اللہ بک واتوجہ الی اللہ بک وکل من ناد فقد اشرک شرکا اکبر فانہ اعتقد ان محمد ایعلم ویطلع علی ندائہ من بعید کما عن قریب وھل ھذا الا شرک ـــــ

تقویۃ الایمان : جو بعضے لوگ اگلے بزرگوں کو دُور دُور سے پکارتے ہیں اور اتنا ہی کہتے ہیں کہ یا حضرت تم اللہ کی جناب میں دُعا کرو کہ وہ اپنی قدرت سے ہماری حاجت پُوری کر دے اور پھر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے کچھ شرک نہیں کیا اس واسطے کہ حاجت نہیں مانگی بلکہ دُعا کروائی ہے سو یہ بات غلط ہے اس واسطے کہ گو اس مانگنے کی راہ سے شرک ثابت نہیں ہوتا لیکن پُکارنے کی راہ سے ثابت ہو جاتا ہے کہ ان کو ایسا سمجھا کہ دُور اور نزدیک سے برابر سُنتے ہیں

کتاب التوحید : فھذا الحدیث صریح فی انہ کان لا یعلم امر خاتمتہ فی حال حیاتہ فکیف یعلم حال تلک المشرکین ـــــ

تقویۃ الایمان : جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دُنیا میں خواہ قبر میں، خواہ آخرت میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں، نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا

کتاب التوحید : فمن اعتقدہ التصرف فی العالم المخلوق واعتقدہ شفیعہ صار مشرکا وان اعتقدہ ادون من اللہ ومخلوقا لہ ـــــ

تقویۃ الایمان : سو اب بھی جو کوئی کسی مخلوق کو عالم میں تصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل سمجھ کر اس کو مانے سو اب اس پر شرک

ثابت ہوتا ہے گو کہ اللہ کے برابر نہ سمجھے اور نہ اس کے مقابلہ کی طاقت اس کو ثابت کرے

کتاب التوحید: ثبت بھذا الحدیث ان القیام متمثلا بین یدی احد شرک ـــــ

تقویۃ الایمان: کسی کی محض تعظیم کے لیے اس کے روبرو ادب سے کھڑا ہونا انہیں کاموں سے ہے کہ اللہ نے اپنی تعظیم کیلئے ٹھہرائے ہیں

کتاب التوحید: انظروا اعتذار النبی بمنع السجود لکونہ رمۃ فی قبرہ

تقویۃ الایمان: یعنی میں بھی ایک روز مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں تو کب سجدے کے لائق ہوں

کتاب التوحید: فثبت بھذہ الآیۃ ان السفر الی قبر محمد و مشاہدہ و مساجدہ (الی ان قال) شرک اکبر ـــــ

تقویۃ الایمان: اور کسی کی قبر یا چلے پر یا کسی کے تھان پر دور دور سے قصد کرنا اور سفر کی تکلیف اٹھا کر میلے کچیلے ہو کر وہاں پہنچنا (یہاں تک کہا) یہ سب شرک کی باتیں ہیں

کتاب التوحید: المراد ما قیل فی حقہ انہ لنبی او ولی یصیر حراما و نجسا مثل الخنزیر ـــــ

تقویۃ الایمان: یعنی جیسے سؤر اور لہو اور مردار ناپاک و حرام ہے، ایسا ہی وہ جانور بھی ناپاک و حرام ہے
کہ خود گناہ کی صورت بن رہا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کا ٹھہرایا۔

کتاب التوحید: (آیات متعلقہ علم غیب لکھ کر لکھا) فھذہ الآیات و امثالھا لنا صریحۃ فی اختصاص علم الغیب باللہ و نفیہ عن غیرہ فمن اثبتہ لغیر نبیا کان او ولیا صنما او وثنا ملکا او جنیا فقد اشرک باللہ۔

تقویۃ الایمان: (آیت متعلقہ علم غیب لکھ کر لکھا) سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجیے، یہ اللہ صاحب کی شان ہے کسی ولی و نبی کو جن و فرشتے کو پیر و شہید کو امام امام زادے کو بھوت و پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی۔ پھر کہا۔ اور جو کوئی کسی نبی و ولی کو یا جن و فرشتہ کو (وغیرہ وغیرہ) کو ایسا جانے اور اس کے حق میں یہ عقیدہ رکھے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔

کتاب التوحید: فمن فعل نبی او ولی او قبرہ او آثارہ و مشاہدہ و ما یتعلق بہ شیئا عن السجود والرکوع و بذل المال لہ والصلوۃ لہ، والتمثل قائما و قصد السفر الیہ والتقبیل والرجعۃ القہقری وقت التودیع و حزب الجباء وارخاء الستارۃ والستر بالثوب والدعاء من اللہ ھھنا والمجاورۃ والتعظیم حوالیہ و اعتقاد کون ذکر غیر اللہ عبادۃ و تذکرہ فی الشدائد و دعائہ نحو یا محمد یا عبد القادر یا احمد او یا سمان فقد صار مشرکا ـــــ

تقویۃ الایمان: پھر جو کوئی پیر و پیغمبر کو یا بھوت و پری کو یا کسی سچی قبر کو یا کسی کے تھان کو یا کسی کے چلے کو یا کسی کے مکان کو یا کسی کے تبرک کو یا نشان کو یا تابوت کو سجدہ کرے رکوع کرے یا اس کے

نام کا روزہ رکھے یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہووے یا جانور چڑھاوے یا ایسے مکانوں میں دُور دُور سے قصد کر کے جاوے یا وہاں روشنی کرے، غلاف ڈالے، چادر چڑھائے ان کے نام کی چھڑی کھڑی کرے رخصت ہوتے وقت اُلٹے پاؤں چلے۔ اُن کی قبر کو بوسہ دے، مورچھل جھلے، شامیانہ کھڑا کرے، چوکھٹ کو بوسہ دے، ہاتھ باندھ کر التجا کرے، مراد مانگے، مجاور بن کے بیٹھ رہے، وہاں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے اور اسی قسم کی باتیں کرے تو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے۔

یہ چند نمونے دونوں کی اتحاد و یگانگت کے پیش کر دیئے گئے ہیں ورنہ دونوں کتابیں اپنے جذبے اور رجحانات میں لفظ بہ لفظ مسئلہ بہ مسئلہ عقیدہ بہ عقیدہ بالکل ایک ہیں۔

فرمائیے کہ تقویۃ الایمان کے ذریعے اسماعیل دہلوی نے ہندوستان میں وہابیت کی تبلیغ و اشاعت کی یا نہیں اور اسماعیل دہلوی نجدی کے دلال یا روحانی مرید و شاگرد ہوتے یا نہیں؟

اور ہم فضلائے دیوبند کی زبانی یہ ثابت کر چکے ہیں کہ ابن عبدالوہاب بدعقیدہ عقائد باطلہ، خیالات فاسدہ رکھنے والا ہے اور خبیث ہے تو مولوی اسماعیل دہلوی انہیں نجدی عقیدوں کے معتقد ہونے کے بعد وہابی اور عقائد باطلہ و خیالات فاسدہ رکھنے والے ہوتے یا نہیں ــــــ؟

علّامہ احمد زینی دحلان مکّی

اس میں شک نہیں کہ حضرت علّامہ سیّدی احمد زینی دحلان مکّی شافعی مفتی و فقیہِ شافعیہ قدس سرہٗ نے نجدیوں وہابیوں سعودیوں کے عقائد باطلہ کے خوب خوب پرخچے اُڑائے اور دلائل و براہین سے وہابیت کے گستاخانہ افکار باطلہ بے نقاب کر کے انگریزوں کی حمایت اور امداد سے حرمین شریفین پر قابض و مسلّط ہونے والے نجدی وہابی اور ان کے چھوٹے بڑے شیوخ فضیلۃ الشیخ اور علّامہ حضرت ممدوح کے دلائل قاہرہ کی تاب نہ لا سکتے تھے یہ ایک علیحدہ موضوع ہے مگر یہ کیسا دجل و ظلم ہے کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ حضرت سیّدی مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی اور حضرت سیّدی احمد زینی دحلان مکّی جیسے جلیل القدر عظیم المرتبت اسلاف اسلام کو اپنی گستاخ زبان سے انگریزی مفادات کے مطابق چلنے والا قرار دیا جائے اور یوں لکھا جائے کہ:-

زینی دحلان واقعی انگریزی مفادات کے مطابق چلتے تھے"۔

ع الٰہی آسمان کیوں پھٹ نہیں پڑتا ہے ظالم پر

مانچسٹروی جیسے جاہل مطلق مُصنّف کو تو حضرت ممدوح علیہ الرحمہ کا نام بھی لکھنا نہیں آتا کبھی دحلان لکھتا ہے کبھی دھلان لکھتا ہے، بکواس بازی خرافات سازی چونکہ کذابِ اعظم مانچسٹروی کا محبوب مشغلہ ہے اور رافضیوں کی طرح بات کرنے سے پہلے گالی دینا جھوٹ بولنا تبرّا کرنا اس کا خاص وطیرہ ہے اس لیے اُلٹی سیدھی تبرّا بازی کرنے

کے بعد مسٹر ڈبلیو ہنٹر کی کتاب "ہمارے ہندوستانی مسلمان" یہ حوالہ نقل کرتا ہے کہ مولانا احمد زینی دحلان نے اپنے فتویٰ میں ہندوستان کو دارالاسلام لکھا ہے[1]۔ اسی طرح سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے رسالہ مبارکہ اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام کے حوالہ سے بھی مسئلہ دارالاسلام اور دارالحرب پر گفتگو کی ہے اور انگریزی علمداری کے ہندوستان کو دارالاسلام کہنے پر انگریز دوستی قرار دیا ہے اعلیٰحضرت امام اہلسنت نے احکام شریعت اور عرفان شریعت میں ہندوستان کو دارالاسلام لکھا ہے۔ مذکورہ قسم کے حوالہ جات مصنف نے بار بار دیئے ہیں گویا ہندوستان کو دارالاسلام کہنا مصنف کے نزدیک انگریز کا ایجنٹ و وظیفہ خوار ہونے کی دلیل ہے۔ آیئے ہم اس مسئلہ پر بھی مصنف مانچسٹروی کی گوشمالی کرتے ہیں اور ان کو ان کے اکابر کی تحقیقات کے جوہڑ میں غوطہ دیتے ہیں

مسئلہ دارالاسلام کا ثبوت اکابر دیوبند اور انکے معتمدین سے

مصنف مانچسٹروی کے مسلمہ معتمدین اور اس کے اکابر کے معاصرین کی کتب سے مسئلہ دارالاسلام میں امام اہلسنت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے موقف حق کی تائید و حمایت ہوتی ہے کیا یہ سب انگریز کے ایجنٹ اور دلال یا پٹھو تھے ____؟

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۹۱

- جناب مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی لکھتے ہیں "مخفی نماند کہ بلاد ہند کہ در قبضۂ نصاریٰ اند دارالاسلام ہستند و شروط بودن دارالحرب دراں موجود نیستند چہ اگرچہ دراں تنہا احکام کفرہ جاری اند مع ھذا احکام اسلام ہم خصوصاً اصول و ارکان اسلام جاری اند"[1]
- دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:۔ "ہندوستان نہ تو صاحبین کے قول پر دارالحرب ہے اور نہ امام اعظم (ابوحنیفہ) کے قول پر دارالحرب ہے"[2]
- پھر لکھتے ہیں: "ترجیح ہندوستان کے دارالاسلام ہونے ہی کو دی جائے گی"..... مختلف صورتیں بیان کرکے لکھتے ہیں "اس صورت میں بھی ہندوستان دارالاسلام ہوگا"[3]
- پھر لکھتے ہیں: "تعجب ہے بعض اہل اسلام ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر آمدنی بنک کو حلال سمجھتے ہیں"[4]
- پھر لکھتے ہیں: ہندوستان کو بہت سے علماء نے دارالاسلام کہا ہے"[5]۔
- تھانوی صاحب پھر لکھتے ہیں: "امام (ابوحنیفہ) صاحب نے جو دارالحرب کی تعریف لکھی ہے اس کا ہندوستان پر صادق آنا محل نظر ہے کیونکہ امام (اعظم) صاحب کے پاس دارالحرب ہونے

[1] مجموعہ فتاویٰ جلد اول مولانا عبدالحی فرنگی محلی [2] تحذیر الاخوان صفحہ ۸
[3] تحذیر الاخوان صفحہ ۹ [4] ایضاً صفحہ ۱۰ [5] ایضاً صفحہ ۵۵

کی یہ شرط ہے کہ کوئی حکم مسلمانوں کا باقی نہ رہے اور یہاں (ہندوستان میں بہت سے احکام مسلمانوں کے جاری ہیں"[1]

مانچسٹروی صاحب! سچ سچ بتاؤ ایمان لاؤ گے نا کہ اشرف علی تھانوی انگریزوں کا پٹھو تھا برطانیہ کا وظیفہ خوار تنخواہ دار ایجنٹ تھا ہندوستان کو دارالاسلام لکھ کر تھانوی صاحب حریت پسند مسلمانوں کے جذبات ٹھنڈا کر رہا تھا۔

- اور دیکھئے مولوی مناظر حسین دیوبندی قاری محمد طیب مہتمم مدرسہ دیوبند کی شائع کردہ اور ننگ اسلاف حسین احمد ٹانڈوی شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند کی تصدیق شدہ کتاب سوانح قاسمی جلد اوّل میں انگریزی دور کے ہندوستان کو دارالاسلام کہہ کر سیدنا امام احمد رضا کی ہمنوائی کر رہے ہیں۔ بتاؤ یہ بھی انگریز کے ایجنٹ اور پٹھو تھے یا نہیں؟ لکھا ہے: "ہمارے دارالاسلام کے اس ملک میں"[2]۔
- مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی جس کا قلم تمہارے خوابوں میں عرش اعظم سے بھی پرے چلتا ہے وہ اپنے عرشی قلم سے لکھتے ہیں:۔
"دارالحرب ہونا ہندوستان کا مختلف علماتے حال میں ہے، اکثر دارالاسلام کہتے ہیں اور بعض دارالحرب کہتے ہیں بندہ فیصلہ نہیں کرتا"[3]۔

[1] تحذیر الاخوان صفحہ ۲۰ [2] ایضاً صفحہ ۱۴۲ [3] فتاویٰ رشیدیہ جلد اوّل صفحہ ۷ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی ؂

یہاں یہ بات یاد رہے کہ گنگوہی صاحب نے صاف لکھا اور اقرار کیا ہے کہ اکثر علماء دارالاسلام کہتے اور بعض چند دارالحرب کہتے ہیں۔

دوسری اہم ضروری گذارش یہ ہے کہ اب نئے اور جدید چھاپوں میں مجرمانہ خیانت کر کے فتاویٰ رشیدیہ کی حجامت کر دی گئی ہے جو صاحب چاہے پرانے فتاویٰ رشیدیہ کی فوٹو کاپی ہم سے منگوا سکتا ہے۔

(الفقیر محمد حسن علی الرضوی غفرلہ)

- صدر دیوبند مولوی حسین احمد شیخ الحدیث دیوبند سفرنامہ شیخ الہند صفحہ ۱۶۶ لکھتے ہیں: "ایک شخص نے مولانا محمود الحسن دیوبندی سے پوچھا کہ ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالاسلام؟ مولانا محمود الحسن نے فرمایا کہ علماء نے اس میں آپس میں اختلاف کیا ہے۔ اُس نے کہا آپ کی رائے کیا ہے مولانا (محمود الحسن) نے کہا میرے نزدیک دونوں صحیح ہیں"۔

ثابت ہوا کہ مولوی محمود الحسن شیخ الہند دیوبند اور مولوی حسین احمد صدر و شیخ الحدیث دیوبند کے نزدیک ہندوستان کو دارالاسلام کہنے والے امام اہلسنت فاضل بریلوی بھی صحیح کہتے ہیں اور اس کو غلط کہنے والا مانچسٹروی خود غلط ہے مطالعہ بریلویت کا دعویٰ کرتا ہے خود دیوبندیت کا مطالعہ کر نہ سکا یعنی خود اپنے ہی دیوبندی وہابی اکابر کے افکار و فتاویٰ اور کتب سے ناواقف ہے یہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے بغض و عناد کی پھٹکار ہے کہ قدم قدم پر ٹھوکریں کھا رہا ہے اور شرم و حیا اس کا دامن نہیں پکڑتی۔

ماہنامہ فاران کراچی لکھتا ہے "انگریز کے دور میں ہندوستان کے بعض علماء نے جن میں علماء دیوبند کے نام سرفہرست نظر آتے ہیں ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر اس پر فتویٰ دیا کہ یہاں کے مسلمان ہجرت کر کے کسی دارالاسلام میں چلے جائیں اس فتویٰ کے پریشان کن نتائج برآمد ہوئے (مسلمان اپنے اپنے شہر اور گھر بار چھوڑ کر دوسرے ملکوں میں جانے لگے اور انگریزوں کو قدم جمانے کا موقع مل گیا) اس صورت کا حال جناب ظفر حسن ایم اے سے سُنیئے جو اپنی دینداری فکر و عمل اور انگریزوں کے خلاف عملاً باغیانہ جدوجہد میں خاصی شہرت رکھتے ہیں۔

ظفر حسن ایم اے لکھتے ہیں: "ہندوستان کو دارالحرب قرار دینے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہزاروں سادہ لوح مسلمان اپنے گھر بار سے محروم ہوئے اور افغانستان پر مالی بوجھ پڑا ہندوستان کے مسلمان افغانوں سے اور افغان ہندوستانی مسلمانوں سے کبیدہ خاطر ہوتے اگر کسی نے فائدہ اُٹھایا تو وہ انگریز تھے"۔[1]

دراصل انگریز پرست دیوبندی مولوی ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر دو کھیل کھیلنا چاہتے تھے ایک تو یہ کہ دارالحرب (یعنی جہاں اسلام کا کوئی حکم باقی نہ رہے) مسلمانوں کی بڑی تعداد کو ترغیب دی

[1] ماہنامہ فاران کراچی مئی ۱۹۶۵ء۔

جائے کہ یہاں سے نکل جاؤ ہجرت کر جاؤ ان کا خیال یہ تھا کہ جب مسلمانوں کی اکثریت ہندوستان سے نکل جائے گی تو ان کے ولی نعمت خداوند دولت انگریزوں کے قدم جم جائیں گے اور اُن کی حکومت اطمینان کے ساتھ مستحکم اور مضبوط ہو گی۔

دوسرا مقصد یہ تھا کہ جب یہاں ہمارے حربی فتووں کے نتیجہ میں انگریز مستحکم ہو گئے اور اچھی طرح ان کے قدم جم گئے تو خاموشی اور رازداری کے ساتھ مسٹر پامر جیسے گورنمنٹ انگلشیہ کے وفادار لیفٹیننٹ گورنر کے خفیہ معتمد لیفٹیننٹ گورنر جیمس ڈگش لاٹوش سے مدرسہ دیوبند کا معائنہ و افتتاح کرالیں گے اور اس طرح سرکاری امداد کی منظوری بھی رازداری کے ساتھ ہو جائے گی اور کسی کو کانوں کان پتہ نہ چلے گا"۔[1]

مطالعہ بریلویت ص۱۹۲ و ص۱۹۳ صفحہ ۱۹۲ پر ایک عنوان ہے مولانا فضل رسول کے بعد مولانا احمد رضا خاں اور اسی عنوان کے تحت دل کی تسکین کے لیے مُصنّف نے ایک من گھڑت کہانی لکھ ڈالی ہے اور کوئی حوالہ اور کوئی مسئلہ زیر بحث نہ لاسکا صفحہ ۱۹۳ پر مُصنّف نے یہ بتایا ہے کہ:۔

"مولانا فضل رسول اور مولانا احمد رضا خاں کا آستانہ بیعت ایک

[1] روئیداد مدرسہ دیوبند ۱۳۲۲ھ ص۷ و کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی صفحہ ۲۱۷۔

ہی تھا" یہ ہم تسلیم کرتے ہیں اور ہمیں بہت پہلے سے معلوم ہے اور ہم وہاں حاضری دے کر زیارت سے مشرف ہو چکے ہیں یہ بات دُنیا بھر کو معلوم ہے۔ دوسری بات یہ لکھی ہے کہ:۔

"اسماعیل قتیل اور دیوبند کے خلاف تین جگہ سے ایک ہی آواز اُٹھی"۔

اور تیسری بات میں دوبارہ سہ بارہ اقبال و جناح پر فتویٰ کی بات کی ہے ان سب کا جواب ہو چُکا ہے البتہ صفحہ ۱۹۳ پر قاری احمد پیلی بھیتی کی مرتبہ سوانح اعلیٰحضرت رضؔ کے حوالہ سے یہ لکھا ہے:۔

"مولانا احمد رضا خاں صاحب پچاس سال مسلسل جدوجہد میں منہمک رہے یہاں تک کہ دو مستقل مکتب فکر قائم ہو گئے"۔

مانچسٹروی ہوں یا قاری احمد پیلی بھیتی ان کی یہ بات ہم تسلیم نہیں کرتے اور واقع کے بھی سراسر خلاف ہے کیونکہ آج دو مکتبِ فکر نہیں بلکہ بکثرت مکتبِ فکر ہیں اور سیّدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ سے پہلے سُنّی وہابی کا تنازعہ اور مسلکی اختلاف موجود تھا شیعہ رافضی، نیچری، قادیانی مرزائی نجدی سعودی سبھی موجود تھے۔ علامہ ابن عابدین شامی۔ سیّدی احمد زینی دحلان مکی۔ شیخ سلیمان بن عبدالوہاب۔ مولانا فضل حق خیر آبادی۔ مولانا شاہ فضل رسول بدایونی۔ مولانا شاہ رضا علی خاں بریلوی مولانا نقی علی خاں بریلوی قدست اسرارہم فرقہائے باطلہ کا ردّ فرماتے رہے ہیں۔ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی ذات سے دو مکتب فکر نہیں ہوئے بلکہ اعلیٰحضرت نے اس دُنیا میں پہلے سے موجود بے ادب گستاخ فرقوں کی

بے مثال گردن زنی فرمائی اور بدمذہبیت کا لاجواب استیصال فرمایا۔

بریلی و بدایوں میں زور آزمائی اور آذان جمعہ کا اختلاف

مُصنّف نے مزے لے کر بریلی و بدایوں میں زور آزمائی کی سُرخی لگا کر جمعہ کی اذان ثانی کے مسئلہ پر اختلاف کا تذکرہ بھی کیا ہے وہ بات اپنے زمانہ میں ہو کر ختم بھی ہو گئی جمعہ کی آذان ثانی کہاں ہو یہ مسئلہ ارکانِ اسلام اور ضروریاتِ دین سے نہ تھا۔ فروعی مسائل اور تحقیق کے میدان میں اہلِ علم کا اختلاف ہوتا ہی رہتا ہے۔ اکابر اہلسنّت کی غالب اکثریت نے سیّدنا الامام احمد رضا قدس سرہٗ تحقیقاتِ عالیہ کو اپنایا اور آج اب یہاں پاکستان میں اس مسئلہ پر کوئی اختلاف نہیں ہے اور اگر مانچسٹروی اپنا جی راضی کرتا ہے تو کرتا رہے۔ بات آئی گئی ہوئی۔ اس عنوان کے تحت بھی مُصنّف نے باتیں ہی بنائی ہیں کوئی حوالہ و دلیل نقل نہیں کی۔

انگریزی حکومت کی طرف سے حمایت کا الزام

جس وقت مُصنّف نے سیّدنا الامام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ پر انگریزی حکومت کی طرف سے حمایت کا الزام لگایا اس کی شرم و حیاء اور دیانت کا جنازہ غالباً نکل چُکا تھا اتنے بڑے اہم اور سنگین الزام کے لیے مُصنّف نے کسی حوالہ اور دلیل کی ضرورت محسوس نہیں کی اور اگر ضرورت محسوس ہوئی بھی ہو تو ایسا ناپاک حوالہ لاتا کہاں سے جس میں اس بات کا ثبوت ہوتا

کہ انگریزی حکومت اُن کی حمایت کر رہی تھی اور پھر یہ حمایت کا لفظ بھی بے جان ہے کیونکہ حمایت تو اُسے کہتے ہیں جو زبانی کلامی جمع خرچ پر ہو۔ جیسے کسی موقف یا مطالبہ کی حمایت کی جائے۔ مزدوروں کی ہڑتال کی حمایت۔ تاجروں کی ہڑتال کی حمایت۔ کشمیر کے مسئلہ پر پاکستان کی حمایت۔ کلرکوں کی ہڑتال کی حمایت۔ ایک ہوتی ہے حمایت ایک ہوتی ہے امداد تو مُصنّف کو چاہیے تھا انگریزی حکومت کی طرف سے امداد ثابت کرتا مگر جب حمایت ہی ثابت نہ کرسکا تو امداد کہاں سے ثابت کرتا۔ ممکن ہُوا تو اسی جلد اسی حصہ میں ورنہ انشاء اللہ العزیز اسی جلد کے دوسرے حصہ میں دیوبندیوں وہابیوں کے لیے امداد و گرانٹ کی ناقابلِ تردید و ناقابلِ فراموش دستاویزات منظرِ عام پر لائیں گے مُصنّف نے اپنے عنوان کے مطابق ثابت تو یہ کرنا تھا کہ انگریزی حکومت اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کی امداد یا حمایت کرتی تھی مگر موضوع متعین سے ہٹ کر قصہ سُنا رہا ہے بریلی شریف میں مولوی اشرف علی تھانوی کی تقاریر کا کہ ان کی تقاریر میں پُورا شہر بریلی اُمڈ پڑتا تھا۔ خاں صاحب کا کیا کرایا پروپیگنڈہ سب ہباءً منثورہ ہوجاتا۔ مولانا احمد رضا خاں کو خود تقاریر کرنا نہ آتی تھیں بدایوں سے مولانا محبّ احمد بدایونی کو بُلاتے اُن کی تقریریں کرا دیتے۔ ترکی بہ ترکی جواب ہوجاتا۔ حکام بریلی کے ملاقاتی بدایوں کے عمائد فوراً بریلی پہنچ جاتے، مولانا احمد رضا کے لیے فضا سازگار ہوجاتی۔[1]

[1] مطالعہ بریلویت جلد اوّل صفحہ ۱۹۵ ؛

یہ آخری جُملہ انگریزی حکومت کی حمایت ہونے کی دلیل اور ثبوت کے طور پر بے بصیرت، کج فہم مُصنّف نے پیش کیا ہے اور حوالہ نذرانہ اہل عرس کا لکھا ہے مگر حوالہ معہ صفحہ و جلد نہیں محض کتاب کا نام بغیر حوالہ و صفحہ کے لکھنا کافی سمجھا۔ حالانکہ یہ "نذرانہ اہل عرس" اہل سُنّت کے خلاف دیوبندیوں کی اپنی کتاب ہے۔ گھر سے الزام اور گھر سے ثبوت۔ دیوبندیوں وہابیوں کی یہ مکارانہ روش ہے کہ اہل سُنّت کے خلاف ایک دیوبندی اپنی من گھڑت کتاب میں دل پسند الزام عائد کرتا ہے دوسرا دیوبندی مُصنّف اس کا حوالہ دیتا ہے مثلاً مُصنّف مانچسٹروی نے اپنے ہی مکتبِ فکر کی کتاب نذرانہ اہل عرس کا حوالہ دیدیا۔ اسی طرح کتاب سیفِ حقانی والے دیوبندی مُصنّف نے مقامع الحدید کا حوالہ پیش کر دیا یہ بھی دیوبندیوں کی اپنی ہی کتاب ہے جو مبارک پور اعظم گڑھ یوپی سے چھپی ہے مدتوں سے ایک کتاب تذکرہ غوثیہ کا حوالہ دیتے چلے آرہے ہیں حالانکہ مولوی غوث علی شاہ پانی پتی مُصنّف تذکرہ غوثیہ ان کے اپنے مسلک اور مکتبِ فکر کے ہیں اور تذکرہ غوثیہ ان کی اپنی کتاب ہے۔ اسی طرح ایک کتاب دیوبندیوں نے بڑی مکاری سے لکھی ہے فضائل و کمالات اعلیٰحضرت فاضل بریلوی۔ اس میں سب خرافات والزامات ہیں۔ اب نئے دیوبندی مُصنّف اس اپنی ہی کتاب "فضائل و کمالات اعلیٰحضرت فاضل بریلوی" کے حوالے دیا کریں گے۔ یہی حال مانچسٹروی دیانت کا ہے کہ اپنے ہی گھر کی شائع شدہ کتابوں کے حوالہ جات اس انداز میں پیش کر رہا ہے جیسے کہ علماء اہل سُنّت کی

کتابوں کے حوالہ جات دے رہا ہے اوّل و آخر خیانت و بے ایمانی
ان کے مذہب نامہذب کی حقانیت کی دلیل ہے۔

بریلی شریف میں اشرف علی تھانوی کی تقاریر ہوتی تھیں سارا
شہر جلسہ میں کود دیا اُمڈ پڑتا تھا..... وغیرہ وغیرہ ہوائیاں....
جی ہاں ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ مولوی اشرف علی تھانوی کے بھائی
اکبر علی جن کو حافظ غلام مرتضیٰ مجذوب نے دُنیا دار کہا تھا اور اشرف
علی تھانوی صاحب اپنے ان بھائی کے سر میں پیشاب کیا کرتے تھے[1]

یہ اکبر علی تھانوی برادر اشرف علی تھانوی واقعی بریلی شریف میں
کوئی نوکری کرتے تھے اور بریلی میں تھانوی صاحب کی لڑکی بھی بیاہی
تھی اِن کو ملنے کے لیے تھانوی صاحب چھُپ چھُپا کر آتے جاتے تھے کہ
کسی زمانہ میں دیوبندیوں کے تین مدرسہ اور چار پانچ مسجدیں تھیں مولوی
محمد احسن نانوتوی۔ مولوی یٰسین سرائے خامی۔ مولوی منظور سنبھلی وغیرہ
پندرہ بیس دیوبندی مولوی فروغ وہابیت اسکیم کے تحت دیوبند نے
وہاں انگریزوں کی مدد سے رکھ چھوڑے تھے۔ مولوی اشرف علی تھانوی
کی تقریروں کا اتنا اثر ہوا کہ اب وہاں دیوبندیوں کی صرف دو ویران
اور غیر آبادسی مسجدیں ہیں اور ایسی جن کے لیے ڈاکٹر اقبال نے کہا تھا ؎

جی خوش ہوا مسجد ویراں کو دیکھ کر
میری طرح خدا کا بھی خانہ خراب ہے

[1] الافاضات الیومیہ جلد ۴ ☆

(معاذ اللہ) ایک برائے نام مدرسہ بیاکھی پر چل رہا ہے اور ایک
تباہ حال مدرسہ ہے جو انگریزوں کے جانے کے بعد بے بسی کے عالم میں ہے
اور کھنڈرات میں تبدیل ہو چکا ہے۔ جب کہ اہل سنت وجماعت کی بفضلہ
تعالیٰ ساڑھے نوسو (۹۵۰) آباد و شاداب مسجدیں ہیں اور آذان و درود و
سلام سے صبح شام پورا شہر نغماتِ رضا سے گونج اُٹھتا ہے۔ تین بڑے
بڑے مدارس ہیں :۔

(۱) مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ منظر اسلام آستانہ اعلیٰحضرت جس
کو خود امام اہلسنّت اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے قائم فرمایا
جس میں امسال ۲۷۷ علماء کرام وحفاظ و قراء علیحدہ فارغ ہوتے ہیں۔

(۲) دوسرا بڑا رضوی دارالعلوم منظرِ اسلام مسجد بی بی جی محلہ بہاری پور
میں ہے یہ دارالعلوم حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد
صاحب قدس سرہٗ نے قائم فرمایا، اوسطاً ساٹھ ستر علماء یہاں سے ہر سال
فارغ التحصیل ہوتے ہیں۔

(۳) تیسرا بڑا مدرسہ جامعہ نوریہ رضویہ عیدگاہ بریلی شریف سے متصل
ہے جہاں حضرت استاذ العلماء مولانا تحسین رضا خاں بریلوی شیخ الحدیث
وصدر المدرسین ہیں۔

تھانوی صاحب کی تقاریر کا یہ اثر ہوا کہ وہاں دیوبندیت ملیامیٹ
ہو کر رہ گئی اور بفضلہ تعالیٰ بریلی شریف سے مسلک اعلیٰحضرت کی تائید و
حمایت میں اور اہلسنّت کے فروغ و اشاعت کے باب میں تین چار ماہنامہ

رسائل جاری ہیں:۔

(۱) ماہنامہ "اعلیحضرت" خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی شریف۔

(۲) ماہنامہ "سُنّی دُنیا" رضانگر سوداگراں بریلی شریف۔

(۳) ماہنامہ "دامنِ مصطفےٰ" دارالعلوم مظہرِ اسلام مسجد بی بی بریلی شریف۔

(۴) ماہنامہ "نُوری کرن" رضوی کتب خانہ بازار صندل خاں بریلی شریف یو پی۔

بریلی شریف اور بدایوں کے علماء کرام مشائخ عظام ایک ہی ہیں اگر حضرت مولانا محبّ احمد قادری بدایونی علیہ الرحمۃ کو بُلایا جاتا تھا تو اس لیے کہ وہ تھانویت کی حقیقتوں سے زیادہ واقف تھے۔ امام اہل سُنّت سال میں دو تین اہم واعظ اور مثالی خطاب فرماتے تھے اور تین تین چار چار گھنٹے مسلسل علم و عرفان اور فیضان کی بارش ہوتی تھی اعلیحضرت قدس سرہٗ کے علاوہ حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا بریلوی صدر الشریعت مولانا محمد امجد علی اعظمی رضوی۔ ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری حضرت مولانا رحم الٰہی صاحب۔ حضرت واعظ اسلام مولانا غلام رسول رضوی بہاولپور۔ شیر بیشۂ اہل سُنّت مولانا حشمت علی خانصاحب لکھنوی قدست اسرارہم بریلی شریف ہی میں سکونت پذیر تھے اور دارالعلوم بریلی شریف میں مدرس بھی تھے اور اعلیٰ درجہ و بلند پایہ کے مناظر و مقبول عام و خاص مقرر و خطیب بھی تھے۔ حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ ہفتہ میں دوبار لازماً بریلی شریف حاضری دیا کرتے تھے۔ وہاں علماء و خطبا اور مقررین و واعظین کی کیا کمی تھی مگر مُصنّف

چھوٹی چھوٹی باتیں کر کے تنکوں کا سہارا لے کر اپنا جی راضی کر رہا ہے۔ بریلی شریف تو کئی لاکھ کی آبادی کا بہت بڑا شہر ہے اور کئی میلوں میں پھیلا ہوا ہے۔ تین اسٹیشن ہیں خدا جانے تھانوی کی بریلی شریف میں تقاریر کون سے بڑے گراؤنڈ میں ہوتی تھی جہاں سارا شہر اُمڈ پڑتا تھا کیونکہ بریلی شریف میں دیوبندیوں کی دو مسجدیں تو بہت مختصر اور محدود تھیں۔ اُن میں تو بریلی شریف کی ایک گلی کے لوگ بھی نہیں آسکتے تھے۔ بریلی شریف جو کئی لاکھ کی آبادی کا بہت بڑا شہر ہے آدھی آبادی ہندوؤں سکھوں وغیرہ کی بھی ہے اور اُس زمانہ میں انگریز بھی تھے جو مجموعی طور پر لاکھوں کی تعداد میں تھے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جب پورا شہر بریلی میں تھانوی کی تقریروں میں آتا ہوگا تو لاکھوں ہندو سکھ عیسائی بھی ان کی مسجدوں میں آتے ہوں گے اور پھر دوکانوں مکانوں بازار محلّوں میں جا کر چیک کون کرتا تھا کہ بریلی خالی ہوگئی ہے اور تمام مخلوق پورا شہر تھانوی صاحب کی تقریر میں اُمڈ پڑا ہے۔ مانچسٹروی صاحب آپ نے تھانوی پرستی میں جھُوٹ کی بھی کمر توڑ دی۔

نواب رام پور اور شیخ فضل حسین

مُصنّف نے بار بار لکھا ہے اور اب صفحہ ۱۹۶ پر بھی اس کا اعادہ کیا ہے کہ نواب کلب علی خاں آف رام پور سرکار انگلشیہ کے اوّل درجے کے خیر خواہ تھے۔ اُن کے مشیروں میں شیخ فضل حسین کا نام بھی ملتا ہے۔۔۔۔ انگریزی دَور میں والیانِ ریاست ہی وائسرائے ہند کے نائبین

ہوتے تھے ..... والیانِ رام پور مذہباً شیعہ تھے۔ ملخصاً[1] نواب کلب علی شیعہ تھے۔ انگریزوں کا خیر خواہ تھا۔ وائسرائے ہند کا نائب تھا وغیرہ۔ ہم پوچھتے ہیں اکابر دیوبند کیا تھے؟ ساری زندگی انگریزوں کی غلامی اور ایجنٹی میں گزری۔ اکابر دیوبند و بانی مدرسہ دیوبند نے پڑھا انگریزوں کے مدرسوں میں[2]، نوکریاں کیں انگریزی سرکاری مدرسوں میں، جب پنشنر ہوئے تو انگریزوں نے دہلی سے دُور مدرسہ دیوبند بنوا کر بٹھا دیا۔ مدرسہ دیوبند کے کارکنان و مدرسین سب گورنمنٹ برطانیہ کے ریٹائرڈ پنشنر ملازمین تھے[3] اور دیوبندیوں کا امام ربانی رشید احمد گنگوہی تو صاف صاف اقرار کرتا ہے کہ:-

"جب میں حقیقت میں سرکار (گورنمنٹ انگلشیہ) کا فرمانبردار رہا ہوں تو جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیکا نہ ہوگا اگر مارا بھی گیا تو سرکار (انگریزی حکومت) مالک ہے اُسے اختیار ہے جو چاہے کرے"[4]

مانچسٹروی صاحب آنکھیں کھول کر بلکہ آنکھیں پھاڑ کر تذکرۃ الرشید پڑھو یہ ہے فرمانبرداری یہ ہے تابعداری۔ یہ ہے جانثاری کہ گنگوہی صاحب زبانِ حال سے اقرار و اعتراف کر رہے ہیں کہ جب میں حقیقت میں سرکار گورنمنٹ انگلشیہ کا فرمانبردار ہوں اور پھر یہ کہ یہ کتنی حسین خود سپردگی ہے انگریزوں کی

---

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۹۶ [2] دیکھو تذکرہ علمائے ہند صفحہ ۲۱۰
[3] سوانح قاسمی جلد ۲ صفحہ ۲۴۷ [4] تذکرۃ الرشید صفحہ ۸۰ ؎

سرکار میں "سرکار (انگریزی حکومت میری) مالک ہے اُسے اختیار ہے جو چاہے کرے[1]"

مانچسٹروی صاحب ایسے کھرے اور بے غبار حوالے لایا کرو اور ذرا غور کرو یہ جُملہ کتنا معنی خیز ہے "جب میں حقیقت میں" اس پر بار بار غور کرو شیخ فضل حسین مرحوم سے پہلے ذرا اپنے گھر کے انگریزی ایجنٹوں اور پٹھوؤں کو دیکھو۔

یہ تمہارا مدرسہ دیوبند کیا انگریزی حکومت کی امداد کا کرشمہ نہیں تھا آؤ دوربین کے شیشہ والی عینک لگا کر دیکھو پڑھو لکھا ہے:-

"یہ مدرسہ (دیوبند) خلاف سرکار (انگلشیہ) نہیں بلکہ موافق سرکار ممد و معاون سرکار (برطانیہ) ہے[2]"

ذرا غور کرو اور کچھ سمجھو یہ جُملہ کتنا "معنی خیز" ہے اور اپنے اندر کتنی گہرائی لیے ہوتے ہے کہ یہ مدرسہ دیوبند خلاف سرکار انگلشیہ حکومت برطانیہ نہیں۔ اتنا کافی نہیں سمجھا۔ بلکہ مزید فرمایا:- "بلکہ موافق سرکار و ممد معاون سرکار برطانیہ ہے"۔ انگریزی سرکار انگریزی حکومت پر جانثاری کی یہ داستان بہت طویل ہے اگر زیرِ نظر جلد میں نہ آسکی تو انشاء اللہ آئندہ حصہ میں ضرور آئے گی۔ علاوہ ازیں مُصنّف نے صفحہ ۱۹۶ پر "المیزان" کے دو حوالے بلاضرورت نقل کیے ہیں۔

---

[1] تذکرۃ الرشید صفحہ ۸۰ [2] کتاب مولانا محمد حسن نانوتوی صفحہ ۲۱۷ مصدقہ مفتی محمد شفیع دیوبندی ؎

نواب رام پور اکابر دیوبند کی نظر میں

مُصنّف تاریخ کو اُلٹی چھُری سے ذبح کرتا ہوا

دن کو رات۔ رات کو دن بنانے کی کوشش کرتا ہوا اور بات بات پر لکھتا ہے یہ بات بہت معنی خیز ہے وہ بات بہت معنی خیز ہے۔ نواب کلب علی خاں کے متعلق بھی کچھ کا کچھ لکھا انگریزوں کا ایجنٹ اور شیعہ بنایا مگر آؤ دیکھتے ہیں علماء دیوبند نواب رام پور کو کیا سمجھتے ہیں اور کیسا سمجھتے ہیں لکھا ہے:۔

"سیدنا الامام الکبیر (مولوی قاسم نانوتوی تحذیر الناس والے) ایک دفعہ رام پور تشریف لے گئے رام پور شمالی ہند میں اس وقت مغلیہ تہذیب وتمدّن کا لکھنؤ کے ختم ہوجانے کے بعد آخری ملجاو ماویٰ تھا... خصوصاً مرحوم نواب کلب علی خان نے مغل دربار کے لوازم و آثار کی حفاظت میں اپنے بس سے زیادہ اولوالعزمی کا اظہار کیا تھا۔"[1] ملخصاً۔

یہاں اکابر دیوبند اُن کے اپنے بقول شیعہ نواب کو مرحوم بھی لکھ رہے ہیں اور انگریزی ایجنٹ واوّل درجہ کے خیر خواہ نواب کلب علی کو اپنا آخری ملجاو ماویٰ بھی مان رہے ہیں اور اسلامی مغل دربار کے لوازم و آثار کی حفاظت میں اپنے بس سے زیادہ اولوالعزمی کا اظہار کرنے والا بھی تسلیم کر رہے ہیں گویا ہم سے کچھ اپنوں سے کچھ غیروں سے کچھ۔

[1] سوانح قاسمی جلد ا صفحہ ۳۰۷ مُصنّفہ مولوی مناظر احسن گیلانی مصدقہ قاری محمد طیب مہتمم مدرسہ دیوبند ؛

خاندانی خدمات

مُصنّف بیچ نے صفحہ ۱۹۷ پر سیدنا امام اہلسنت قدس سرہٗ کے خاندانی حالات مجرمانہ تحریف کے ساتھ غیر مستند کتب سے نقل کیے ہیں ہم قبل ازیں بھی وضاحتہً عرض کر چکے ہیں کہ "نذرانہ اہل عرس" نامی کتابچہ ان کے اپنے ہم مکتب فکر گروہ کی کارستانی ہے اور پھر مُصنّف کا اپنا دجل عبارات کو مسخ کرنے میں علیحدہ شامل ہے بہر حال لکھتا ہے:۔

"ضلع بدایوں میں ان (مولانا احمد رضا خاں کے والد مولانا نقی علی خاں) کی بڑی جائیداد تھی بسلسلہ انتظام جائیداد بدایوں میں مسلسل آمدورفت رہتی تھی۔ مولانا انوار الحق صاحب عثمانی بدایونی سے مخلصانہ برادرانہ تعلقات تھے رؤسائے بدایوں و کھیڑہ بزرگ کے خصوصی مشاغل مُرغ بازی اور بٹیر بازی وغیرہ سے دلچسپی رکھتے تھے۔"[1]

پھر جارحانہ انداز میں معاندانہ تبصرہ کرتا ہوا مُصنّف لکھتا ہے:۔ مولانا نقی علی خاں رؤسائے بدایوں سے مل کر بٹیر بازی کرتے تھے... مولانا نقی علی خاں کو اتنی بڑی جائیداد کہاں سے ملی[2]... ملخصاً

جواباً عرض ہے کہ اوّل تو نذرانہ عرس یا نذرانہ اہل عرس کراچی سے شائع شدہ ان کی اپنی کتاب ہے ہمارے لیے حُجّت ہے نہ معتبر۔

دوم یہ کہ مضمون بالا میں مولانا نقی علی خان صاحب کے مولانا انوار الحق بدایونی سے دوستانہ برادرانہ تعلقات بتاتے گئے ہیں اور آگے کا مضمون مولانا نقی علی خانصاحب قدس سرہٗ سے متعلق نہیں ہے یعنی مضمون میں یہ بتایا گیا

[1] نذرانہ عرس صفحہ ۷ [2] مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۹۷ ؛

ہے کہ رؤسا بدایوں و کھیڑہ کے مشاغل مُرغ بازی بٹیر بازی وغیرہ سے دلچسپی لیتے تھے اس مضمون میں یہ نہیں کہ حضرت رئیس الاتقیاء مولانا مفتی شاہ نقی علی خانصاحب قدس سرہٗ کے اور رؤسا بدایوں کے مشاغل بٹیر بازی یا مُرغ بازی تھے۔ کسی بٹیر باز یا مُرغ باز سے تعلقات ہونا اور بات ہے اور خود بٹیر باز ہونا اور بات ہے اور پھر آپ کے تعلقات بھی حوالہ مذکورہ میں صرف مولانا انوار الحق بدایونی سے بتائے گئے ہیں مُصنّف مانچسٹروی نے بٹیر یا مُرغ باز رؤسا بدایوں سے تعلق جوڑ کر خود حضرت ممدوح قدس سرہٗ کو بٹیر باز و مُرغ باز بنا دیا۔ شرم تم کو مگر نہیں آتی ــــــ ویسے بھی مُرغ یا بٹیر لڑانا زیادہ سے زیادہ مکروہ ہے بٹیر بازی کی نسبت زاغ معروفہ بازی یعنی کوا بازی آپ کے امام ربانی مولوی رشید احمد گنگوہی کا محبوب مشغلہ تھا۔[1]

اعلحضرت کی جائیداد و جاگیر

مُصنّف مانچسٹروی بحر بدگمانی میں غرق ہو کر اور بغض و حسد کی آگ میں جل کر پُوچھتا ہے کہ :۔

”مولانا نقی علی خاں کے والد کو اتنی بڑی جائیداد کہاں سے ملی؟ اور کس محنت کے عوض؟ اس سوال کے جواب کے لیے ہمیں مولانا نقی علی خاں کے والد مولانا رضا علی خاں کی انگریز دوستی کو بھی پیش نظر رکھنا ہوگا۔“[2]

کہتے ہیں :ـ آدمی اپنے ہی احوال پہ کرتا ہے قیاس
یا آئینہ میں اپنی ہی شکل نظر آتی ہے

[1] فتاوٰی رشیدیہ صفحہ

[2] مطالعہ بریلویت جلد اوّل صفحہ ۱۹۷

چونکہ مانچسٹروی مانچسٹر میں خود انگریزوں کا غلام بنا بیٹھا ہے اور وہاں بیٹھ کر اپنے اکابر کی نیابت اور جانشینی کا حق ادا کر رہا ہے چونکہ اس کے اکابر خود انگریزوں کے وظیفہ خوار تنخواہ دار حاشیہ بردار تھے اس تیرہ بختی کا عذاب یہ پڑا کہ اسے اپنے اکابر کی طرح حضور امام اہل سنّت امام احمد رضا خانصاحب آپ کے عظیم المرتبت والد گرامی رئیس الاتقیاء مولانا شاہ محمد نقی علی خانصاحب دادا امام العلماء حضرت مولانا شاہ رضا علی خانصاحب قدست اسرارہم بھی اپنے اکابر جیسے نظر آنے لگے بہرحال اگر مُصنّف کو اس کی تحقیق کرنی اور کھوج نکالنا ہے کہ اعلحضرت کے آباؤ اجداد کو اتنی بڑی جاگیر کہاں سے ملی تو ضلع بدایوں یوپی جا کر اُن مواضعات کے تحصیلدار۔ قانونگو اور پٹواری صاحبان سے رجوع کرنا چاہیے یا سنٹرل ریکارڈ روم دہلی اور الہ آباد بھارت سے ریکارڈ نکلوانا چاہیے اور پھر جو جواب ملے اس کو دیانتداری سے معذرت کے ساتھ شائع کرنا چاہیے۔ اور کس محنت کے عوض ملی۔ یہ ہم بتا دیتے ہیں لیجئے ملاحظہ ہو یہ ہے تذکرہ ”علماء ہند“ اور یہ ہے ”منظہر المناقب حیات اعلحضرت“ حضور (اعلحضرت) کے آباؤ اجداد قندھار کے موقر قبیلہ بڑھیچ کے پٹھان تھے شاہان مغلیہ کے عہد میں وہ لاہور آئے اور معزز عہدوں پر فائز و ممتاز ہوتے۔ لاہور کا شیس محل انہی کی جاگیر تھا۔ پھر وہاں سے دہلی آئے اور معزز عہدوں پر فائز رہے چنانچہ (اعلحضرت کے پڑ دادا کے پڑدادا) حضرت محمد سعید اللہ خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ شش ہزاری عہدہ پر فائز تھے اور شجاعت

جنگ کا خطاب انہیں عطا ہوا تھا اُن کے صاحبزادہ خان محمد سعادت یار خانصاحب منجانب سلطنت ایک (جنگی مہم) سر کرنے کے لیے بریلی روہیکھنڈ بھیجے گئے اور جنگی فتح یابی پر اُن کو بریلی کا صوبہ بنانے کے لیے فرمان شاہی آیا۔

...... (اعلحضرت کے پڑدادا) حضرت حافظ کاظم علی خاں صاحب شہر بدایوں کے تحصیلدار تھے اور یہ عہدہ آج کل کی کلکٹری کے قائمقام تھا۔ دوسو سواروں کی بٹالین خدمت میں رہتی تھی۔ آٹھ گاؤں جاگیر کے دوامی لاخراجی معافی عطا ہوئے تھے۔"

مصنف مانچسٹروی اب تحقیق مزید کرنا چاہے تو تذکرہ علماء ہند اور مظہر المناقب سوانح عمری اعلحضرت کا مطالعہ کرے یا پھر سنٹرل ریکارڈ روم دہلی والہ آباد بھارت چلا جائے اور پوری تحقیق و تفتیش کر کے آئے۔ یہ عظیم جاگیر انگریز مردود کا عطیہ نہ تھی۔

مولوی قاسم نانوتوی کی جائیداد کہاں سے آئی؟

اب مُصنّف خود بھی بتائے کہ بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی کی جاگیر و جائیداد کہاں سے آئی؟ کس خدمت کے صلہ میں ملی؟ بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب کا سوانح نگار مولوی مناظر احسن گیلانی دیوبندی قاری طیّب مہتمم مدرسہ دیوبند و مولوی حسین احمد صدر و شیخ الحدیث دیوبند کی مصدقہ کتاب سوانح قاسمی میں لکھتا ہے:-

"سیدنا الامام الکبیر (یہ لقب انہوں نے امام اعظم ابو حنیفہ کے مقابلہ میں

ایجاد کیا ہے۔ رضوی) حضرت مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ کا نسبی سلسلہ شاہجہانی عہد کے عالم مولوی محمد ہاشم صاحب پر منتہی ہوتا ہے جو جاگیر پاکر نانوتہ میں آباد ہوئے۔"[1]

"یعنی نانوتہ کے (قاسمی) صدیقی شیوخ کو جو جائداد جاگیر میں حکومت کی طرف سے ملی تھی، اس جائیداد میں شیخ تفضل حسین (شیعہ) بھی شریک تھے۔"[2]

ہم کہتے ہیں کہ اس راز سے پردہ اُٹھایا جائے کہ حکومت سے یہ اتنی بڑی جائیداد کس خدمت اور کس صلہ کے عوض ملی تھی؟ کیونکہ قاسم نانوتوی صاحب کے انگریزوں سے خصُوصی اور گہرے مراسم تھے کیونکہ انگریز نے مدرسہ دیوبند کے بنوانے میں اہم کردار ادا کیا تھا اور انگریز خصُوصی تعاون کرتے رہے تھے۔ اعلحضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی کے آباؤ اجداد کو تو مغلیہ عہد میں جاگیر ملی کیونکہ سلطنت مغلیہ کی جانب سے روہیل کھنڈ بریلی ایک جنگی مہم سر کرنے کے لیے بھیجے گئے انہیں تو شجاعت جنگ کا خطاب بھی عطا ہوا تھا۔ دوسو گھوڑوں کے سواروں کی بٹالین بھی ملی تھی، مگر نانوتوی صاحب کے اجداد کو بغیر کسی جنگی مہم اور بغیر کوئی معرکہ سر کیے مُفت میں یہ اراضی کس طرح مل گئی یہ بات بڑی "معنی خیز" ہے۔

زمین کا بٹوارہ

سوانح قاسمی جلد اوّل کے صفحہ ۴۹۶ پر مولوی محمد ہاشم سے لے کر مولوی محمد قاسم نانوتوی تک خود نانوتوی صاحب کے اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا ۹ پشتوں کے

---

[1] سوانح قاسمی ص ۱۱۲/۱، [2] سوانح قاسمی جلد اوّل ص ۱۲۲ اشاعت شدہ دیوبند زیر اہتمام قاری محمد طیّب

وارثوں میں تقسیم جائیداد کا فوٹو بھی لگا ہوا ہے۔

۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی

مانچسٹروی صاحب صفحہ ۱۹۷ پر ہر طرف سے تھک ہار کر جھک مار کر لکھتے ہیں: ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں...... مولانا نقی علی خاں اور اُن کے والد مولانا رضا علی خاں دونوں موجود تھے انہوں نے تحریکِ آزادی میں کوئی حصہ نہ لیا...... مسلمانوں کو گرفتار کر کے تختہ دار پر چڑھایا جا رہا تھا...... شہر کے بااثر بڑے بڑے لوگوں نے گھروں کو خیرباد کہہ دیا تھا اور دیہاتوں میں جا کر روپوش ہو گئے تھے مولانا (رضا علی خاں) صاحب نے باوجود لوگوں کے اصرار کے بریلی نہ چھوڑی۔" [۱]

محسوس یوں ہوتا ہے کہ مصنف مانچسٹروی اپنے اکابر کی ابھی مزید مٹی پلید کروا کر اُن کو پوری طرح بے نقاب کروانا چاہتا ہے غالباً اس کو اپنے اکابر کے ڈھول کا پول کھلوانے میں مزہ آتا ہے تو سنیئے جناب آپ نے اپنے صفحہ ۱۹۸ کے مضمون میں جنگِ آزادی میں حصہ لینے کی دو صورتیں لکھی ہیں ایک مسلمانوں کو تختہ دار پر چڑھایا جا رہا تھا۔ دوسرا لوگ اپنے اپنے گھروں کو خیرباد کہہ کر دیہاتوں میں جا کر روپوش ہو رہے تھے۔ یہ کس طرح کا جہاد تھا جس میں مولانا شاہ رضا علی خاں حصہ لیتے گرفتار ہو کر تختہ دار پر چڑھتے یا دیہاتوں میں جا کر روپوش ہو جاتے جنگ یا جہاد میں حصہ لینے کا مطلب تو یہ ہوتا ہے کہ دشمن سے آمنے سامنے لڑا جائے مرا

[۱] مطالعہ بریلویت جلد اول صفحہ ۱۹۷ تا ۱۹۸ ملخصاً۔

اور مارا جائے یا دیہاتوں میں جا کر روپوش ہو جاتے۔ یہ انوکھا جہاد اور جنگِ آزادی کا اُلٹا حصّہ آپ کو مبارک ہو۔ اور اس میں تو شبہ نہیں کہ دیوبندی وہابی مولوی ۱۸۵۷ء میں روپوش اور فرار تو بہت ہوتے مرد میدان بن کر میدان کارزار میں اُتر کر ڈٹ کر مقابلہ نہیں کیا شاملی ایک جنگل تھا جنگل کی مختصر سی لڑائی ایک غلط فہمی کا نتیجہ تھی مصنف کسی مستند تاریخی حوالہ سے ثابت کرے کہ بریلی میں کتنے دیوبندی مولوی انگریزوں سے دو بدو لڑائی میں قتل ہوئے اور کتنے دیوبندیوں کو انگریزوں نے تختہ دار پر چڑھایا۔ ہاں دیوبندیوں نے دارالحرب کا فتویٰ دے کر بھاگنا شروع کر دیا تھا مصنف ہم سے پوچھتا ہے کہ اعلیٰحضرت کے والد مولانا نقی علی اور دادا مولانا رضا علی خاں نے تحریکِ آزادی میں حصہ کیوں نہ لیا۔ ہم کہتے ہیں دیوبند میں کونسا معرکہ ہوا؟ انگریز مردود قبضہ تو پایۂ تخت دہلی پر کرنا چاہتے تھے اور لڑائی لڑنے جاتے بریلی شریف پہلے لڑائیاں اسی نوع کی ہوا کرتی تھیں کہ دارالحکومت (پایۂ تخت) پر قبضہ کیا پورے ملک پر قبضہ ہو گیا ہاں کم و بیش بغاوت ہوتی رہتی تھی جس کی ایک جزوی حیثیت ہوتی تھی لیکن اس کے باوجود بریلی شریف میں حکام بہت خوف زدہ تھے۔ اس سلسلہ میں گھر کی شہادت ملاحظہ ہو، مفتی محمد شفیع دیوبندی کی مصدقہ کتاب مولانا محمد حسن نانوتوی صفحہ ۵۰ میں صاف لکھا ہے:۔۔۔۔

"مئی ۱۸۵۷ء کے دوسرے ہفتے جب دیگر مقامات کی وحشتناک

خبریں بریلی پہنچیں تو انگریزی حکام بہت خوفزدہ ہوتے اور انہوں نے اپنے
اہل وعیال کو احتیاطاً ۲۰ مئی ۱۸۵۷ء کو نینی تال پہنچا دیا۔ اُس زمانہ میں دیوبندی
وہابی مکتبِ فکر کے متعدد مولوی صاحبان بریلی میں موجود تھے جن کے میرِ مجلس
مولوی محمد احسن نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند قاسم نانوتوی کے اُستاد بھائی تھے
بریلی میں مولوی محمد یعقوب نانوتوی دیوبندی بھی ۱۸۵۵ء تا ۱۸۵۷ء میں موجود
تھے۔ مولوی اشرف علی تھانوی کا اپنے بھائی اکبر علی تھانوی کے پاس آنا
جانا تھا۔ مولوی محمد یٰسین دیوبندی بھی وہاں ایک مدت رہے۔ مولوی
شبیر احمد عثمانی دیوبندی کے والد مولوی فضل الرحمٰن دیوبندی ۱۸۵۷ء
بریلی میں ڈپٹی انسپکٹر مدارس تھے۔ مولوی محمود الحسن شیخ الہند دیوبند کے والد
مولوی ذوالفقار علی دیوبندی بھی بریلی کالج میں ملازم تھے۔ مولوی محمود الحسن
بریلی ہی میں ۱۸۵۱ء میں پیدا ہوتے تھے بتایا جاتے۔ بریلی میں ہوتے ہوئے ان
دیوبندی مولویوں نے تحریکِ آزادی میں کیا حصّہ لیا ان میں سے کتنے مرے
اور کتنے انگریزوں کو مارا۔ کتنے تختہ دار پر چڑھے؟ اس اہم سوال کا جواب
بجز ندامت کے کچھ بھی نہیں۔ باقی بریلی شریف میں جو انگریزی حکام وافسران
خوف زدہ تھے وہ کس کی ہیبت تھی اور کس کی تربیت کا نتیجہ تھا؟ کبھی اس
پر غور کیا؟ تعجب تو یہ ہے کہ انگریز تو بریلی شریف سے خوف زدہ ہو کر بال
بچوں سمیت خود بھاگ رہے ہیں اور مولوی قاسم نانوتوی کا استاد بھائی
اور مولوی مملوک علی کا شاگرد رشید نو محلہ بریلی کی مسجد میں لوگوں کو
تحریکِ آزادی میں حصّہ لینے اور جہاد سے روک رہا ہے ملاحظہ ہو۔ ۲۰ مئی ۱۸۵۷ء

کو بریلی شریف سے انگریز حکام بھاگ رہے ہیں اور ۲۲ مئی کو دیوبندی
مجاہد یہ خطاب کر رہا ہے :-

"۲۲ مئی (۱۸۵۷ء) کو نماز جمعہ کے بعد مولانا محمد احسن صاحب (نانوتوی
دیوبندی) نے بریلی نو محلہ کی مسجد میں مسلمانوں کے سامنے ایک تقریر کی
اور اس میں بتایا کہ حکومت (انگلشیہ) سے بغاوت کرنا خلافِ قانون ہے[1]"
دیوبندی مولوی کی اس (انگریز نواز) تقریر نے (بریلی میں ایک آگ
لگا دی اور تمام مسلمان مولانا محمد احسن نانوتوی دیوبندی کے خلاف
ہو گئے۔ اگر کوتوال شہر شیخ بدرالدین کی فہمائش پر (دیوبندی) مولانا
بریلی نہ چھوڑتے تو اُن کی جان کو بھی خطرہ پیدا ہو گیا تھا"[2]

اب اور دیکھئے اس برطانیہ پرست انگریز نواز دیوبندی مولوی کو
پناہ ملی تو کہاں ملی۔ مُصنّف مانچسٹروی کے اپنے بقول نواب کلب علی
خاں آف رام پور سرکار انگلشیہ کے اوّل درجہ کے خیر خواہ کی ریاست
رام پور کے مدار المہام حکیم سعادت علی خاں کے صاحبزادے حکیم ولایت
علی خاں رئیس اعظم آنولہ ضلع بریلی کے پاس ٹھہرے اور پھر وہاں سے
رام پور (افغاناں) ہو کر نانوتہ (سہارنپور) پہنچے۔

جان بچی لاکھوں پاتے ☆ مڑ کے بُدھو گھر کو آتے[3]

[1] کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی صفحہ ۵۰ و صفحہ ۵۱ مصدقہ مفتی محمد شفیع دیوبندی [2] کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی صفحہ ۵۱ [3] ایضاً صفحہ ۵۲ ؛

اور دیکھئے یہ ہیں مجاہدین آزادی

"تھانہ بھون میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی۔ حافظ محمد ضامن۔ مولانا شیخ محمد تھانوی۔ مولانا محمد منظہر نانوتوی۔ مولانا محمد منیر نانوتوی اور قاضی عنایت علی وغیرہ نے مجلس مشاورت منعقد کی۔ اس مجلس میں مولانا محمد احسن بھی شریک ہوئے۔ مولانا شیخ محمد تھانوی نے جہاد کے خلاف رائے دی اور کہا جب قاضی عنایت علی عام جنگ کے دوران خاموش رہے اور حاضرین مجلس سے بھی اس وقت کسی نے اس کو جہاد سمجھ کر اس میں حصہ نہیں لیا تو اس وقت جب کہ انتقام کا جذبہ کارفرما ہے اس لڑائی کو جہاد کیسے کہا جا سکتا ہے۔" حاشیہ پر لکھا ہے: "مولانا اشرف علی تھانوی نے بھی یہی رائے ظاہر کی ہے۔"[۱]

مولانا محمد احسن نے مولانا شیخ محمد تھانوی کی تائید کی یعنی عدم جہاد کا فتویٰ دے کر لڑائی میں شریک نہیں ہوئے[۲]

یہ ہے دیوبندی مولویوں کی تحریک آزادی میں کارگزاری۔ جو ان کی اپنی کتاب سے واضح ہے۔ ے

بڑے پاکباز اور بڑے پاک طینت
جناب آپ کو کچھ ہم بھی جانتے ہیں

۱ مولانا محمد احسن نانوتوی صفحہ ۵۴ ۲ ایضاً

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

اسی دیوبندی کتاب میں لکھا ہے: "روہیل کھنڈ کا صدر مقام بریلی روہیلوں کا دارالحکومت رہ چکا تھا لہذا یہ مقام جلد ہی تحریک آزادی کا خاص مرکز (بریلی) بن گیا..... خان بہادر خاں، بخت خاں، محمد شفیع رسالدار اور مفتی عنایت احمد کاکوروی وغیرہ (علمائے اہلسنت) اپنا کام بڑے ضبط و نظم سے کر رہے تھے"[۱] یاد رہے کہ ان دنوں فخر اہل سنت مولانا مفتی عنایت احمد صاحب کاکوروی رحمۃ اللہ علیہ بریلی شریف میں رونق افروز تھے اور اس روحانی مرکز میں انگریزوں سے برسرپیکار تھے اور یہ بھی یاد رہے کہ "اپریل مئی ۱۸۵۷ء سے پہلے چلی اس انگریزی سورش کے بعد تمام اہم مقامات پر انگریزی قبضہ ہو چکا تھا جنگ آزادی کا یہ سلسلہ جون ۱۸۵۷ء تک رہا لیکن بریلی شریف پر سب سے بعد ۶ مئی ۱۸۵۸ء کو انگریزوں کا قبضہ و تسلط ہوا۔"[۲]

آج مانچسٹروی مصنف جنگ آزادی کے ایک سو چالیس سال بعد تاریخ کو مسخ نہیں بلکہ ملیامیٹ کرنے اٹھا ہے اور عوام کی آنکھوں میں دھول جھونک رہا ہے۔ بزعم خود مؤرخ تاریخ آزادی بنا پھرتا ہے

ے جو آپ کو نہ جانتا ہو حضرت ※ چالیں چلئے اس اجنبی سے

مصنف مانچسٹروی اپنی قطعاً جعلی فرضی من گھڑت دستاویز پیش کرتا ہوا صفحہ ۱۹۹ پر آ کر پھر وہی ہندوستان دارالاسلام کا رونا روتا ہے

۱ کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی صفحہ ۴۹ ۲ ایضاً صفحہ ۵۷

اور بے شرمی وہٹ دھرمی سے اعلام الاعلام بان ہندوستان دار الاسلام
کا نام لیتا ہے حالانکہ دار الاسلام کے موضوع پر بفضلہٖ تعالیٰ ہم نے اس
کے دلائل کی جعلسازیوں کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔

مسلمانانِ ہند پر حکم جہاد و قتال نہیں

مصنف نے یہ الفاظ دوام العیش از سیدنا اعلیٰحضرت
کے حوالہ سے لکھے ہیں حالانکہ دوام العیش جنگِ آزادی ہند کے سلسلہ
میں نہیں ترک حکومت ترک خلافت کے مسئلہ پر ہے کہاں کی بات کہاں
چسپاں کی جارہی ہے اور مرتد زماں غلام احمد قادیانی دجال کا حوالہ بھی
اس جگہ بے محل ہے دجال نے ترک خلافت کے متعلق نہیں لکھا وہ جہاد
کے مطلقاً خلاف تھے، مگر مانچسٹری حوالہ دجال قادیاں کی کتاب کا بھی نہ دے سکا۔
اگر بالفرض بقول مصنف یہ الفاظ آزادی ہند سے ہی متعلق ہیں تو پھر
یہی فتویٰ آپ کے مولانا شیخ محمد تھانوی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی
محمد احسن نانوتوی وغیرہ بھی دے چکے ہیں حوالہ جات ابھی گزرے ہیں۔[1]

فاضل بریلوی اور ترک موالات کے حوالہ میں خیانت

مصنف نے جناب پروفیسر
مسعود احمد صاحب کے مرتبہ
مجموعہ فاضل بریلوی اور ترک
موالات کا بھی حوالہ دیا ہے، مگر اس حوالہ کا مقصد و مفاد سمجھ میں نہیں آیا کہ
مصنف کا مدعا کیا ہے۔ اور اس حوالہ میں بھی یہ حجامت کی کہ اس مضمون کے

[1] دیکھو کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی صفحہ ۵۴۔

یہ الفاظ چھوڑ دیئے: ــــ
"(محمود الحسن دیوبندی) اسارت مالٹا کے بعد ہندو مسلم اتحاد کے حامی
ہو گئے تھے[1]۔"

اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ وہ اسیر مالٹا صاحب اکھنڈ بھارت کے حامی
اور دو قومی نظریہ اور قیام پاکستان کے مخالف ہو گئے۔

تعلیم کے لیے امداد لینا

چونکہ خیانت اور بددیانتی مصنف کے
دل و دماغ میں کوٹ کوٹ کر بھری
ہوئی ہے ہر بات میں ہیرا پھیری اس کا مقدر ہے اس لیے اپنی ازلی بدنصیبی
سے مجبور ہو کر مطالعہ بریلویت صفحہ ۲۰۰ جلد اول پر ایک حوالہ سیدنا اعلیٰحضرت
قدس سرہٗ العزیز کی کتاب المحجۃ المؤتمنۃ فی آیات الممتحنۃ صفحہ ۱۶ سے نقل
تو کرتا ہے تعلیم دین کے لیے گورنمنٹ سے امداد قبول کرنے لیکن فوراً
اس کو شیطان نے پمپ مارا کہ اس عبارت میں گورنمنٹ کے لفظ سے
پہلے بریکٹ میں (انگریزی) کا لفظ بند کر کے عبارت یوں کر دے (انگریزی
گورنمنٹ) بہر حال اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی اس عبارت میں نہ تو اپنی ذات
کے لیے امداد لینے کا ذکر، نہ اپنے آستانہ یا خاندان یا اپنے دار العلوم کے لیے امداد
لینے کا ذکر ہے۔ اس سلسلہ میں اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا موقف یہ تھا کہ جیسا کہ
المحجۃ المؤتمنۃ کے صفحہ ۸۶ پر بھی مذکور ہے جب یہ ریل گاڑی اور ڈاک

[1] فاضل بریلوی اور ترک موالات صفحہ ۳۷۔

کے نظام کے لیے امداد قبول کرنے کے حق میں ہیں تو تعلیم کے لیے امداد لینا بھی درست، اس پر ان لوگوں نے کہا ریل تار ڈاک (کا نظام تو) ہمارے ہی روپے پیسے سے بنتا ہے۔ اس پر اعلیٰحضرت نے فرمایا: "سبحان اللہ امداد تعلیم کا روپیہ کیا انگلستان سے آتا ہے وہ بھی یہیں کا ہے"۔ یعنی انگریزی حکومت یورپ انگلستان سے روپیہ پیسہ یا مال لاکر تو یہاں امداد کرتی نہیں ٹیکسوں فیسوں جرمانوں لائسنسوں وغیرہ کے ذریعہ وصول کردہ یہیں کا اپنا ہی روپیہ پیسہ ہے پھر تعلیم پر امداد نہ لینے کا فتویٰ کیوں؟ اور پھر جس قدر دیوبندیوں نے انگریزوں کو دونوں ہاتھوں اور مُنہ پھاڑ کر مُنہ سے لوٹا اور انگریزوں کا مال اور امداد ہڑپ کی ہے تاریخ میں ان کا کوئی ثانی نہیں۔ یہ ایک علیٰحدہ موضوع اور مستقل کتاب کا متقاضی ہے چند حوالے حاضر ہیں کسی ایرے غیرے کی بات نہیں مولوی شبیر احمد عثمانی اس قبیلہ کے شیخ الاسلام ہیں وہ اپنے حکیم الامّت مولوی اشرف علی تھانوی کی انگریز دوستی و انگریز پرستی پر سے ایک ہلکا سا پردہ یوں اُٹھاتے ہیں:۔

"دیکھیے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے آپ کے مسلم بزرگ و پیشوا تھے اُن کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سُنا گیا کہ اُن کو چھ سو روپے ماہوار حکومت برطانیہ کی طرف سے دیئے جاتے تھے اس کے ساتھ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ گو مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو اس کا علم نہیں تھا کہ یہ روپیہ (انگریزی) حکومت دیتی ہے مگر حکومت ایسے عنوان سے دیتی تھی کہ اُن کو شبہ بھی نہ گزرتا تھا"۔ [1]

(حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

یہ ہے تھانوی کی روحانی قوت و علمی بصیرت کہ اُس زمانہ کے چھ سو روپے جبکہ دو روپے من گندم اور ایک روپے کلو دیسی گھی تھا وصول کرتے تھے اور گھر میں آتے اپنی ذات بیوی بچّوں پر خرچ کرتے تھے؛ دوسری شادی بھی کرائی تھی، مگر اُن کو پتہ ہی نہیں چلتا تھا کہ روپیہ کہاں سے آرہا ہے کون دے رہا ہے کس خدمت کے عوض دے رہا ہے۔ ؎

اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خُدا
کہ گھر میں چھ سو روپیہ آنے تک کا پتہ نہیں چلتا

اعلیٰحضرت کا تو صرف عام مدرسوں کے لیے لینے کا فتویٰ ہی تھا اور یہ ہر ماہ نقد وصول کرتے رہے اور اپنی ذات کے لیے۔ اور سُنیے:۔

"ایک شخص نے مجھ (اشرف علی تھانوی) سے دریافت کیا اگر تمہاری حکومت ہو جائے تو انگریزوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرو گے میں نے کہا محکوم بنا کر رکھیں گے مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ نہایت راحت اور آرام سے رکھا جائے گا اس لیے کہ انہوں (انگریزوں) نے ہمیں (دیوبندی مولویوں) کو آرام پہنچایا ہے"۔ [1]

؎ اگر در خانہ کس است ✻ یک حرف بس است

مانچسٹروی صاحب ہم نے آپ کی طرح کوئی کھینچا تانی نہیں کی ڈھیلے کی بات کو اژدہا بنا کر پیش نہیں کیا کہ فلاں لفظ "بڑا معنی خیز" ہے۔ مذکورہ بالا ہر دو حوالہ جات قطعاً واضح اور غیر مبہم ہیں اور اکابر

(حاشیہ صفحہ سابقہ) [1] مکالمۃ الصدرین ص ۹ (حاشیہ صفحہ موجودہ) [1] الافاضات الیومیہ حصہ چہارم صفحہ ۶۹۷

دیوبند کی اپنی معتبر کتب سے ثابت ہیں کہ دیوبندی مولوی انگریزوں کے تنخواہ دار ایجنٹ تھے اور انگریزوں نے دیوبندی مولویوں کو بہت آرام پہنچایا۔ تھوڑے لکھے کو زیادہ سمجھیں اور اگر دس بیس حوالہ جات اس عنوان پر اور پیش کر دیئے گئے تو ساری بدمعاشی نکل جائے اور دیوبند کا بند ٹوٹ جائے گا اور جھوٹے نتائج اخذ کرنے کی یہ ساری معنی خیزی خاک میں مل جائے گی۔ مانچسٹروی صاحب دینی مدارس کی امداد کے فتویٰ پر آپ نے چرب زبانی اور یاوہ گوئی کرتے ہوئے صفحہ ۲۰۱ پر جو حاشیہ آرائی کی ہے اور سوالات اٹھائے ہیں تو تھانوی صاحب کی چھ سو روپے ماہوار نقد وصولی کے بعد انہی نکات اور حاشیہ آرائی کا جواب اب آپ کے ذمہ ہے۔ وضاحت کریں۔

صفحہ ۲۰۱ پر المحجۃ المؤتمنہ کے ایک حوالہ کے سوا اور کوئی حوالہ نہیں جس کا جواب دیا جائے۔ البتہ مصنف نے صفحہ ۲۰۱ کے آخر اور صفحہ ۲۰۲ کے ابتدائی الفاظ میں اعلیحضرت قدس سرہٗ کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں جو انہوں نے مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی سے فرمائے تھے کہ :۔ "مولانا میں ملکی آزادی کا مخالف نہیں"[1] ان الفاظ پر یہ بکواس کرنا اور لکھا کہ :۔

"اس عبارت کا اس کے سوا کیا مطلب ہوسکتا ہے کہ آپ تھے تو ملکی آزادی کے خلاف لیکن مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کا دل رکھنے کے لیے کہا..... آپ کسی صورت انگریزوں کو ناراض کرنا نہیں چاہتے تھے[2]"

[1] مطالعہ بریلویت جلد اوّل صفحہ ۲۰۲ [2] ایضاً

اس کا مطلب یہ ہوا کہ مصنف مانچسٹروی صاحب اپنے زعم جہل میں دلوں کے بھید جانتے ہیں اور ان کو پتہ چل جاتا ہے کہ فلاں شخص جو کچھ زبان سے کہہ رہا ہے اس کے دل میں اس کے برعکس ہے گویا کہ مخلوقِ خدا کے قلوب اس کے پیشِ نظر ہیں اور یہ دل کے ارادوں سے واقف ہے۔

آگے چل کر مصنف لکھتا ہے تحریکِ خلافت کی اساس کیا تھی ؟ مولانا احمد رضا خاں نے اس کی کیوں مخالفت کی[1] اس موضوع پر گذشتہ اوراق میں لکھا جا چکا ہے یہ شخص پاگل پن میں باتوں اور الزامات کا اعادہ کر رہا ہے کیونکہ دماغی توازن کھو بیٹھا ہے۔ اس کے بعد پھر اسی موضوع پر لکھتا ہے :۔

"تحریکِ خلافت اور ترکِ موالات دونوں کی مشترکہ اساس انگریزوں کی مخالفت تھی[2]"

خیانت در خیانت

ہم کہتے ہیں مصنف نے عادت کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس حوالہ میں بھی دغابازی کی ہے۔ پروفیسر مسعود صاحب کی اصل اور پوری عبارت یہ ہے :۔

"مسٹر گاندھی نے کانگریس کی طرف سے ۱۹۲۰ء میں ترکِ موالات کا اعلان کیا تحریکِ خلافت اور ترکِ موالات دونوں کی مشترکہ اساس انگریزوں کی مخالفت اور مقاطعت تھی چنانچہ اس متحدہ و مشترکہ مقصد

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۲۰۲ [2] فاضل بریلوی اور ترک موالات صفحہ ۲۷

کی وجہ سے یہ دونوں تحریکیں ایک دوسرے کے قریب آگئیں اور ایک دوسری صورت پیدا ہو گئی یعنی انگریزوں کے خلاف ہندو مسلم اتحاد اس اتحاد نے مسئلے کو شرعی حیثیت سے زیادہ نازک بنا دیا کیونکہ ایک طرف افراط کا یہ عالم تھا کہ انگریزوں سے مجرد معاملت بھی ترک کر دی گئی تھی اور دوسری طرف کفار و مشرکین سے معاملت تو معاملت موالات اور دوستی قائم کر لی گئی تھی۔" [1]

اگر مانچسٹر طوی ترکِ موالات کا اتنا ہی حامی اور مؤید ہے تو پھر تھانوی صاحب کو ترکِ موالات سے نہ صرف اعراض بلکہ ترکِ موالات کی خلاف ورزی، چھ سو روپیہ ماہوار وصول کرنے اور یہ اعتراض کرنے پر کیا فتویٰ اور تعزیر لگائے گا کہ "انگریزوں نے ہمیں بہت آرام پہنچایا۔" [2]

اور پھر یہ بھی صاف صاف بتا دے بلکہ ایک کتاب مطالعہ سعودیت لکھ کر اعلان کر دے کہ سعودیوں نجدیوں نے اپنی ابتداءِ آفرینش سے لیکر آج تک انگریزوں سے موالات روا رکھا ہے بلکہ حالیہ عراق و سعودی جنگ میں حامی و ناصر معین و مددگار امریکی برطانوی اور دوسرے ممالک کے انگریز تھے لہٰذا سعودی حکمران بھی ترکِ موالات سے منحرف ہو کر انگریزوں کے پٹھو اور ایجنٹ قرار پاتے ہیں۔

حیرت ہے کہ سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ تو کوئی مسئلہ بتائیں تو بھی مجرم

[1] فاضل بریلوی اور ترکِ موالات صفحہ ۲۷ [2] الافاضات الیومیہ جلد ۴ صفحہ ۶۹۷

اور مانچسٹر طوی کے اپنے نامور اکابر کھلم کھلا موالات کا ارتکاب کریں اور اس کے ولی نعمت خداوند دولت سعودی نجدی امریکی برطانوی انگریزوں سے خود سپردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مدد مانگیں استعانت طلب کریں پناہ چاہیں تو ان کے خود ساختہ ترکِ موالات میں کچھ فرق نہ آئے اور نہ انگریزوں کے ایجنٹ قرار پائیں۔ مصنف نے ایک حوالہ "المیزان" بمبئی کے امام احمد رضا نمبر سے دیا ہے کہ:۔

"آپ (اعلیٰحضرت) نے عملی طور پر کبھی سیاست میں حصہ نہیں لیا"۔

بتایا جائے اس میں کیا شبہ ہے اور اس میں کیا خرابی ہے قومی ملی سیاسی امور پر اظہار رائے فرمانا مسئلہ بتانا مسلمانوں کے لیے شرعی اعتبار سے صحیح راہ متعین کرنا اعلیٰحضرت نے اس سے تو انحراف نہیں فرمایا عملی سیاست مراد الیکشن و انتخابات وغیرہ میں حصہ لینا انتخابی مہم چلانا جلسے جلوس کرنا حکومت بنا کر اقتدار سنبھالنا یا اپوزیشن لیڈر کا کردار ادا کرنا وغیرہ مراد ہو سکتی ہے۔ یہ نہیں کیا تو کیا جرم کیا؟

عرفانِ شریعت کا حوالہ

مصنف نے موضوع زیر بحث سے ہٹ کر سیدنا اعلیٰحضرت کے فتاویٰ مبارکہ کی ایک اہم کتاب عرفان شریعت صفحہ ۳۹ کا حوالہ دیا کہ اہل توہین کے ساتھ میل جول سلام کلام اٹھنا بیٹھنا رشتہ داری بیاہ شادی نہ کی جائے وغیرہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ یہ فتویٰ مبارکہ حق ہے اس میں کوئی خرابی نہیں مصنف نے صـ ۲۰۳ و صـ ۲۰۳ پر یہ مضمون بلا وجہ پھیلا دیا۔

اسی طرح مصنف نے ایک حوالہ المیزان امام احمد رضا نمبر کے صہ۴۵ سے دیا ہے المیزان نے جو کچھ لکھا اس پر مصنف نے نہ کوئی اعتراض کیا نہ اپنے اعتراض پر دلائل و حوالہ جات لایا بس خواہ مخواہ دیوانگی کا مظاہرہ کیا ہے اور غلط تاثر دیا ہے۔

مُسلمانانِ ہند پر حُکمِ جہاد و قتال نہیں

مُصنّف صاحب یہ حوالہ پہلے بھی دوام العیش صہ۱۴ سے مطالعہ بریلویت صہ۱۹۹ پر دے چکے ہیں مُصنّف کو کچھ زیادہ ہی لذت آتی ہو گی دوبارہ اسی عنوان سے یہ حوالہ دوبارہ نقل کر دیا حالانکہ ہم اس کا مفصل جواب دے چکے ہیں اور ہم نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ یہ حوالہ اُس وقت کے ترکی جاکر جہاد سے متعلق ہے جہاد اور حکم جہاد ایک تفصیل طلب مسئلہ ہے۔ ذرا مُصنّف خود بتائے اکابر دیوبند میں سے جہاد کیلئے ترکی جاکر کونسا دیوبندی مولوی لڑا تھا؟ اور پھر اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی عبارت میں صریحاً خیانت و بددیانتی کی گئی ہے پوری عبارت اس طرح ہے۔

"سلطنت علیہ عثمانیہ ایدہا اللہ تعالیٰ نہ صرف عثمانیہ ہر سلطنت اسلام نہ صرف سُلطنت ہر جماعت اسلام نہ صرف جماعت ہر فرد اسلام کی خیر خواہی ہر مُسلمان پر فرض ہے اس میں قرشیت شرط ہونا کیا معنی دِل سے خیر خواہی مطلقاً فرض عین ہے اور وقت حاجت دُعا سے امداد و اعانت بھی ہر مُسلمان کو چاہیے کہ اس سے کوئی عاجز نہیں اور مال یا اعمال سے اعانت فرض کفایہ ہے اور ہر فرض بقدر قدرت ہر حکم بشرط استطاعت قال تعالیٰ لا یکلف اللہ نفسا

اِلَّا وُسْعَهَا وَقَالَ تَعَالٰی فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ مفلس پر اعانت مال نہیں بے دست و پا پر اعانت اعمال نہیں ولہذا مُسلمانان ہند پر حکم جہاد و قتال نہیں۔"

یہ اصل عبارت ہے اور اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی یہ تصنیف مبارکہ دوام العیش ۱۳۳۹ھ کی چھپی ہوئی ہے اس وقت بہت سے اکابر دیوبند زندہ تھے اگر یہ کتاب اغلاط کا مجموعہ ہوتی تو وہ ضرور جواب دیتے خالد محمود مانچسٹروی کے لیے نہ چھوڑتے۔ اور پھر ہم یہ حوالہ ابھی کچھ اوراق قبل نقل کر چکے ہیں۔ مولوی اسماعیل دہلوی نے صاف صاف کہا تھا:۔

"ہم انگریزوں کی حکومت پر کس سبب سے جہاد کریں؟ کسی کا ملک چھین کر ہم بادشاہت نہیں کرنا چاہتے نہ انگریزوں کا نہ سکھوں کا اور مولوی سید احمد نے بھی واضح طور پر کہا تھا محمد جعفر تھانیسری لکھتے ہیں:۔ "سید احمد صاحب کا انگریزوں کی حکومت سے جہاد کرنے کا ہرگز ہرگز ارادہ نہ تھا وہ اس آزاد عملداری (انگریزی حکومت) کو اپنی ہی عملداری سمجھتے تھے۔"[1]

بہر حال مُصنّف کو اُلٹی بات کر کے مُنہ کی کھانے کا مزہ پڑ گیا ہے اور بکواس بازی کا چسکا مُنہ لگ گیا ہے۔ اب دیکھیے مُصنّف مانچسٹروی نے وہابیت دیوبندیت کی نحوست اور پھٹکار سے حواس باختہ ہو کر صفحہ ۲۰۴ پر پھر دوبارہ المحجۃ المؤتمنہ صہ۱۶ کا حوالہ لکھ مارا ہے حالانکہ ہم ابھی تین چار صفحات

[1] تواریخ عجیبہ

پہلے اس عبارت کا مفصل مدلل جامع جواب دے چکے ہیں کہ "تعلیم دین کے لیے گورنمنٹ سے امداد قبول کرنا" الخ مگر اب پھر دماغی توازن بگڑنے کے سبب یہی عبارت دوبارہ لکھتا ہے تو اب ہم اس کے جواب میں بجز اس کے اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ پاگل پاگل پاگل ......

خیانت کارِ ستمِ زماں

غالباً محمود مانچسٹروی نے مطالعہ بریلویت شروع کرنے سے قبل یہ قسم کھائی تھی کہ وہ ہر حوالہ میں مجرمانہ خیانت ضرور کرے گا اس کو خیانت اور جھوٹ کارِ ستمِ زماں کہا جائے تو خلاف واقع نہ ہوگا مصنّف نے صفحہ ۲۰۵ پر ماہنامہ المیزان کے مدنی میاں کا ہوائی دعوٰی کے زیرِ عنوان ماہنامہ المیزان بمبئی کے امام احمد رضا نمبر کے ص۳۵۸ کا حوالہ دیا ہے جس میں عادت سے مجبور ہوکر یہ خیانت اور بے ایمانی کی کہ مولانا عبدالکریم نعیمی بنگلہ دیش کے مضمون کو مولانا مدنی میاں کچھوچھوی کے ذمہ لگایا اور حوالہ میں علامہ فضل حق خیرآبادی۔ شاہ احمد اللہ مدراسی۔ مُفتی عنایت احمد کاکوروی۔ مولانا کفایت علی کافی جیسے مجاہدینِ آزادی کا نام نامی اسم گرامی چھوڑ کر صرف یوں لکھ دیا:۔

اعلحضرت بریلوی۔ صدرالافاضل امیر ملت پیر جماعت علی شاہ کے کارناموں سے واقف ہوں گے یہی وہ بزرگ ہیں جن کی مجاہدانہ یلغاروں سے انگریزی حکومت بوکھلا اٹھی اور سامراجیت کے ایوانوں میں زلزلہ پیدا ہوا۔" حالانکہ اصل عبارت یوں ہے:۔"...... مجاہد ملت اسیر

انڈومان علامہ فضل حق خیرآبادی۔ شاہ احمد اللہ مدراسی۔ مفتی عنایت احمد کاکوروی۔ علامہ (کفایت علی) کافی۔ اعلحضرت بریلوی صدرالافاضل۔ امیر ملت پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مجاہدانہ کارناموں سے واقف ہوں گے یہی وہ بزرگ ہیں جن کی مجاہدانہ یلغاروں سے انگریزی حکومت بوکھلا اٹھی اور سامراجیت کے ایوانوں میں زلزلہ پیدا ہوا۔"[1]

مُصنّف مانچسٹروی نے مولانا عبدالکریم کے مضمون کو مولانا مدنی میاں کچھوچھوی کا ہوائی فائر قرار دیا اور آدھی عبارت زاغ معروفہ کی یخنی سمجھ کر ہضم کر گیا۔ مطلب یہ کہ جنگِ آزادی میں حصہ لینے والے بزرگوں کو بالکل چھوڑ گیا اور صرف اُن بزرگوں کا نام لکھ دیا جو بعد میں تحریکِ پاکستان کے لیے ہندوؤں اور انگریزوں سے برسرِ پیکار رہے اس خیانت سے ظاہر یہ کرنا چاہتا تھا کہ جنگِ آزادی میں یہ بعد کے تین حضرات کہاں تھے۔ یہ غلط تاثر دینا چاہتا تھا لہٰذا اس عبارت کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ حالانکہ پہلے ذکر کیے گئے چار اور بعد میں ذکر کئے گئے تینوں بزرگوں کا اپنے اپنے دَور میں مجاہدانہ کردار بھی ہے۔ سامراجیت خواہ انگریزوں کی ہو یا ہندوؤں کی اس میں ان کی مساعی سے زلزلہ آنا ان کا گھبرا جانا کوئی بڑی بات نہیں اور پھر اس کو زیادہ سے زیادہ مبالغہ کہہ لیں گے اسمیں کونسا توحید کا انکار ہوگیا؟

ترکی کے موضوع پر مُصنّف مانچسٹروی صاحب صفحہ ۲۰۵ پر حضرت محدث

---

[1] المیزان بمبئی۔ امام احمد رضا نمبر جلد اوّل صفحہ ۳۵۸۔

صاحب کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند کے حوالہ سے لکھتے ہیں :-

"مدنی میاں کے چھوٹے بھائی ہاشمی میاں ترکی خلافت کی بربادی پر مگرمچھ کے آنسو بہاتے ہوئے لکھتے ہیں ۱۹۱۹ء میں خلیفہ عبدالحمید تختِ خلافت سے اُتار دیئے گئے اور اسی سال سُنّیوں کی طاقت بھی ٹوٹنے لگی اور اعلیٰحضرت (احمد رضا خاں) دوبارہ ۱۹۲۱ء میں حج کو گئے تو آپ کو یہ دیکھ کر افسوس ہوا کہ علماء حرمین بھی خلافت کے ٹوٹنے سے یتیم اور ڈھیلے ہوگئے ہیں[1]"

حالانکہ سلطان عبدالحمید فرمانروائے ترکی کی معزولی ۱۹۱۹ء نہیں ۱۹۰۹ء ہے اور یہ مضمون وعبارت مدنی میاں کے بھائی ہاشمی میاں کا نہیں ہے بلکہ سید عبدالکریم سید علی ہاشمی کارواری کا ہے ۔ یہ ہے مُصنّف مانچسٹروی کی تاریخ دانی اور اسی بل بوتے پر ابن بطوطا بنا پھرتا ہے دو باتوں میں دونوں ہی غلط اور خلافِ واقع سینہ تان کر بیان کردیں باقی اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کو علماء حرمین کے ڈھیلے پڑنے کا افسوس ہوا یا نہ ہوا اور یہ آپ کو پسند آیا یا نہ آیا یہ مسئلہ وموضوع زیر بحث ہی نہیں البتہ مگرمچھ کے آنسو ہاشمی میاں کچھوچھوی نہیں آپ خود بہا رہے ہیں اور رو رو کر اتنا بُرا حال ہوچکا ہے کہ بار بار وہی موضوع جن کی تردید ہوچکی ہے نوکِ قلم پر آجاتے ہیں اور موضوع سخن بن جاتے ہیں ۔ اور یہ بھی

[1] مطالعہ بریلویت جلد اول صفحہ ۲۰۵-۲۰۶

واضح رہے کہ جناب پروفیسر مسعود احمد صاحب کی اس حقیقت افروز بات میں کچھ شبہ نہیں کہ ترکی کے زوال وانحطاط کے بعد ہی سعودیوں کو جرأت ہوئی کہ اُن کے زیرِ اثر شریف مکّہ کو معزول کرکے حرمین طیبین پر جبری قبضہ کرلیا اور اس مقدس سرزمین کو جس کو کبھی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے صدیقی عرب قرار نہیں دیا ۔ سیدنا عمر فاروق اعظم نے فاروقی عرب نہیں بنایا ۔ عثمان غنی ذوالنورین نے عثمانی عرب نہیں لکھوایا ۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ نے حیدری عرب کا نام نہیں دیا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ظالم وجابر سعودی نجدی حکمرانوں نے اپنے آباؤ اجداد کے نام پر سعودی عرب بناڈالا اگر پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب نے یہ لکھ دیا تو کیا جرم کیا یہ تو ایک قرار واقعی حقیقت ہے کہ ترکی کے زوال کے بعد ہی سعودیوں نجدیوں نے شریف مکہ کو کمزور پاکر انگریزوں کی مدد سے حملہ آور ہوکر اس کو رخصت کیا یا مار بھگایا اور یہ سُنّی بریلوی دیوبندی وہابی کے درمیان اب کوئی اختلافی مسئلہ بھی نہیں نہ ان واقعات کا عقائد ونظریات سے کوئی تعلق مُصنّف کو چاہیے تھا کفریہ عبارات اور اختلافی مسائل پر قرآن واحادیث وتفاسیر اقوال ائمہ ومحدثین ومفسرین کے حوالوں سے گفتگو کرتا مُصنّف مخالفتوں کے جزوی فروعی اور وقتی امور پر تنکے تلے اکٹھے کرکے دل کی بھڑاس نکال رہا ہے ۔ نابغہ زماں بنا پھرتا ہے ۔

اب یہ بھی کوئی اختلافی مسئلہ نہیں رہا بھلا اس بے وقت کی راگنی سے

محمود الحسن کا ریشمی رومال

کیا حاصل کہ ۱۹۱۶ء میں کہ محمود الحسن نے ریشمی خط کے ذریعہ آزاد مملکت کا خاکہ پیش کیا تھا خاکے تو پیش ہوتے رہتے ہیں لاؤ ہم پوری دُنیا پر ایک عظیم اسلامی مملکت کا خاکہ تیار کر دیں کاغذی گھوڑے دوڑانے سے کیا فائدہ اگر محمود الحسن سے شریف مکّہ دستخط کروانا چاہتا تھا اور مولوی محمود الحسن اپنی بہادری اور جرأت کے جوہر دکھاتا ہوا روپوش ہو گیا اور پھر قاہرہ کے قریب ۱۹۱۷ء میں جیل میں بند کر دیا گیا تو ان رام کہانیوں سے اب عامۃ المسلمین کو کیا فائدہ؟ صفحہ ۲۰۷ پر ہی المیزان بمبئی کے حوالے سے لکھا ہے۔

"مولانا احمد رضا خاں نے تحریکِ خلافت کے خلاف قلمی جہاد کیا اور اس کے مضرات سے مسلمانوں کو آگاہ کیا۔"

یہاں مانچسٹروی جی نے یہ نکتہ پیدا کر کے اپنی نکتہ آفرینی کی دھوم مچا دی کہ جہاد کافروں کے خلاف کیا جاتا ہے ..... [1] وغیرہ۔

ہم کہتے ہیں مُسلمان کہلانے والوں کو بہلانے اور تحریکِ خلافت میں پھنسانے والے بیشتر لوگ کانگریسی گاندھوی ہی تھے اور کچھ لوگ حاملانِ تحذیر الناس حاملان براہین قاطعہ وغیرہ بھی تھے جو ارتداد کی دلدل میں پھنس چکے تھے اب ان لوگوں کی ملّت دشمنی کے سدّباب بلکہ استیصال کو کیا کہا جائے گا جہاد نہیں تو کیا ٹورنامنٹ تھا اور جہاد تو نفس کے خلاف بھی ہوتا ہے۔ کفّار کے خلاف بھی ہوتا ہے۔ بدکاری کے خلاف بھی جہاد کا محاورہ استعمال کیا جاتا ہے مہنگائی اور گرانی کے خلاف بھی جہاد

[1] مطالعہ بریلویت جلد اوّل صفحہ ۲۰۷۔

ہوتا ہے۔ رشوت کے خلاف بھی جہاد کا محاورہ مستعمل ہے اور منشیات کے خلاف جہاد بھی لکھا پڑھا جاتا ہے۔ برائیوں کے خلاف قلمی جہاد بھی ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ اور اب ہم مانچسٹروی صاحب کی خرد ماغی و ہٹ دھرمی کے خلاف بھی قلمی جہاد کر رہے ہیں اعلحضرت نے بقول آپ کے تحریکِ خلافت کے لیڈروں کو کم ازکم غلط کار سمجھا تو کیا غلط سمجھا تحریک خلافت کے خلاف تو قلمی یا عملی جہاد حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ صاحب اور آپ کے تھانوی صاحب نے بھی کیا ان سے صرفِ نظر آپ کے کمزوری کردار کی دلیل ہے دوہرا معیار اختیار نہ کریں۔ اور ہمّت جرأت ہے تو فاضل بریلوی اور ترکِ موالات اور دوام العیش کے حوالوں سے آگے بڑھیں اور بار بار انہی وضاحت کردہ حوالوں پر انحصار نہ کریں۔

مصنّف نے صفحہ ۲۰۸ پر لکھا ہے: "۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء میں مولوی احمد رضا خان صاحب کی وفات ہوئی ۱۳۴۱ھ میں ان کے صاحبزادے مصطفےٰ رضا خاں نے بربادی خلافت پر بہت خوشی کے پیرائے میں لکھا خلافت کے بڑے نامی گرامی حامی کامی ہمدرد و ہمراز ہمدم و ہم ساز اخبار بھی آج کل وہ خبریں شائع کر رہے ہیں....."

طفلِ مکتب مانچسٹروی کو یہ معلوم ہی نہیں شہزادہ اعلحضرت سیّدنا مفتیٔ اعظم مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خانصاحب قدس سرہٗ کا روئے سخن کس کی طرف ہے حکومت یا خلافت ترکیہ کی طرف ہے یا خلافت کمیٹی ہند کی طرف ہے یا خلافت کمیٹی ہند کے اخبار "ہمدم" لکھنؤ کی طرف ہے تو مُصنّف

کو اگر اردو ادب و اردو املا سے ادنیٰ سا بھی مس ہے تو جان لینا چاہیے کہ حضرت ممدوح مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خاں نے خلافت کمیٹی کے اخبار ہمدم لکھنؤ کے متعلق تحریر فرمایا ہے اگر سمجھ نہ آئے تو بار بار مندرجہ بالا عبارت کو پڑھیں اور پھر بھی سمجھ نہ آئے تو سمجھ والوں سے سمجھ لیں اور پھر بھی سمجھ نہ آئے تو سمجھ لیں کہ دماغ میں دیوبند ہے وہ کچھ نہیں سمجھنے دیتا اور واضح رہے کہ خلافت کے اہم کل پرزے اور مرکزی کردار حضرت مولانا مفتی عبدالباری فرنگی محلی، مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی صاحب تو خلافت کمیٹی اور ترک موالات اور کانگریس گاندھویت وغیرہ وغیرہ سے توبہ اور رجوع کر گئے جس کا ثبوت گزر چکا اور مانچسٹروی نہ صرف اب تک وہیں کھڑا ہے بلکہ ان سب حضرات اور ان جیسے بہت سوں کو وہیں کھڑا دیکھ رہا ہے۔ اس کو کچھ پتہ نہیں دُنیا میں کیا ہو رہا ہے۔

کسی بھی بڑی سے بڑی اور عظیم سے عظیم اور مخلص سے مخلص شخصیت کو خلیفۂ اسلام قرار دینا خلافت کے منصب پر بٹھانا خالہ جی کا باڑا نہیں یہ مسئلہ مانچسٹروی جیسے بلید العلم کے منچلے ذہن سے کوسوں دُور ہے۔ سیّدنا اعلیٰحضرت نے دوام العیش میں خلیفہ اور سُلطان کے فرق کو واضح کیا ہے اور مندرجہ ذیل اہم نکات بیان کئے ہیں:-

(۱) خلیفہ حکمرانی و جہانبانی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب مطلق ہوتا۔ اور تمام اُمّت پر ولایت عامہ والا ہوتا ہے۔

(۲) خلیفہ کی اطاعت غیر معصیت الٰہی پر تمام اُمّت پر فرض ہے جس کا

منشا خود اس کا منصب ہے۔

(۳) خلیفہ نے جس مباح کا حکم دیا فرض ہو گیا جس مباح سے منع کیا حرام ہو گیا۔

(۴) خلیفہ ایک وقت میں تمام جہان میں ایک ہی ہو سکتا ہے اور سلاطین دس ملکوں میں دس ہو سکتے ہیں۔

اب یہ چیزیں خالد محمود مانچسٹروی کے آگے ایسی ہیں جیسے بھینس کے آگے بین بجانا۔

امام اہلسنّت سیّدنا اعلیٰحضرت قدس سرّہٗ نے جب ۱۳۳۹ھ میں دوام العیش فی الائمۃ من قریش لکھی اس وقت اکابر دیوبند کیا سارے کے سارے مر گئے تھے انہوں نے دوام العیش کا جواب اور ردّ کیوں نہ لکھا کیا یہ کام جاہل مطلق مانچسٹروی کے لیے چھوڑ گئے تھے مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی۔ انور کاشمیری۔ محمود الحسن دیوبندی، مفتی عزیز الرحمٰن، مولوی حسین احمد ٹانڈوی وغیرہ یہ سب کے سب زندہ تھے انہوں نے دوام العیش کا ردّ کیوں نہ لکھا؟ یہ چبھتا ہوا سوال ہے مانچسٹروی کے جگر سے پار ہو جاتا ہے مذکورہ بالا اکابر دیوبند تو دوام العیش کی گرد راہ کو بھی نہ چھو سکے مانچسٹروی کس باغ کا بتھوا؟ جو تین میں نہ تیرہ میں۔ خلافت۔ خلافت کا راگ الاپنا اور بات ہے، دلائل شرعیہ سے خلافت شرعیہ کو ثابت کرنا مشکل اور بہت مشکل ہے اور مانچسٹروی سے ناممکن۔

اور اگر دم خم ہے تو مندرجہ ذیل سوالات کا جواب آنا چاہیے۔

(۱) ترکی کے سُلطان (مانچسٹروی کے نزدیک خلیفہ اسلام) سُلطان مراد کی معزولی کے بعد معزول کرنے والے سلطان عبدالحمید پر صاف صریح حکم شرعی کیا ہے؟

(۲) غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے سلطان عبدالحمید خاں کو معزول کیا اگر واقعی عبدالحمید خلیفہ شرعی تھے تو مصطفےٰ کمال پاشا پر شرعاً کیا حکم لگایا جائے گا؟

(۳) جب سلطان عبدالحمید خاں کی خلافت سے انکار کفر تھا تو جس نے اس کو معزول کیا تو اُس معزول کرنے والے پر تو بہت بڑا فتویٰ لگنا چاہیے خلیفہ شرعی کو معزول کرنے پر کم از کم کیا شرعی فتویٰ ہے؟

(۴) خلافت کمیٹی ہند کے جن کارکنوں نے اپنے بقول خلیفہ عبدالحمید کو معزول کرنے والے مصطفےٰ کمال پاشا کو مبارک بادی کے تار اور خطوط ارسال کئے ان کے متعلق کیا حکم ہے کیا ان کو باغی اور کافر کہہ کر دائرہ ایمان اسلام سے خارج قرار دیا جائے؟ جواب بحوالہ کتب معتبرہ آنا چاہیے۔

شریف مکّہ کیلئے دُعا

محمود مانچسٹروی نے صفحہ ۲۰۹ پر حجۃ داہرہ مُصنّفہ مفتی اعظم العلّامہ الشاہ مصطفےٰ رضا خانصاحب قدس سرہٗ کے دُعائیہ کلمات برائے شریف مکّہ پر بھی اعتراض کیا ہے حضور سیّدی مفتی اعظم قبلہ علیہ الرحمہ کے الفاظ یہ تھے۔ زید مجدہٗ۔ دامت معالیہ۔ بورکت ایامہ ولیالیہ۔ بتایا جائے کہ ان دُعائیہ کلمات

پر کیا اعتراض ہے اور اس کی دلیل کیا ہے ایسے الفاظ و کلمات دُعائیہ تو ہم سب ایک دوسرے کے لیے استعمال کرتے ہیں شریف مکّہ کو کوئی علیہ السلام یا علیہ الصلوٰۃ والسلام تو نہیں لکھا جو انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے لیے ہیں یہ الفاظ تو اکابر دیوبند کے لیے بھی اصاغر دیوبند نے لکھے ہیں۔

دوبارہ وصایا شریف کا حوالہ

مُصنّف کا دل ٹھنڈا اور جی راضی نہیں ہوتا کچھ ایسی آگ لگی ہے بجھائے نہیں بجھتی مُصنّف نے ایک بار پھر سیّدنا اعلحضرت کی آخری وصیّت "میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے"۔۔۔۔ کا حوالہ دیا ہے[۱]۔ اس پر ہم سابقہ اوراق میں بہت تفصیل اور بڑی صحت جا سے لکھ آئے ہیں مانچسٹروی اور اس کے ہمنوا ساری عمر ٹکریں مارتے رہیں نامراد رہیں گے۔ انشاء اللہ العزیز جواب نہ بن پڑے گا۔

پھر انگریز اور دوام العیش

دوام العیش اس کو اچھی طرح کھا گیا ہے گذشتہ اوراق میں جی بھر کر دوام العیش کا وظیفہ کیا ہے۔ دوام العیش فتنۂ دیوبندیہ کے جوڑوں میں بیٹھ گیا ہے، واقعی مانچسٹروی کی یہ ایک نئی دریافت ہے۔ اب صفحہ ۲۱۰ پر بھی دوام العیش ص۹ و ص۱۰ کے دو حوالے ہیں حوالے تو ہزار نقل کر دے مگر کیا اعتراض ہے اور اس کی کیا دلیل ہے وہ بحوالہ نہ یہ ثابت کر سکا نہ اس کے اکابر انگریز نے

---

[۱] مطالعہ بریلویت صفحہ ۲۰۹ بحوالہ وصایا شریف

دیوبندیوں کو اپنے حلقۂ ارادت میں شامل کرتے وقت ان کو بڑی
رازداری سے یہ سبق پڑھایا تھا بس تم ایک کام کرنا اس کا دوہرا فائدہ
ہوگا وہ یہ کہ اے دیوبندیو! تم ہمارے دشمنوں کو ہمارا ایجنٹ بتاتے
رہنا آخر تم مولوی ہو گنجائش تو تم خود پیدا کر لوگے وہ دو فائدے یہ ہیں:

ایک تو یہ کہ جب تم ہمارے مخالفوں کو ہمارا ایجنٹ اور وفادار
کہو گے تو آپ کے ہمارے وفادار ہونے پہ پردہ پڑا رہے گا۔

دوسرا فائدہ یہ کہ جب تم بار بار ہمارے دشمنوں کو ہمارا ایجنٹ اور
وفادار کہو گے تو عین ممکن ہے کہ وہ تمہاری طرح کچھ نہ کچھ وفاداری
میں ہمارے قریب آجائیں۔

چنانچہ دیوبندیوں نے اپنے آقا انگریز سے یہ تربیت حاصل کر کے
خود انگریز کا وفادار فرمانبردار ایجنٹ اور پٹھو ہونے کے باوجود انگریز
کے دشمنوں کو انگریز کا ایجنٹ اور وفادار کہنا لکھنا شروع کر دیا حوالہ ہو
نہ ہو دلائل ہوں نہ ہوں ثبوت ہو نہ ہو بے شرمی اور ہٹ دھرمی سے
انگریز کے یہ دیوبندی پٹھو اپنا وظیفہ کئے جا رہے ہیں کوئی بے محل و
بے موقع حوالہ دیں گے ایسا کہ ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ۔

وہ حوالے ایسے ہوتے ہیں:

○ مولانا احمد رضا خاں ریل میں سفر کرتے تھے اور ریل انگریزوں
کی ایجاد ہے اس لیے مولانا احمد رضا انگریز کے ایجنٹ تھے۔

○ مولانا احمد رضا خاں نے بحری جہاز میں بھی سفر کیا اور بحری جہاز

انگریز کی ایجاد ہے لہذا مولانا احمد رضا انگریز کے ایجنٹ تھے۔

○ مولانا احمد رضا خاں کی ولادت کے دو ایک سال بعد ہندوستان
پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا تھا اس لیے وہ انگریز کے ایجنٹ تھے۔

○ مولانا احمد رضا خاں انگریزی حکومت کے ڈاک ٹکٹ کارڈ
لفافے استعمال کرتے تھے اس لیے وہ انگریز کے ایجنٹ تھے۔

○ مولانا احمد رضا خاں نے علماء دیوبند کی تحذیر الناس، حفظ الایمان،
براہین قاطعہ وغیرہ میں معمولی معمولی سی گستاخیاں دیکھ کر ان پر کفر و
ارتداد کا فتویٰ دیدیا تھا اس لیے وہ انگریز کے ایجنٹ تھے۔

○ اور یہ بات بڑی "معنی خیز" ہے کہ مولانا احمد رضا خاں کے والد ماجد
مولانا نقی علی خاں صاحب نے مولوی اسماعیل دہلوی سے مل کر انگریزی
حکومت کے خلاف جہاد کا فتویٰ نہیں دیا اسلیئے وہ انگریزوں کے حامی ہیں۔

صفحہ ۲۰۹-۲۱۰ پر لکھتا ہے مولانا احمد رضا کے صاحبزادے مولوی مصطفےٰ
رضا خاں نے شریف مکہ کو جو زید مجدہٗ و دامت معالیہ وغیرہ جو کلمات
دعائیہ لکھے ہیں..... مولانا احمد رضا کے ہاں شریف مکہ کی یہ شان اور مرتبہ
محض اس لیے تھا کہ اس (شریف) نے جنگِ یورپ میں انگریزوں کا
ساتھ دیا اور ترکوں کے خلاف بغاوت کی،

مانچسٹروی صاحب تاریخ تمہارے منہ پر تھوک رہی ہے شریف
انگریزوں کا ہمنوا اور جنگِ یورپ کا معاون ہوتا تو انگریز سعودیوں سے
اور سعودی انگریزوں سے مل کر شریف مکہ کو حجاز سے رفوچکر نہ کرتے

مانچسٹروی صاحب کس پاگل نے تمہیں ڈاکٹر اور پروفیسر کی ڈگری دی ہے
یہ سب انگریز کا کرشمہ ہے کہ مانچسٹروی جیسے جاہل مطلق اپنے ثناخواں کو
پروفیسر اور ڈاکٹر بنا کر اور نام نہاد اسلامک اکیڈمی کا ڈائریکٹر بنا دیا تاکہ
ایک اسلامک ادارہ کے سربراہ کی حیثیت سے وہ اسلام کے نام پر اسلام
میں رخنہ اندازی اور فتنہ پردازی کرتا رہے اور اہلِ انصاف قارئین
کے لیے یہ بھی لمحہ فکریہ ہے کہ مانچسٹروی کا مذکورہ بالا حوالہ پیش نظر
رکھیں کہ شریف مکہ نے جنگِ یورپ میں انگریز کا ساتھ دیا تھا اور پھر
اس دعویٰ کی دلیل بھی ملاحظہ کریں لکھتا ہے کہ خود مصطفےٰ رضا خاں سے
قائد تحریکِ خلافت کی رائے معلوم کر لیجئے قائدین تحریک شریف
ملک الحجاز (حجاز کے بادشاہ) کی بابت اس لیے کہ انہوں نے سلطان
(ترکی) کی اطاعت سے خروج کیا باغی، مفسد واجب القتل اور
کافر ہونے کا حکم لگا چکے ہیں۔"[1]

اس حوالہ پر ہم بجز اس کے اور کیا کہہ سکتے ہیں:

ع کوئی سمجھے تو کیا سمجھے، کوئی جانے تو کیا جانے۔

اور پھر اصل دعویٰ شریف مکہ نے جنگِ یورپ میں انگریزوں کا ساتھ
دیا تھا کا حوالہ دوام العیش میں نام و نشان ہی نہیں۔
اور اس کے بعد مصنف نے صفحہ ۲۱۰ ہی پر فاضل بریلوی اور
ترکِ موالات کا جو حوالہ دیا وہ الفاظ وہاں موجود ہی نہیں۔

[1] دوام العیش صفحہ ۹ ؎

اور ہم حیران ہیں کہ یہ بے خبر و لاعلم علامہ کتنا ڈھیٹ انسان ہے کہ مولانا
عبد الباری فرنگی محلی، مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی کی توبہ اور رجوع
کے باوجود ابھی تک انہیں "تحریکِ خلافت کے قائدین" ہی لکھ رہا ہے اور
پھر اس بحث کا حاصل کیا، نہ اب شریف مکہ ہے نہ اب مولانا عبد الباری
اور مولانا محمد علی وغیرہ ہیں نہ سلطان عبد الحمید ہے اور نہ اب یہ مسئلہ بریلوی
دیوبندی بنیادی اختلافات میں سے ایک ہے۔
مُصنّف مانچسٹروی کے دماغی توازن بگڑنے کا ایک نقد مشاہدہ
ہم اپنے قارئین کرام کو اور کراتے ہیں صفحہ ۲۱۰ پر ہی لکھتا ہے:۔
"مولانا احمد رضا خاں کے صاحبزادے مولوی مصطفےٰ رضا خاں سے
سُنیے..... لیڈر تو ہم غرباء اہلسنت (مولانا احمد رضا کے پیروں) کو نصاریٰ
کا طرفدار، رشوت خوار اور ترکوں کا دشمن بتاتے تھے۔"[1]
یہ حوالہ نقل کر کے مانچسٹروی فاتحانہ انداز میں لکھتا ہے:

ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

اور ہم کہتے ہیں:۔ ع شرم تم کو مگر نہیں آتی

گویا لیڈر کی الزام تراشی اور افتراء پردازی مُصنّف کے لیے وحی
الٰہی بن گئی گویا مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا خاں صاحب قدس سرہٗ نے
تسلیم کر لیا کہ ہم انگریز کے طرفدار اور رشوت خوار ہیں۔ اس فہم ادراک
پر ہم بجز اس کے کیا کہیں ؎

[1] دوام العیش صفحہ ۱۱ ؎

اُلٹی سمجھ کسی کو بھی ایسے خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بدادا نہ دے

مانچسٹروی صاحب کے اس اُلٹا سمجھنے کی مثال ایسی ہے جیسے مانچسٹروی صاحب کسی سے کہے کہ سنّی ہمیں کافر مُرتد اور گستاخِ رسول کہتے ہیں تو اس کے یہ کہنے سے ہم کہہ دیں کہ مانچسٹروی صاحب نے خود بھی دیوبندیوں وہابیوں کو کافر و مرتد و بے ایمان اور گستاخِ رسول ہونا تسلیم کر لیا ہے۔

ترکوں کا غلام

حضرت مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفٰے رضا خاں صاحب قدس سرہٗ نے حجۃ داہرہ ص۹ پر یہ تحریر فرمایا کہ:-

"شریف مکّہ نے ترکوں کی غلامی سے نکل کر اپنی حکومت آزاد کر لی"

مانچسٹروی صاحب یہاں بھی بلا وجہ لفاظی کا مظاہرہ کر کے صفحہ ۲۱۱ بے مقصد و بلا ضرورت سیاہ کر دیا۔ اسی ص۲۱۱ پر لکھتا ہے:-

"ترکی حکومت میں عرب اپنے ملکوں میں غلام ہرگز نہ تھے..... عرب دُنیا کی مانی ہوئی بہادر قوم ہیں اُن کے بارے میں یہ اندازِ فکر کہ انہیں ترکوں نے غلام بنا لیا ہوا تھا انگریزوں کا تصنیف کردہ ہے، بہت گھٹیا اندازِ فکر ہے"[۱]

غلام کا معنیٰ نیازمند ہے[۲]۔ غلام ماتحت ملازم کو بھی کہتے ہیں، تو اس وقت عرب ترکیہ کے ماتحت تھے، شریف مکّہ انہی کی فرمانروائی میں مکّہ کا حکمراں تھا۔ بایں معنیٰ غلام کہنے لکھنے میں کچھ مضائقہ نہیں حضرت سیدنا

---

[۱] مطالعہ بریلویت صفحہ ۲۱۱ [۲] فیروز اللغات صفحہ ۴۵۶

عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے غلام کے ساتھ سفر فرمایا سواری ایک تھی سوار دو تھے کبھی سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سواری فرماتے کبھی آپ کا غلام سواری کرتا، بقائمی ہوش و حواس آقا اور غلام کا انکار کون کر سکتا ہے۔ اور اپنوں کا غلام ہونے یا کہلانے سے بہادری اور دلیری میں کیا فرق پڑتا ہے؟ اور جب مصنّف ترکی سلاطین کو خلیفہ مانتا ہے اور جو خلیفۃ المسلمین ہو تو تمام مسلمان اُس کے غلام (تابع) یا ماتحت ہوتے یا نہیں؟

اسی طرح حضرت مولانا مصطفٰے رضا خاں صاحب مفتی اعظم قدس سرہٗ کے حوالہ حجۃ داہرہ ص سے یہ کہنا کہ:-

"جب ترکی قوم بھوکی مر رہی تھی اور ترکی سلطنت اس کی خبر نہ لے سکتی تھی یا یوں کہنا حجاز میں قحط تھا..... نصاریٰ ہندوستان سے اناج کے جہاز بھر کے لیجاتے تھے اور یہاں چار سیر بکتا تھا وہاں دس سیر کا فروخت کرتے بلکہ مُفت بانٹتے تھے"

تو ان الفاظ سے نہ تو ضروریاتِ دین کا انکار لازم آتا ہے نہ انگریزوں کی حمایت کا کوئی پہلو نکلتا ہے۔ اگر مانچسٹروی کو ہر بات میں قدم قدم پر انگریز کا جلوہ نظر آتا ہے تو ہم عنقریب اس کے اکابر کی کارگزاریاں مزید پیش کر دیں گے کہ ان کے اکابرین انگریزوں اور ہندوؤں کے کھانے ہضم کرتے رہے ہیں۔ یہ داستان بڑی طویل ہے عنقریب اس موضوع پر دوبارہ ملاقات ہوگی۔ یار زندہ صحبت باقی۔

صفحہ ۲۱۱ کا نصف ذیلی مضمون محض ایک حکایت اور ایک کہانی ہے اور دیوبندیوں کی کہانی بھی رام کہانی ہوتی ہے جس بات کا سر پیر نہ ہو اس کے دُم اور کھوپری لگا دیتے ہیں تھانوی جی نے سچ کہا تھا۔ "جو کسی کو نہ سوجھتی تھی وہ ہمیں سوجھتی ہے۔" [1]

برطانیہ کی ایجنسی اور حکومت برطانیہ کا استحکام

مُصنّف نے حسبِ معمول کمال بےحیائی و بے شرمی اور انتہائی ہٹ دھرمی سے محض زبانی کلامی یہ یاوہ گوئی فرمائی ہے کہ: "آستانہ بریلی اُس وقت قادیان کی طرح برطانیہ سامراج کی ایجنسی بنا ہوا تھا...... دونوں کا مقصد حکومت برطانیہ کا استحکام اور مسلمانوں کی باہمی تفریق تھی۔" [2]

میں لینا تیری خبر

مصنّف نے صفحہ ۲۱۲ پر اسی حوالہ بالا کی لسّی بنائی ہے اور بات کا بتنگڑ بنا ڈالا۔ درحقیقت مُصنّف اپنی اس گپ بازی سے یہ چاہتا ہے کہ ہم اس کو مطالعہ دیوبندیت و وہابیت کرا دیں کیونکہ اس بے چارے قسمت کے مارے کی بزعم خود ساری عمر مطالعہ بریلویت میں گزری ہے اور یہ مطالعہ دیوبندیت نہ کر سکا اور اب یہ مصنّف تیز نمک مرچ مانگتا ہے ؎

دلِ اعداد کو رضاؔ تیز نمک کی دُھن ہے
اک ذرا اور چھڑکتا رہے خامہ تیرا

[1] الافاضات الیومیہ صفحہ ۴ [2] مطالعہ بریلویت جلد اوّل صفحہ ۲۱۱

دیوبند اور دیوبندیت و وہابیت مرزائیت کی طرح دو انگریزی پودے ہیں۔ انگریز نے خوب خوب ان کی آبیاری کی ہے جس کا ثبوت ان کے اپنے مسلمہ اکابرین کی معتبر ترین اور مستند کتب سے ملتا ہے اور اربابِ علم و دانش سے کچھ پوشیدہ نہیں اور وہ ان کی انگریز پرستی کو خوب خوب سمجھتے ہیں ؎

اہل نظر سمجھتے ہیں جیسا یہ باغ ہے
ہر پھول پر اداسی ہر پھل میں داغ ہے

انگریزی امیر المومنین

دیوبندی وہابی مکتبِ فکر میں سید احمد ساکن رائے بریلی کو امیر المومنین غازی مجاہد شہید پیر مصلح مجدد وغیرہ القابات سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ کیا تھے؟ یہ کون تھے؟ ذرا اس انگریزی امیر المومنین کا فتویٰ پڑھیئے۔

"ہم (سید احمد اینڈ اسماعیل قتیل وہابی کمپنی لمیٹڈ) سرکارِ انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں اور خلافِ اصول مذہب طرفین کا خون بلاسبب گرا دیں کسی کا ملک چھین کر ہم بادشاہت کرنا نہیں چاہتے نہ انگریزوں کا نہ سکھوں کا۔" [1]

لارڈ ہیسٹنگ سے معاہدہ

"لارڈ ہیسٹنگ سید احمد صاحب کی بے نظیر کارگزاری سے بہت خوش تھا دونوں لشکروں کے بیچ میں ایک خیمہ کھڑا کیا گیا اس

[1] تواریخ عجیبہ صفحہ ۹۱

میں تین آدمیوں کا باہم معاہدہ ہوا۔ امیر خان، لارڈ ہیسٹنگ اور سید احمد صاحب۔ سید احمد صاحب نے امیر خاں کو بڑی مشکل سے شیشہ میں اتارا تھا۔" ۱؎

انگریزی عملداری اپنی عملداری

"اس سوانح اور نیز مکتوبات منسلکہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سید (احمد) صاحب کا سرکار انگریزی سے جہاد کرنے کا ہرگز ارادہ نہیں تھا وہ اس آزاد عملداری کو اپنی ہی عملداری سمجھتے تھے اور اس میں شک نہیں کہ اگر سرکار انگریزی اس وقت سید صاحب کے خلاف ہوتی تو ہندوستان سے سید صاحب کو کچھ بھی مدد نہ پہنچتی مگر سرکار انگریزی اُس وقت دل سے چاہتی تھی کہ (پنجاب میں) سکھوں کا زور کم ہو۔" ۲؎

انگریزی کھانا

"اتنے میں دیکھتے ہیں کہ ایک انگریز گھوڑے پر سوار چند پالکیوں میں کھانا رکھے کشتی کے قریب آیا اور پوچھا کہ پادری (سید احمد) صاحب کہاں ہیں۔ حضرت (سید احمد) نے جواب دیا کہ میں یہاں موجود ہوں۔ انگریز گھوڑے پر سے اُترا اور ٹوپی ہاتھ میں لئے کشتی پر پہنچا اور مزاج پرسی کے بعد کہا کہ تین روز سے میں نے

۱؎ حیات طیبہ صفحہ ۲۹۴ ۲؎ تواریخ عجیبہ مصنفہ محمد جعفر تھانیسری صفحہ ۱۸۲

اپنے ملازم یہاں کھڑے کر دیتے تھے کہ آپ کو اطلاع کریں آج انہوں نے اطلاع کی کہ اغلب یہ ہے کہ حضرت سید احمد قافلہ کے ساتھ آج تمہارے مکان کے سامنے پہنچیں یہ اطلاع پاکر غروب آفتاب تک میں کھانے کی تیاری میں مشغول رہا۔ تیار کرانے کے بعد لایا ہوں۔ سید صاحب نے حکم دیا کہ کھانا اپنے برتنوں میں منتقل کر لیا جائے۔ (انگریزی) کھانا لے کر قافلہ میں تقسیم کر دیا گیا اور انگریز دو تین گھنٹے ٹھہر کر چلا گیا۔" ۱؎

بتائیے جناب انگریزوں سے "راتہ" کس کو ملتا تھا؟ یہ حال ہے آپ کے انگریزی امیر المومنین کا۔

انگریزی مجاہد

بابائے وہابیت مولوی اسماعیل قتیل مصنف تقویۃ الایمان ایک وفادار سپاہی اور جانثار انگریزی مجاہد تھے۔ آپ کے تاریخی کارناموں میں حسب ذیل باتیں یادگار رہیں گی۔

انگریز سے جہاد درست نہیں

"اثنائے قیام کلکتہ میں ایک روز مولانا اسماعیل شہید وعظ فرما رہے تھے (مسلمانوں کو تھوک کے حساب سے مشرک بنا رہے ہوں گے) کہ ایک شخص نے مولانا سے

۱؎ سیرت سید احمد مصنفہ ابو الحسن ندوی حصہ اول صفحہ ۱۹۰

فتویٰ پوچھا کہ سرکار انگریزی پر جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں مولانا (اسماعیل) نے فرمایا کہ ایسی بے رو ریا اور غیر متعصب سرکار (انگریزی) پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں ہے۔" ؎۱

"اگر کوئی ان (انگریزوں) پر حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ (برطانیہ) پر آنچ نہ آنے دیں۔" ؎۲

پہلا جہاد مسلمانوں سے

"مولوی عبدالحئی صاحب لکھنوی (نہیں دہلوی) مولوی محمد اسماعیل صاحب دہلوی (مصنف تقویت الایمان) اور مولوی محمد حسن صاحب رامپوری بھی ہمراہ تھے یہ سب حضرات سید صاحب کے ہمراہ جہاد میں شریک تھے۔ سید صاحب نے۔ پہلا جہاد مسمّیٰ یار محمد خاں حاکم یاغستان سے کیا تھا۔" ؎۳

بتائیے صاحب! یہ یار محمد خاں حاکم یاغستان انگریز تھے؟ انگریزوں سے جہاد کا ڈھنڈورہ پیٹا جا رہا ہے لیکن ان لوگوں نے انگریزوں کے اشارہ پر جہاد کیا مسلمانوں سے

؎۱ تواریخ عجیبہ صفحہ ۷۳، ؎۲ حیات طیبہ صفحہ ۲۹۶، ؎۳ تذکرۃ الرشید حصّہ دوم صفحہ ۲۷۰ بیان مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی۔

ع- ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ

مصنف مطالعہ بریلویت نے سید احمد صاحب اور اسماعیل قتیل کو شہید بالاکوٹ وغیرہ بھی قرار دیا ہے۔ حالانکہ ان لوگوں کا قتل کسی جہاد فی سبیل اللہ کے نتیجہ میں نہیں ہوا اور کچھ نہیں تو تاریخ ہزارہ ہی کو اٹھا کر دیکھ لیں جس میں اُن کے قتل کی تفصیل یوں ہے۔

وجہ قتل شہید لیلیٰ نجد

"جرگہ یوسف زئی کے پٹھان جو کہ سکھوں کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار تھے اور مولوی اسماعیل کے حامی ہو چکے تھے ان کے خاندانوں میں رواج تھا کہ یہ لوگ اپنی لڑکیوں کی شادی دیر سے کرتے تھے۔ مولوی اسماعیل نے خلیفہ سید احمد کو اس امر کی اطلاع دی تو خلیفہ صاحب نے ان پٹھانوں پر شرعی حکومت کا زور دے کر ان کی لڑکیوں میں سے بیس لڑکیاں اپنے پنجابی ہمراہیوں سے بیاہ لیں اور کچھ پٹھانوں کو راضی کر کے دو لڑکیوں سے خود نکاح کر لیا۔ اس معاملہ سے تمام یوسف زئی جرگہ میں مولوی اسماعیل اور سید احمد کے متعلق نفرت پھیل گئی اور ان لوگوں نے سید احمد کی بیعت توڑ دی اور اپنی لڑکیاں واپس لینے کا مطالبہ کیا مولوی اسماعیل وغیرہ نے انکار کیا پھر سید احمد صاحب اور مولوی اسماعیل نے ان پٹھانوں پر کفر کا فتویٰ صادر کر کے ان سے

جہاد کرنا فرض قرار دے دیا۔ ادھر پٹھانوں نے تنظیم کرلی۔ ادھر
مولوی اسماعیل کے ساتھی پنجابیوں نے مقابلہ کیا بالآخر جب
پٹھان غالب ہوتے نظر آئے تو ایک روز خود مولوی اسماعیل
دہلوی پٹھانوں سے مقابلہ کے لئے نکلے ایک یوسف زئی
پٹھان نے ایسی گولی چسپ کی کہ سب سے اوّل مولوی
اسماعیل کا ہی خاتمہ کردیا۔ اس کے بعد پنجابی بھاگ گئے
اور پٹھان کامیاب ہو گئے۔" ؎۱

"نوائے وقت" کی شہادت

"مولانا عبیداللہ سندھی کے مطابق سید (احمد)
صاحب کی انتظامیہ کے کارکنوں کا مختلف دیہات
میں ایک ہی رات میں موت کے گھاٹ اتارے
جانے کا سبب اس علاقے (بالاکوٹ) کے لوگوں کی
جواں سال بیوہ لڑکیوں کا "مجاہدین" سے زبردستی نکاح کرنا
تھا۔ غلام رسول مہر نے جو سید (احمد) صاحب کے بہت
مداح ہیں ان کی حکومت کی تنگ نظری اور تشدد کے
کئی واقعات بیان کئے ہیں۔" ؎۲

لو صاحب بلّی تھیلے سے باہر آگئی اسماعیلی تحریک جہاد کا
پس منظر واضح ہو گیا گو کتاب فریاد المسلمین صفحہ ۱۸ اور انوار آفتاب

؎۱ تاریخ ہزارہ ؎۲ روزنامہ نوائے وقت ملتان۔ ۲۔ نومبر ۱۹۷۸ء صفحہ ۲ اداریہ

صداقت صفحہ ۵۱۹ اور متعدد کتابوں میں بھی ایسا ہی لکھا ہے مگر نوائے وقت
کے حوالہ کے بعد مزید کسی حوالہ کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔

انگریز لیفٹیننٹ گورنر سے مشورہ

"سید احمد صاحب کے پاس مجاہدین جمع
ہونے لگے تو سید صاحب نے مولانا اسماعیل کے مشورے
سے شیخ غلام علی رئیس الہ آباد کی معرفت لیفٹیننٹ گورنر
ممالک مغربی شمالی کی خدمت میں اطلاع دی کہ ہم لوگ سکھوں
پر جہاد کرنے کی تیاری کر رہے ہیں سرکار کو تو اس میں کوئی
اعتراض نہیں لیفٹیننٹ گورنر نے صاف لکھ دیا کہ ہماری
عملداری میں اور امن میں خلل نہ پڑے تو ہمیں کچھ سروکار
نہیں نہ ہم ایسی تیاری کے مانع ہیں۔ یہ تمام بین ثبوت
صاف صاف اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ (اسماعیلی)
جہاد صرف سکھوں کے لئے مخصوص تھا۔ سرکار انگریزی سے
(وہابی) مسلمانوں (کے پیشوا سید احمد و اسماعیل دہلوی) کو ہرگز
ہرگز مخاصمت نہ تھی۔" ؎۱

گنوار مصنف صاحب آپ توجوڑ توڑ ہیرا پھیری کر کے لکھتے
ہیں "دیکھیئے اور غور فرمائیے کہ ہمارے (خود ساختہ) اخذ کردہ نتائج ٹھیک
ہیں یا غلط" مگر ہم نے تو خود کوئی نتیجہ اخذ نہیں کیا ٹھیک نشانے

؎۱ حیات طیبہ صفحہ ۳۰۲

لگائے ہیں۔ آپ کا گھر پورا ہو گیا ہے یا نہیں؟

اور تو اور مصنف نے یہ ڈانٹ بھی دی ہے۔ "اس آزادی کے دور میں کیا خبر کوئی سرپھرا حکومت انگلشیہ کی وہ خفیہ رپورٹیں لاکر چھاپ دے، اگر چھاپ دے تو پھر کیا ہوگا۔ آپ خود ہی وہ خفیہ رپورٹیں لے آئیں اور چھاپ دیں کسی سرپھرے کا انتظار نہ کریں خود بدولت سرپھرے جو نقد موجود ہیں پھر کمی کس بات کی؟

ارواح ثلثہ کی شہادت

ممکن ہے "میں نہ مانوں گے" زیر مصداق یہ علامہ ڈاکٹر یہ کہہ کر بھاگنے کی کوشش کریں "تاریخ ہزارہ" اور "نوائے وقت" کوئی ہمارے گھر کے ہیں، گھر کے حوالے دو حالانکہ غیر جانبدار حوالہ تو سب سے معتبر ہوتا ہے لیکن ہم بھاگنے دینے والے نہیں ہم گھر تک پہنچا کر دم لیں گے۔ آئیے گھر کے حوالے ملاحظہ کیجئے۔ ارواح ثلثہ نامی ایک کتاب جس کو عرف میں "حکایات اولیاً" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اولیاً سے مراد حقیقی اولیاً اللہ نہیں بلکہ مراد مولویان دیوبند و نجد ہیں۔ یہ کتاب امیر الروایات از مولوی امیر شاہ خانصاحب دیوبندی، روایات طیب از قاری محمد طیب دیوبندی اور اشرف التنبیہ وحاشیہ مولوی اشرف علی تھانوی کا مجموعہ ہے اس کا دیوبند اور کراچی کا چھاپہ ہمارے پاس موجود ہے۔ سنیئے کیا کہتے ہیں۔

پہلا جہاد مسلمانوں سے

"سید صاحب نے پہلا جہاد یار محمد خاں حاکم یاغستان سے کیا تھا۔ سید صاحب نے پہلے اپنا قاصد یار محمد خاں کے پاس پہنچایا اور پیغام سُنایا۔ اس نے جواب دیا، سید سے کہدے وہ کیوں عبث جنگ پر آمادہ ہے اس کے لئے بہتر نہ ہوگا۔ اس کے ہمراہی ایک ایک کر کے مارے جاویں گے۔ . . . . المختصر لڑائی ہوئی اور یار محمد خاں کی فوج نے ہزیمت پائی۔"[1]

شادی اور نکاح کی روایات

"ایک دفعہ کا ذکر ہے سید صاحب نے شادی کی تھی نماز میں کچھ دیر سے آئے۔ مولوی صاحب سکوت کیا شائد نئی شادی کی وجہ سے اتفاقیہ کچھ دیر ہو گئی۔"[2]

قافلہ والوں سے نکاح کر دیا

"ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ سید صاحب کسی شہر میں سے گزرے۔ ایک کسبی خوبصورت اپنے دروازے پر کھڑی تھی سید صاحب گھوڑے پر سوار جا رہے تھے۔ آپ نے ایک نظر اس کی طرف دیکھا (ع تیری پہلی

---

[1] ارواح ثلثہ صفحہ ۱۷۳، [2] ارواح ثلثہ صفحہ ۱۷۶،

نظر کا دار توبہ) اور پھر چل دیئے تو وہ رنڈی بے تحاشہ دوڑی اور گھوڑے کے قدموں پر گر پڑی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ حضرت نے توبہ کرائی اور اس سے دریافت کیا کس سے نکاح کرنا چاہتی ہے؟ (آدم لبسر مطلب) اس کا کوئی آشنا تھا اس نے اس کی نسبت کہا۔ اس شخص نے انکار کر دیا۔ تب اسی وقت قافلہ والوں (سید صاحب کے ہمراہیوں) میں سے کسی شخص کے ساتھ حضرت (سید صاحب) نے اس کا نکاح کر دیا۔[1]

ان گھر کی شہادتوں سے واضح ہوا پہلا جہاد مسلمان حاکم یاغستان یار محمد خان سے ہوا۔ اور سید احمد اور اسماعیل دہلوی کا عام رجحان نکاح کی طرف حد سے زیادہ مائل تھا۔ دوران جہاد بھی خوبصورت رنڈیوں، نوجوان لڑکیوں اور بیوہ عورتوں کو زبردستی نکاح رچا کر اپنی خواہشات کا نشانہ بناتے رہتے تھے۔ یہ ہے اسماعیلی جہاد جہاد کا پس منظر۔ اس روایت سے تاریخ ہزارہ کی روایت اور نوائے وقت کی شہادت کو تقویت ملتی ہے کہ یوسف زئی قبیلہ کی نوجوان اور بیوہ لڑکیوں سے اپنے قافلہ کے مچھڑے ہوئے مجاہدین کا زبردستی نکاح ضرور کیا ہوگا۔

ناقابلِ تردید تاریخی حقائق

یہ ایک ناقابلِ تردید تاریخی حقیقت ہے اور اسے ہرگز ہرگز جھٹلایا نہیں جا سکتا کہ

[1] ارواح ثلاثہ صفحہ ۱۷۷

سید احمد اور مولوی اسماعیل اور دیگر وہابیہ دیوبندیہ نے کبھی بھی انگریز سے جہاد نہیں کیا بلکہ انگریزی حکومت کو اپنی حکومت اور رحمدل گورنمنٹ سے تعبیر کرتے رہے ہاں البتہ سکھوں سے جہاد کا ڈھونگ ضرور رچایا جیسا کہ ہم اوپر مفصل بیان کر آئے ہیں اور آگے بیان کریں گے۔

اپنی گورنمنٹ

"کلکتے میں جب مولانا (اسماعیل دہلوی مصنف تقویت الایمان) نے جہاد کا وعظ فرمانا شروع کیا اور سکھوں کے مظالم کی کیفیت پیش کی تو ایک شخص نے دریافت کیا کہ آپ انگریز پر جہاد کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے؟ آپ نے جواب دیا کہ ان (انگریزوں) پر جہاد کرنا کسی طرح واجب نہیں، ایک تو ہم ان (انگریزوں) کی رعیت ہیں دوسرے ہمارے (وہابیوں کے) مذہبی ارکان کے ادا کرنے میں وہ ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے۔ ہمیں ان کی حکومت میں ہر طرح آزادی ہے بلکہ اگر کوئی ان (انگریزوں) پر حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی (وہابیوں کی) گورنمنٹ (برطانیہ) پر آنچ نہ آنے دیں۔"[1]

بیس ۲۰ مقامات

"آپ (سید احمد) کی سوانح عمری اور مکاتیب میں بیس سے زیادہ ایسے مقامات پائے گئے ہیں جہاں کھلے اور اعلانیہ طور پر سید صاحب

[1] حیات طیبہ صفحہ ۲۹۶ مصنفہ مرزا حیرت دہلوی وہابی،

نے بدلائل شرعی اپنے پیروکار لوگوں کو سرکار انگریزی کی مخالفت سے منع کیا ہے۔" ۱ے

مولانا "محمد اسماعیل پانی پتی کی شہادت

"جناب خلیق احمد نظامی نے "۱۸۵۷ء کا تاریخی روزنامچہ" کے دیباچہ میں صفحہ ۱۵ پر سرسید احمد خاں مرحوم کے یہ چند فقرے نقل کر کے اور اُن کی تائید میں "ہنٹر" کے بے بنیاد الزامات کو پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی سعی فرمائی ہے کہ ہندوستان میں انگریزوں کے خلاف پیدا ہونے والی تحریکوں کے بانی در اصل حضرت سید احمد شہید اور حضرت شاہ اسماعیل شہید ہی تھے اور ۱۸۵۷ء میں جو کچھ ہوا وہ ان دونوں حضرات کی تبلیغ کا ہی نتیجہ تھا مگر اس بیان کا حقیقت سے کچھ بھی تعلق نہیں، حضرت سید احمد بریلوی اور حضرت شاہ (اسماعیل) صاحب کی عملی زندگی سب پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہے چنانچہ ان حضرات کے انگریزوں سے جیسے اچھے تعلقات تھے وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔" ۲ے

"سید صاحب اور شاہ (اسماعیل) صاحب نے جو کام نہیں کیا اور جس کے کرنے کا نہ کبھی اظہار کیا اُس کو خواہ مخواہ ان کے ذمہ لگانا تاریخ کے ساتھ ظلم کرنا ہے۔ مگر واقعہ یہ ہے

۱ے تواریخ عجیبہ صفحہ ۲۳۶، ۲ے مقالات سرسید حصہ شانزدہم صفحہ ۳۱۹

کہ ملک کے آزاد ہو جانے کے بعد ہر مذہبی جماعت اپنے اپنے اکابر کو انگریز دشمن ثابت کرنے میں مصروف ہے۔ یہی جذبہ شاہ (اسماعیل) صاحب اور سید صاحب کو انگریز دشمن ثابت کرنے کے لئے مجبور کر رہا ہے۔" ۱ے

بانی جماعت اسلامی کی شہادت

بانی جماعت اسلامی جناب مودودی صاحب لکھتے ہیں:

"جس وقت یہ حضرات (سید احمد اور اسماعیل دہلوی) جہاد کے لئے اُٹھے ہیں اُس وقت یہ بات کسی سے چھپی ہوئی نہ تھی کہ ہندوستان میں اصلی طاقت سکھوں کی نہیں انگریزوں کی ہے اور اسلامی انقلاب کی راہ میں سب سے بڑی مخالفت اگر ہو سکتی ہے تو انگریز کی ہو سکتی ہے۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ کس طرح ان بزرگوں (سید احمد اور اسماعیل دہلوی) کی نگاہ دور رس سے معاملہ کا یہ پہلو ہی اوجھل رہ گیا اور وہ انگریزوں کو چھوڑ کر سکھوں سے لڑنے لگے۔" ۲ے

یاد رہے کہ جناب مولوی اسماعیل صاحب پانی پتی اور مودودی صاحب دونوں سید احمد و اسماعیل پرست ہیں کوئی رضوی بریلوی نہیں ہیں، سید احمد و اسماعیل کو حضرت سید شاہ اسماعیل شہید اور رحمۃ اللہ علیہ لکھتے بولتے ہیں اور ان کے فضائل و کمالات اور بزرگی کے

۱ے مقالات سرسید حصہ شانزدہم صفحہ ۳۱۹، ۲ے تجدید و احیائے دین" اشاعت تیرھویں صفحہ ۱۲۸

مداح ہیں۔ مگر اس امر پر دونوں ہی متفق ہیں کہ سید احمد اور اسماعیل دہلوی کا جہاد انگریز کے خلاف نہیں تھا۔

مصنف صاحب۔ مقالات سرسید کے نام سے بھر تھرا نہ جائیں۔ مولوی اسماعیل پانی پتی صاحب سرسید کے موقف کی تائید نہیں کر رہے بلکہ حقیقت واقعی کا اعتراف کر رہے ہیں تاریخ بیان کر رہے ہیں اور پھر آپ سرسید سے کہاں بھاگ سکتے ہیں ابھی ہم سوانح قاسمی جلد اوّل اور جلد سوم سے سرسید کا معتبر ہونا ثابت کر چکے ہیں۔ آپ کی اگلی پچھلی ہر گلی بند کر دی ہے کہیں راہِ فرار نہیں چھوڑی۔

مولوی مملوک العلی صاحب نانوتوی

آپ بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے استاد ہیں اور مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے استاد مولوی محمد یعقوب نانوتوی کے والد ہیں۔ آپ کے حالات زندگی یہ ہیں:۔

"مولانا مملوک العلی نے دہلی میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا اور ۱۸۲۵ء میں دہلی کا مشہور مرکز علم مدرسہ "دہلی کالج،، میں تبدیل ہو گیا تو مولانا رشید الدین سو روپیہ ماہوار مشاہرہ پر عربی کے صدر مدرس مقرر ہوئے اور نائب مدرس کی حیثیت سے مولانا مملوک العلی کا پچاس روپے ماہوار پر تقرر ہوا مولانا مملوک العلی کے تقرر کی تاریخ یکم جون ۱۸۲۵ء ہے۔"[1]

[1] رپورٹ جنرل کمیٹی آف پبلک انسٹرکشن بتوسط کتاب محمد حسن نانوتوی صفحہ ۱۷۱ و ۱۷۲،

نواب صدیق حسن خاں لکھتے ہیں:۔

"از اعیان دہلی بودند تلمذ ایشاں در علوم درسیہ با مولوی رشید الدین خان است و از طرف فرنگیاں تدریس درجہ اوّل مدرس دہلی با ایشاں تعلق است"

وہ (مولانا مملوک العلی نانوتوی) دہلی کے اکابرین سے تھے اور علوم درسیہ میں مولوی رشید الدین خاں کے شاگرد تھے مدرسہ دہلی میں انگریزوں کی طرف سے جماعت اوّل (عربی) کو پڑھانے کے لئے مقرر تھے۔[1]

"مسٹر ٹامسن وزیٹر دہلی کالج نے ۸ نومبر ۱۸۴۱ء کو ایک رپورٹ میں مولوی مملوک العلی کے اضافہ تنخواہ کی سفارش کی تھی ان کو اسّی روپے ماہوار تنخواہ ملنی چاہیئے۔ بالآخر مولانا کو (پچاس کی بجائے) ساٹھ روپے تنخواہ ملنے لگی"۔[2]

"مسٹر ٹامسن نے مولانا مملوک العلی کے لئے لکھا تھا:

HE IS VERY GOOD ARABIC SCHOLAR AND VERY MUCH RESPECTED IN THE CITY.

یعنی وہ عربی کے بہت بڑے فاضل ہیں اور شہر دہلی میں ان کا بہت احترام ہے[3]

[1] تاریخ قنوج از نواب صدیق حسن خاں صفحہ ۱۰۰، [2] رپورٹ جنرل کمیٹی آف پبلک انسٹرکشن بتوسط کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی صفحہ ۱۷۳، [3] رپورٹ جنرل کمیٹی ۱۸۴۱ء ۸ نومبر جنرل پروسیڈنگ جلد چہاردہم و سوانح مولانا احسن نانوتوی صفحہ ۱۷۴،

"دہلی کالج کے تمام انگریز پرنسپلوں کے وہ معتمد رہے۔ کالج کی رپورٹوں سے واضح ہوتا ہے کہ انگریز پرنسپل مولانا مملوک العلی پر بہت اعتماد کرتے تھے۔ ہر سالانہ رپورٹ میں ان کی تعریف و توصیف کی گئی ہے۔ ایک موقعہ پر (انگریز) گورنر جنرل بہادر نے مولانا مملوک العلی کو انعام سے بھی نوازا۔" ۱؎

"مولانا مملوک العلی کے صدر مدرس ہونے کی وجہ سے بھی دہلی کالج کی تعلیمی سرگرمیاں یقینی آگے بڑھیں اور مسلمانوں کی ایک ایسی کھیپ آگے تیار ہوئی جس نے نئے (انگریزی) نظام تعلیم میں منسلک ہو کر خاطر خواہ خدمات انجام دیں' مولانا محمد مظہر (نانوتوی دیوبندی) مدرس آگرہ کالج، مولانا محمد منیر (دیوبندی) مدرس بریلی کالج، مولانا محمد احسن نانوتوی مدرس بنارس و بریلی کالج، مولانا ذوالفقار علی دیوبندی مدرس بریلی کالج و ڈپٹی انسپکٹر مدارس، مولانا فضل الرحمان دیوبندی ڈپٹی انسپکٹر مدارس۔۔۔۔ وغیرہ۔ بہت سے (دیوبندی) حضرات ایسے ہیں جو اسی دہلی کالج کے (انگریزی) فیض یافتہ اور تربیت یافتہ ہیں اور کم و بیش ان تمام حضرات نے نئے (انگریزی) تعلیمی نظام میں منسلک ہو کر نمایاں خدمات انجام دیں اور گورنمنٹ (برطانیہ) نے بھی ان (دیوبندیوں) کی خدمات

۱؎ کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی صفحہ ۱۷۶۔

کو سراہا اور حسن صلہ سے نوازا۔" ۱؎

یاد رہے کہ اس کتاب کا تعارف مفتی محمد شفیع دیوبندی نے صفحہ ۱ پر لکھا ہے جو اس کے مستند ہونے کی دلیل ہے اور "مولانا" مناظر احسن گیلانی مؤلف سوانح قاسمی لکھتے ہیں:

"بہر حال میرا خیال یہی ہے کہ مولانا مملوک العلی کو ایام طلب علم میں بھی نئے (انگریزی) رنگ ڈھنگ اور نئے (انگریزی) قواعد و قوانین والی اس (انگریزی) درس گاہ کے تجربہ کا موقعہ بھی میسر آیا۔۔۔۔ شروع میں مولانا مملوک العلی کا تقرر صدر مدرسی پر نہیں ہوا بلکہ ہیڈ مولوی کی ماتحتی میں مددگاروں کی حیثیت میں اس (انگریزی) کالج میں چند مولوی جو کام کرتے تھے ان ہی مددگاروں میں ایک مددگار مولوی مدرس کی حیثیت کالج میں آپ کی تھی۔" ۲؎

"مولانا مملوک العلی صاحب جو کہ مولانا محمد یعقوب صاحب کے والد اور مولانا رشید احمد و مولانا محمد قاسم صاحب کے استاد ہیں دہلی میں دار البقا سرکاری مدرسہ تھا جس میں ملازم تھے۔" ۳؎

"تمہیدی بیان میں آپ سن چکے ہیں کہ حضرت مولانا مملوک العلی دلّی کے عربک کالج میں سرکاری ملازم تھے۔"

۱؎ مولانا محمد احسن نانوتوی ص ۱۷۷، ۲؎ سوانح قاسمی جلد اول ص ۲۱۲، ۳؎ الہادی ماہ شعبان ۵۰ھ ص ۳۲

اس موقعہ پر ہم قارئین کرام و انصاف پسند حضرات سے التماس کریں گے کہ وہ خود غور کریں کہ انگریز کو آخر عربی مدارس اور عربی کالج بنانے اور علما تیار کرانے کی کیا ضرورت تھی اور کیوں وہ اس کے لئے روپیہ پانی کی طرح بہا رہا تھا آخر اس کا کیا مفاد تھا؟ ظاہر ہے کہ وہ عیسائیت کی بجائے اسلام کی تبلیغ کے لئے تو یقیناً ایسا نہیں کر رہا تھا۔ آخر اس میں کیا راز ہے اور پھر وہ نانوتہ اور دیوبند کے علما کے سوا کسی پر اعتماد ہی نہ کرتا تھا۔ مولوی مملوک العلی نانوتوی کے تربیت یافتہ دیوبندی و نانوتوی علما کو ملک کے کالجوں میں کیوں پھیلایا جا رہا تھا؟

اس کا جواب اس کے سوا کچھ بھی نہیں تھا کہ لارڈ میکالے کے ان اصولوں پر عمل کرانا مقصود تھا:۔

لارڈ میکالے کے اصول

"ہمیں ایک ایسی جماعت بنانی چاہیئے جو ہم میں اور ہماری کروڑوں رعایا کے درمیان مترجم ہو اور یہ ایسی جماعت ہونی چاہیئے جو خون اور رنگ کے اعتبار سے تو ہندوستانی ہو مگر مذاق اور رائے، الفاظ اور سمجھ کے اعتبار سے انگریز ہو۔" [1]

بتایئے جناب یہ مترجم کون تھے؟ لارڈ میکالے نے لکھا تھا:

"عربی کالج کی مشین میں جو کل پرزے ڈھالے جاتے تھے ان کے متعلق طے کیا گیا تھا کہ صورت و شکل کے اور دیگر

[1] مسلمانوں کا روشن مستقبل صفحہ ۱۴۷ بحوالہ میجر باسو صفحہ ۸۷۔

بیرونی لوازم کے حساب سے تو وہ مولوی ہوں اور مذاق و رائے اور سمجھ کے اعتبار سے آزادی کے ساتھ حق کی تلاش کرنے والی جماعت ہو۔" [1]

لو صاحب! بڑی رازداری کے ساتھ اس بات کو سوانح قاسمی کے مصنف نے خود ہی کھول دیا کہ "بیرونی لوازم کے حساب سے تو وہ مولوی ہوں" آگے میکالے کے اصول کو لفاظی کے پردہ میں چھپا کر پیش کیا "اور مذاق اور رائے، الفاظ اور سمجھ کے اعتبار سے انگریز ہو" کو ہاتھ کی صفائی سے یوں کر دیا "مذاق و رائے اور سمجھ کے اعتبار سے آزادی کے ساتھ حق کی تلاش کرنے والی جماعت ہو"

بہرحال اس تحریف سے اصل بات پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اب ہمیں مسٹر میکالے کے وضع کردہ اصولوں کی روشنی میں دیکھنا یہ ہے کہ (۱) انگریز کا مترجم کون تھا؟ (۲) انگریزوں کے عربی کالج دہلی میں کون سے کل پرزے ڈھالے گئے؟ دیوبندی کتب و سوانح کی روشنی میں سب کچھ کھلم کھلا موجود ہے۔ لارڈ میکالے کے اصولوں کی تعبیر تلاش کرنا کوئی ایٹمی راز نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو:

گاڈفری ہیگنس کی کتاب کا ترجمہ

"مولانا محمد احسن (نانوتوی دیوبندی) نے دہلی کالج میں انگریزی بھی پڑھی تھی ان کے قلمی بیاض میں خود مولانا محمد احسن

[1] سوانح قاسمی جلد اوّل صفحہ ۹۶ و ۹۷۔

کے ہاتھ کی بعض تحریریں ہیں۔ مولانا محمد احسن نے سرسید احمد خاں کی فرمائش پر گاڈفری ہیگنس (انگریز) کی کتاب کا انگریزی سے اردو میں ترجمہ کیا۔۔۔۔۔۔ مولانا محمد احسن (نانوتوی دیوبندی) نے نیچرل فلاسفی پر ایک مضمون لکھا تھا جو مسٹر ٹیلر پرنسپل دلی کالج کی نگرانی میں دو مرتبہ طبع ہوا۔" [1]

"مولوی عبدالحق صاحب (بابائے اردو) نے اپنی کتاب مرحوم دہلی کالج میں ایک جگہ لکھا ہے کہ ایک کتاب کے عربی کے لئے تیس ہزار روپے کی منظوری دی گئی۔"

پھر لکھتے ہیں :۔

"اگر ترجمہ ایسا ہوتا جو سمجھ میں نہ آتا تو اس کی تشریح کے لئے مترجم کو معقول تنخواہ پر ملازم رکھا جاتا۔" [2]

ثابت ہوا انگریز بہادر کے مترجم اکابر علماء دیوبند تھے۔

باقی رہا یہ کہ انگریز نے اپنی پالیسی کے تحت اپنے کالج میں کون سے کل پرزے ڈھالے وہ ہم ابھی کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی صفحہ ۷۷ سے ثابت کر چکے ہیں۔

"مولانا مملوک العلی کے صدر مدرس ہونے کی وجہ سے بھی (انگریز کے) دہلی کالج کی تعلیمی سرگرمیاں یقینی آگے بڑھیں

[1] کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی صفحہ ۲۵۔ [2] سوانح قاسمی جلد اول صفحہ ۹۹ از مولوی مناظر احسن گیلانی بحوالہ مرحوم دہلی کالج۔

اور مسلمانوں (دیوبندی علماء) کی ایک ایسی کھیپ تیار ہوئی جس نے نئے (انگریزی) نظام تعلیم میں منسلک ہو کر خاطر خواہ خدمات انجام دیں۔ مولانا محمد مظہر (نانوتوی دیوبندی) مدرس آگرہ کالج، مولانا محمد منیر (دیوبندی) مدرس بریلی کالج۔ مولانا محمد احسن نانوتوی مدرس بنارس و بریلی کالج۔ مولانا ذوالفقار علی دیوبندی مدرس بریلی کالج و ڈپٹی انسپکٹر مدارس۔ مولانا فضل الرحمان دیوبندی ڈپٹی انسپکٹر مدارس تو خاص ان کے اعزا و احباب ہیں۔"

یہ ہیں وہ کل پرزے جو انگریز نے دہلی کالج میں ڈھالے اور استعمال کیے۔

مولوی محمد یعقوب نانوتوی

آپ مولوی مملوک العلی نانوتوی کے صاحبزادے اور مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کے استاد تھے۔ آپ بھی "انگریزی" فیض سے فیضیاب ہوتے، ملاحظہ ہو :

" اس کے بعد (مولانا) چالیس روپے ماہوار مشاہرہ پر ملازم ہو کر (انگریزی) گورنمنٹ کالج اجمیر چلے گئے اور پانچ سال تک وہاں رہے اس کے بعد سہارنپور میں ڈپٹی انسپکٹر مدارس کے عہدہ پر ان کا تقرر ہوا۔" [1]

(رجب ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ کو مدرسہ اسلامیہ (دارالعلوم) دیوبند

[1] کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی صفحہ ۱۸۹

قائم ہوا تو مولانا محمد یعقوب صدر مدرس مقرر ہوئے، اس وقت مولانا محمد یعقوب سرکاری ملازمت سے سبکدوش ہو چکے تھے"۔[۱]

مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی

آپ مدرسہ دیوبند کے بانی ہیں آپ بھی انگریزوں کے دہلی کالج کے تربیت یافتہ ہیں۔ آپ کے مختصر حالات یہ ہیں: تذکرہ علمائے ہند کے مصنف مولوی رحمان علی صاحب لکھتے ہیں:۔

"بعد از فراغ علوم چندے بمدرسہ انگریزی واقع دہلی تعلق گرفتہ"۔[۲]

ارواح ثلثہ کی شہادت

"مولانا حبیب الرحمٰن صاحب (سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند) نے فرمایا کہ مولانا (قاسم) نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ دہلی میں مولانا مملوک علی صاحب سے جب تعلیم پاتے تھے تو وہاں کے (انگریزی) کالج میں مولانا کا نام داخل تھا"۔[۳]

انگریز کے چلے جانے کے بعد ۱۳۷۳ھ میں مسٹر مناظر احسن گیلانی نے اپنی سوانح قاسمی میں مولوی محمد حبیب الرحمان صاحب سابق مہتمم مدرسہ دیوبند جیسے مولوی قاسم نانوتوی صاحب کے معاصر کی اس روایت کو محض لفاظی کے زور سے جھٹلانے کی ناکام کوشش کی ہے لیکن سوانح "مولانا" محمد احسن نانوتوی میں انہیں اس بات پر لتاڑا گیا ہے ملاحظہ ہو

[۱] مولانا محمد احسن صفحہ ۱۹۲۔ [۲] تذکرہ علمائے ہند صفحہ ۲۱۰ نولکشور پریس لکھنؤ ۱۹۱۴ء۔ [۳] ارواح ثلثہ حکایت نمبر ۲۵۵ صفحہ ۲۰۱۔

مولوی محمد یعقوب نانوتوی کا تائیدی بیان اور کتاب مولانا احسن نانوتوی کی شہادت

"مولانا مناظر احسن گیلانی نے مولانا حبیب الرحمٰن مرحوم سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند کے اس بیان پر "مولانا نانوتوی دہلی میں مولانا مملوک العلی سے جب تعلیم پاتے تھے تو وہاں کے (انگریزی) کالج میں نام مولانا کا داخل تھا"، کو بلا وجہ نشانہ تنقید بنایا ہے ورنہ مولانا حبیب الرحمٰن مرحوم نے بھی مولانا محمد یعقوب نانوتوی کی بات کو دہرایا ہے مولانا محمد قاسم نانوتوی کے دہلی سے اس تعلق کے انکار کی وجہ سمجھ میں نہیں آئی"۔[۱]

مدرسہ دیوبند، لیفٹیننٹ گورنر کے خفیہ معتمد مسٹر پامر کا معائنہ و تحسین

"۳۱ جنوری ۱۸۷۵ء بروز یک شنبہ لیفٹیننٹ گورنر کے ایک خفیہ معتمد انگریز مسمّی پامر نے اس مدرسہ (دیوبند) کو دیکھا تو اس نے نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا۔ اس کے معائنہ کی چند سطور درج ذیل ہیں۔

جو کام بڑے بڑے کالجوں میں ہزاروں روپیہ کے صرف سے ہوتا ہے وہ یہاں کوڑیوں میں ہو رہا ہے۔ جو کام پرنسپل

[۱] کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی صفحہ ۲۹

ہزاروں روپیہ ماہوار تنخواہ لے کر کرتا ہے وہ یہاں ایک مولوی چالیس روپے ماہانہ پر کر رہا ہے۔ یہ مدرسہ خلاف سرکار (برطانیہ) نہیں بلکہ موافق سرکار ممد و معاون سرکار (برطانیہ) ہے۔"[1]

یاد رہے کہ اس کتاب کا تعارف مفتی محمد شفیع دیوبندی نے لکھا ہے۔

مدرسہ دیوبند کے مدرسین و ملازمین گورنمنٹ برطانیہ کے قدیم ملازم حال پنشنر تھے

(مدرسہ دیوبند کے کارکنوں اور مدرسین کی اکثریت) "ایسے بزرگوں کی تھی جو گورنمنٹ (انگلشیہ) کے قدیم ملازم اور حال پنشنر تھے جن کے بارے میں گورنمنٹ (برطانیہ) کو شک و شبہ کرنے کی گنجائش ہی نہ تھی۔"[2]

مولوی رشید احمد گنگوہی

مولوی مملوک العلی صاحب نانوتوی کے شاگرد رشید مولوی محمد قاسم نانوتوی کے استاد بھائی تھے۔ فتاویٰ رشیدیہ اور امداد السلوک وغیرہ کتب کے مصنف اور مولوی محمود الحسن دیوبندی کے پیر و مرشد ہیں۔ آپ کی سوانح عمری بنام تذکرۃ الرشید مشہور دیوبندی مولوی عاشق الٰہی میرٹھی نے مرتب کی ہے۔ آپ انگریز بہادر کے سچے جانثار و وفادار تھے۔۔۔ آیئے تذکرۃ الرشید کی روشنی میں بات کریں تاکہ کسی کو یہ کہنے کا موقعہ نہ ملے کہ جھوٹے الزام لگاتے ہیں۔

[1] کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی صفحہ ۲۱۷۔ [2] سوانح قاسمی جلد دوم حاشیہ صفحہ ۲۴۷

سرکار انگریزی کا فرمانبردار ہوں

جب آپ پر غلط فہمی کے باعث بغاوت کا الزام لگا تو آپ نے صاف فرمایا:

"میں جب حقیقت میں سرکار (انگریزی حکومت) کا فرمانبردار رہا ہوں تو جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیکا نہ ہوگا اگر مارا بھی گیا تو سرکار (انگریزی حکومت)، مالک ہے اُسے اختیار ہے جو چاہے کرے۔"[1]

دیکھئے مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی صاف صاف اقرار کر رہے ہیں میں حقیقت میں سرکار انگلشیہ کا فرمانبردار رہا ہوں اور مجھ پر بغاوت کا الزام جھوٹا ہے۔ سرکار انگلشیہ کو اپنا مالک و مختار بھی تسلیم کر رہے ہیں۔

تذکرۃ الرشید حصّہ اوّل صفحہ ۳۷ پر الزام بغاوت اور اس کی کیفیت کے زیرِ عنوان صاف لکھا ہے:

"جن (جنگ آزادی کے مجاہدین) کے سروں پر موت کھیل رہی تھی انہوں نے کمپنی کے امن و عافیت کا زمانہ قدر کی نظر سے نہ دیکھا وہ اپنی رحمدل گورنمنٹ (انگلشیہ) کے سامنے بغاوت کا علم قائم کیا۔"[2]

سرکار انگلشیہ کے باغیوں سے رشید و قاسم کی جنگ

"ایک مرتبہ ایسا بھی

[1] تذکرۃ الرشید حصہ اوّل صفحہ ۸۰، [2] تذکرۃ الرشید حصہ اوّل صفحہ ۷۳

اتفاق ہوا کہ حضرت امام ربانی (مولوی رشید احمد گنگوہی) اپنے رفیق جانی مولانا قاسم العلوم (نانوتوی) طبیب روحانی اعلیٰ حضرت حاجی (امداداللہ) صاحب و نیز حافظ ضامن صاحب کے ہمراہ تھے راستہ میں بندوقچیوں سے مقابلہ ہو گیا یہ نبرد آزما دلیر جتھا اپنی سرکار (انگلشیہ) کے مخالف باغیوں کے سامنے سے بھاگنے یا ہٹ جانے والا نہ تھا۔ اس لئے اٹل پہاڑ کی طرح پرا جما کر ڈٹ گیا اور سرکار (انگلشیہ) پر جانثاری کے لئے تیار ہو گیا۔ اللہ رے شجاعت و جوانمردی کہ جس ہولناک منظر سے شیر کا پتہ پانی اور بہادر سے بہادر کا زہرہ آب ہو جاتے وہاں چند فقیر ہاتھوں میں تلواریں لئے جم غفیر بندوقچیوں کے سامنے ایسے جمے گویا زمین نے پاؤں پکڑ لئے ہیں۔" [1]

ثابت ہوا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند اُن کے اپنے بقول اپنی سرکار انگلشیہ کی حمایت میں مسلمانوں سے جوانمردی سے لڑ رہے تھے۔ اور یہ بھی دیکھیئے اُن پر بغاوت کا جھوٹا الزام لگانیوالے کون تھے۔ بڑی لندرای کیساتھ اس بات کو خود ہی کھول دیا فرماتے ہیں:

بغاوت کا جھوٹا الزام

"جب بغاوت و فساد کا قصہ فرو ہوا اور رحمدل گورنمنٹ (انگلشیہ)

[1] تذکرہ الرشید حصہ پہلا صفحہ ۷۴، ۷۵۔

کی حکومت نے دوبارہ غلبہ پا کر باغیوں کی سرکوبی شروع کی تو جن بزدل مفسدوں کو سوائے اس کے اپنی رہائی کا کوئی چارہ نہ تھا کہ جھوٹی سچی تہمتوں اور مخبری کے پیشہ سے سرکاری خیر خواہ اپنے کو ظاہر کریں انہوں نے اپنا رنگ جمایا اور (مولوی محمد قاسم و مولوی رشید احمد جیسے) ان گوشہ نشین حضرات پر بھی بغاوت کا (جھوٹا) الزام لگایا اور مخبری کی۔" [1]

اس سے ثابت ہوا کہ آج جو دیوبندی مولوی مصنف مانچسٹر وی کی طرح دیوبندی وہابی علما کو جنگ آزادی کے ہیرو ثابت کرنے کے لئے تاریخ کو مسخ کرتے ہیں وہ ان حضرات پر جھوٹی تہمت لگاتے ہیں۔ مگر یہ عجیب بات کہ ہم ان حکومت انگلشیہ کے فرمانبرداروں کی فرمانبرداری ثابت کریں تو آج کل دیوبندی وہابی ملّاں ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ ہم ان کے اکابر پر جھوٹی تہمت لگا رہے ہیں۔

انگریز کے تاحیات دلی خیر خواہ

"جیسا کہ آپ حضرات (مولوی محمد قاسم بانی مدرسہ دیوبند و مولوی رشید احمد گنگوہی) اپنی مہربان سرکار (انگلشیہ) کے دلی خیر خواہ تھے تازیست دلی خیر خواہ ہی ثابت رہے۔" [2]

حوالہ جات تو تذکرۃ الرشید سے مزید نقل کئے جا سکتے ہیں مگر اختصار مانع ہے کیونکہ ابھی اور بھی بہت سے فرمانبرداروں اور دلی خیر خواہوں

[1] تذکرۃ الرشید پہلا حصہ صفحہ ۷۶، [2] تذکرۃ الرشید پہلا حصہ صفحہ ۷۹

کا تذکرہ کرنا ہے۔ لہٰذا آئیے دیوبندی قوم کے انگریزی حکیم الامت کا تھوڑا سا ذکر ہوجائے۔ کیونکہ آپ تھوڑی ہی بات پسند کرتے ہیں۔

پیر جی اشرف علی تھانوی دیوبندی

دیوبندی شیخ الاسلام مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی جمعیت العلمآ ہند کے وفد کو جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں:

"دیکھیئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے اور آپ کے مسلم بزرگ و پیشوا تھے ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سُنا گیا کہ اُن کو چھ سو روپے ماہوار حکومت (برطانیہ) کی طرف سے دیئے جاتے تھے۔ اسی کے ساتھ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ گو مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو اس کا علم نہ تھا کہ روپیہ حکومت دیتی ہے مگر حکومت ایسے عنوان سے دیتی تھی کہ اس کا شبہ بھی نہ گزرتا تھا۔" [۱]

بتایا جائے کہ تھانوی صاحب انگریزوں کے پیر و مرشد یا روحانی پیشوا تھے یا استاد تھے آخر چھ سو روپیہ ماہوار جو آج کے چھ ہزار سے بھی زیادہ ہے آخر کس خدمت کے صلہ میں دیتی تھی اور تھانوی صاحب کے حواس کہاں گم ہوگئے تھے انہیں چھ سو روپیہ ماہوار جتنی بڑی رقم کے ماہوار ہاتھ آنے کا پتہ بھی نہ چلتا تھا کہ کون دیتا ہے کیوں دیتا ہے

[۱] مکالمۃ الصدرین صفحہ ۱۶

اور کس لئے دیتا ہے؟

انگریزوں نے ہمیں آرام پہنچایا

"ایک شخص نے مجھ (مولوی اشرف علی تھانوی) سے دریافت کیا تھا کہ اگر تمہاری حکومت ہوجائے تو انگریزوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرو گے۔ میں نے کہا محکوم بنا کر رکھیں گے کیونکہ جب خدا نے حکومت دی ہے تو محکوم بنا کر ہی رکھیں گے مگر ساتھ ہی اس کے نہایت راحت و آرام سے رکھا جائے گا اس لئے کہ انہوں نے (یعنی انگریزوں نے) ہمیں (دیوبندی لوگ) بہت آرام پہنچایا ہے۔" [۱]

تبلیغی جماعت اور انگریزی وظیفہ

"مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی ناظم اعلیٰ جمعیت العلمآ ہند نے کہا کہ مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتدأً حکومت کی طرف سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا پھر بند ہوگیا۔" [۲]

جمعیت العلمآ اسلام اور انگریزی رقوم

"مولانا حفظ الرحمٰن صاحب ناظم جمعیت العلمآ

[۱] الافاضات الیومیہ حصہ چہارم صفحہ ۶۹۷ زیر ملفوظ ۱۱۳۶، [۲] مکالمۃ الصدرین صفحہ ۱۳ مرتبہ مولوی طاہر احمد قاسمی دیوبندی۔

ہند، کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا کہ کلکتہ میں جمعیت العلمآ اسلام حکومت (برطانیہ) کی مالی امداد اور اس کے ایمآ سے قائم ہوئی ہے۔ مولانا آزاد سبحانی جمعیت العلمآ اسلام کے سلسلہ میں دہلی آئے۔ ۔ ۔ ۔ مولانا آزاد نے یہ خیال ظاہر کیا کہ ہم جمعیت العلمآ ہند کے اقتدار کو توڑنے کے لئے ایک علمآ کی جمعیت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ گفتگو کے بعد طے ہوا کہ گورنمنٹ (برطانیہ) اُن کو کافی امداد اس مقصد کے لئے دے چنانچہ ایک بیش قرار رقم اس مقصد کے لئے منظور کر لی گئی اور اس کی ایک قسط مولانا آزاد سبحانی کے حوالہ بھی کردی گئی۔ اس (انگریزی) روپیہ سے کلکتہ میں (جمعیت العلمآ اسلام) کا کام شروع کیا گیا۔ مولوی حفظ الرحمٰن (سیوہاروی) صاحب نے کہا کہ یہ اس قدر یقینی روایت ہے کہ اگر آپ اطمینان فرمانا چاہیں تو ہم اطمینان کرا سکتے ہیں۔“ [1]

جی ہاں! اب بتائیے کہ لارڈ میکالے کے اصول کیا ہیں اور ان اصولوں پر دیوبندی وہابی پورے اُترتے ہیں یا سنّی بریلوی۔؟ اور اس کا صحیح حقیقی اور واقعی مصداق کون ہیں؟

میرے خیال میں اب آپ کو خفیہ رپورٹوں کے لئے لندن

[1] مکالمۃ الصدرین صفحہ ۱۲، و ۱۳۔

برطانیہ برٹش لائبریری جانا ہی پڑے گا اور دیکھیے جاتے ہوئے وزیرِ اعظم برطانیہ کے نام مفتی محمود کے بیٹے فضل الرحمان کا سفارشی رقعہ ضرور لیتے جائیے کیونکہ ان کا اچھا خاصا تعارف نہیں بلکہ قرب حاصل کر لیا ہے اگر وہاں خُفیہ رپورٹیں نہ بھی ہوئیں تو وہ اپنے پُرانے فرمانبرداروں کو نئی تیار کروا دیں گے۔ آخر وہ رحمدل گورنمنٹ تو ہے آپ کی حالتِ زار پر ضرور رحم کھائے گی اور وہاں سے آتے ہوئے اپنے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کے لئے بیش قرار رقم بھی لیتے آنا۔ ضرورت پڑے تو مولانا آزاد سبحانی اور جمعیت العلمآ اسلام کے قیام کے وقت ملنے والی بیش قرار رقم کے حوالہ سے بات کریں کام بن جائے گا۔

چند بے دلیل دعوے

مصنّف نے اپنی پُرخرافات تصنیف کا شیش محل ہوا پر تعمیر کیا ہے وہ دعویٰ پر دعویٰ کرتا چلا گیا ہے اور دلیل و ثبوت کو غالباً آخرت پر موقوف کر دیا ہے۔ علمآ اہل سنت پر بازاری انداز میں الزام تراشی کرتا ہے تو بے دلیل۔ اپنے اکابر کی قصیدہ خوانی کرتا اور زمین آسمان کے قلابے ملاتا ہے تو بے دلیل۔ اُن کو مجاہدین تحریک آزادی قرار دیتا ہے تو بے دلیل۔ کسی بھی تو بات کا ثبوت یا دلیل پیش نہیں کرتا۔ اگر کوئی حوالہ نقل کرتا بھی ہے تو ۹۹ فیصد یقیناً غلط و بے محل ہوتا ہے اور اس کا حلیہ بگاڑ کر اپنی خود آرائی کے سانچہ میں ڈھال کر اور غلاظت و خرافات میں لپیٹ کر پیش کرتا ہے۔ ہم ہر بات کا نمبروار

نوٹس لے رہے ہیں سیجئے تحریک آزادی سے متعلق اس کے چند
دعووں کا پوسٹ مارٹم ملاحظہ فرمائیے:-

بے دلیل دعووں کا جواب

مصنف کی یہ ڈھٹائی اور سینہ زوری ہے کہ وہ جھوٹ اور غلط باتوں
کو پورے وثوق و اعتماد کے انداز میں پیش کرتا ہے۔ دیوبندی ملاؤں
میں یہ کمال شائد گنتی کے چند ہی افراد کو حاصل ہو۔ دن کو رات اور
رات کو دن کہنا اور اس پر جم جانا مصنف مانچسٹروی کا ہی کمال ہے
مصنف نے جو بے دلیل دعوے کئے ہیں ان کے جوابات یہ ہیں:
مصنف کو اس قدر سفید جھوٹ بولنے سے قبل مشہور دیوبندی مولوی
عاشق الٰہی میرٹھی کی کتاب تذکرۃ الرشید دیکھ لینی چاہیئے تھی۔ مگر
دیکھے تو وہ جس نے سچ بولنا ہو اور سچی بات کہنی ہو۔ ان کے مذہب
نامہذب میں (معاذ اللہ) خدا کا جھوٹ بولنا بھی ممکن ہے تو پھر یہ
خود جھوٹ کیوں نہ بولیں۔ بہرحال تذکرۃ الرشید جلد اول صفحہ ۷۴، ۷۵،
پر اس معرکہ اور حافظ ضامن کے ہلاک ہونے کے متعلق یوں لکھا ہے:

"حضرت امام ربانی (مولوی رشید گنگوہی) اپنے رفیق
جانی مولانا قاسم العلوم (نانوتوی) اور طبیب روحانی اعلیٰحضرت
حاجی صاحب ونیز حافظ ضامن صاحب ہمراہ تھے کہ
بندوقچیوں سے مقابلہ ہو گیا یہ نبرد آزما دلیر جتھا اپنی سرکار
(انگلشیہ) کے مخالف باغیوں کے سامنے سے بھاگنے

اور ہٹ جانے والا نہ تھا اس لئے اٹل پہاڑ کی طرح پرا جما
کر ڈٹ گیا اور سرکار (انگلشیہ) پر جانثاری کے لئے تیار ہو گیا۔
چنانچہ آپ پر فیریں ہوئیں اور حضرت حافظ ضامن صاحب
رحمۃ اللہ علیہ زیر ناف گولی کھا کر شہید بھی ہوئے۔"[1]

لو صاحب بلی تھیلے سے باہر آ گئی۔ چلا پتہ تھانہ بھون کے میدان
اور حافظ ضامن کی شہادت کا؟ یہ سرکار برطانیہ پر علمائے دیوبند کی
جانثاری تھی۔ یہ لوگ انگریز دشمنوں اور ایسٹ انڈیا کمپنی سے برسرپیکار
مجاہدین آزادی سے اپنی سرکار کی حمایت میں لڑ رہے تھے نہ کہ گورنمنٹ
(سرکار برطانیہ) سے لڑ رہے تھے۔

خرد کا نام جنون رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

آپ اپنے گھر کے جواب اور اپنے اکابر کے بیان و کلام سے
بھی مطمئن نہ ہوں اور ڈوم ڈھاریوں کی طرح چیخ پڑیں تو پھر حضرت
گنگوہی کی چھ ماہ قید کس غرض کے لئے، آئیے یہ بھی اپنے گھر
والوں ہی سے پوچھئے:

"جب بغاوت و فساد کا قصہ فرو ہوا اور رحمدل
گورنمنٹ کی حکومت نے دوبارہ غلبہ پا کر باغیوں کی سرکوبی
شروع کی تو جن بزدل مفسدوں کو سوائے اس کے اپنی

[1] تذکرۃ الرشید جلد اول صفحہ ۷۴ و ۷۵

رہائی کا کوئی چارہ نہ تھا کہ جھوٹی سچی تہمتوں اور مخبری کے پیشہ سے سرکاری خیر خواہ اپنے کو ظاہر کریں انہوں نے اپنا رنگ جمایا اور ان گوشہ نشین حضرات (مولوی رشید احمد گنگوہی مولوی قاسم نانوتوی وغیرہ) پر بھی بغاوت کا الزام لگایا اور یہ مخبری کی کہ تھانہ (بھون) کے فساد میں اصل الاصول یہی (دیوبندی) لوگ شامل تھے اور شاملی کی تحصیل پر حملہ کرنے والا یہی (گنگوہی) کا گروہ تھا۔ بستی کی دکانوں کے چھپر انہوں نے تحصیل کے دروازہ پر جمع کئے اور اس میں آگ لگا دی یہاں تک کہ جس وقت آدھے کواڑ جل گئے۔ ابھی آگ بجھنے بھی نہ پائی تھی کہ ان نڈر ملاؤں نے جلتی آگ میں قدم بڑھائے اور بھڑکتے ہوتے شعلوں میں گھس کر خزانہ سرکار (برطانیہ) کو لوٹا تھا۔ حالانکہ یہ کمل پوش فاقہ کش نفس کش (دیوبندی گنگوہی نانوتوی) حضرات فسادوں سے کوسوں دور تھے۔" [1]

گنگوہی کے چھ مہینہ حوالات میں رہنے کی یہ وجہ تھی جو گنگوہی صاحب کے سوانح نگار نے بتائی۔ ان گوشہ نشینوں پر بغاوت کا جھوٹا الزام لگایا گیا وہ تو اس فساد (جنگ آزادی) سے کوسوں دور تھے اور پھر یہ سوچنے کی بات ہے جیسا کہ مصنف نے خود بھی لکھا ہے کہ

[1] تذکرۃ الرشید پہلا حصہ صفحہ ۷۶

حضرت گنگوہی چھ مہینہ حوالات میں رہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بغاوت کی سزا چھ ماہ قید ہوتی ہے۔ بغاوت کے الزام میں مجاہد اہل سنت علامہ فضل حق خیرآبادی علیہ الرحمۃ کو تو پھانسی کی اور کالے پانی کی سزا دی جا رہی ہے لیکن گنگوہی جی کو صرف چھ ماہ حوالات کی سزا دی جا رہی ہے یہ کیا ہے؟ وجہ صرف یہ تھی کہ گنگوہی صاحب کی گرفتاری بغاوت کے الزام میں ہوئی تھی ورنہ وہ حقیقی طور پر سرکار انگلشیہ کے باغی نہ تھے اور جب تفتیش میں ثابت ہو گیا کہ گنگوہی سرکار برطانیہ کا باغی نہیں ہے تو چھ ماہ کے بعد چھوڑ دیا۔ یہ بات بھی مولوی رشید احمد گنگوہی کے تذکرہ نگار نے بڑی صاف گوئی سے بیان کردی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"حضرت امام ربانی قطب الارشاد مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ کو اس سلسلہ میں امتحان کا بڑا مرحلہ طے کرنا تھا اس لئے گرفتار ہوئے اور چھ مہینہ حوالات میں بھی رہے آخر جب تحقیقات اور پوری تفتیش و چھان بین سے کالشمس فی نصف النہار ثابت ہو گیا کہ آپ پر جماعت مفسدین کی شرکت کا محض الزام ہی الزام اور بہتان ہی بہتان ہے اس وقت (گنگوہی صاحب غیر مشروط) رہا کئے گئے۔" [1]

گنگوہی کا اپنا اعتراف

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اپنے خلاف سن کر کہہ رہے تھے:

[1] تذکرۃ الرشید پہلا حصہ صفحہ ۷۹

"میں جب حقیقت میں سرکار (گورنمنٹ انگلشیہ) کا فرمانبردار رہا ہوں تو (بغاوت کے) جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیکا نہ ہوگا۔"[ا]

مولوی رشید گنگوہی کا عدالتی بیان اور رہائی کا حکم

"جس وقت (مولوی رشید احمد گنگوہی) حاکم کے حکم سے عدالت میں بلائے جاتے تو ظاہر ہو کر بے تکلف گفتگو کرتے جو وہ (حاکم) دریافت کرتا بے تکلف اس کا جواب دیتے تھے۔ آپ نے کبھی کوئی کلمہ دبا کر یا زبان کو موڑ کر نہیں کہا۔ کسی وقت جان بچانے کے لئے تقیہ نہیں کیا جو بات کہی سچ کہی اور جس بات کا جواب دیا خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر بالکل واقع کے مطابق اور حقیقت حال کے موافق کبھی آپ سے سوال ہوا کہ رشید احمد تم نے مفسدوں (مجاہدین آزادی) کا ساتھ دیا اور فساد کیا؟ آپ جواب دیتے ہمارا کام فساد کا نہیں نہ ہم مفسدوں (مجاہدین تحریک آزادی) کے ساتھی۔ کبھی دریافت ہوتا کہ تم نے سرکار (گورنمنٹ برطانیہ) کے مقابلہ میں ہتھیار اٹھائے؟ آپ اپنی تسبیح کی طرف اشارہ کرکے فرماتے ہمارا ہتھیار تو یہ ہے۔ کبھی حاکم دھمکاتا کہ ہم تم کو پوری سزا دیں گے آپ

ا۔ تذکرۃ الرشید پہلا حصہ صفحہ ۸۰۔

فرماتے کیا مضائقہ ہے مگر تحقیق کر کے۔ ایک مرتبہ حاکم نے پوچھا کہ تمہارا پیشہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کچھ بھی نہیں مگر زمینداری۔ غرض حاکم نے ہر چند تحقیق کیا اور تجسس و تفتیش میں پوری کوشش صرف کر دی مگر کچھ ثابت نہ ہوا...... آخر بری کئے گئے اور فیصلہ سنایا گیا کہ رشید احمد رہا کئے گئے۔"[ا]

گنگوہی صاحب خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر حلفیہ بیان دے رہے ہیں، نہ میں مجاہدین آزادی کا ساتھی، نہ میں نے ہتھیار اٹھائے نہ میں نے سرکار انگلشیہ کے خلاف بغاوت میں حصہ لیا مگر مصنف لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے اس کے برعکس کہہ کر گنگوہی کو تحریک آزادی کا علی بابا بنا رہا ہے۔

ع شرم اس کو مگر نہیں آتی

۳۔ رہا بالاکوٹ کا معاملہ اس پر ہم گزشتہ اوراق میں مفصل روشنی ڈال چکے ہیں اور تاریخ ہزارہ۔ روزنامہ نوائے وقت ملتان ۲ نومبر ۱۹۷۸ء مقالات سرسید صفحہ ۳۱۸ حصہ شانزدہم۔ تجدید و احیائے دین۔ حیات طیبہ۔ تواریخ عجیبہ۔ سیرت سید احمد۔ ارواح ثلاثہ کے حوالوں سے بہت کچھ لکھ چکے ہیں اور مفصل عرض کر چکے ہیں۔ اس کا جواب (ان شاء اللہ) مصنف اور اس کے اکابر سے تاقیام قیامت نہ بن سکے گا۔

ا۔ تذکرۃ الرشید پہلا حصہ صفحہ ۸۴ و ۸۵۔

وہ رضاؔ کے نیزہ کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے یہ وار وار سے پار ہے

۴۔ اب سُنیئے مجاہد اہل سنت فاتح افرنگ علامہ فضل حق خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ کی بات جن کے متعلق بے بصیرت واندھے مصنف نے آنکھیں بند کرکے یہ سوال کیا "وہ کیا لگتے تھے تمہارے"؟

بتاؤں وہ ہمارے کیا لگتے تھے سنو وہ وہی علامہ فضل حق خیرآبادی ہیں جنہوں نے عقائد وہابیہ کی دھجیاں اُڑائیں مسئلہ شفاعت و دیگر مسائل میں اسماعیل قتیل سے مناظرہ کرکے اس کو عاجز و ساکت کیا اور اسماعیل شہید لیلی النجد کے رد میں "تحقیق الفتویٰ" نامی مدلل کتاب تحریر فرمائی اور انکار شفاعت وغیرہ سے متعلق تقویۃ الایمان کی عبارات کفریہ پر بدیں الفاظ شرعی حکم واضح فرمایا:

"قائل ایں کلام لاطائل از روئے شرع مبین کافر و بیدین است ہرگز مومن و مسلمان نیست"۔[1]

یہ وہی مولانا فضل حق خیرآبادی ہیں جن کے والد کا نام گرامی مولانا فضل امام وہابیت کیلئے موت کا پیغام ہے۔ یہ وہی مولانا فضل حق خیرآبادی ہیں جن کے متعلق سوانح قاسمی میں مذکور ہے:

"مولانا اسماعیل شہید اور مولانا فضل حق خیرآبادی (جو مولانا عبدالحق خیرآبادی کے والد ماجد تھے) ان دونوں بزرگوں میں باوجود ہم درس

[1] سیف الجبار صفحہ ۵۰ بحوالہ تحقیق الفتویٰ از علامہ خیرآبادی قدس سرہٗ

ہونے کے مسئلہ امتناع نظیر پر علمی زور آزمائیوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ آخر میں بات بہت دور تک پہنچ گئی۔ اسی کے بعد ولی اللّٰہی خاندان کے دینی علماء اور خیرآباد کے معقولاتی مولویوں کے درمیان اختلاف کی خلیج بہت زیادہ وسیع ہوگئی۔ تقریر و تحریر میں علمی حدود سے تجاوز کرکے سب و شتم پر لوگ اتر آئے"۔[1]

پھر حاشیہ میں لکھا ہے:

"مولانا اسماعیل شہید کی اس سیدھی سادھی بات کو مولانا فضل حق صاحب نے منطقی زور آزمائیوں کی جولانگاہ بنالیا۔ دونوں طرف سے موٹی موٹی کتابیں شائع ہوئیں"۔[2]

بتائیے جناب! علامہ فضل حق خیرآبادی قدس سرہٗ ہمارے لگتے تھے یا تمہارے لگتے تھے۔ آخر تم نے تاریخ اور حقائق کو مسخ کرنے کا ٹھیکہ کیوں اٹھالیا ہے؟

اور پھر امکان کذب کے مسئلہ کا تو آپ کو بھی اعتراف ہے کہ علامہ فضل حق خیرآبادی قتیل دہلوی کے سخت خلاف تھے یہ کوئی معمولی بات ہے۔ ہنسی مذاق کی چیز ہے ؎

پڑا فلک کو کبھی دل جلوں سے کام نہیں
جلا کے خاک نہ کردوں تو داغؔ نام نہیں

[1] سوانح قاسمی جلد اوّل صفحہ ۳۸۳ و ۳۸۴ [2] حاشیہ صفحہ ۳۸۴

لیجئے مانچسٹروی صاحب آپ کے مسلمہ اکابرین وہابیہ دیوبندیہ کی مکمل کارگزاریاں آپ کے سامنے آگئیں اور یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ آپ کے اکابرین دیوبند و نجد کا بال بال انگریزوں کی اجنبیت اور غلامی و دریوزہ گری میں بندھا ہوا تھا اور وہ انگریز کے اشارہ ابرو پر قربان ہونے کو اپنی دنیا و آخرت کی کامیابی و کامرانی سمجھتے تھے آپ خواہ مخواہ ایک ناخلف فرزند کی حیثیت سے الٹی گنگا بہا رہے ہیں دن کو رات اور رات کو دن بتا رہے ہیں اگر آپ میں شرم و حیا کی رتی بھی ہوتی تو لایعنی و بے معنی اور من گھڑت خود ساختہ "معنی خیز" دلیلوں اور دھوکہ دہی و مغالطہ آمیزی سے اجتناب کرتے اور دنیا و آخرت کی روسیاہی مول نہ لیتے۔

حوالوں کا اعادہ

مصنف نے صفحہ ۲۱۱ پر حجاز و ترکی میں غلہ کی گرانی اور انگریزوں کی سستے داموں خرید و فروخت و فری تقسیم کا حوالہ حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا خان صاحب علیہ الرحمۃ کی تصنیف حجۃ داہرہ سے دیا تھا اسی حوالہ پر حاشیہ آرائی و یاوہ گوئی کرتے کرتے یہی حوالہ اسی موضوع پر صفحہ ۲۱۲ پر بے مقصد یک طرفہ بحث کرتا ہوا اور بلاوجہ دماغ لڑاتا اور اپنا حال تباہ کرتا رہا گویا کہ اس سے بھی علمائے اہلسنت کی معاذ اللہ انگریز دوستی کا ثبوت نکلتا ہے صفحہ ۲۱۲ پر کوئی نیا حوالہ نہیں لایا گیا اور صفحہ ۲۱۳ پر سیدنا مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا خان صاحب قدس سرہٗ کی تصنیف

حجۃ داہرہ سے یہ حوالہ لایا ہے کہ مولانا مصطفےٰ رضا خاں لکھتے ہیں

"بفرض غلط اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ شریف (مکہ) نے محض بے وجہ ترکوں کو نکالا اور اپنے آپ حاکم بن بیٹھے اور انگریزوں سے ساز باز کر لیا تو اس پر یہ کہنا کہ انہوں نے اپنی آخرت کو برباد کر لیا کیا ستم ہے۔ کیا ترکوں کو نکال دینا کفر ہے؟"

مصنف مانچسٹروی صاحب اپنی فارغ العقلی کے باعث اپنی جان میں حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کی اس عبارت سے مندرجہ ذیل خلافِ واقع نکتے پیدا کرتا ہے، لکھتا ہے:

۱۔ "مسلمانو! کچھ خیال کرو۔ آستانہ بریلی کس ڈھٹائی سے کہہ رہا ہے کہ انگریزوں سے ساز باز کرنے سے آخرت تباہ نہیں ہوتی۔

۲۔ مولانا کو کیا معلوم نہیں کہ شریف (مکہ) نے بغاوت کر کے ترکوں کے خلاف جنگ و قتال کیا تھا۔ وہ کیا مسلمان کا مسلمان سے قتال نہ تھا؟

۳۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے قتال کرنا کفر ہے۔

۴۔ انگریز شریف کے ساتھ تھے انگریز کے حکم سے

ہی کعبہ پر گولیاں چلیں..........[1]

اب ہم اس عبارت سے مصنف کے اخذ کردہ غلط نتائج کا تعاقب و تجزیہ کرتے ہیں۔ اوّل تو یہ جاننا چاہیئے کہ حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفٰے رضا خان صاحب قبلہ قدس سرہٗ نے اپنی اس عبارت کا آغاز "بغرض غلط" سے کیا ہے جیسے کہا جاتا ہے "بالفرض محال" تو اس ضمن میں کہی گئی کوئی بات قرار واقعی طور پہ فی الواقع صحیح اور مبنی برحقیقت نہیں ہوا کرتی حضرت مفتی اعظم قبلہ فرماتے ہیں
"بغرضِ غلط اگر یہ تسلیم کر بھی لیا جائے"

اس سے تو قطعاً واضح ہو گیا کہ آپ کو تسلیم اور منظور نہیں کہ یہ واقفیت کے عین مطابق اور صحیح سچ ہے کہ شریف مکّہ نے محض بلاوجہ ترکوں کو نکالا اور یہ کہ انگریزوں سے ساز باز کر لیا۔ یہ فی الواقع صحیح نہیں اگر بالفرض صحیح ہو بھی تو آپ فرماتے ہیں یہ نہ آخرت خراب کرنا ہے نہ کفر قطعی ہے۔ آپ کی گفتگو کا یہ واضح ماحصل ہے اور وہ اس لئے کہ بادشاہ۔ سلطان۔ صدور۔ فوجی جنرل وغیرہ حکمران جب کا جب دل چاہتا ہے وہ اقتدار اور حکومت پر قبضہ کر لیتے ہیں اور اپنے پیش رو کو فارغ کر دیتے ہیں تو یہ نہ آخرت خراب کرتا ہے نہ کفر ہے۔ ہم کہتے ہیں یہ آخرت خراب کرتا ہے اور یہ کفر ہے تو پھر دلائل لاؤ مگر دلائل ہوتے تو وہ لازماً اس کے ساتھ نقل کر دیتا خیالی پلاؤ

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۲۱۳

نہ پکاتا اب اس کے اخذ کردہ نتائج کا تجزیہ ملاحظہ ہو کہتا ہے کہ کیا انگریزوں سے ساز باز کرنے سے آخرت خراب نہیں ہوتی۔؟

اوّلاً تو ہم کہتے ہیں ہوتی ہے اور ضرور ہوتی ہے ابھی پچاس سے زیادہ حوالے اکابرین دیوبند و نجد وہابیہ کے انگریزوں سے ساز باز گٹھ جوڑ اور فرمانبرداری و جانثاری کے گزرے ہیں تو مصنف مانچسٹروی خود بتائے اور اعلان کرے کہ ان انگریزی نمک خوروں کی آخرت خراب ہوئی ہے یا نہیں؟ مفتی اعظم مولانا مصطفٰے رضا خان علیہ الرحمۃ نے اپنی بات تو لغرض غلط یا بالفرض سے شروع فرمائی ہے وہاں انگریز سے ساز باز کے الفاظ یقینی اور قطعی نہیں ہیں۔ آپ کے اکابر کا کردار قطعاً واضح ہے اور غیر مبہم ہے۔

دوم یہ کہ مصنف کہتا ہے کہ شریف مکّہ نے ترکوں کے خلاف جنگ و قتال کیا وہ کیا مسلمان کا مسلمان سے قتال نہ تھا۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نہیں فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے قتال کرنا کفر ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ مانچسٹروی صاحب اپنے اس بیان پہ پکّے رہنا پھر نہ جانا اس بیان سے منحرف نہ ہو جانا ذرا یہ بتا دو کہ سعودیوں نجدیوں نے حرم کعبہ و مکّہ و حرم نبوی مدینہ منورہ پر جو حملے کئے اور ہزاروں مسلمانوں کو شہید کیا۔ اہل سنت و علمائے اہلِ سنت کو قتل کیا۔ اس کے سبب سعودی حملہ آور حکمران نام نہاد سلطنت سعودیہ کے بانی اور آل شیخ نجدی کافر ہوئے یا نہیں ان کی آخرت خراب

ہوتی یا نہیں ؟ سعودیوں نجدیوں نے جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ پر چڑھائی کر کے مسلمانوں پر حملہ کیا، مسلمانوں سے قتال کیا، کیا یہ کفر نہیں ہے ؟ اور یہ کہ سعودیوں نے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے لوگوں پر کافر و مشرک سمجھ کر چڑھائی کی تھی یا مومن مسلمان سمجھ کر قتال کیا تھا ؟ اگر کافر مشرک سمجھ کر اہل مکہ اہل مدینہ سے قتال کیا تھا تو تمہاری پہلی بات غلط کہ مکہ و مدینہ پر کفار کا قبضہ نہ ہوگا۔ اور اگر مسلمان سمجھ کر اہل مکہ و اہل مدینہ سے سعودیوں نے قتال کیا تو تمہارے فتویٰ سے سعودی نجدی کافر اور اُن کی آخرت خراب ہوئی۔ اس کو کہتے ہیں جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ اب دیکھتے ہیں کہ سعودیوں نے مسلمانانِ اہل سنت سے قتال کیا یا نہیں، سُنی علماء کو قتل کیا یا نہیں تو اس کا جواب آپ کے مسلمہ اکابرین دیوبند کی مستند کتب سے حاضر ہے۔

مولوی حسین احمد صدر و شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند

لکھتے ہیں: "اہلِ حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس (نجدی سعودی قوم) نے تکالیف شاقہ پہنچائیں۔۔۔۔۔۔ اور بہت لوگوں کو بوجہ اس تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا۔ ہزاروں آدمی اس کے فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔"[1]

[1] الشہاب الثاقب صفحہ ۴۲

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی و متعدد اکابر دیوبند

لکھتے ہیں: "ہمارے نزدیک ان کا وہی حکم ہے جو صاحب در مختار نے فرمایا اور خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی جنہوں نے امام پر چڑھائی کی تھی تاویل سے کہ امام کو باطل یعنی کفر یا معصیت کا مرتکب سمجھتے تھے جو قتال کو واجب کرتی ہے۔۔۔۔۔
اُن کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو اُن کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مُشرک ہے اسی بنا پر انہوں نے اہل سنت اور علماء اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا"[1]

یاد رہے کہ اس کتاب پر مولوی محمود الحسن ریشمی رومال۔ مولوی اشرف علی تھانوی۔ مولوی محمد احمد سابق مہتمم مدرسہ دیوبند۔ مولوی حبیب الرحمٰن نائب مہتمم مدرسہ دیوبند۔ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی مصنف تذکرۃ الرشید۔ مولوی کفایت اللہ دہلوی سابق صدر جمعیت علماء ہند جیسے مسلم اکابر دیوبند کی تصدیقات موجود ہیں۔

کتاب ابن عبدالوہاب نجدی

تالیف احمد عبدالغفور عطار میں دس سے زیادہ ایسے مقامات ملتے ہیں جہاں نجدیوں سعودیوں نے مصر۔ ترکی عراق امیر احساء سابق حاکم ریاض۔ عبید کی جنگ۔ شراک کی جنگ۔ عجمان کی جنگ۔

[1] المہند صفحہ ۱۰

الاحسا کی جنگ مسلمانوں سے ہوئی اور پھر دو مرتبہ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ پر چڑھائی کی اور اہل حرم مسلمانوں سے قتل و قتال ایسے سیاہ کارنامے ہیں جن کو دنیائے اسلام کبھی فراموش نہ کر سکے گی۔ الغرض سعودیوں نجدیوں کی تمام جنگیں اور ان کے خود ساختہ جہاد صرف اور صرف مسلمانوں سے ہوئے حقیقی مشرکین ہند۔ اسرائیل اور یہود و نصاریٰ سے سعودیوں نے کبھی کوئی جہاد نہیں کیا۔ جب بھی سعودیوں نے قتل و قتال کیا مسلمانوں سے کیا۔ زیادہ تر اہل حرمین طیبین سے قتال کیا، لشکر کشی کی۔ بتاؤ یہ کیا ہے؟ تمہارے اپنے فتویٰ سے کفر ہوا یا نہیں؟

مولوی بہاؤ الحق قاسمی دیوبندی کی شہادت

مولوی بہاؤ الحق قاسمی دیوبندی

سابق امرتسری نے سعودیوں نجدیوں کے مسلمانوں خصوصاً اہل حرمین کے خلاف وحشیانہ مظالم پر "نجدی تحریک پر ایک نظر"، "فتنہ نجدیت کے ڈھول کا پول" وغیرہ متعدد اہم کتابیں لکھی ہیں جن میں مسلمانوں پر سعودیوں نجدیوں کے مظالم کو ناقابلِ تردید دلائل و شواہد سے مفصل رقم کیا ہے۔ ایک جگہ بعنوان "اسلامی سلطنتوں کی مخالفت اور ان کی تباہی بربادی"، کے زیرِ عنوان لکھا ہے۔

"وہابی فرقہ جب سے عالم وجود میں آیا ہے اسلامی بادشاہوں سے برابر لڑتا رہا۔ اس فرقہ نے ترکی سلطنت (مصنف مطالعہ بریلویت کے الفاظ میں اسلامی خلافت)

کو مٹانے کی ہمیشہ کوشش کی۔"[1]

مرزا حیرت غیر مقلد وہابی کی شہادت

وہابیوں غیر مقلدوں کے مشہور و مستند مؤرخ مرزا حیرت کو بھی یہ اقرار کرنا اور لکھنا پڑا:

"۱۸۰۳ء کے اختتام پر مدینہ بھی سعد (آل سعود) کے قبضہ میں آگیا۔ مدینہ لے کر اس (سعد یعنے زر آل سعود) کے مذہبی جوش میں یہاں تک اُبال آیا کہ اُس نے اور قبروں سے گزر کر خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار کو بھی نہ چھوڑا آپ کے مزار کی جواہر نگار چھت کو برباد کر دیا اور اس چادر کو اٹھا دیا جو آپ (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی قبر مقدس پر پڑی تھی۔"[2]

یہ وہ کتاب ہے جس کو مولوی ثناء اللہ امرتسری خود فروخت کیا کرتے تھے۔

مرزا حیرت وہابی مزید لکھتا ہے:

"عبدالعزیز کے بعد اس کا بیٹا سعد اپنے باپ سے بھی زیادہ پُر جوش نکلا اور اس نے اور بھی فتوحات کو وسعت دی اور (بقول مصنف مانچسٹر وی اسلامی خلافت) ترکی سلطنت کی بنیادوں کو ہلا دیا۔"[3]

[1] نجدی تحریک پر ایک نظر صفحہ ۱۰، [2] حیات طیبہ صفحہ ۲۰۹، [3] حیات طیبہ صفحہ ۲۰۸

مزید مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی، مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی، مولوی کفایت اللہ دہلوی دیوبندی، مولوی محمود الحسن دیوبندی وغیرہم کثیر التعداد دیوبندی اکابرین کی تائید و تصدیق سے لکھا ہے:

"جیسا کہ اوپر گزرا محمد بن عبدالوہاب نجدی حلال سمجھتا تھا مسلمانوں کے خون اور ان کے مال و آبرو کو۔۔۔۔۔۔ انہوں نے اہلسنت اور علمائے اہل سنت کے قتل کو مباح سمجھ رکھا تھا۔"[1]

پیشوائے غیر مقلدین وہابیہ کی تصدیق

اب غیر مقلدین وہابیہ کے پیشوائے اعظم اور مفسر و محدث نواب صدیق حسن خاں بھوپالی کی سُنیئے اور حقائق کا اندازہ لگائیے۔ لکھتا ہے:

"۱۸۰۴ء میں عبدالعزیز (آل السعود) نے ایک لشکر وہابیوں کا تیار کر کے اپنے بیٹے سعود کو اس کا مقدمۃ الجیش بنایا اور مکہ معظمہ کو روانہ کیا۔ وہ لشکر مکہ میں پہنچا۔ اس نے اہل مکہ کو زیر و زبر کر کے تین مہینے تک اس حصار کا محاصرہ کیا۔ اہل مکہ کا توشہ (دانا پانی) تمام ہوا ناچار انہوں نے اطاعت قبول کی۔ بعضوں نے لکھا ہے کہ وہاں کے سرداروں اور شریفوں کو قتل کیا اور کعبہ کو (غلاف اُتار کر) برہنہ کر دیا اور دعوت وہابیت قبول کرنے کو

[1] کتاب المنہد عرف عقائد علمائے دیوبند صفحہ ۲۲

لوگوں پر جبر کیا پھر وہاں سے مع لشکر جدہ کو روانہ ہوا اور اُس کا گیارہ روز محاصرہ کیا۔"[1]

مدینہ منورہ

"جب سعود نجدی کو بنی حرب سے حرب کا اتفاق ہوا۔ اُن کے شہروں میں اس (سعود) نے بہت خونریزی کی۔۔۔۔۔۔ اور مزار مقدس نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو برہنہ کر دیا اور ان کے خزائن اور فائتین (فانوس) سب لوٹ کر درعیہ کو لے گیا۔ بعضوں نے کہا کہ ساٹھ اونٹوں پر بار کر کے لے گیا۔۔۔ اور سعود نے قبہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ڈھانے کا قصد کیا مگر اس کام مرتکب نہ ہو سکا اور اس نے حکم کیا کہ بیت اللہ کا حج سوائے وہابیوں کے کوئی اور نہ کرے۔ عثمانیوں (مانچسٹروی کے الفاظ میں خلافت عثمانیہ ترکی والوں) کو حج سے مانع ہوا۔ کئی برس تک حج سے بہت (دشمنی ترکی) لوگ محروم رہے اور شام و عجم کے لوگوں کو حج نصیب نہ ہوا۔"[2]

کربلا معلی

"عبدالعزیز (نجدی سعودی) نے ۱۸۰۱ء میں مشہد امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف لشکر تیار کر کے روانہ کیا۔۔۔۔۔۔ (جس نے) وہاں جا کر

[1] ترجمان وہابیہ صفحہ ۳۵ از صدیق حسن بھوپالی غیر مقلد۔ [2] ترجمان وہابیہ صفحہ ۳۹-

خونریزی اور غارت (لوٹ مار) کا بازار گرم کیا اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے مزار کا سامان لوٹنے والوں پر مباح کر دیا۔ وہاں کی آبادی اکثر ویران ہو گئی۔"

طائف میں قتل عام

"عبدالعزیز (نجدی سعودی) نے دوسرے سال ایک لشکر تیار کر کے طائف بھیجا اور انہوں نے وہاں قتل و قمع کے بعد فتح پائی۔ کربلا کی طرح یہاں (طائف) میں بھی قتل عام کیا اور اُن کے اموال لوٹ لئے۔" [۱]

بصرہ و یمن میں قتل عام

"اواخر ۱۸۰۴ء میں سعود نے ابونقطہ کو صنعا یمن کے شہروں میں بھیجا اور اُس نے ان شہروں میں داخل ہو کر بہت خونریزی کی۔ لحیا اور حدیدہ کو غارت کیا پھر سعود نے اپنے لشکر کئی بار بصرہ کو بھیجے اور ما بین النہرین انہوں نے بڑی خونریزی کی اور بصرہ میں داخل ہوئے۔"

شام میں قتل و قتال

"پھر اپنے حرک غلام کو صحرائے شام کی طرف روانہ کیا اور اُس نے وہاں جا کر قتال کیا اور حلب تک اُن کا تعاقب

[۱] ترجمان وہابیہ صفحہ ۳۴

کیا اور بعض لشکری اس کے فرات سے پار اُترے اور وہاں کے ملکوں میں لوٹ مار اور قتل و قمع کی۔" [۱]

دس ہزار مسلمانوں کا قتل

۱۸۱۰ء میں سعود نے بلاد شام کی طرف چھ ہزار سوار لے کر ارادہ کیا اور اس میں پہنچ کر بڑی خونریزی کی اور ۴۵ شہروں کو خراب و برباد کیا۔۔۔۔ اور بلا حتوہ میں جبراً داخل ہو کر وہاں کے چھوٹے بڑوں کو تہ تیغ کیا اور وہاں دس ہزار آدمی تھے سو اُن میں سے ایک بھی نہیں بچا۔ [۲]

دیوبندی فرقہ کے شیخ الاسلام اور مدرسہ دیوبند کے سابق شیخ الحدیث مولوی حسین احمد ٹانڈوی کانگریسی نے ان حقائق کا وسیع القلبی سے اقرار و اعتراف کرتے ہوئے لکھا ہے:

"صاحبان۔ آپ حضرات کے ملاحظہ کے واسطے یہ چند امور ایسے ذکر کر دیئے گئے ہیں جن میں وہابیہ (سعودیہ نجدیہ) نے علمائے حرمین شریفین کے خلاف کیا تھا اور کرتے رہتے ہیں اور اسی وجہ سے جب وہ غلبہ کر کے حرمین شریفین پر حاکم ہو گئے تھے۔ ہزاروں (اہل مکہ و مدینہ) کو تہ تیغ کر کے شہید کیا اور ہزاروں کو سخت ایذائیں پہنچائیں۔" [۳]

بتایا جائے کہ نجدیوں، سعودیوں وہابیوں عزیزیوں کی کون سی جنگ یہود و نصاریٰ ہنود و اسرائیل سے ہوئی؟ مسلمانوں سے قتل و قتال کرتے

[۱] ترجمان صفحہ ۳۶، [۲] ترجمان صفحہ ۳۷، [۳] الشہاب الثاقب صفحہ ۶۸

والے سعودیوں نجدیوں کے سوا اور کون گزرے ہیں؟ کیا اب بھی دل کے ساتھ ساتھ آنکھوں کا اندھا مانچسٹروی یہاں بھی اپنے وہ الفاظ دہرائے گا اور سعودیوں نجدیوں عزیزوں پر فٹ کرے گا کہ کیا یہ مسلمان کا مسلمان سے قتال نہ تھا؟ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے قتال کرنا کفر ہے؟ کیا مانچسٹروی کو یہاں سباب المسلم فسوق وقتالہ کفر یاد نہ آئے گا؟ کیا نجدی سعودی یہاں اس کی آنکھیں بند کر دیں گے اور گلا گھونٹ دیں گے اور زبان گنگ کر دیں گے؟

یاد رہے کہ مذکورہ بالا مستند حوالہ جات نام نہاد مقلد وہابیوں اہل حدیثوں اور غیر مقلد وہابیوں دیوبندیوں کے مسلمہ پیشواؤں کے ہیں اور جس کسی کا دل چاہے ان کے اپنے اکابرین کی معتبر ترین کتابیں المہند عقائد علمائے دیوبند۔ الشہاب الثاقب۔ ترجمان وہابیہ۔ نجدی تحریک پر ایک نظر۔ وغیرہ کتب خود اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھ اور پڑھ لے۔ حوالہ جات غلط ہونے پر دس ہزار روپیہ انعام حاصل کریں اور ہمیں ہائی کورٹ میں طلب کریں۔ مانچسٹروی جی خود بتائے کہ نجدیوں سعودیوں نے اہل مکہ و اہل مدینہ سے قتل و قتال کیا۔ کیا وہ کافر و مشرک تھے؟ اگر وہ مسلمان تھے اور بالیقین تھے تو کیا خود تمہارے اپنے فتویٰ سے مسلمانوں سے اہل مکہ و مدینہ کا قتل عام کرنے والے سعودی نجدی کافر ہوئے یا نہیں؟ اور تمہارا یہ اصول بھی خود تم نے

توڑ دیا یا نہیں کہ مکہ و مدینہ میں کافر و مشرک داخل نہ ہوں گے؟ مکہ مدینہ کے مسلمانوں کو قتل کرنے والے کون ہوتے؟ یا پھر اگر اہل مکہ مدینہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ تمہارے نزدیک کافر و مشرک تھے۔ حرمین شریفین پر کفار کا قبضہ ہوا یا نہیں؟

قارئین کرام! یہاں یہ بات بھی جان لیں کہ موجودہ دیوبندی وہابی فرقہ اور غیر مقلد وہابی فرقہ کے اصاغر سعودیوں عزیزوں نجدیوں کے جو گیت گاتے پھرتے ہیں صرف ریالوں کے لئے اپنے اکابر کی واضح تصریحات و احکام جہنم رسید کر چکے ہیں بالخصوص غیر مقلدین وہابیہ "اہلحدیث" نام کے پردہ میں تبلیغ وہابیت و نجدیت کے لئے اور بعض دیوبندی مانچسٹروی قسم کے لوگ مسجدوں، مدرسوں۔ کتابوں۔ رسالوں اور مختلف اداروں کے نام پر سعودیوں نجدیوں سے بھاری تعداد میں ریال لے کر مملکتِ خداداد پاکستان میں انتشار و خلفشار کا باعث بن رہے ہیں اور پاکستان میں نجدی وہابی اماموں کو مکہ و مدینہ کے نام پر بلا بلا کر وہابیت نجدیت کی تخم ریزی کر رہے ہیں۔

انگریزوں کی حمایت کے الزام کا دورہ

مانچسٹروی کو اپنے اکابر کی ناپاک بدعملیوں کی تو کچھ پرواہ نہیں اور اگر کوئی دیوبندی ماں ہزاروں مانچسٹروی پی ایچ ڈی پیدا کرے تو وہ بھی اپنے اکابر کی صفائی پیش نہیں کر سکتے

ہیں البتہ مانچسٹروی موقعہ بے موقعہ بھر بھر کر آستانہ عالیہ بریلی پر یہ غلیظ الزام لگا رہا ہے اور مسلسل لگاتا جا رہا ہے بلکہ اس کو اس ناپاک الزام کے دورے پڑ رہے ہیں حالانکہ ہم اس کے اکابر کی اپنی مسلمہ اور معتبر ترین کتب کے مستند حوالوں سے اس کی منجی اچھی طرح ٹھوک چکے ہیں مگر بے شرمی ہٹ دھرمی ڈھٹائی اور سینہ زوری اس کا دامن نہیں چھوڑتی۔ صفحہ ۲۱۴ پر پھر وہی پچھلے حوالہ جات نقل کر کے اپنی روسیاہی میں مسلسل اضافہ کر رہا ہے اور کیوں نہ ہو کہ یہ اس کی طبیعت کا خاصہ اور فطرت کا حصہ بن چکا ہے۔

مساجد و مقابر کا انہدام

حرمین طیبین کے مقدس مسلمانوں پر ظلم و جفا جبر و ستم قتل و قتال اور غارت گری کے پہاڑ توڑنے اور ستم ڈھانے کے ساتھ یادگار تاریخی مساجد اور صحابہ کرام و اہل بیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مقدس مقابر و مزارات کو بھی پامال و شہید کر دیا گیا۔ دنیا کی کسی اور مستند تاریخ کا حوالہ تو اس کے وہابیت نجدیت سعودیت افروز ذہن پر اثر انداز نہ ہو گا۔ مانچسٹروی تحریک خلافت کا بڑا جانثار شیدائی ہے لہٰذا خلافت کمیٹی کے وفد کی رپورٹ کے چند ناقابلِ تردید حوالہ جات ہم محاسبۂ دیوبندیت بجواب مطالعہ بریلویت کی پہلی جلد کے پہلے حصّہ کے آخری اوراق میں بحوالہ نقل کر چکے ہیں وہاں ملاحظہ ہوں البتہ سعودیوں نجدیوں کے مظالم و جبر و ستم سے متعلق

ان ہی کے ایک ہم مسلک و عقیدہ دیوبندی احراری شورش کاشمیری کی ایک حقیقت افروز نظم پیش کرتے ہیں:

شورش بنام نجدی سعودی حکومت

اِس سانحہ سے گنبدِ خضریٰ ہے پُرملال
لختِ دلِ رسول کی تربت ہے خستہ حال
دل میں ٹھٹک گیا کہ نظر میں سمٹ گیا
اس جنت البقیع کی تعظیم کا خیال
طیبہ میں بھی ہے آلِ پیمبر پہ ابتلا
اس ابتلا سے خاطرِ کونین ہے نڈھال
سوتے ہوتے ہیں ماں کی لحد ہی کے آس پاس
پورِ خلیل سبط پیمبر علی کے لال
اُڑتی ہے دھول مرقدِ آلِ رسُول پر
ہوتا ہے دیکھتے ہی طبیعت کو اختلال
افتادگانِ خواب آلِ ابو تراب
اب تک وہی ہے گردشِ دوراں کی چال ڈھال
فرشتی روا ہے؟ پیمبر کے دین میں
لیکن حرام شے ہے؟ مقابر کی دیکھ بھال

اسلام اپنے مولد و منشا میں اجنبی

تیرا غضب کہاں ہے؟ خداوند ذوالجلال
توندیں بڑھی ہوئی ہیں غریبوں کے خون سے
محلوں کی آب و تاب ہے حکام پر حلال
جس کی نگاہ میں بنت نبی کی حیا نہ ہو
اس شخص کا نوشتۂ تقدیر ہے زوال
کیا یونہی خاک اُڑے گی مزارات قدس پر
فیصل کی سلطنت سے ہے شورش مرا سوال

مزارات و مقابر کا قتل عام

یہی دیوبندی احراری شورش کاشمیری مدیر ہفت روزہ چٹان لاہور اپنے سفر حجاز مقدس (سعودیہ) کے دوران جب جنت البقیع شریف گیا مختلف جلیل القدر صحابہ کرام اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مقدس قبروں اور مزاروں کے قتل عام (انہدام) کا مشاہدہ کرتا ہوا سیدہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مزار پاک پر گیا تو اپنے تاثرات کو اپنی کتاب "شب جائے کہ من بودم" میں یوں تحریر کیا:

" فاطمہ (سلام اللہ علیہا) تو اب بھی کربلا میں ہے تیرے

لہ ہفت روزہ چٹان لاہور۔ ۹ مارچ ۱۹۷۰ء از شورش کاشمیری دیوبندی احراری۔

باپ کا کلمہ پڑھنے والوں (یزیدیوں سعودیوں) نے تجھے اب تک ستایا ہے۔۔۔۔۔۔۔ تیری اولاد قبروں میں بھی ستائی جا رہی ہے۔ پورا (سعودی) عرب تیری اُولاد کی قتل گاہ ہے۔ فاطمہ تیرے ابا نے کہا تھا۔ فاطمہ میری رحلت کے بعد جو مجھے سب سے پہلے ملے گا وہ تو ہو گی۔ تو اُن کے پاس چلی گئی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا گھرانہ اب بھی کربلا میں پڑا ہے جو لشکر و سپاہ تاج و کلاہ (یزیدیوں) کی تلواروں سے بچ رہے تھے اُن کی قبریں (سعودی عرب میں) قتل کر دی گئیں۔ فاطمہ! مجھے اپنی قبر کے قتل پر رونے دے۔۔۔۔۔" لہ

حقیقت یہ ہے کہ یزیدیوں نے ان کی ظاہری دنیاوی زندگی میں صحابہ کرام و اہل بیت اطہار و آلِ رسُول اُولاد سیدہ فاطمہ کا قتل عام کیا اور سعودیوں نے اُن کی مقدس قبروں کا قتل عام کیا یزیدیوں سے بڑھ کر مظالم کئے

یہ جو چُپ رہے گی زبان قاتل لہو پکارے گا آستین کا

بہر حال ہمارے ان ناقابلِ تردید حوالہ جات سے ثابت ہو گیا کہ مسلمانان عرب و حرمین طیبین کے قاتل اور اُن کی مقدس قبروں کے قاتل سعودی نجدی وہابی ہیں اور مسلمانوں کو قتل کرنے والا کافر ہے

لہ شب جائے کہ من بودم صفحہ ۱۶۹/۱۷۱ ملخصاً

یا مسلمان اس کا فیصلہ خود مصنف مانچسٹروی نے مطالعہ بریلویت کے صفحہ ۲۱۳ پر کر دیا کہ:

"مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے قتال
کرنا کفر ہے"۔ [1]

مانچسٹروی کا یہ فتویٰ سعودیوں نجدیوں کے کام آگیا۔

کافر ہوئے جو آپ تو میرا قصور کیا
جو کچھ کیا وہ تم نے کیا بے خطا ہوں میں

شریف مکہ

آج کل ملاں مانچسٹروی کی تاریخ دانی بڑے بڑے راز اگل رہی ہے صفحہ ۲۱۳ پر لکھتا ہے کہ تاریخ شاہد ہے کہ انگریز شریف مکہ کے ساتھ تھے۔ انگریزوں کے حکم سے ہی کعبہ پر گولیاں چلیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مانچسٹروی کا دعویٰ تو یہ ہے جس کا حوالہ ندارد ہے مگر دعویٰ پر حجۃ داہرہ سے دلیل یہ پیش کی ہے کہ مصطفےٰ رضا خاں لکھتے ہیں:

"کسوت کعبہ ترکی گولی سے جلی۔ ترکوں نے قلعہ سے
شریف کے مکان پر گولہ باری کی۔ انہی کے گولہ سے
کسوت کعبہ معظمہ (غلاف کعبہ) کی یہ توہین ہوئی"۔ [2]

اے بدھوؤں کے بدھو مانچسٹروی بے وقوف یہ مفتی اعظم علامہ شاہ مصطفےٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ کے کن الفاظ کا ترجمہ یا مفہوم یا ما حصل

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۲۱۳، [2] حجۃ داہرہ از مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا خاں صفحہ ۱۲

ہے کہ انگریز شریف مکہ کے ساتھ آستانہ بدلی اُن کی حمایت کر رہا تھا؟ "مصطفےٰ رضا خان صاحب نے بھی انگریزوں کی ہی تائید کی"، یہ لکھتے ہوئے تمہارا شعور تمہاری دیانت جہنم کے کس طبقہ میں پہنچ گئی تھی۔؟ شرم تم کو مگر نہیں آتی۔

روزنامہ "امروز" کی شہادت

بات اگرچہ سعودیوں کے مظالم اور مسلمانوں سے جنگ و جدال اور مسلمانوں کے قتل و قتال سے بڑھ کر شریف مکہ تک آگئی ہے لیکن اسی دوران پرانے فائلوں سے سعودی فرمانروا فیصل کے قتل پر روزنامہ امروز کے خصوصی ایڈیشن کا سرورق اچانک سامنے آگیا جس میں سعودیوں نجدیوں وہابیوں کے مسلمانوں اور مسلمان ملکوں سے جنگ و جدال کی پوری کیفیت اور ناقابلِ تردید سرگزشت لکھی ہے ملاحظہ ہو لکھا ہے:

"۱۸۰۶ء میں سعودی خاندان کی حمایت سے وہابی تحریک
کے پیروکاروں نے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ پر قبضہ کر کے
ترکوں کو ان علاقوں سے نکال باہر کیا۔ [1]

سوال: اس موقعہ پر ہم سعودی دلال مانچسٹروی سے یہ پوچھنا چاہیں گے کہ سعودیوں وہابیوں کو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ پر قبضہ کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ کیا وہاں کفار کی حکومت تھی؟ مشرکین و یہود و نصاریٰ کا قبضہ تھا؟ کیا یہ قبضہ قتل و قتال مسلمانانِ مکہ و مدینہ کے

[1] امروز ۲ر اپریل ۱۹۷۵ء

قتل عام کے بغیر جادو کے اثر سے ہو گیا تھا؟ وہابی نجدی عموماً اور مانچسٹر وی خصوصاً بار بار جو یہ تاثر دیتا ہے کہ بریلوی مکہ مدینہ کے اماموں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے، کیا وہ نجدی وہابی ائمہ جدی پشتی طور پر حجازی مکی مدنی ہیں یا غیر اخلاقی غیر شرعی طور پر غاصب و قابض ہیں؟ نجدی سعودی وہابی نام نہاد ائمہ سے قبل بھی وہاں چاروں ائمہ کی فقہ کے پیروکار علماء و ائمہ وہاں امامت و رفتاً کی خدمت انجام دے رہے تھے کیا معاذ اللہ وہ دینِ اسلام سے منحرف ہو گئے تھے؟ اور کیا دین نجد ہی میں باقی رہ گیا تھا؟ مسٹر مانچسٹر وی کے اپنے الفاظ میں خلافت عثمانیہ ترکی کے خلاف جنگ و جدال کرنے والے سعودی نجدی تھے یا صرف شریف مکہ؟ سعودیوں پر خلافت اسلامیہ ترکی سے جنگ و جدال کرنے کی اور ترکی کو مکہ و مدینہ منورہ اور حجاز مقدس سے نکال باہر کرنے کی کم از کم شرعی سزا کیا ہے؟ مانچسٹر وی میں دم خم ہے تو گونگا ہو کر نہ بیٹھ جائے سوالات کا جواب دے۔

اور آگے چلئے اور دیکھئے! مسلمان ملکوں کو وہابیوں سعودیوں نجدیوں کے خود ساختہ نئے دین اور فتنِ ذہن سے کتنی نفرت تھی لکھا ہے:

"سلطنت ترکی کے سلطان محمد دوم کے حکم سے حجاز کے مصری وائسرائے محمد علی پاشا نے وہابیوں (سعودیوں) کے خلاف جنگی کارروائی کی۔ یہ کشمکش چار سال جاری رہی۔

محمد علی پاشا کے بیٹے ابراہیم پاشا کی کمان میں مصری فوج نے ۱۸۱۰ء میں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔ نجد میں سعودی خاندان کے مستقر ریاض کو تباہ کر دیا اور محمد بن سعود کے جانشین اور پہلے دور میں سعودی خاندان کے چوتھے حکمران عبداللہ بن سعود کو گرفتار کر لیا جس کے بعد سعودی خاندان نے کویت میں سیاسی پناہ لی - - - - - -

۱۹ مئی ۱۸۳۴ء کو ترکی ابن عبداللہ السعود کو قتل کر دیا گیا ان کی جگہ نئے امام فیصل ابن ترکی السعود مقرر ہوئے مصری فوج نے نئے (نجدی) امام فیصل ابن ترکی کے خلاف پھر کارروائی کی جس میں فیصل ابن ترکی کو شکست ہوئی۔ ۱۸۴۵ء وسطی نجد کے علاقہ پر پھر اپنا تسلط قائم کر لیا۔ اس علاقہ پر ۱۸۶۵ء میں اپنی وفات تک حکمران رہے انہیں بھی ترکوں اور مصریوں کے خلاف وہابی تحریک کے پیروکاروں کی امداد حاصل رہی۔ ۱۸۹۱ء میں سعودی خاندان کو ایک بار پھر ترک اور مصری فوجوں کے آگے بے بس ہونا پڑا۔ - - - - - - - (اس کے بعد رشیدیوں سے سعودیوں کی جنگوں اور قتال کا ذکر ہے)[1]

مانچسٹر وی بتائے اور جواب دے کہ مسلمان حکومتوں

---

[1] روزنامہ امروز ۲ - اپریل ۱۹۷۵ء اشاعت خاص ایڈیشن صفحہ آخر

مصر اور ترکی اور رشیدیوں سے یہ جنگیں اور طرفین کا قتلِ عام۔ اس کا وبال کس پر ہے؟ مانچسٹر دی کے اپنے بقول خلافتِ اسلامیہ سے جنگ کرنے والے سعودی نجدی انگریزوں کے آلہ کار اور مسلمانوں کے دشمن تھے یا نہیں؟ حجاز مقدس حرمین شریفین مکہ معظمہ مدینہ منورہ پر ایک خاندان کی حکومت کون سے شرعی اسلامی ضابطہ سے جائز ہے۔ حضور اقدس سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حجاز مقدس عرب شریف کو محمدی عرب قرار نہیں دیا۔ خلفاءِ راشدین نے اپنے اپنے دورِ حکومت میں اپنے اپنے خاندان و اولاد کے لوگوں کو حکمران نہیں بنایا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرب شریف حجاز مقدس کا نام صدیقی عرب نہیں رکھا۔ سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فاروقی عرب قرار نہیں دیا۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی المرتضیٰ حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ نے عثمانی عرب، حیدری عرب کا نام نہیں دیا تو سعودیوں نجدیوں نے کون سے شرعی ضابطہ سے حجاز مقدس حرمین شریفین کو سعودی خاندان کے نام رجسٹری کر دیا؟ مانچسٹر دی کے اپنے بقول خلافتِ عثمانیہ ترکی کو توڑنے والے مصریوں سے بار بار قتال کرنے والے سعودی نجدی ہیں یا شریف مکہ۔ اگر تاریخ دانی کا دعویٰ ہے تو ایسے ہی روشن و مستند تاریخی شواہد لاؤ۔ اپنی کج روی و جانب داری سے تاریخ کا حلیہ نہ بگاڑو۔

سعودی حکمران انگریزی ظلِ عاطفت میں | یہ ناقابلِ تردید حقیقت اپنی جگہ اٹل ہے

اور مجالِ انکار نہیں کہ نجدی سعودی انگریزوں کی شہ پر اور اُن کی نصرت و اعانت سے حرمین شریفین حجاز مقدس پر قابض ہوئے مانچسٹر دی اور دوسرے سعودی ایجنٹ و دلال ہزار پلٹیاں کھائیں تاریخی شواہد کا حلیہ مسخ کریں سعودی حکمران اول و آخر انگریزوں ہی کے ایما پر برسرِ اقتدار آئے اور وہی اُن کا محافظ و سرپرست ہے۔ یہ بات ہم قبل ازیں بھی اسی کتاب میں ابن سعود اور انگریزوں کے معاہدہ ہفت دفعات سے بحوالہ کتب و رسائل معتبر پیش کر چکے ہیں جس میں عبد العزیز السعود کے دستخط اور مہر ہیں اور انگریزی حکومت کی طرف سے بی ریڈ کاکس وکیل معاہدہ نمائندہ برطانیہ خلیج فارس و چیمسفورڈ نائب ملک معظم وائسرائے ہند کے دستخط ۲۶- نومبر ۱۹۱۵ء کا یہ انگریزوں اور ابن سعود کا معاہدہ مشہور دیوبندی مولوی بہاؤ الحق قاسمی امرتسری نے نجدی تحریک پر ایک نظر میں نقل کیا ہے اور محمد صدیق قریشی فیصل صفحہ ۱۱۵ و صفحہ ۱۴۱ پر بھی مذکور ہے۔ معاہدہ کی تفصیل اسی کتاب میں مفصل گزر چکی۔ ابن سعود و عبد العزیز آل السعود کے برطانوی انگریزی پٹھو ہونے کی ایک بڑی دلیل یہ بھی ہے مشہور مورخ محمد صدیق قریشی لکھتے ہیں:

"مغربی ممالک خصوصاً برطانیہ اور امریکہ مدت سے یہ چاہتے

تھے کہ عرب سے ترکوں کا اقتدار ختم ہو اور آزادانہ طور پر صحرائے عرب میں تیل کی دریافت کر سکیں چنانچہ محمد صدیق نے ۱۹ مئی ۱۹۳۳ء میں کیلیفورنیا کی اسٹینڈرڈ آئل کمپنی سے ساٹھ سالہ معاہدہ و ٹھیکہ کا مفصل ذکر کیا ہے۔ [1]

اسی طرح "اکتوبر ۱۹۴۶ء میں امیر فیصل کی کوششوں سے امریکہ ایکسپورٹ بنک نے سعودی عرب کو ایک کروڑ ڈالر کا قرضہ دیا۔" [2]

ابن سعود ۲۲۔ دسمبر ۱۸۸۰ء کو ریاض میں پیدا ہوئے۔۔۔ ابن سعود نے برطانیہ سے مندرجہ ذیل معاہدہ کیا:

۱۔ برطانیہ نے ابن سعود اور اُن کی اولاد کو نجد اور الحسا کا حکمران تسلیم کیا۔

۲۔ بیرونی جارحیت کی صورت میں ابن سعود کو برطانیہ (انگریزی سرکار) کی اعانت حاصل رہے گی۔

۳۔ ابن سعود کے بیرونی معاملات پر برطانوی سیادت تسلیم کر لی گئی۔

ابن سعود نے تسلیم کیا کہ وہ اپنا علاقہ یا اس کا کچھ ظاہری حصّہ برطانیہ کی مرضی کے بغیر کسی طاقت کے حوالے نہ کریں گے۔

اس معاہدہ کی تمام دفعات سے واضح ہو جاتا ہے کہ ابن سعود

---

[1] فیصل صفحہ ۵۱۔ [2] فیصل صفحہ ۴۸ ملخصًا

برطانیہ کے حاشیہ نشین بن چکے تھے اور ان کے زیر تصرف علاقہ دراصل برطانیہ کی ایک کالونی سے زیادہ نہ تھا۔ ابن سعود نے برطانیہ سے اپنی اس غلامی کی قیمت ایک لاکھ پونڈ سالانہ مقرر کی۔۔۔۔۔۔۔۔ [1]

بہرحال یہ انگریز سعودی معاہدے تیل کی دولت ملنے سے پہلے کے ہیں اب حالیہ عراق سعودی امریکی برطانوی جنگ میں دنیا نے دیکھ لیا کہ انگریزوں کا پٹھو اور غلام کون ہے اور برطانوی و امریکی وغیرہ فرنگی حکومتیں کس کی حامی و ناصر معین و مددگار اور سرپرست ہیں۔

لرزہ خیز انکشاف

مانچسٹر وی کے اپنے الفاظ میں اپنے بقول "خلافت عثمانیہ" (ترکی) کے تحت تمام اسلامی علاقے ایک وحدت میں منسلک تھے وہابیوں نے جزیرہ عرب کو خلافت عثمانیہ سے نکالنے کی دوبارہ کوشش کی اور ناکام رہے۔ تیسری بار جب کہ ترک جنگِ عظیم میں جرمنی کے حلیف تھے اور اتحادیوں سے برسرِ پیکار تھے وہابیوں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور (سعودی وہابی) انگریزوں کے حلیف بن گئے۔ جب اتحادیوں کے مقابلہ میں ترکوں کو شکست ہو گئی تو ابن سعود کو انگریزوں کی طرف سے بطور انعام صحرا عرب دے دیا گیا۔ [2]

اگر راقم الحروف چاہے تو اس قسم کے کم از کم ایک سو حوالہ جات

---

[1] تاریخ نجد و حجاز صفحہ ۱۲۴ و حیات سلطان ابن سعود صفحہ ۱۴۸)

[2] تاریخ نجد و حجاز صفحہ ۲۲۰ و سلاطین ترکیہ صفحہ ۴۸۶، ۴۸۷۔

نقل کر سکتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ سعودی نجدی وہابی سلطنت عثمانیہ ترکی کے مخالف اور انگریزوں کے حلیف و اتحادی بلکہ دست نگر و دریوزہ گر تھے۔ مانچسٹروی میں دم ہے تو ایسے واضح شواہد پیش کرے۔

ذہنی خلفشار یا دیوانگی

مصنف مانچسٹروی یقیناً ایک بدترین ذہنی مریض ہے۔ پاگل پن کے انداز میں ایک ایک بات اور ایک ایک حوالہ کو بار بار نقل کرتا ہے اور عبارات کے مفہوم کو یکسر مسخ کر کے اپنی دیوانگی کا ثبوت فراہم کرتا ہے اور پھر اپنے مخصوص معاندانہ انداز میں عبارات کی ایسی عقل شکن تشریح کرتا ہے کہ عقل سلیم سر پیٹ کر رہ جاتی ہے۔

شریف مکہ کے لئے دعا۔

بحوالہ حضرت سیدنا مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہٗ مطالعہ بریلویت کے صفحہ ۲۰۹ پر شریف مکہ کے لئے دعائیہ کلمات نقل کئے تھے اب وہی الفاظ دعائیہ بلفظہٖ صفحہ ۲۱۴ مطالعہ بریلویت پر نقل کر دیئے اور یہ نہیں بتایا کہ ان دعائیہ کلمات سے کونسا کفر یا فسق لازم آتا اور یا کوئی کبیرہ کا مرتکب ہو جاتا ہے۔؟

شہزادہ اعلیٰ حضرت سیدنا مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کم از کم مسلمان شریف مکہ کو حضرت شریف زید مجدہٗ ۔۔۔۔۔ ان کی دن راتوں میں برکت ہو۔۔۔۔۔ ایسے دعائیہ کلمات سے نواز دیا تو مولوی مانچسٹروی پر قیامت ٹوٹ پڑی لیکن

مانچسٹروی کے ممدوح اعظم سعودی حکمرانوں نے پنڈت نہرو جیسے حقیقی مشرک و کافر کو حجاز کی مقدس سرزمین پر بلا کر نصر و رسول السلام اور جے ہند کے نعروں سے استقبال و خیر مقدم کیا۔ دیکھو تاریخی حقائق صفحہ ۱۷ ا دکوہستان لاہور ۲۵ دسمبر ۱۹۵۶ء اور روزنامہ جنگ کراچی ۲۷-۲۸ ستمبر ۱۹۵۶ء۔

اہل عقل و انصاف بتائیں کہ کسی مسلمان کو زید مجدہٗ کہنا زیادہ بڑا ہے یا ایک کافر و مشرک بت پرست کو رسول السلام کہنا زیادہ بڑا؟ شریف مکہ سے مانچسٹروی جی کو اندرونی بیرونی جلن کیوں ہے وہ اس لئے کہ شریف مکہ نے امام اہلسنت سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ سے مسئلہ علم غیب کے تصفیہ کے لئے "الدولۃ المکیہ" نامی شہرہ آفاق کتاب لکھوائی اور اپنے دربار عام میں سنی اور پسند کی۔ اُس زمانہ کے حرمین طیبین کے اکابر علماء فقہاء و محدثین نے الدولۃ المکیہ پر تقریظیں لکھیں اور امام اہلسنت فاضل بریلوی کا حرمین طیبین میں والہانہ استقبال ہوا۔ مولوی انبیٹھوی وغیرہ اور دوسرے نجدی مولویوں کو کنڈم کر دیا گیا۔ مانچسٹروی کو اصل درد تو یہ ہے اس لئے شریف مکہ انگریزوں کا ایجنٹ بھی ہے اور اس کے لئے زید مجدہٗ قسم کے دعائیہ الفاظ بھی حرام ہیں اور یہ انگریز کی حمایت ہے۔ مانچسٹروی کے ذہنی خلفشار اور دیوانگی کے ضمن میں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ اُس نے حجۃ داہرہ صفحہ ۱۰ کا حوالہ متعدد بار دیا ہے ایک بات کو بار بار دُہرایا

ہے دیکھو مطالعہ بریلویت جلد اوّل صفحہ ۲۱۱ و صفحہ ۲۱۲ جس کا مفصل جواب دیا جا چکا۔ بات صرف اتنی ہے کہ حجۃ داہرہ میں سیدنا حضور مفتی اعظم شہزادہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب قدس سرہ الزام تراشی کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"شریف نے باب مکّہ معظمہ پر اپنے گھوڑے کو سیٹی دے کر کب پیشاب پاخانہ کرایا۔؟ شریف نے باب کعبہ کب ڈھایا؟........ [1]

ملاحظہ ہو یہ سب سوالیہ فقرے ہیں اور ہر فقرہ پر سوالیہ نشان (؟) موجود ہے۔ اس پر مانچسٹری اپنی معاندانہ جہالت کی شوخی بگھارتے ہوئے لکھتا ہے:

"کعبہ معظمہ کے ذکر کے ساتھ یہ زبان لفظ لفظ سے لکھنے والے کے اندرونی تُبغض کا پتہ دے رہی ہے۔" [2]

کیا بات ہے! وہابی مصنف اور اس کے بڑے حضرات انبیائے رسل علیہم السلام بلکہ حضور سید الانبیائ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو اندرونی دلی قلبی حالات سے باخبر مانتے نہیں اور برملا کہتے اور لکھتے ہیں "دلوں کے بھید اللہ ہی جانے" مگر خود مانچسٹروی اندرونی تُبغض اور اندرونی قلبی احوال سے باخبر اور مطلع ہے۔

اے جاہل مطلق کعبہ معظمہ کی گستاخی یہ نہیں جس کو تم بنا رہے ہو

[1] حجۃ داہرہ صفحہ ۱۰، [2] مطالعہ بریلویت اوّل صفحہ ۲۱۴

بلکہ کعبہ معظمہ کی توہین اور بے ادبی یہ ہے کہ بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی نے ایک خواب ایام طالب علمی میں دیکھا تھا کہ میں (نانوتوی) خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑا ہوں اور مجھ سے ہزاروں نہریں جاری ہیں۔" [1]

"مولانا نانوتوی نے خواب میں دیکھا تھا کہ خانہ کعبہ کی چھت پر کسی اونچی شئے پر بیٹھا ہوں۔ [2]

خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھنا ایک بے ادبی۔ خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر کسی اونچی چیز پر بیٹھنا دوسری گستاخی و بے ادبی۔ خانہ کعبہ کی بجائے قاسم نانوتوی کے وجود سے ہزاروں نہروں کا جاری ہونا تیسری بے ادبی و گستاخی اور پھر اس ناپاک و مردود خواب کو فخریہ کتابوں میں شائع کرنا چوتھی بے ادبی و گستاخی۔ حقیقت یہ ہے کہ گستاخوں کو ایسے ہی گستاخانہ خواب نظر آتے ہیں۔ اور کعبہ معظمہ کی عزت و عظمت ان گستاخوں کے دل میں کیا ہوگی جو خانہ کعبہ معظمہ سے مولوی رشید احمد گنگوہی کے گاؤں گنگوہ کو فزوں تر مانتے ہیں۔ ع

پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق شوق عرفانی [3]

شاہ ہدایت اللہ کی پیش گوئی

مصنف مانچسٹروی نے صفحہ ۲۱۵ پر بلا حوالہ بلا دلیل و ثبوت حضرت

[1] کتاب ارواح ثلاثہ صفحہ ۲۰۴ و سوانح قاسمی جلد اوّل صفحہ ۱۳۳۔
[2] سوانح قاسمی و ارواح ثلاثہ ۔ [3] مرثیہ گنگوہی صفحہ ۱۳۔

نعمت اللہ شاہ ولی کے خلیفہ شاہ ہدایت اللہ کی ایک من گھڑت پیشگوئی نقل کر کے دیوبندیت وہابیت کی ڈوبتی کشتی کو سہارا دینے کی ناکام کوشش کی ہے کہ شاہ ہدایت اللہ نے پیش گوئی کی تھی ؎

دو کس بنام احمد دوست دارند افرنگ
از قادیان مرزا دگر آید از بریلی

ترجمہ: دو شخص جن کے نام میں احمد آئے گا انگریز کے حامی ہوں گے قادیان سے آنے والا مغل خاندان سے ہوگا۔ دوسرا بریلی سے اٹھے گا۔[1]

دعویٰ کشف و علم غیب تقویۃ الایمان کی نظر میں

خالد محمود مانچسٹروی نے ساری عمر خاک چھانی۔ سیدنا اعلیٰ حضرت کے بُغض و عناد نے اُسے اندھا کر دیا ہے اسے مذکورہ بالا من گھڑت پیشگوئی لکھتے وقت کچھ یاد نہ رہا عقل و علم پر پردہ پڑ گیا کہ بابائے وہابیت دیوبندی دھرم کی بنیادی کتاب تقویۃ الایمان میں کیا لکھ گئے ہیں "شرک فی العلم" کے ذیل میں علم غیب کا مدعی جھوٹا کے زیر عنوان مولوی اسماعیل دہلوی لکھتا ہے:

"جو یہ دعویٰ کرتا ہے ایسا علم جانتا ہوں جس سے غیب معلوم کر لیتا ہوں۔ ماضی و مستقبل کی باتیں بتا سکتا ہوں وہ جھوٹا ہے الوہیت (خدائی) کا دعویٰ کرتا ہے۔ کسی نبی، ولی یا جن یا

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۲۱۵۔ جلد اوّل

فرشتے یا امام یا بزرگ یا پیر شہید یا نجومی یا رمال یا جفار یا فال کھولنے والا یا پنڈت یا بھوت پریت یا پریوں کو ایسا مان لیا جائے تو ماننے والا مشرک ہو جاتا ہے"۔[1]

بتاؤ! مانچسٹروی صاحب۔ پیر شہید یا ولی کا یہ علم غیب مان کر آپ مولوی اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان کے فتویٰ سے مشرک ہوئے یا نہیں؟ اور شاہ ہدایت اللہ نے غلام قادیانی مردود یا معاذ اللہ سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کی ولادت اور انگریز دوستی کی خبر قبل از وقت دے کر الوہیت کا دعویٰ کیا یا نہیں؟ الوہیت کا دعویٰ کرنے والا مشرک ہوا یا نہیں؟ مشرک کی پیش گوئی پر ایمان لا کر تقویۃ الایمان کے فتویٰ سے تم خود بھی ڈبل مشرک ہوئے یا نہیں؟ ممکن ہے مانچسٹروی جی تم اپنی کٹتی ناک بچانے کے لئے کہہ دو کہ جی یہ تو کشف کی بات ہے۔ کشف اور علم غیب میں فرق ہے تو وہ مولوی اسماعیل ہیں تقویۃ الایمان میں تمہارے اس آخری سہارا کی بھی گردن زنی کر چکے ہیں:

"کہانت، کشف اور قرآن پاک سے فال لینے کا بھی یہی حال ہے"[2]

اور پھر لکھتا ہے اور آپ کو شرک کے سمندر میں غوطے کھلاتا ہے کہ:

"کسی شخص کی موت و حیات یا اولاد کا ہونا یا نہ ہونا۔۔۔۔ پیٹ کے بچے کو بھی کوئی نہیں جانتا ایک ہے یا ایک سے زیادہ، نر ہے یا مادہ، کامل یا ناقص، خوبصورت ہے یا بدصورت

[1] تقویۃ الایمان صفحہ ۲۴ مطبوعہ جدہ زیر اہتمام سعودیہ۔ [2] تقویۃ الایمان صفحہ ۲۴

کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا تو وہ دوسروں کا حال کیسے جان سکتا ہے ...... معلوم ہوا کہ غیب دانی کا دعویٰ کرنے والے یہ سب جھوٹے ہیں۔ کشف وکہانت، رمل، نجوم، جفر، فالین یہ سب جھوٹ مکر اور شیطانی جال ہیں۔[1]

لو صاحب مانچسٹروی! تمہارے وہابیت ہند کے بابائے آدم اسماعیل نے تمہارے لئے بجز جہنم کے کہیں جگہ نہ چھوڑی۔ کشف وغیرہ کو بھی شیطانی جال قرار دے دیا۔ کشف وغیرہ کا دعویٰ کرنے والے کو بھی جھوٹا قرار دے دیا۔ ماننے والے کو مستند اور ڈبل مشرک ہونے کا اعلان کر دیا۔ اب بتاؤ تم کون سی شریعت سے ہدایت اللہ شاہ کے کشف کو حق مان رہے ہو؟ تم نے تسلیم کیا کہ ہدایت اللہ شاہ کو علم تھا کہ قادیان میں مغل ذات سے مرزا غلام قادیانی ہوگا اور بریلی سے معاذ اللہ احمد رضا خان ہوگا۔ دونوں انگریزوں کے دوست ہوں گے۔ کیا یہ تمہارا ہدایت اللہ شاہ کے علم غیب یا کم از کم کشف پر ایمان لانا نہیں ہوا۔؟ مانچسٹروی جی تم نے اس من گھڑت جھوٹے کشف کا سہارا لیا۔ چلو اس کشف یا علم غیب یا پیش گوئی میں بھی احمد رضا نہیں ہے فقط احمد ہے عین ممکن ہے اس سے اسماعیل دہلوی کا پیر سید احمد بریلوی مراد ہو کیونکہ سید احمد کے نام میں بھی احمد آتا ہے وہ بھی بریلوی کہلاتا تھا دیوبندیوں کی ساری کتابوں میں سید احمد بریلوی لکھا ہوا ہے اور

[1] تقویۃ الایمان صفحہ ٨٦ مطبوعہ جدہ

اس پر سینکڑوں حوالہ جات موجود ہیں۔ تم اپنی بلا دوسروں کے سر ڈالتے ہو۔ شرم تم کو مگر نہیں آتی۔

صفحہ ٢١٥ مطالعہ بریلویت پر مانچسٹروی جی نے یہ عنوان قائم کیا ہے۔
"قادیانیوں اور رضاخانیوں کے مشترکات" بہت خوب انشاء اللہ ہم نمک مرچ لگا کر چمڑی ادھیڑیں گے کہ اس کے اکابر کی قبروں میں بھی کہرام مچے گا۔

بارہ جھوٹے دعوے

مذکورہ بالا عنوان کے ذیل میں کذاب مصنف مانچسٹروی نے صفحہ ٢١٥ پر دو اور صفحہ ٢١٦ پر دس مبنی بر کذب افترا دعوے کئے ہیں جیسے اس کو ٹیچی ٹیچی نے آکر بتایا ہو اور یہ بھی خالص مردود مانچسٹروی صاحب یہ سنی بریلوی مرزا صاحب قادیانی کی ابتدائے آفرینش سے مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والوں کو کافر و مرتد قرار دے رہے ہیں یہ ہمیں بھی کافر مرتد کہتے ہیں اور تمہیں بھی مانچسٹروی جی، تم ایک چال چلو چاہے دنیا تمہارے منہ پر تھوکے کہ تم زور شور سے یہ پروپیگنڈہ کرو کہ قادیانی اور رضاخانی ایک ہیں بہرحال اس عنوان پر مرزا صاحب مانچسٹروی خوب چلا کر اور بے دلیل ثبوت ابلیسی الہام و شیطانی القائ کا فیض حاصل کر کے زبانی کلامی دعوے کرتا چلا گیا صفحہ ٢١٥ پر ہے۔

(١) برصغیر پاک و ہند میں انگریزی اقتدار کو استحکام بہم پہنچانا تحریکات آزادی کی مخالفت کرنا۔

(۲) مسلمانوں میں تفرقہ پھیلانا کہ اپنے سوا دوسروں کو کافر سمجھیں۔۔۔الخ

ان سنگین الزامات پر کوئی حوالہ کوئی دلیل نہیں۔ حالانکہ سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ انگریزی اقتدار کو کیا استحکام پہنچا سکتے تھے۔ اعلیٰ حضرت کی ولادت (۱۴ جون ۱۸۵۶ء) سے بہت پہلے مولوی سید احمد، مولوی اسماعیل قتیل دہلوی۔ مولوی محمد قاسم نانوتوی۔ مولوی رشید احمد گنگوہی اور وغیرہم انگریزی حکومت اور برٹش اقتدار کو استحکام پہنچا چکے ہیں۔ یہ حوالہ جات اسی جلد میں بحوالہ کتب مفصل گزر چکے ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں میں تفرقہ نام نہاد کتاب التوحید، تقویۃ الایمان۔ تحذیر الناس یکروزہ براہین قاطعہ حفظ الایمان وغیرہ کتب سے دیوبندیہ وہابیہ نجدیہ پھیلا چکے تھے۔ تقویۃ الایمان۔ تحذیر الناس نے تفرقہ و فتنہ کا بیج بویا اور مسلمانوں کو مشرک و کافر قبر پرست قرار دیا اور مرزا قادیانی کے لئے بناسپتی جھوٹی نبوت کا دروازہ کھولا۔ امام اہلسنت سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ سے بہت پہلے تقویۃ الایمان کے اور تحذیر الناس کے متعدد رد لکھے جا چکے تھے۔ اگر وہابیہ کی مذکورہ بالا گستاخانہ کتابیں اور ان میں توہین آمیز عبارات نہ ہوتیں تو فتویٰ کفر نہ لگتا۔ یعنی توہین نہ ہوتی تو تکفیر بھی نہ ہوتی۔ اس موضوع پر مفصل لکھا جا چکا ہے۔

مولانا عبدالباری فرنگی محلی و مولانا عبدالحی لکھنوی کے نام سے بھی مغالطہ دیا گیا کہ ان دونوں نے اعلیحضرت قدس سرہٗ کو متکبر لکھا ہے مگر مصنف مانچسٹر دی کو معلوم نہیں کہ حضرت مولانا عبدالباری صاحب فرنگی

محلی علیہ الرحمۃ توبہ اور رجوع فرما چکے تھے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ سے متفق ہو گئے۔[1] یہ حوالہ "ہمدم" سے نقل ہو چکا۔ اُن کے تحریر نامہ کے الفاظ اسی زیر مطالعہ کتاب میں پیش کئے جا چکے ہیں۔

مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی کی کسی کتاب کا حوالہ نہ دیا۔ مولوی عبدالحیٔ صاحب حضور اعلیحضرت کو خواہ کچھ کہیں متکبر سے بڑھ کر کہیں کیونکہ یہ مولوی قاسم نانوتوی کے مسلکی ہم زلف تھے جناب مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ:

"جس وقت مولانا (قاسم نانوتوی) نے تحذیر الناس لکھی ہے کسی نے ہندوستان بھر میں مولانا کے ساتھ موافقت نہیں کی بجز مولانا عبدالحی صاحب کے۔"[2]

ثابت ہوا یہ اُن کے اپنے ہی تھے۔ رہی بات یہ کہ اعلیحضرت متکبر تھے یا نہیں تو جواباً عرض یہ ہے کہ اگر کوئی بد مذہب اور مسلکی مخالف ایسا کہتا ہے تو واقعی اعلیحضرت میں چونکہ غیرت ایمانی اور تصلب دینی تھا جس کی بنا پر ناواقف و بے بصیرت لوگ انہیں متکبر کہتے ہیں واقعی وہ مانچسٹر وی جیسے بے غیرت نہ تھے کہ اعلیحضرت کو اپنے زعم بُغض عناد میں مرزا قادیانی جیسا بھی کہیں اور مسلمان بھی مانیں مرزا قادیانی دجال کو صفحہ ۲۱۶ جلد۱ پر مولانا غلام احمد قادیانی بھی لکھیں۔ باقی یہ متکبر کہنے والے جانیں کہ مسئلہ کیا ہے کسی مسلمان کو محض اندازاً ہی متکبر قرار

۱؎ اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ مولوی عبدالحی صاحب رجوع کر چکے تھے

۲؎ الافاضات الیومیہ ۴ صفحہ ۵۸۰

دے کر "مسلمان سے نیک گمان رکھو" اور "حسن ظن" رکھو کے حکم کی خلاف ورزی کریں۔

دس الزامات یہ ہیں

لکھتا ہے مولانا غلام احمد قادیانی اور مولانا احمد رضا خاں بریلوی میں انگریز دوستی کی بنا پر اصلاحی تحریکوں کی مخالفت قدر مشترک تھی۔۔۔۔۔ تقابلی نقشہ پیش کرتا ہے۔

مسٹر مانچسٹروی زیادہ سے زیادہ اعلحضرت علیہ الرحمۃ سے سرسید علی گڑھی کی تحریک نیچریت۔ ہندو نواز خلافت کمیٹی صلح کلی دھوکہ باز ندوۃ العلماء۔ ہندو کانگریس کی مخالفت ثابت کرسکتا ہے۔ خود مصنف مانچسٹروی اور انصاف پسند قارئین مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کی کتاب الافاضات الیومیہ و قصص الاکابر اور مکالمۃ الصدرین لے کر بیٹھ جائیں علی گڑھی کی تحریک نیچریت۔ خلافت کمیٹی۔ ہندو کانگریس کا رد و ابطال ان میں واضح طور پر ملے گا اور کہیں کہیں ہلکا پھلکا رد اور خفیف تنقید ندوۃ العلماء پر بھی ملے گی۔ مانچسٹروی کو چاہیئے کہ پہلے اپنے اکابر کی پڑتال کرے مذکورہ بالا عنوانات ایک ایک مستقل موضوع ہے۔ اگر ہم بحوالہ کتب اکابر دیوبند ان عنوانات پر کلام کریں تو اچھی خاصی ضخیم کتاب بن سکتی ہے۔ بے چارے مانچسٹروی کو تو گھر کی خبر نہیں۔

(۱) ایک الزام یہ ہے "انگریز سے خاندانی وفاداری" اس کا مدلل و مفصل جواب دیا جا چکا فیصلہ حقیقت پسند قارئین پر ہے۔ انگریز کے وفادار

دیوبندی وہابی ہیں یا اعلحضرت قدس سرہٗ؟

(۲) دوسرے الزام کا عنوان ہے "انگریزوں کی تعریف" اسی جلد میں اس موضوع پر ہمارا جوابی مضمون کافی سے بہت زیادہ ہے۔ انگریز کی تعریف و توصیف اور قصیدہ خوانی کرنے والے دیوبندی وہابی ہی تھے پچھلے اوراق میں ملاحظہ ہو۔

(۳) تیسرا الزام "جہاد کی ممانعت" گزشتہ اوراق میں ہم بحوالہ کتب اکابر دیوبند ثابت کرچکے ہیں کہ انگریزوں سے جہاد کے خلاف فتاویٰ دینے والے مولوی اسماعیل دہلوی اور رشید احمد گنگوہی دیوبندی ہی تھے اس کے دلائل اسی کتاب کے پچھلے اوراق میں ملاحظہ ہوں۔

(۴) "ترک موالات" اس موضوع پر بحث مسٹر مانچسٹروی کے بس کا روگ نہیں دیوبندیوں کا ترک موالات کا ناٹک تھا اور اپنے مفاد و مطلب کے لئے۔

(۵) ماموریت ماموریت کے دعویٰ کا الزام محض لفظی اور الفاظ کی ہیرا پھیری ہے۔

(۶) مسلمانوں کی عام تکفیر کا الزام لگا کر اپنے پانچ سات نام نہاد مولویوں کو تکفیر سے بچانا ہے وہ خود توہین و تنقیص کے مرتکب ہیں عام مسلمانوں کی تکفیر کے الزام کی تردید سیدنا اعلحضرت کی کتاب تمہید ایمان میں موجود ہے۔

(۷) مکہ مدینہ کے اماموں کے پیچھے نماز کے موضوع پر ابھی چند اوراق قبل مفصل بحث ہو چکی ہے۔

(۸) تحریکِ خلافت کے موضوع پر بیشتر اکابر دیوبند اعلیٰحضرت کے مقلد وہمنوا ہیں اور اس مسئلہ پر اسی کتاب میں گزشتہ اوراق میں بحث ہو چکی ہے ہمارے دلائل کا توڑ کوئی کر کے دکھائے۔

(۹) انگریزی حکومت سے اُمیدیں یہ سوال محض سوالات کی تعداد بڑھانے کے لئے لکھ دیا ہے کیونکہ سوال نمبرا وسوال نمبر۲ میں یہی کچھ ہے اور اس کا مدلل ومسکت رد ہو چکا ہے۔

(۱۰) قرآن کریم میں تحریف لفظی کی کوشش کا جواب آئندہ صفحات میں مفصل آرہا ہے لیکن اس سے قبل ہم مؤلف مانچسٹروی کی لاعلمی و بے خبری کا انکشاف ضروری سمجھتے ہیں۔

گونگے بہرے حوالے

مانچسٹروی صاحب نے اپنے خبط الزام تراشی میں معاذ اللہ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے غرور گھمنڈ پر ایک حوالہ مولانا عبدالحیٔ لکھنوی کا دیا ہے اور حاشیہ میں لکھا ہے نزہۃ الخاطر جلد ۸ صفحہ ۸ ندارد ہے۔ اصل سے کوئی کس طرح مطابقت کرے؟

دوسرا حوالہ التکبر علی المتکبر صدقۃ مولانا عبدالباری فرنگی محلی کے ذمہ لگا کر الطاری الداری لہفوات عبدالباری حصہ دوم صفحہ ۲ کا دیا ہے جو سراسر غلط اور مبنی بر کذب وافترا ہے۔ کیا "الطاری الداری" مولانا عبدالباری فرنگی محلی کی تصنیف ہے؟ یہ کتاب تو سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ العزیز کی ہے۔ مصنف مانچسٹروی جی کو تو یہ بھی معلوم نہیں کہ

جس کتاب کا حوالہ نقل کر رہا ہے اس کا نام الطاری الداری لہفوات عبدالباری یا الطاری الداری بہفوات عبدالباری ہے اور نہ یہ معلوم یہ کتاب سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی ہے یا مولانا عبدالباری کی ہے اور نہ یہ معلوم کہ مولانا عبدالباری صاحب فرنگی محلی نے رجوع فرما کر توبہ نامہ چھاپ دیا تھا۔[1]

دس سنگین الزامات کے زناٹے دار جوابات

مصنف نے اپنی سراپا کذب و افترا تصنیف میں صفحہ ۱۱۵ پر بعنوان قادیانیوں اور رضاخانیوں کے مشترکات دو بدترین اور صفحہ ۱۶۱ پر دس سنگین ترین الزامات لگائے تھے اب صفحہ ۲۱۷ جلد اوّل پر یہی الزامات قدرے تفصیل سے مبہم حوالوں کے ساتھ نقل کئے ہیں۔ ہمارا ارادہ تھا کہ مختصر جوابات پر قناعت کریں کیونکہ جس طرح مصنف ایک ایک حوالہ بار بار نہیں بلکہ تین تین چار چار بار نقل کر رہا ہے ان کے جوابات کے بار بار اعادہ کی ضرورت نہیں مگر بعض اکابر دیوبند کے مستند حوالہ جات ہمارے پیش نظر تھے لہٰذا مناسب ہوگا کہ ان حوالہ جات کو جو پہلے نہیں آئے کو بالتفصیل نقل کر دیا جائے ہمیں حیرت ہے کہ مصنف کو اپنے اکابر کے مسلک اور موقف تک کی خبر نہیں ؂

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر ۔ اپنے بیگانے ذرا پہچان کر

---

[1] دیکھو اخبار "ہمدم" لکھنؤ ۲۰ مئی ۱۹۲۱ء۔

انگریزوں سے خاندانی وفاداری

کے زیر عنوان پہلے یہ اپنے ہم عقیدہ و ہم مسلک و ہم فکر قادیانی بھائیوں کا حوالہ دیتا ہے اور پھر سیدنا اعلیٰحضرت امام اہلسنت کے جد امجد حضرت مولانا امام العلماء شاہ رضا علی خاں صاحب قدس سرہٗ کے متعلق لکھتا ہے:

رضا خانی فکر و عمل۔ "مسلمانوں کو گرفتار کر کے تختۂ دار پر چڑھایا جا رہا تھا مولانا رضا علی خاں اس زمانہ میں بریلی میں محلّہ ذخیرہ میں قیام فرما تھے۔ شہر کے بڑے بڑے با اثر لوگوں نے گھروں کو خیر باد کہہ دیا تھا اور دیہاتوں میں جا کر روپوش ہو گئے تھے۔ مولانا صاحب نے باوجود لوگوں کے اصرار کے بریلی نہ چھوڑی۔"

اس پر یہ معاندانہ و خبیثانہ حاشیہ آرائی کرتا ہے

"معلوم ہوا کہ بڑے حضرت کے حکومت سے پورے اعتماد کے تعلقات تھے۔"

کور باطن کے اندھے کو صرف یہی سوجھ سکتی تھی۔ ارے احمق مطلق کیا بریلی شریف نہ چھوڑنا انگریز سرکار سے تعلقات کی دلیل ہے؟ اور دیہاتوں میں روپوش ہو جانا بہادری اور جہاد کی دلیل ہے۔ کیا دیوبندی مولوی دیہاتوں میں روپوش ہو کر جہاد کر رہے تھے؟ کیا میدان سے بھاگ جانے اور روپوش ہو جانے کا نام جہاد ہے؟ امام العلماء سیدنا شاہ

مولانا رضا علی خاں صاحب قدس سرہٗ ولیٔ باخدا اور استقامت و جرأت و بہادری میں یکتا تھے بریلی میں ڈٹے رہے۔ یہ اُن کی استقامت اور دلیری ہے توکل ہے آؤ تمہارے اکابر سے ثابت کرتا ہوں۔

بریلی شریف میں انگریزی حکام خوفزدہ تھے

مشہور دیوبندی مولوی محمد احسن نانوتوی کی سوانحعمری بنام مولانا محمد احسن نانوتوی میں صاف لکھا ہے:

"مئی ۱۸۵۷ء کے دوسرے ہفتے میں جب دیگر مقامات کی وحشتناک خبریں بریلی پہنچیں تو انگریزی حکام بہت خوف زدہ ہوئے۔ انہوں نے اپنے اہل و عیال کو احتیاطاً ۲۰ مئی ۱۸۵۷ء کو نینی تال بھیج دیا۔"[1]

بریلی شریف میں انگریزی پٹھو دیوبندی مولوی کا کردار

مانچسٹر دی جی یہ بریلی شریف تھی اور وہ مولانا شاہ رضا علی خان تھے۔ اب اپنے دیوبندی انگریزی پٹھو مولوی کا کردار بھی ملاحظہ ہو:

"۲۲ مئی ۱۸۵۷ء کو نماز جمعہ کے بعد (دیوبندی مولوی) مولانا محمد احسن صاحب نانوتوی نے بریلی کی مسجد نو محلّہ میں مسلمانوں کے سامنے ایک تقریر کی اور اس میں بتایا کہ حکومت (برطانیہ) سے بغاوت کرنا خلافِ قانون ہے۔۔"

[1] کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی صفحہ ۵۰

اس تقریر نے بریلی میں ایک آگ لگا دی اور تمام مسلمان مولانا محمد احسن نانوتوی (دیوبندی) کے خلاف ہو گئے اگر کوتوال شہر شیخ بدر الدین کی فہمائش پر مولانا (نانوتوی دیوبندی) بریلی نہ چھوڑتے تو اُن کی جان کو بھی خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔"[1]

کیوں جناب کیسا مزہ آیا؟

قادیانیوں سے بڑھ کر وفاداری

مصنف مانچسٹروی نے قادیانی رضا خانی مشترکہ اساس کے ذیل میں لکھا ہے کہ

"۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مرزا غلام احمد کے والد مرزا غلام مرتضیٰ نے پچاس سوار اور پچاس گھوڑے سرکار انگلشیہ کو پیش کئے تھے۔" (حوالہ کچھ نہیں) چلو ہم مانتے ہیں کئے ہوں گے۔

دیوبندی فکر و عمل بھی ملاحظہ ہو اکابر دیوبند تو خود انگریزوں کی حمایت میں لڑے۔ آیئے دیکھیئے لکھا ہے:

"ایک مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ حضرت امام ربانی (مولوی رشید احمد گنگوہی) اپنے رفیقِ جانی مولانا قاسم العلوم (نانوتوی صاحب) اور طبیب روحانی اعلحضرت حاجی

[1] کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی صفحہ ۵۰۔۵۱

(امداد اللہ) صاحب و نیز حافظ ضامن صاحب کے ہمراہ تھے کہ بندوقچیوں (جنگ آزادی والوں) سے مقابلہ ہو گیا۔ یہ نبرد آزما دلیر جتھا اپنی (انگریزی) سرکار کے مخالف باغیوں کے سامنے سے بھاگنے والا یا ہٹ جانے والا نہ تھا اس لئے اٹل پہاڑ کی طرح پرا جما کر ڈٹ گیا اور سرکار (انگریزی) پر جانثاری کے لئے تیار ہو گیا اللہ رے شجاعت و جوانمردی کہ جس ہولناک منظر سے پتہ پانی اور بہادر سے بہادر کا زہرہ آب ہو جائے وہاں چند فقیر (یعنی دیوبندی اکابر) ہاتھوں میں تلواریں لئے جم غفیر بندوقچیوں (جنگ آزادی کے مجاہدین) کے سامنے ایسے جمے رہے جیسے زمین نے پاؤں پکڑ لئے ہوں چنانچہ آپ (مولوی گنگوہی) پر فیریں ہوئیں اور حافظ ضامن صاحب رحمۃ اللہ علیہ زیر ناف گولی کھا کر شہید بھی ہوئے۔"[1]

مانچسٹروی جی آنکھیں کھول کر نہیں آنکھیں پھاڑ کر پڑھو کہ قادیانی اور دیوبندی اساس مشترکہ ہے یا نہیں؟ اور دونوں انگریز کے جانثار ہیں یا نہیں؟ انگریزوں سے لڑ کر مرنے والا شہید ہوتا ہے یا انگریزوں کی حمایت میں لڑنے والا شہید ہوتا ہے؟

معاذ اللہ اعلحضرت علیہ الرحمۃ کی انگریز دوستی کی ایک اور دلیل

[1] تذکرۃ الرشید حصہ اوّل صفحہ ۷۴، ۷۵

سنیئے۔ لکھتا ہے:

"اعلیٰحضرت کے خسر شیخ فضل حسین مرحوم ریاست رامپور میں نواب کلب علی خاں کے مشیروں میں ممتاز درجہ پر فائز تھے۔"

معاذ اللہ اعلیٰحضرت اس لئے انگریز کے ایجنٹ تھے کہ اُن کے خسر نواب رام پور کے مشیروں میں ممتاز درجہ پر فائز تھے۔

اور یہ بھی دیکھیئے! مشہور دیوبندی مولوی محمد احسن نانوتوی جب انگریزوں کے خلاف جہاد کو خلاف قانون قرار دے کر جان بچا کر بریلی شریف سے بھاگا تو اپنی نواب ریاست رام پور کے مدار المہام حکیم سعادت علی خاں کے صاحبزادے حکیم ولایت علی صاحب کے پاس ٹھہرے وہاں سے رام پور افغاناں ہو کر نانوتہ پہنچے۔ [1]

کہیئے اور صاف کہیئے یہ بھی انگریز کے ایجنٹ ہوتے؟

قادیانی فکر و عمل، مانچسٹروی نے یہ لکھا ہے مرزا غلام قادیانی لکھتا ہے:

"میں ایسے خاندان سے ہوں جس کی نسبت گورنمنٹ نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ ۔۔۔۔۔ اوّل درجہ پر سرکار انگریزی کا خیر خواہ ہے"۔۔۔۔۔ الخ [2]

اس کے مقابل سیدنا مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا خاں صاحب قدس سرہٗ کا یہ حوالہ دیا ہے لکھتا ہے

[1] کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی صفحہ ۵۲، [2] مطالعہ بریلویت صفحہ ۲۱۸

انگریزوں کی مدح و تعریف۔ مولانا مصطفےٰ رضا خاں صاحب جانشین صاحبزادہ مولانا احمد رضا خاں انگریزوں کی تعریف میں لکھتے ہیں:

"حجاز میں قحط کی یہ کیفیت تھی کہ لحم میتۃ (مردار گوشت) بھی باقی نہ رہا تھا۔۔۔۔ نصاریٰ ہندوستان سے اناج کے جہاز بھر کے لے جاتے تھے یہاں چار سیر بکتا تھا وہاں دس سیر کا فروخت کرتے تھے بلکہ مفت بانٹتے تھے"

بتاؤ اس میں انگریزوں کی کیا تعریف ہے کیا مدح سرائی ہے؟ ایسا کرنے پر انگریزوں کو کون سی شاباش دی گئی ہے۔ ایک واقع کے طور پر یہ بات بیان ہوتی ہے مگر مانچسٹروی کو اپنے اکابر کے آقاؤں کی تعریف اور مدح سرائی نظر آتی ہے۔

یہ حوالہ تین بار نقل ہوا

سیدنا مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب قدس سرہٗ کا یہ حوالہ حجۃ داہرہ صفحہ ۲۱۱ و صفحہ ۲۳۳ و صفحہ ۲۱۸ وغیرہ پر تین بار نقل کیا گیا ہے پھر بھی اس کی آتشِ انتقام نہیں بجھی۔ اور بات کچھ بھی نہیں آؤ ہم بتاتے ہیں انگریزوں کی مدح تعریف یہ ہے۔

انگریزوں کی مدح و تعریف

یہ ہے جو دیوبندی امام دوم مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی نے کی اور انگریز کا حق نمک ادا کیا آنکھ پھاڑ کر پڑھو اور کان کھول کر سنو۔ سینہ تان کر کہتا ہے:

"میں جب حقیقت میں (انگریزی) سرکار (گورنمنٹ برطانیہ)
کا فرمانبردار رہا ہوں تو جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیکا نہ
ہوگا اور اگر مارا بھی گیا تو سرکار (انگریزی حکومت) مالک
ہے جو چاہے کرے۔"[1]

ہاں جی ملاں مانچسٹروی صاحب! انبض کتنے نمبر پر ہے ذرا دل
کھول کر بتاؤ کہ حقیقت میں انگریزی سرکار کا فرمانبردار کون تھا۔ انگریزوں
کو اپنا مالک و مختار کس نے کہا؟ دیوبندی قطب عالم نے یا سُنّی
مجدد اعظم اعلیحضرت فاضل بریلوی نے؟ شرم تم کو مگر نہیں آتی
الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا۔

قادیانی فکر و عمل

مانچسٹروی جی نے صفحہ ۲۱۸ پر اس عنوان کے
ذیل میں لکھا ہے:

"کیا تم سلطان روم کی عملداری میں رہ کر یا مکہ مدینہ میں اپنا
گھر بنا کر شریر لوگوں کے حملوں سے بچ سکتے ہو؟ ہر گز
نہیں۔ بلکہ ایک ہفتہ ہی میں تم تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے
کیے جاؤ گے۔"

ہم نہیں سمجھے مذکورہ بالا حوالہ سے مانچسٹروی مجہول کیا مفاد حاصل
کرنا چاہتا اور اس کا کون سا مدعا اس سے ثابت ہوتا ہے۔ مذکورہ حوالہ
تو لکھ دیا مگر اس کے مقابلہ میں سُنی بریلوی حوالہ نقل نہیں کیا۔ لو آؤ ہم

[1] تذکرۃ الرشید حصہ اوّل صفحہ ۸۰

اس کے مقابلہ پر دیوبندی وہابی حوالہ نقل کرتے ہیں۔

دیوبندی وہابی فکر و عمل

"سید (احمد) صاحب (اور اسمٰعیل دہلوی وغیرہ) کا سرکار (انگریزی
حکومت) سے جہاد کرنے کا ہرگز ارادہ نہیں تھا۔ وہ اس
(انگریزی) آزاد عملداری کو اپنی ہی عملداری سمجھتے تھے اور
اس میں شک نہیں کہ اگر سرکار انگریزی اس وقت سید
صاحب کے خلاف ہوتی تو ہندوستان سے سید صاحب
کو کچھ بھی مدد نہ پہنچتی مگر سرکار انگریزی اس وقت دل
سے یہ چاہتی تھی کہ (پنجاب میں) سکھوں کا زور کم ہو۔"[1]

مانچسٹروی جی کو چاہیئے ذرا اپنے گھر کے فکر و عمل بھی ایک نظر دیکھ
لیا کرے تاکہ ندامت نہ ہو۔

جہاد کی ممانعت کا فتویٰ

ملاں مسٹر مانچسٹروی (جس نے غالباً جھوٹ و دجل و فریب کاری
میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ہوئی ہے) صفحہ ۲۱۹ پر لکھا ہے
جب ہندوستان میں انگریزی عملداری کے خلاف تحریکیں اٹھ رہی تھیں یا
مسلمان انگریزوں کی مخالفت کرنے کو جہاد سمجھتے تھے تو مرزا غلام احمد
قادیانی اور مولانا احمد رضا خان نے اُن کی روک تھام کے لئے ممانعت
جہاد کے فتوے جاری کئے ..... الخ

[1] تواریخ عجیبہ مصنفہ محمد جعفر تھانیسری صفحہ ۱۸۲

مصنف مانچسٹروی نے یہاں مرزا قادیانی سے اندرون خانہ فکری ذہنی ہم آہنگی کے باعث مرزا مردود دجال قادیان کا فتویٰ نقل نہیں کیا اور اعلیٰحضرت امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صرف یہ الفاظ نقل کئے ہیں:

"مسلمانان ہند پر حکم جہاد و قتال نہیں"۔ [1]

اس ضمن میں ایک حوالہ قطعاً بے ربط سیدنا مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خان صاحب قدس سرہٗ کی کتاب حجۃ داہرہ سے دیا گیا۔

یہ حوالہ بے شمار بار دیا گیا ہے

"مسلمانانِ ہند پر حکم جہاد و قتال نہیں" (دوام العیش)

دیکھو صفحہ ۲۰۴ و صفحہ ۲۱۹ و صفحہ ۲۳۴ و صفحہ ۱۹۹۔ اس کو دورنگی کہیں یا گل پن کہیں جنون و خبط کہیں یا دل کی بھڑاس کہیں ایک ایک اعتراض کا بار بار اعادہ کر رہا ہے ایک غلطی پر ایک تھپیڑ کافی نہیں سمجھا کیا پی ایچ ڈی ایسے ہی اندھے ہوتے ہیں۔

دوام العیش کا سن تالیف ۱۳۳۹ھ ہے اس وقت چوٹی کے اکابر دیوبند زندہ موجود تھے مولوی خلیل انبیٹھوی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی محمود الحسن دیوبندی، مولوی مفتی عزیز الرحمان دیوبندی، مولوی حسین احمد ٹانڈوی، کفایت اللہ دہلوی اور انور کاشمیری وغیرہ وغیرہ

[1] دوام العیش صفحہ ۱۴

اگر دوام العیش کے مندرجات غلط تھے خلیفہ اسلام کا قریشی ہونا لازمی اور ضروری نہیں تھا۔ جہاد فرض ہو چکا تھا تو مذکورہ بالا اور ان کے سوا اکابر دیوبند نے دوام العیش کا جواب کیوں نہ دیا، رد کیوں نہ کیا؟ کیا وہ یہ کام مانچسٹروی مجہول کے لئے چھوڑ گئے تھے؟ کیا مانچسٹروی ان حضرات سے زیادہ وسیع النظر محقق و فقیہ اور علمی گہرائی کو جاننے والا ہے؟

چلو مانچسٹروی خود بتائے کہ اگر مسلمانان ہند پر ترکی کی حمایت میں جہاد فرض تھا تو مسلمہ اکابر دیوبند میں سے جہاد کی فرضیت پر کون کون سی کتابیں لکھی گئیں؟ اکابر دیوبند میں سے کس کس نے جہاد کی فرضیت کا فتویٰ دیا؟ اکابر دیوبند میں سے کون کون سے مولوی میدان جہاد میں گئے؟ اکابر دیوبند میں سے مولوی اشرف علی تھانوی کون سے محاذ پر جا کر "شہید" ہوا۔ محمود الحسن دیوبندی کون سے محاذ پر "شہید" ہوا؟ انور کاشمیری، خلیل انبیٹھوی کس محاذ پر "شہید" ہوئے؟ مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی اور مفتی کفایت اللہ دہلوی کس محاذ پر مارے گئے؟ حسین احمد ٹانڈوی کون سے انگریز کی توپ کا نشانہ بنے؟ ذرا بتاؤ تو سہی دیوبندی ملاؤں نے اپنے آقا انگریز بہادر کے خلاف اور ترکی کی حمایت میں کونسا میدان کارزار گرم کیا تھا؟ اسلحہ کے کتنے جہاز بھر کر ترکی پہنچائے۔ دیوبند کا بحری بیڑہ اور فضائی بیڑہ کب حرکت میں آیا؟ زبانی کلامی جمع خرچ بنانے سے کیا فائدہ۔ کاغذی گھوڑے دوڑانے سے کیا حاصل؟ آج تمہارے وظائف بند ہو گئے۔ تمہارا آقا انگریز برصغیر سے اپنا بستر گول

کر گیا تو تم جہاد جہاد کے نقارے بجا کر مجاہدین کا روپ دھار رہے ہو۔ بے حیا باش ہرچہ خواہی کن۔

مانچسٹروی صاحب اگر ماں کا دودھ پیا ہے تو ذرا "دوام العیش" کا جواب لکھ کر تو دکھاؤ۔ تمہارے چوٹی کے اکابر اعلیحضرت امام اہلسنت کی گرد راہ کو نہ پا سکے اور خس وخاشاک کی طرح بہہ گئے تو تمہارے جیسے مداریوں کی حقیقت ووقعت ہی کیا۔ دوام العیش کل بھی لاجواب تھا آج بھی لاجواب ہے اور انشاء اللہ العزیز آئندہ بھی لاجواب رہے گا۔ کیا محض ہوائیاں اڑا کر اس کا اثر زائل کر سکتے ہو؟ دیوبندی وہابی نام نہاد مجاہدین اور خود ساختہ پُر فریب جہاد کی مکمل سرگزشت اسی کتاب کے گزشتہ اوراق میں مفصل بیان کر دی گئی ہے جن کو دیکھ کر مانچسٹروی کو دل کے دورے تو پڑ سکتے ہیں جواب نہیں ہو سکتا۔ مصنف مانچسٹروی نے صفحہ ۲۱۹ پر قادیانی فکر و عمل کے تحت مرزا غلام قادیانی مردود کے حوالہ سے لکھا ہے:

> "گورنمنٹ کی اطاعت اور فرمانبرداری کی نیت سے ہم نے کئی کتابیں مخالفت جہاد میں لکھی ہیں"

مصنف اس کے مقابل اسی نوعیت کا حوالہ امام اہلسنت سیدنا اعلیحضرت علیہ الرحمتہ سے نہ لا سکا کہ فاضل بریلوی بھی مرزا مردود کی طرح معاذ اللہ انگریز کے فرمانبردار تھے۔ آیئے ہم دیوبندی قطب عالم گنگوہی صاحب کی انگریزی فرمانبرداری کا راز منکشف کرتے ہیں۔

دیوبندی گنگوہی فکر و عمل

مولوی رشید احمد صاحب کھلے دل سے اعتراف کرتے ہیں:

> "جب میں حقیقت میں سرکار (انگریزی حکومت) کا فرمانبردار رہا ہوں تو جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیکا نہ ہوگا اگر مارا بھی گیا تو سرکار (انگلشیہ) مالک ہے اُسے اختیار ہے جو چاہے کرے"[1]

فرمانبرداری کا لفظ قادیانی اور گنگوہی دونوں کے اقرار و اعتراف میں موجود ہے یہ ہے قادیانی دیوبندی مشترکات۔ اور سنیئے:

> "جیسا کہ آپ حضرات (یعنی مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند اور مولوی رشید احمد گنگوہی) اپنی مہربان سرکار (انگلشیہ) کے دلی خیر خواہ تھے تا زیست دلی خیر خواہ ہی ثابت رہے"[2]

گنگوہی۔ نانوتوی۔ تا زیست انگریزوں کے دلی خیر خواہ ہونے کا اعتراف کر رہے ہیں مگر مولوی مانچسٹروی اپنی سینہ زوری، چرب زبانی سے ان کو بعد مرنے کے قبروں میں پڑے گلی سڑی حیثیت میں اُن سے انگریزوں کے خلاف جہاد کرا رہا ہے کہ وہ تا زیست تو انگریزوں کے دلی خیر خواہ رہے مگر اب وہ اپنی قبروں میں انگریزوں کے خلاف جہاد کر رہے ہیں اور وہ اب اپنی مہربان سرکار کے نمک حرام دشمن ہو گئے ہیں؟ مانچسٹروی جی

---

[1] تذکرۃ الرشید حصہ اول صفحہ ۸۰، [2] تذکرۃ الرشید جلد ا صفحہ ۹۔

مع دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

جہاد اور اکابر دیو بند

مصنف مانچسٹروی نے جگہ جگہ جہاد کی ڈینگیں ماری ہیں اور معاذ اللہ قادیانی مرزا مردود کی طرح سیدنا اعلیٰحضرت اور علماء اہلسنت کو جہاد کا مخالف اور انگریزوں کا ہمنوا قرار دیکر اپنا نامۂ اعمال سیاہ سے سیاہ تر کیا ہے۔ اگرچہ اس موضوع پر کافی لکھا جا چکا ہے جس سے نہ صرف مانچسٹروی بلکہ اس طائفہ کے اکابر الصاغر کے ہوش اڑ جائیں گے۔ بطور نمونہ صرف ایک حوالہ اور پیش کیا جاتا ہے۔ مولوی اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹی مصنف تقویۃ الایمان کی سنئیے:

"اثنائے قیام کلکتہ میں ایک روز مولانا اسماعیل شہید وعظ فرما رہے تھے ایک شخص نے مولانا سے فتویٰ پوچھا کہ سرکار انگریزی پر جہاد کرنا درست ہے یا نہیں! اس کے جواب میں مولانا (اسماعیل دہلوی) نے فرمایا ایسی بے رو ریا اور غیر متعصب سرکار پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں۔" [1]

○ مزید کہا "اگر کوئی ان (انگریزوں) پر حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ (برطانیہ) پر آنچ نہ آنے دیں" [2] اور سنیئے اور دیوبندی وہابی نام نہاد مجاہدین کے جہاد کے بلند بانگ دعوؤں کا اندازہ لگائیے۔

[1] تواریخ عجیبہ صفحہ ۷۳، [2] حیات طیبہ صفحہ ۲۹۶

○ "آپ (مولوی اسماعیل دہلوی) نے جواب دیا کہ ان (انگریزوں) پر جہاد کرنا کسی طرح واجب نہیں ایک تو ہم ان کی رعیت ہیں دوسرے ہمارے (وہابیوں کے) مذہبی ارکان کے ادا کرنے میں وہ ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے ہمیں ان کی حکومت میں ہر طرح آزادی ہے۔" [1]

بہر حال اس قسم کے بکثرت حوالے گزر چکے ہیں۔

ترک موالات

ترک موالات کا ذکر بھی مصنف مانچسٹروی نے جگہ جگہ کیا ہے۔ ترک موالات اور ترک معاملت کو یکجا جانے اور اس باب میں احکام شریعت کو جاننا سمجھنا مانچسٹروی جیسے سطحی ذہن کے بس کی بات نہیں۔ اس کا علمی فن تو فقط اتنا ہے کہ کتر بیونت کر کے کسی عبارت کا ایک ٹکڑا نقل کر دیا اور جھگڑالو عورتوں کی طرح ملعنے طعنے دینے شروع کر دیئے۔ اپنے حماقت افروز ذہن سے نتائج اخذ کر کے من مانی ڈگری دے دی ترک موالات کی بحث ایک مفصل مضمون کی متقاضی ہے اور اس سلسلہ میں امام اہلسنت مجدد دین ملت سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظیم محققانہ کتاب لاجواب "المحجۃ المؤتمنۃ فی آیۃ الممتحنۃ" بے مثال ہے جس میں بکثرت نصوص قرآن واحادیث جزئیات فقہ واقوال ائمہ ناقابل تردید دلائل سے مسئلہ زیر بحث کو واضح فرمایا ہے۔

[1] حیات طیبہ صفحہ ۲۹۶

۱۳۳۹ھ سے آج تک یہ کتاب لاجواب ہے۔ گاندھوی کانگریسی ملاؤں سے اور ان کے اکابر سے اور گاندھوی لیڈروں سے اس کا جواب نہ ہوسکا۔ علم و فضل و تحقیقات کے سمندر گونج رہے ہیں۔ ملاں مانچسٹر دی کے اکابر تو اس عظیم کتاب کا جواب دیئے اور رد کیئے بغیر اپنی اپنی قبروں میں جاگھسے مانچسٹر دی میں دم خم ہے تو اس کا جواب لکھ دے اور توڑ کر دے اس کا طول و عرض ہم بھی دیکھ لیں گے۔ سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ العزیز نے تو یہ فرمایا تھا کہ ترک موالات ہنود و نصاریٰ دونوں سے ہو۔ دیوبندی مولویوں نے ہندوؤں سے اتحاد کیا کانگریس میں شامل ہوئے گاندھی کی غلامی نہرو کی ایجنٹی قبول کی خطبہ جمعہ میں گاندھی کی تعریف کی۔ گاندھی اور دیگر مشرکین کو مسجد میں لائے اور جب آخری وقت دیکھا کہ نصاریٰ کا دم واپسیں ہے۔ نصاریٰ سے ترک موالات کا محض دکھاوے کا ڈھنڈورا پیٹا اور بزعم خود اس کو جہاد کی ایک صورت قرار دیا۔ یہ جہاد ان پر اُن کے مہاتما گاندھی جی نے فرض کیا تھا۔ سیدنا اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ نے انگریزی حکومت کی نصرت و اعانت و استحکام کے لئے نہیں بلکہ اس بنیاد پر فتویٰ دیا تھا کہ گورنمنٹ یہ روپیہ جو گورنمنٹ کالجوں، اسلامیہ سکولوں، اسلامیہ کالجوں کو دیتی ہے لینا جائز ہے یا نہیں سوال یہ تھا:

"کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ حالاتِ حاضرہ پر نظر رکھتے ہوئے گورنمنٹ سے ترک موالات (عدم تعاون) کرنا اسلامی حکم ہے یا نہیں اور گورنمنٹ سے

اسلامیہ سکولوں۔ اسلامیہ کالجوں کو امداد لینی اور یونیورسٹی سے الحاق رکھنا اندریں حالات چاہیئے یا نہیں۔ جواب باصواب سے عنداللہ ماجور اور عندالناس مشکور ہوں۔ فقط والسلام"

امام اہلسنت اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بکثرت دلائل دے کر اور حوالہ جات نقل فرما کر فرمایا:

"وہ الحاق و اخذ امداد اگر نہ کسی امر خلاف اسلام و مخالفت شریعت سے مشروط نہ اس کی طرف منجر تو اس کے جواز میں کلام نہیں ورنہ ضرور ناجائز و حرام ہوگا۔"[1]

امام اہلسنت قدس سرہٗ نے فرمایا: "یہ ریل، تار، ڈاک ہمارے ہی ملک ہیں ہمارے ہی روپے پیسے سے بنے ہیں، امداد تعلیم کا روپیہ کیا انگلستان سے آتا ہے وہ بھی یہیں کا ہے۔"

یعنی انگریزی حکومت ٹیکس ڈاک ٹکٹ، فیس لائسنس مختلف النوع محصولات کے ذریعے یہیں سے اکٹھا کرتی ہے۔ ہمارا ہی روپیہ پیسہ ہے برطانیہ سے آیا ہوا نہیں ہے اور اسلام و شریعت کی مخالفت سے بھی مشروط نہیں تو اسلامیہ سکولوں اور اسلامیہ کالجوں میں تعلیم کے لئے یہ امداد لینی جائز ہے اور ارشاد فرمایا:

"تعلیم دین کے لئے گورنمنٹ سے امداد قبول کرنا جو نہ مخالفت

[1] المحجۃ المؤتمنۃ صفحہ ۸۵ و صفحہ ۹۰۔

شرع سے مشروط ہو نہ اس کی طرف منجر ہو یہ تو بے غائلہ ہے"[۱]

اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے اس فتویٰ کے وقت اکابر دیوبند تو لب باندھے دم سادھے بیٹھے رہے اور آج دیوبند کا یہ طفلِ مکتب اس انداز سے شور و غوغا کر رہا ہے جیسے امام اہلسنت اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے اپنے دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف کے لئے امداد قبول فرمالی ہو۔ ترک موالات خود اکابر دیوبند نے کیوں نہ کیا سنیئے اور جواب دیجئے۔

مدرسہ دیوبند کے مدرسین و ملازمین گورنمنٹ برطانیہ کے قدیم ملازم و پنشنر تھے

(مدرسہ دیوبند کے کارکنوں اور مدرسین کی اکثریت)

"ایسے بزرگوں کی تھی جو گورنمنٹ (انگلشیہ) کے قدیم ملازم اور حال پنشنر تھے جن کے بارے میں گورنمنٹ (برطانیہ) کو شک وشبہ کرنے کی گنجائش ہی نہ تھی"۔[۱]

بانی مدرسہ دیوبند

مولوی قاسم نانوتوی کے متعلق لکھا ہے "بعد از فراغ علوم چندے بمدرسہ انگریز واقع دہلی تعلق گرفتہ"۔[۲]

○ "مولانا (قاسم) نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ دہلی میں مولانا مملوک علی صاحب سے جب تعلیم پاتے تھے تو وہاں کے (انگریزی) کالج میں مولانا کا نام داخل تھا"۔[۳]

[۱] سوانح قاسمی جلد دوم حاشیہ صفحہ ۲۴۷، [۲] تذکرہ علمائے ہند صفحہ ۲۱۰ نولکشور پریس لکھنو ۱۹۱۴ء، [۳] ارواح ثلاثہ صفحہ ۳۰۱۔

○ "مولانا (قاسم) نانوتوی دہلی میں مولانا مملوک علی سے جب تعلیم پاتے تھے تو وہاں کے (انگریزی) کالج میں نام مولانا کا داخل تھا"۔[۱]

کیا ان کالجوں کو انگریزوں کی امداد نہ ملتی تھی؟

مولوی محمد یعقوب نانوتوی

دیوبندی مولوی اشرف علی تھانوی کے استاد اور مدرسہ دیوبند کے صدر مدرس تھے اُن کا حُسن جمال بھی دیکھیئے:

"اس کے بعد (مولانا یعقوب نانوتوی) چالیس روپیہ ماہوار مشاہرہ پر ملازم ہوکر گورنمنٹ کالج اجمیر چلے گئے اور پانچ سال تک وہاں رہے۔ اس کے بعد سہارنپور میں ڈپٹی انسپکٹر مدارس کے عہدہ پر ان کا تقرر ہوا"۔[۲]

اس قسم کے بیسیوں حوالہ جات نقد موجود ہیں۔ دیوبندی مولوی انگریزی سکولوں انگریزی کالجوں میں نوکریاں کرتے رہے اور گورنمنٹ انگلشیہ کی مالی امداد سے فیضیاب ہوتے۔ بتایا جائے کہ ان گورنمنٹ کالجوں اور سکولوں میں مالی امداد کہاں سے آتی تھی؟ کیا یہ انگریزی حکومت کا مال نہ تھا؟ ان حضرات نے ترک موالات کا فتویٰ کیوں نہ دیا؟ اور کیوں تنخواہوں کی صورت میں انگریزی مال ہڑپ کرتے رہے۔

○ لیفٹیننٹ گورنر کے خفیہ معتمد مسٹر پامر ۳۱ جنوری ۱۸۵۷ء کو خصوصی

[۱] کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی صاحب صفحہ ۲۹، [۲] کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی صفحہ ۹۲۔

معائنہ پہ مدرسہ دیوبند آکر داد تحسین دیتے رہے۔ ؎۱

لیفٹیننٹ گورنر سر جیمیس ڈگس لاٹوش ۶ جنوری ۱۹۰۵ء کو مدرسہ دیوبند کے خصوصی معائنہ پہ آکر اپنی عنایات سے نوازتے رہے۔ ؎۲

کیا یہ اندرونی گہرے مراسم کا آئینہ دار نہیں مدرسہ دیوبند کے لئے انگریزی حکومت کی مالی امداد کے وقت ترک موالات کا مسئلہ اکابر و بانیانِ مدرسہ دیوبند کو کیوں یاد نہیں آیا۔؟ یہ سب حوالے بحوالہ کتب گزر چکے ہیں۔

ہمیں تفصیل مانع ہے ورنہ ہم ہوش اڑا دینے والے تاریخی حوالوں سے ثابت کرتے کہ تحریک ترک موالات کا اعلان ۱۹۲۰ء میں مسٹر گاندھی نے کیا تھا اور ہندو مسلم بھائی بھائی اور ہندو مسلم اتحاد کا نعرہ دیا تھا بعض سطحی نظر رکھنے والے لیڈر اس رو میں بہہ کر گاندھی گردی کی زد میں آگئے انگریزوں سے ترک موالات کے پردہ میں ہنود جیسے کفار و مشرکین سے معاملت تو معاملت موالات اور دوستی بھی قائم کر لی جو انتہائی خطرناک تھی اعلیٰحضرت امام اہلسنت نے مسلمانان برصغیر کو دو قومی نظریہ دیا جو خلافت کمیٹی اور تحریک ترک موالات والوں پہ موت کی بجلی بن کر گرا اور سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی اور آپ کے نامور خلفاء اور تلامذہ کی مساعی جمیلہ سے مولانا مفتی عبد الباری فرنگی محلی، مولانا محمد علی جوہر و مولانا شوکت علی اور بہت سے ممتاز و مقتدر مسلم لیگی قائدین جو پہلے ہندو کانگریس میں تھے یا خلافت کمیٹی یا تحریک ترک موالات میں تھے توبہ و رجوع کر کے گاندھی کی ہمنوائی سے علیحدہ

؎۱ اور ؎۲ کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی صفحہ ۲۱۷ و روئیداد مدرسہ دیوبند ۱۳۲۲ھ صفحہ ۷

ہوئے۔ ترک موالات تمام کفار و مشرکین یہود و نصاریٰ سب سے ہونا چاہیئے تھا مگر گاندھی جی نے ترک موالات کا پھندہ صرف اس لئے لگایا تھا کہ ہندو مسلم کو ایک قوم بنا دیا جائے اور ہندوستان تقسیم نہ ہو اکھنڈ بھارت کو دوام حاصل رہے۔ مگر تعجب ہے ترک موالات کے لیڈروں پہ نعرہ تو ترک موالات کا لگایا نہ سرکاری ملازمتوں کو چھوڑا نہ سو فیصد خالص انگریزی حکومت کے کنٹرول میں سرکاری کالجوں، سکولوں کو چھوڑا نہ ہسپتالوں کو چھوڑا نہ ریل اور جہازوں اور ڈاک خانوں کو ترک کیا نہ ٹیکس اور فیس لائسنس اور محصولات دینے بند کئے بلکہ پس پردہ انگریزی لیفٹیننٹ گورنروں اور لیفٹیننٹ گورنروں کے خفیہ معتمدوں کو مدرسہ دیوبند کا معائنہ کراتے رہے اور ان دوروں کو مدرسہ دیوبند کی اعلیٰ درجہ کی کامیابی قرار دیتے رہے یہ تھا ان لوگوں کا ترک موالات دیوبندی مولویوں نے اپنی کارستانی اور ہنرمندی سے ایک طرف انگریزی سرکاری حکام کو مدرسہ دیوبند کے خفیہ دورے کرا کرا کر اندھا دھند انگریزوں کا مال کھینچا اور ترک موالات بھی برقرار رہا۔ دوسری طرف گاندھی جی کی جئے بول بول کر ہندوؤں سے چندے بٹورتے رہے۔ سوانح قاسمی میں صاف صاف اقرار موجود ہے لکھتے ہیں:

"چندہ کی کوئی مقدار مقرر نہیں اور نہ خصوصیت مذہب و ملت ہندو سکھ عیسائی (نصاریٰ) یہود کافر مشرک مرتد بدعتی ہر چندہ دینے والا چندہ دے سکتا ہے لہٰذا اس سلسلہ میں منشی تلسی رام۔ رام سہائے منشی ہردواری لعل۔ لالہ

بیج ناتھ۔ پنڈت سری رام ۔ منشی موتی لال ۔ رام لعل ۔ سیوا رام وغیرہ وغیرہ۔ سوانح قاسمی کا مصنف خود اعتراف کرتا ہے کہ سرسری نظر ڈال کر مثلاً چند نام جو سامنے آگئے وہ چُن لیے گئے ہیں[1] ورنہ ہندو چندہ دہندگان کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہے)

بہرحال یہ بات قطعاً واضح ہے کہ ان کا دین و ایمان، مال، مالی امداد روپیہ پیسہ اور چندہ ہے اس سلسلہ میں یہ لوگ ترک موالات کے قائل نہیں ہاں کمال فن کاری سے ہر طرف کا مال ہڑپ کرنے کے بعد میں الزام اعلیٰحضرت امام اہلسنت قدس سرہٗ پر لگانا ان کے دل کا مستقل مرض بن چکا ہے۔

مصنف نے صفحہ ۲۲۱ پر خواہ مخواہ اپنی تیرہ بختی اور شقاوت قلبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بلا دلیل و ثبوت لکھا ہے کہ مرزا البشیر الدین محمود نے بھی مولانا احمد رضا خاں کی طرح تحریک ترک موالات کے خلاف بہت کام کیا۔ اس سے کوئی پوچھے بھلے مانس کیا تو مرتد مرزا البشیر الدین محمود کا پرائیویٹ سیکرٹری تھا؟ اپنے اکابر کی بد اعمالیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی کڑی اپنے ہم عقیدہ مرتدین قادیاں سے ملاتے ہو کیا روسیاہی میں ابھی کچھ کمی ہے۔؟

ماموریت کے دعویٰ کا افترا

صفحہ ۲۲۱ پر خالص الاعتقاد از سیدنا اعلیٰحضرت امام اہلسنت سے ایک عبارت نقل کی ہے۔

[1] سوانح قاسمی جلد ۲ صفحہ ۳۱۷

فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا و لاھل السنۃ من اللہ حمدا بعدا امین

مگر خالص الاعتقاد صفحہ ۶ کیا بلکہ پوری کتاب خالص الاعتقاد میں کہیں بھی جستجوئے بلیغ کے باوجود یہ عبارت نہ ملی مصنف مانچسٹروی نے خالص الاعتقاد کو دیکھے بغیر اپنی ہی طرز کے کسی مفتری دیوبندی مصنف سے نقل کر دی البتہ ایک ضمنی کتاب رماح القہار علی کفر الکفار کے صفحہ ۶۲ پر یہ عبارت ضرور ہے مگر یہ مضمون اور رسالہ جناب حضرت سید حسین حیدر صاحب لکھنو اور جناب سید عبد الرحمٰن صاحب کے مضامین کا مجموعہ ہے اور عبارت مذکورہ بالا میں اعلیٰحضرت قدس سرہٗ یا سید عبد الرحمٰن صاحب حضرت سید حسین حیدر صاحب نے آپ کو مامور من اللہ نہیں لکھا نہ ترجمہ میں نہ عربی عبارت میں اور پھر مامور من اللہ کا لفظ نبی کے ‌ ‌ ‌ نہیں نہ انبیاؑ و رسل کے مفہوم و معانی میں مستعمل ہے۔ اگر مانچسٹروی مامور من اللہ کا اطلاق و استعمال انبیاؑ علیہم السلام تک مختص ثابت کر دے تو ایک ہزار روپے انعام پیش کریں گے۔ مگر وہ پہلے دیوبندی وہابی فکر و عمل دیکھے دیوبندی شیخ الہند محمود الحسن کس طرح مولوی رشید احمد گنگوہی کو مقام نبوت و رسالت پر فائز کرتے ہیں۔

دیوبندی وہابی فکر و عمل

ہدایت جس نے ڈھونڈی دوسری جا ہو گیا گمراہ
وہ میزاب ہدایت تھے کہیں کیا نص قرآنی

حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں مفہوم بالکل واضح ہے اور خود

بدولت مولوی رشید احمد گنگوہی کا بلند بانگ دعویٰ ملاحظہ ہو۔

ہدایت ونجات میرے اتباع پر موقوف

مولوی رشید احمد گنگوہی ڈنکے کی چوٹ

قطعی وثوق و اعتماد سے کہتے ہیں:

"سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور
بہ تقسم کہتا ہوں میں کچھ نہیں ہوں مگر ہدایت ونجات موقوف
ہے میرے اتباع پر"[1]

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اتباع کی اب ضرورت ہی نہیں رہی قرآن و احادیث میں اب حق کا نام ونشان ہی نہیں رہ گیا صرف گنگوہی صاحب کی زبان سے حق نکلنا باقی رہ گیا۔ کیا یہ مرزا قادیانی مردود سے بڑھ کر دعویٰ نہیں کہ ہدایت اور نجات میرے اتباع پر موقوف ہے ورنہ گمراہ ہو کر جہنم میں جاؤ گے۔ اس پر مولوی محمود الحسن کی تائید وتوثیق موجود ہے

ہدایت جس نے ڈھونڈی دوسری جا ہو گیا گمراہ
وہ میزاب ہدایت تھے کہیں کیا نص قرآنی[2]

سیدنا اعلیٰحضرت کی اصل کتاب خالص الاعتقاد میں اُن کے اپنے قلم سے یا کسی دوسرے کے قلم سے مامور من اللہ کے الفاظ موجود نہیں لیکن پھر بھی بے شرمی اور ہٹ دھرمی سے ملّاں مانچسٹروی سینہ تان کر لکھتا ہے:

[1] تذکرۃ الرشید دوسرا حصہ صفحہ ۱۷، [2] مرثیہ گنگوہی۔

"بریلوی لوگ مولانا احمد رضا خاں کو مامور من اللہ مانتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ قبر میں جب پوچھا جائے گا کہ تم کس کی جماعت ہو تو وہاں مولانا احمد رضا خاں کا نام بتانا ہوگا۔"[1]

واقعی مانچسٹروی کے اس مسخرانہ انداز سے جاہل دیوبندی وہابی اور ان کے قادیانی بھائی بوجہ جہل بہت ہنسیں گے کہ واقعی مانچسٹروی تو محقق نکلا۔ لکھتا ہے نغمۃ الروح میں ہے

نکیرین آکے مرقد پر جو پوچھیں گے کو کس کا ہے
ادب سے سر جھکا کر لوں کا نام احمد رضا خاں کا

مانچسٹروی منہ پر تھانوی تھپٹر

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی جن کے متعلق مسٹر ملّاں خالد محمود مانچسٹروی کا ایمان وعقیدہ یہ ہے کہ ہندوستان کے سارے علما کا علم ایک پلڑے میں اور تھانوی صاحب کا علم دوسرے پلڑے میں رکھو تو تھانوی صاحب کے علم کا پلڑا جھک جائے گا وہی تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ قبر میں نکیرین کے سوالات کے جواب میں صرف یہ کہنے والے کی نجات اور بخشش ہو گی کہ میں غوث اعظم کا دھوبی ہوں۔ مولوی تھانوی صاحب لکھتے ہیں.....:

"ایک دھوبی کا انتقال ہوا جب دفن کر چکے تو منکر نکیر نے آ کر سوال کیا من ربک۔ ما دینک۔ من ھذا الرجل؟ وہ ہر سوال کے

[1] مطالعہ بریلویت اوّل صفحہ ۲۲۲۔

جواب میں کہتا ہے مجھ کو کچھ خبر نہیں میں تو حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا دھوبی ہوں اور فی الحقیقت یہ جواب اپنے ایمان کا اجمالی بیان تھا کہ میں اُن کا ہم عقیدہ ہوں جو اُن کا خدا وہ میرا خدا جو اُن کا دین وہ میرا دین اسی ”حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا دھوبی ہوں“ کہنے پر اُس کی نجات ہو گئی ہے[1] مانچسٹڑوی صاحب اب بتاؤ قبر میں منکر نکیر کے جواب میں یہ کہنے پر کہ میں حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا دھوبی ہوں نجات و مغفرت کی بشارت دینے والے تھانوی صاحب پر کم سے کم کیا فتویٰ ہے؟

امام اہلسنت مجدد دین و ملت سیدنا اعلیٰحضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حضور غوث اعظم کے نائب اور مظہر اتم ہیں اگر اُن کا نام کسی نے بالفرض لے دیا تو تھانوی صاحب کے افکار کی بنیاد پر اس کی نجات تو یقینی ہے چلو آگے چلیئے قبر میں سیدنا حضور غوث اعظم یا سیدنا مجدد اعظم اعلیٰحضرت قدس سرہما کا نام لینے والے کا تو فیصلہ ہو گیا اور وہ نجات و مغفرت پا گیا۔ آپ یہاں تڑپتے اور سر پیٹتے رہ گئے۔ اب یہ دیکھیئے میدان حشر میں قبر سے اُٹھ کر دیوبندی وہابی کس کو پکاریں گے۔ کس کی دہائی دیں گے۔ ایسے وقت جب مسلمان اہل ایمان کلمہ توحید و رسالت پڑھتے ہوئے اپنے قبروں سے درود و سلام کی تمنا کرتے قبروں سے نکلیں گے اپنے شفیع معظم نور مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں ہونگے

[1] الافاضات الیومیہ جلد ۲ صفحہ ۹۱ ملفوظ ۱۲۳

دیوبندیوں کا حال یہ ہوگا ؎

؎ قبر سے اُٹھ کے پکاروں جو رشید و قاسم
بوسہ دیں لب کو میرے مالک و رضوان دونوں [1]

یعنی میں محمود الحسن دیوبندی قبر سے اٹھ کر مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی قاسم نانوتوی کو پکارتا پھروں گا اور ملائکہ جنت حضرت مالک و حضرت رضوان میرے منہ کو بوسے دے رہے ہوں گے۔ یہ کون سی شریعت کی عکاسی کرتا ہے؟ باقی مانچسٹڑوی جی آپ کے جہل کو دفع کرنے کے لئے یہ بھی بتا دوں کہ حضرت علامہ سیدی امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں دو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام یعنی اولیا کرام بھی دونوں جہاں میں مدد فرماتے ہیں، منکر و نکیر کے سوال کے وقت حشر و نشر میں ہر جگہ مدد فرماتے ہیں اور حضور کے صدقہ میں شفاعت بھی فرماتے ہیں۔ دیکھو المیزان الشریعۃ الکبریٰ میں ہے“

”اذا کان مشائخ الصوفیہ یلاحظون اتباعھم و مریدیھم فی جمیع الاحوال والشدائد فی الدنیا والآخرۃ فکیف بائمۃ المذھب الذین ھم اوتاد الارض و ارکان الدین وامناء الشارع علی امتہ رضی اللہ عنھم اجمعین“[2]

[1] قصیدہ مدحیہ گنگوہی صفحہ ۷، [2] المیزان الشریعۃ الکبریٰ صفحہ ۵۰

امام شعرانی پر تھانوی کی تصدیق

ممکن ہے ملاں مانچسٹروی اپنے جہل کی بنا پر منہ بگاڑ کر کہہ دے یہ شعرانی کون ہیں یہ المیزان الشریعۃ الکبریٰ کونسا سپارہ ہے تو ہم اس کے کان کھینچ کر دیوبندی حکیم الامت تھانوی جی کے پاس لئے چلتے ہیں ذرا اپنے اس وکیل بے فیس کو بتاؤ کہ حضرت سیدی امام عبدالوہاب شعرانی کون ہیں۔ تھانوی صاحب نے اپنی کتاب جمال الاولیاء میں صفحہ ۷۵ و صفحہ ۱۶۸ پر امام شعرانی۔ امام شعرانی اُن کے حوالوں کو مستند مان کر نقل کئے ہیں۔ اب بتاؤ نغمۃ الروح کے اشعار پر اعتراضات کی زد کہاں کہاں پڑتی ہے؟

قادیانی فکر و عمل

صفحہ ۲۲۳ پر مانچسٹروی نے قادیانی فکر و عمل لکھا ہے مگر حوالہ کسی کتاب کا نہیں۔ قادیانی ان کے اپنے ہیں یہ جانیں اور وہ ہمارے نزدیک یہ اور وہ دونوں ڈھیٹ اہل توہین اور منکرین ضروریات دین ہیں اور ہمارے حضور سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان پر تھانویوں، نانوتویوں، گنگوہیوں کے بہت بہت پہلے حکم ارتداد لگا چکے ہیں جب یہ دجال قادیان کو مسلمان مانتے تھے، ممکن ہوا تو اس پر آگے گفتگو ہوگی۔

مسلمانوں کی تکفیر عام

تکفیر کا رونا مانچسٹروی بار بار رو رہا ہے، جب دماغی توازن بگڑتا ہے یا درد اٹھتا ہے ہائے تکفیر ہائے تکفیر کرنے لگتا ہے۔ ہم نے اس کو اسی کتاب

میں اور ان کے دوسرے ہم فکر اکابر پرست ملاؤں کو بار بار سمجھایا اور بتایا ہے توہین نہ ہوتی تو تکفیر بھی نہ ہوتی۔ تم توہین و تنقیص شان الوہیت و شان رسالت سے توبہ کر لو تکفیر خود بخود ختم ہو جائے گی رونے اور سر پیٹنے کی ضرورت نہیں۔ آخر مولانا عبدالباری فرنگی محلی۔ مولانا معین الدین اجمیری مولانا محمد علی جوہر۔ مولانا شوکت علی وغیرہ اور بہت سے علماء اور سیاسی زعماء نے بھی اقوال کفر و ضلال سے توبہ فرما لی تھی اُن کی شان کم نہیں ہوتی تم کلمات کفریہ بک کر توبہ سے کیوں ڈرتے ہو۔

دیوبندیوں کو درد تو اپنی تکفیر کا ہے مگر جب تکفیر کے مسئلہ پر روتے اور چلاتے ہیں تو تعداد بڑھانے اور دنیا کو دکھانے اور واویلا مچانے کے لئے دوسروں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیتے ہیں اجی ساری دنیا کو کافر کہہ دیا۔ اپنے سوا سب کو کافر کہہ دیا وغیرہ وغیرہ ساری دنیا کو اور سب کو کافر کس نے کہا ہے؟ صرف انہی گستاخوں کو کہا جنہوں نے توہین کی اور کفر بکا ہے۔

صفحہ ۲۲۳ پر لکھتا ہے

"مولانا احمد رضا خاں اپنے سوا باقی سب کی تکفیر کرتے ہیں"

ہم کہتے ہیں سوا کروڑ مرتبہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین والمفترین۔

مانچسٹروی لکھتا ہے رافضی۔ تبرائی۔ وہابی دیوبندی۔ وہابی غیر مقلد، قادیانی، چکڑالوی۔ نیچری ان سب کے ذبیحے محض نجس و مردار قطعی حرام قرار دے دیئے اگرچہ لاکھ بار نام الٰہی لیں اور کیسے ہی متقی پرہیزگار بنتے

ہوں کہ یہ سب مرتدین ہیں۔ (مانچسٹروی بحوالہ احکام شریعت از سیدنا اعلحضرت)

ہم کہتے ہیں مانچسٹروی نے سرکار اعلحضرت قدس سرہٗ کے اس فتویٰ کا منہ چڑا کر دل کی بات کہہ دی۔ واقعی رافضی، شیعہ تبرائی ان کے نزدیک کافر نہیں نہ اُن کے ہاتھ کا مردار و حرام۔ یہ جو سپاہ صحابہ نے کافر کافر شیعہ کافر کا اودھم مچایا ہوا ہے محض دکھاوا ہے۔ واقعی ان کے نزدیک وہابی غیر مقلد گستاخ و گمراہ اور بے ادب نہیں مولوی اشرف علی تھانوی نے الافاضات الیومیہ اور حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نے شمائم امدادیہ فتاویٰ دار العلوم دیوبند میں مفتی عزیز الرحمٰن اور امداد الفتاویٰ میں جو کچھ لکھا ہے وہ محض دکھاوا ہے۔ واقعی دیوبندیوں کے نزدیک قادیانی مرزائی کافر و مرتد نہیں ان پر دیوبندیوں کے ظاہری فتوے حقیقی نہیں ہیں۔ واقعی ان کے نزدیک منکرین حدیث چکڑالوی کافر و مرتد نہیں ہیں منکرین حدیث چکڑالویوں پر محض دکھاوے کے فتوے لگاتے ہیں ورنہ اندرون خانہ ایک ہیں۔ واقعی ان کے نزدیک نیچری گمراہ بے دین اور کافر نہیں اور مولوی اشرف علی تھانوی نے الافاضات الیومیہ جلد پنجم میں مولوی انور کاشمیری نے مقدمہ مشکلات القرآن میں مفتی کفایت اللہ دہلوی نے فتاویٰ دہلی شائع شدہ تحفہ ہندیہ پریس دہلی میں جو کچھ لکھا ہے وہ محض عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے لکھا ہے تمام اکابر دیوبند غلطی پر ہیں مانچسٹروی بتہ دل

وصمیم قلب سے ان مرزائیوں قادیانیوں، رافضیوں تبرائیوں غیر مقلدوں وہابیوں چکڑالویوں نیچریوں کو مومن مسلمان مانتا ہے اور اُن کے ہاتھ کے ذبیحہ کھانا چاہتا ہے۔ بہر حال مانچسٹروی صاحب اپنے اکابر کے برعکس ان قادیانیوں مرزائیوں شیعہ رافضیوں تبرائیوں نیچریوں چکڑالویوں کے ہاتھ کا ذبیحہ ضرور کھائے مگر ہمیں رسید ضرور بھیج دے تاکہ سند رہے اور بوقت ضرورت کام آئے۔ مانچسٹروی نے اپنے اکابر کو فتویٰ ارتداد سے بچاتے بچاتے یہاں اُن سب کو مومن مسلمان مان لیا جس کو اس کے اکابر کافر و مرتد و دجال و گستاخ بے دین و بدمذہب و گمراہ وغیرہ لکھ چکے تھے۔ بظاہر مانچسٹروی کے اکابر بھی اب اعلحضرت کے دیکھا دیکھی مرزائیوں

قادیانیوں کو کافر و مرتد کہہ رہے ہیں اور ایسا جو اُن کو کافر نہ کہے خود کافر۔ دیکھا دیکھی رافضیوں تبرائیوں کو بھی آج کل سپاہ صحابہ کافر کافر شیعہ کافر جو نہ مانے وہ بھی کافر کہہ رہی ہے تو اکابر دیوبند اور سپاہ صحابہ کے فتویٰ سے مرزائیوں اور رافضیوں کو کافر نہ مان کر مانچسٹروی خود بھی کافر و مرتد ہوا ہے

کافر ہوئے جو آپ تو میرا قصور کیا
جو کچھ کیا وہ تم نے کیا بے خطا ہوں میں

سب کو کافر کہہ دیا	مانچسٹروی صاحب کو دکھ تو نانوتوی صاحب۔ گنگوہی صاحب۔ تھانوی صاحب۔

انبیٹھوی صاحب کی تکفیر کا ہے مگر صفحہ ۲۲۴ پر مختلف حضرات

کے اسما کی ایک فہرست دے کر کہتا ہے اعلحضرت کے فتوی سے یہ
سب کے سب کافر ہو گئے حالانکہ ہم اس کا مفصل جواب اسی جلد
میں دے چکے ہیں جس شخص کا دماغی توازن بگڑ گیا ہو وہ ایسی ہی
باتیں کیا کرتا ہے۔ ایک بات کو بار بار نقل کرنا پاگل پن ہی کی علامت
ہوتی ہے بہر حال صفحہ ۲۲۴ پر جن حضرات کی اس نے فہرست
دی ہے ان میں بعض حضرات تو وہ ہیں جو فتاوی حسام الحرمین میں
حکم تکفیر سے پہلے انتقال کر گئے۔

- بعض وہ ہیں جن کے سامنے اکابر دیوبند کی گستاخانہ کتابوں کی کفریہ عبارات نہ آئیں۔
- بعض وہ ہیں جنہوں نے بعد میں توبہ اور رجوع کر لیا۔
- بعض وہ ہیں جو فتوی تکفیر سے بعد میں متفق ہوتے۔
- بعض وہ ہیں جن پر خود اکابر دیوبند فتوی تکفیر لگاتے ہیں۔ یہ

مفصل بحث پچھلے اوراق میں ملاحظہ فرمائیں۔ مانچسٹروی کو خلافِ
واقع اس کا عنوان مسلمانوں کی تکفیر عام نہیں رکھنا چاہیئے تھا
بلکہ گستاخوں کی تکفیر خاص رکھنا چاہیئے تھا۔

تجانب اہلسنت کا حوالہ

ایک حوالہ صفحہ ۲۲۴ پر مولانا
محمد طیب دانا پوری رحمۃ اللہ علیہ
کا دیا گیا "سنی مسلمانوں کے سوا یہ تمام مدعیان اسلام بحکم شریعت
مطہرہ کفار و مرتدین ہیں"

ہم کہتے ہیں اس حدیث شریف کے متعلق مانچسٹروی کا کیا خیال ہے۔
تفترق امتی علی ثلث و سبعین ملۃ کلھم فی النار
الا ملۃ واحدۃ قالوا من ھی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ما انا

بانی پاکستان اور ڈاکٹر اقبال کا سہارا

صفحہ ۲۲۴ پر مرقوم
فہرست میں باوجود
اس کے کہ ڈاکٹر اقبال اور بانی پاکستان کا نام بھی شامل ہے لیکن
اس کے باوجود محض منفی پراپیگنڈہ کے انداز میں صفحہ ۲۲۵ پر بھی دوبارہ
ان کا نام لینا اور مغالطہ دینا مناسب سمجھا حالانکہ ہم اسی جلد کے پہلے
حصہ میں اس کا مفصل جواب دے چکے ہیں مگر مانچسٹروی ابھی تک
وہیں کھڑا ہے۔ ہم پوچھتے ہیں وہ ایک ایک بات کا کتنی کتنی بار
جواب چاہتا ہے؟

قائد اعظم کے جنازہ کے وقت

صفحہ ۲۲۵ پر لکھتا ہے کہ
"قائد اعظم کے جنازہ کے
وقت اتفاق سے مولوی سردار احمد (لائل پور) مولوی ابو البرکات
(لاہور) مولوی محمد عمر اچھروی (لاہور) کراچی پہنچے ہوئے تھے انہوں نے
قائد اعظم کی نماز جنازہ میں شرکت نہ کی اور چودھری ظفر اللہ خاں قادیانی
کی طرح علیحدہ کھڑے امت کے لئے تماشہ بنے رہے"؟
اس پر بجز لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ کیا امام

اہلسنت حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مفتی پاکستان علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد عمر صاحب اچھروی رحمۃ اللہ علیہ اس کے اکابر کی طرح ایسے ہی گھومتے پھرتے رہتے تھے۔ ابے بے وقوف مانچسٹڑوی ایسی عقل شکن باتیں کرتے اور بہتان باندھتے ہو حضرت علامہ محدث اعظم پاکستان قدس سرہٗ تو اُن دنوں بریلی شریف سے پاکستان تشریف بھی نہ لائے تھے۔ علامہ ابوالبرکات اور مولانا محمد عمر صاحب قدس سرہما کا بھی تمہاری طرح عامیانہ بازاری انداز نہ تھا کہ جہاں چاہیں گھومنے پھرنے چلے جائیں۔ اِدھر اُدھر کھڑے ہوتے پھریں۔

۲۶ مختلف تنظیموں پر فتویٰ کے نام سے دھوکہ

مصنف نے صفحہ ۲۲۵ پر مختلف تنظیموں انجمنوں اور جماعتوں پر فتویٰ کے نام سے بھی شدید دھوکہ اور مغالطہ دیا ہے کہ ان سب پر کفر کا فتویٰ دیا گیا۔ ہم کہتے ہیں غلط غلط ہزار بار غلط۔ اوّل تو حوالہ دیا گیا ہے حضرت مولانا داناپوری رحمۃ اللہ علیہ۔ اور تجانب اہلسنت کا ہم یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ حضرت علامہ داناپوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے علم و فضل تقویٰ و طہارت کے باوجود نہ اعلیٰحضرت امام اہلسنت کے خلفاء و تلامذہ میں تھے نہ شہزادگان و جانشین اعلیٰحضرت تھے کہ اُن کی ہر بات سے سو فیصد اتفاق کیا جائے۔ دوم یہ کہ جن ۲۶ جماعتوں تنظیموں وغیرہ پر فتویٰ کا ذکر کیا گیا ہے اُن میں سے

۲۶ تو کیا کسی ایک تنظیم پر بھی فتویٰ کفر نہیں ۲۶ مختلف تنظیموں کا نام لکھ کر کہا گیا ہے انہیں کفرہ نیاچرہ نے گھڑی ہیں یعنی نیچری کافروں نے ان جماعتوں کو بنایا ہے۔ آیئے ہم سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کا نہیں مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کا فتویٰ سرسید اور نیچریت پر پیش کرتے ہیں۔

نیچریت و سرسید پر تھانوی فتویٰ

"سرسید کی وجہ سے بڑی گمراہی پھیلی یہ نیچریت زینہ ہے اور جڑ ہے الحاد اور بے دینی کی یہ (مرزا غلام) قادیانی نیچریت ہی کا اوّل شکار ہوا۔"[1]

"نیچریت کی نحوست ہے کہ لوگوں کے عقائد، اعمال، صورت اور سیرت سب بدل گئے۔ دین بالکل تباہ و برباد ہو گیا۔۔۔۔ نیچریت کا بیج سرسید کا بویا ہوا ہے۔"[2]

مانچسٹڑوی صاحب الحاد اور بے دینی اور عقائد و اعمال کا بدل جانا، دین بالکل تباہ و برباد کرنا کیا کفر نہیں؟ اگر مولانا داناپوری رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ فرما دیا تو کیا تھانوی صاحب سے کچھ زیادہ کہہ دیا؟ حضرت علامہ داناپوری نے تو یہ فرمایا تھا ان ۲۶ جماعتوں کو جن میں دیوبندی وہابی، مرزائی، قادیانی، شیعہ رافضی چکڑالوی نیچری سبھی شامل ہیں ان

---

[1] الافاضات الیومیہ جلد پنجم صفحہ ۱۰۶ زیر ملفوظ ۱۸۱، [2] الافاضات الیومیہ جلد ششم صفحہ ۹۸ زیر ملفوظ ۱۳۶۔

کو نیا چہرہ (نیچری) طائفہ نے بنایا ہے۔ مانچسٹروی صاحب کسی کا حوالہ دیتے وقت عقل سے پیدل نہ ہو جایا کرو۔ سرسید اور نیچریت پر اکابر دیوبند کے فتاوی ہم جلد اوّل حصہ اوّل میں صفحہ ۲۷۰ پر مفصل نقل کر آتے ہیں۔ ڈاکٹر اقبال اور محمد علی جناح پر جلد اوّل حصہ اوّل میں صفحہ ۲۷۰ تا صفحہ ۲۷۲ کافی بحث ہو چکی۔ سب کے ذبیحہ مردار حرام ہونے پر سابقہ جلد حصہ اوّل میں صفحہ ۲۶۶ پر کافی گفتگو ہو چکی ہے۔ مصنف اپنے اندرونی مرض سے مجبور ہو کر ایک ایک بات کا بار بار اعادہ کر رہا ہے۔ احساسِ کمتری میں پھر بھی اس کا ضمیر مطمئن نہیں ہوتا۔ اسی طرح تحریک ترک موالات پر صفحہ ۴۴۶ اور اس سے پہلے کے اوراق میں گفتگو ہو چکی۔ اسی طرح خلافت کمیٹی اور مولانا محمد علی جوہر پر سابقہ حصہ جلد اوّل میں صفحہ ۴۵۲ سے صفحہ ۴۶۰ کافی طویل کلام ہو چکا ہے اور مانچسٹروی کا تانا بانا بکھر گیا ہے۔

مکّہ و مدینہ کے اماموں کی اقتدا

کا رونا بھی اس نے مختلف صفحات پر بار بار رویا ہے اور اسی زیرِ مطالعہ حصہ دوم میں بھی اس موضوع پر کافی لکھا جا چکا ہے لیکن کمال ڈھٹائی سے اب پھر مطالعہ بریلویت کے صفحہ ۲۲۶ پر مکّہ و مدینہ کے اماموں کے پیچھے نماز ناجائز قرار دینا کا عنوان ٹھوک کر ایسے انداز میں گفتگو کی جیسے وہ ہمیں امام مہدی کی اقتدا میں نماز پڑھانا چاہتا ہو اس سلسلہ میں ہم مصنف مانچسٹروی کے رسالہ دھماکہ کے رد میں اپنی طویل جامع کتاب قہرِ خداوندی

بر دھماکہ دیوبندی صفحہ ۳۹ تا صفحہ ۴۳ کافی لکھ چکے۔ ہم نے اس مجہول مطلق کو بار بار سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ فضیلت مسجد حرم مکہ اور مسجد حرم نبوی کی وجہ سے ہے۔ مسجد حرام میں ایک لاکھ اور مسجد نبوی میں پچاس ہزار نمازوں کا ثواب سعودی نجدی ائمہ کی وجہ سے نہیں یہ فضیلت حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی عطا فرمودہ ہے ابن عبدالوہاب اور سعودی بادشاہوں یا سعودی نجدی ائمہ کی عطا کردہ نہیں لہٰذا جو بھی صحیح العقیدہ امام نماز پڑھائے گا مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق اللہ عزوجل ثواب عطا فرمائے گا۔ مانچسٹروی یہ تو بتائے کہ سعودی نجدی دور سے پہلے کے ائمہ کرام مسجد حرام و مسجد نبوی جو تھے ان کی اقتدا میں نماز صحیح تھی یا نہیں۔ اگر صحیح تھی تو پھر سعودیوں نجدیوں نے اُن قدیم ائمہ اور مسلمہ بزرگوں کو وہاں سے کیوں نکال باہر کیا اور اپنے ہم عقیدہ نجدی وہابی ائمہ کیوں مسلّط کر دیئے؟ سعودیوں نجدیوں نے مکہ مدینہ پر جو حملے کیئے اور چڑھائی کی اور سعودیت نجدیت کی فتح کے جھنڈے لہرائے کیا پہلے وہاں کفّار کا قبضہ تھا؟ مکّہ معظمہ و مدینہ منورہ کے ہزاروں اہل ایمان مسلمانوں کو بے دردی سے شہید کر دیا گیا کیا وہ کافر و مشرک تھے؟ کیا اس وقت وہاں کفار کا قبضہ تھا؟ اگر نہیں تو پھر حملہ کی ضرورت کیوں ہوئی؟ مانچسٹروی جی کم از کم اپنے مولوی انبیٹھوی کی کثیر التعداد اکابر دیوبند کی تصدیق سے چھپنے والی کتاب المہند اور اپنے کانگریسی گاندھوی شیخ الحدیث حسین احمد ٹانڈوی کی کتاب الشہاب ثاقب ہی پڑھ لیتے یا اپنی خلافت کمیٹی کی رپورٹ

ہی ایک نظر دیکھ لیتے۔ سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے تمہید الایمان صفحہ ۴۶ اور النہی الاکید صفحہ ۲۹ پر جو کچھ فرمایا بلاشبہ حق ہے۔ واقعی مدینہ طیبہ اور مکہ معظمہ کی فضیلت اور بزرگی ایسی ہی ہے مگر کسی سنی بریلوی نے تو مکہ و مدینہ پر حملہ نہ کیا۔ المہند سے پوچھو الشہاب الثاقب سے پوچھو، خلافت کمیٹی کی رپورٹ سے پوچھو، مکہ معظمہ، مدینہ منورہ پر چڑھائی اور بے حرمتی کرنے والے تو یہی نجدی سعودی وہابی تھے۔ کیا تاریخ نجد و حجاز کی الف۔ بے بھی آپ کو نہیں آتی یا جان بوجھ کر من گھڑے بنے ہوئے ہو؟ اور حدیث شریف ان الایمان لیأرز الی المدینۃ سے تمہیں کیا فائدہ یہ تو ہم اہل ایمان کا عقیدہ ہے تمہارا دل تو یہ چاہتا ہوگا کہ حدیث یوں ہوتی ان الایمان لیأرز الی النجد۔ یا ان الایمان لیأرز الی الدیوبند۔ اے علم سے کورے اور عقل سے پیدل دیوبندی نما نجدی آل ابن عبدالوہاب شیخ نجدی کے ڈھنڈورچی ہم نماز کیوں نہیں پڑھتے۔ اپنے شیخ الحدیث دیوبند حسین احمد ٹانڈوی سے پوچھا ہوتا نجدی کیسے ہوتے ہیں:۔

"شانِ نبوت و حضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں۔۔۔۔۔ معاذ اللہ معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرور

کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے ہم اس سے کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذات فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے"۔[1]

ہاں جی مانچسٹروی صاحب خود بتاؤ کہ بقول تمہارے شیخ الحدیث حسین احمد دیوبندی جو شخص وہابیہ اور اُن کی ذریت شان نبوت میں نہایت گستاخی کرتے ہوں اور اپنے آپکو مثل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سمجھتے ہوں یہ کفر ارتداد بے دینی والحاد ہے یا نہیں اور یہ عقیدہ کہ ہاتھ کی لاٹھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ نفع دینے والی ہے کفر صریح ہے یا نہیں؟ جب کہ حسین احمد دیوبندی بھی اس عقیدہ کو نقل کفر کفر نباشد کہہ کر نقل کر رہا ہے۔ تو ایسے عقائد والوں کی اقتدا میں نماز کس طرح جائز ہو سکتی ہے؟ یا تو کہو مولوی حسین احمد جھوٹا ہے۔ مفتری و کذاب ہے اس نے وہابیوں نجدیوں پر جھوٹ باندھا۔ اگر وہ یہ بات صحیح کہہ رہا ہے تو پھر شان نبوت شان رسالت میں گستاخی کرنے والے کے پیچھے نماز کس طرح صحیح ہو سکتی ہے؟ ارے دیوبندیو تمہارا دین ایمان ہے کیا کھیل تماشہ۔ کیا محض مکہ مدینہ کا ہونے کی بنا پر ابوجہل اور ابولہب کے پیچھے بھی نماز پڑھ لوگے؟ تمہارے پاس ہماری کسی بات کا کیا جواب ہے؟ ہاں تم اپنے مخصوص مسخرہ انداز میں یہ کہہ سکتے ہو کہ حضرت شیخ الاسلام شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد

---

[1] الشہاب الثاقب صفحہ ۴۷ از مولوی حسین احمد ٹانڈوی۔

مہاجر مدنی کا یہ فتویٰ سعودیہ میں پیٹرول کی دریافت اور تیل کی فراوانی سے پہلے کا ہے اب تیل اور ریال کا دور ہے اب وہ سعودیہ نجدیہ ہمیں ہمارے حصہ کی خیرات دے رہا ہے۔

انگریزوں کے ایجنٹ تو خود سعودی ہیں

مصنف مانچسٹڑوی آنکھوں پر دس گز لمبی پٹی باندھ کر دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنا چاہتا ہے یہ اسی کا جگر گردہ ہے لکھتا ہے

"اس بات کو کہ وہابی کافر ہیں اور مکہ مدینہ پر کفار کا قبضہ ہے صرف انگریزوں کے ایجنٹ ہی گوارا کر سکتے ہیں" (مطالعہ بریلویت جلد اوّل صفحہ ۲۲۷ و صفحہ ۲۲۸)

بھئی مانچسٹروی صاحب خوب کہا سچ کہا سعودیوں نجدیوں کو وہابی اور اُن کے عقائد کو کفریہ کہنے والے دیوبندی شیخ الحدیث حسین احمد ٹانڈوی ہیں واقعی وہ انگریز کے ایجنٹ ہوں گے آپ کی معلومات اور شہادت سچی ہو سکتی ہے ع۔ مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری۔

ساری دنیا نے دیکھا اور مانا

اگر مانچسٹڑوی اندھا بہرہ اور گونگا ہے تو علیحدہ بات ہے ورنہ گزشتہ سالوں میں عراق، کویت اور عراق سعودی جنگ کے نتیجہ میں سعودیوں کو عراق کی مار سے بچانے والے کون تھے؟ کس کو پتہ نہیں یہی انگریز تھے امریکہ برطانیہ وغیرہ انگریز ممالک کی فوجیں تھیں انگریز آج بھی سعودیہ کا تحفظ و دفاع کر رہے ہیں، سعودیوں سے بڑھ کر انگریز کا پٹھو اور ایجنٹ اور

کون ہو سکتا ہے۔ سعودی صرف اور صرف انگریزوں کے رحم و کرم پر ہیں یہ تو آج کا تازہ مشاہدہ ہے۔ اور بے وقوفی کی حد سعودی تو آج بھی خود کو وہابی کہتے ہیں دیکھو کتاب "تحفہ وہابیہ" مؤلفہ وہابی علامہ سلیمان بن سحمان نجدی شائع شدہ سعودی فرمانروا عبدالعزیز بن عبدالرحمن آل السعود ملک الحجاز و نجد اور دیکھو کتاب شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب تالیف شیخ احمد عبدالغفور عطار وغیرہ وغیرہ۔ آل الشیخ ابن عبدالوہاب اور آل السعود کے جملہ افراد آج بھی خود کو وہابی کہتے ہیں تو مانچسٹڑوی کے اصول پر یہ سب انگریزوں کے ایجنٹ ہیں۔

واقعی ع۔ نکل جاتی ہے سچی بات منہ سے مستی میں

مانچسٹڑوی مصنف یا تیلی کا بیل

جس طرح تیلی کا بیل جس کو تیل نکالنے کے لئے کولہو میں جوتتے ہیں وہ چلتا پھرتا بار بار پھر اسی مقام پر آجاتا ہے یہی حال مصنف مانچسٹڑوی کا ہے کہ بار بار تکفیر کا رونا روتا سعودی نجدی ائمہ کا رونا روتا ہے۔ سعودی حکومت کے مکہ مدینہ پر قبضہ کا رونا روتا ہے۔ خلافت کمیٹی کا رونا روتا۔ ندویت کا رونا روتا ہے۔ ختم کا رونا روتا ہے۔ انگریزوں سے جہاد کا رونا روتا ہے۔ خلافت ترکی کا رونا روتا ہے۔ ترک موالات کا رونا روتا ہے اور پھر چکر کاٹ کر وہیں آکھڑا ہوتا پھر تکفیر کا رونا۔ انگریزوں کا رونا۔۔۔ وغیرہ وغیرہ بار بار شروع کر دیتا ہے اور جن باتوں کا جواب دیا جا چکا بار بار پھر انہی اعتراضات یا خرافات کو سامنے لے آتا ہے۔ کچھ حد

سے زیادہ ہی احساسِ کمتری میں مبتلا ہے۔ جنون وخبط کی حالت میں جس قدر مضمون اس نے چار جلدوں میں کھپایا ہے یہ ایک جلد میں سما سکتا تھا۔

احکام شریعت وعرفان شریعت کے حوالے سے

مصنف نے صفحہ ۲۲۸ پر احکام شریعت حصہ اوّل اور عرفان شریعت کے دو حوالے بھی نقل کئے ہیں۔ سیدنا اعلیحضرت امام اہلسنت قدس سرہٗ کے فتاویٰ مبارکہ بدمذہبوں بے دینوں گستاخوں پر حق ہیں۔ گستاخانِ رسول مرتکبین توہین منکرین ضروریات دین کے متعلق شریعت اسلامیہ کا یہی حکم ہے۔ محض ہوائی باتوں سے ان کا اثر زائل نہیں کیا جاسکتا اور ان کی وضاحت کی ضرورت نہیں وہابیوں، نجدیوں سعودیوں پر بحوالہ کتب مدلّل کافی لکھا جاچکا ہے مزید کچھ ضرورت نہیں ہے۔ یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ اعلیحضرت علیہ الرحمہ کے ان حوالوں کی مطابقت مرزا غلام قادیانی مردود اور مرزا بشیر الدین نا محمود کے افکار سے نہیں کی جاسکتی۔ ہر دو مرزا اپنے نہ ماننے والوں کو مکفر و مکذب اور مرتد کہہ رہے اور مسلمان نہ سمجھنے کا حکم دے رہے ہیں اور اُن کی اقتدا میں نماز نہ پڑھنے کی رٹ مار رہے ہیں جب کہ سیدنا اعلیحضرت اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص و توہین کرنے والوں پر فتویٰ لگا رہے ہیں۔ اعلیحضرت نے قادیانی دجال کی طرح یہ نہیں کہا کہ میرے نہ ماننے والوں کو مسلمان نہ سمجھو میرے نہ

ماننے والوں کی اقتدا میں نماز نہ پڑھو قادیانی دجال اور فاضل بریلوی کے مضامین میں کوئی مطابقت نہیں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

خلافت کمیٹی

مصنف کو صفحہ ۲۲۹ پر خلافت کمیٹی پھر یاد آگئی خلافت کمیٹی اور "خلافت" ترکیہ کے موضوع پر پہلے کافی بحث ہوچکی ہے بار بار یہ کہانیاں سنانے کا کچھ فائدہ نہیں۔ مصنف نے محض لفاظی کے بل بوتے پر یہ مضمون کھینچ تان کر صفحہ ۲۳۰ تک پھیلا دیا ہے۔ صفحہ ۲۳۰ پر کسی کتاب کا حوالہ بھی نہیں زبانی جمع خرچ ہے۔ البتہ صفحہ ۲۳۱ پر دوام العیش اور تمہید دوام العیش کے دو حوالے دیتے ہیں مگر چونکہ مصنف نے یہ حوالہ جات صفحہ ۲۰۸ پر بھی نقل کئے تھے لہٰذا بار بار جوابات کی کچھ ضرورت نہیں البتہ صفحہ ۲۳۱ پر دوام العیش کی ان عبارات کو قادیانی فکر و عمل کے ذیل میں مرزا بشیر الدین نا محمود کے حوالہ سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی ہے مگر قادیانی عبارت میں تو صاف صریح طور پر لکھا ہے:۔

"جس وقت مسیح موعود (قادیانی دجال) کو خدا تعالیٰ نے مامور کیا اس وقت سے ان (ترک بادشاہوں) کی خلافت باطل ہوگئی جب کوئی انسان مامور ہو کر آئے تو وہی خلیفہ ہوتا ہے۔"[1]

مگر قادیانی حوالہ کے برعکس سیدنا اعلیحضرت یا سیدنا مفتی اعظم

[1] الفضل قادیان فروری ۱۹۲۰ء

مولانا مصطفےٰ رضا خاں قدس سرہما کے کلام و بیان میں اپنی مسیحیت اور اپنی خلافت کا کوئی دعویٰ نہیں لہٰذا ان عبارات کو یکساں کہنا جہل صریح ہے۔ اس کے بعد صفحہ ۲۳۲ پر بھی قادیانی حوالے ہیں جو نفسِ مضمون کے اعتبار سے غلط ہیں اور ہمیں ان کے چھان پھٹک کی اس لئے ضرورت نہیں کہ ہمارے اکابر کے حوالوں میں ایسے الفاظ ہرگز نہیں ہیں۔

ترکی سلطنت سے بغض و نفرت کا ایک حوالہ "الفضل" ۳ر دسمبر ۱۹۱۸ء اور ایک حوالہ "الفضل" ۱۶ر مارچ ۱۹۱۵ء سے دیا ہے مگر حیف صد ہزار حیف جو الفاظ قادیانی کے مضمون میں ہیں وہ اعلیٰحضرت یا مفتی اعظم مصطفےٰ رضا خاں کے مضمون میں نہیں۔ قادیانی کہتا ہے:۔

"ہماری خواہش ہے اگر ہمارے عثمانی دستبردار ہونے پر مجبور ہوں تو پھر یہ منصب (خلافت) برطانیہ کے حریت پسند صداقت شعار فرزندوں کے ہاتھ آئے۔"

اعلیٰحضرت اور مفتی اعظم کے کلام میں ایسی کوئی بات نہیں قادیانی تو منصب خلافت برطانیہ کے نصاریٰ انگریزوں کو دینا چاہتا ہے اور اعلیٰحضرت و مفتی اعظم خود ترکیہ والوں کو بھی خلافت شرعیہ کا اہل نہیں گردانتے لہٰذا دونوں اقوال میں مطابقت و مماثلت کہاں؟ کیا دماغ میں دیوبند ہے جو ایسی عقل شکن باتیں کرتے ہو؟ الحجۃ الداہرہ کو الحجۃ الواہرہ لکھ کر اپنے جہل کا ثبوت فراہم کیا ہے دیکھو حاشیہ صفحہ ۲۳۳ پھر یہ حوالہ "حجاز میں قحط کی یہ حالت تھی کہ لحم میتۃ (مُردار گوشت

بھی باقی نہ رہا تھا"۔۔۔۔۔ نصاریٰ ہندوستان سے اناج بھر کر لے جاتے۔۔۔۔۔ یہ حوالہ صفحہ ۲۲۳ پر تیسری بار نقل کیا جا رہا ہے حالانکہ صفحہ ۲۱۱ صفحہ ۲۱۲ وغیرہ پر بھی متعدد بار نقل کر چکا ہے۔ لہٰذا بار بار جواب کی مطلقاً کوئی حاجت نہیں ہے۔

مصنف مانچسٹروی بالخصوص بزعم خود تحریک خلافت کا مامون بنا پھرتا ہے مسئلہ کوئی بھی ہو گھوم پھر کر خلافت کمیٹی کا عنوان دھر گھسیٹتا ہے۔ آیئے دیوبندی حکیم الامت تھانوی سے خلافت کمیٹی کی حقیقت و ماہیت معلوم کرتے ہیں۔

خلافت کمیٹی تھانوی کی نظر میں

"فرمایا کہ تحریکِ خلافت کا زمانہ نہایت پُرفتن زمانہ تھا بڑے بڑے پھسل گئے عجیب ہڑبونگ مچا ہوا تھا حق و باطل میں امتیاز نہ رہا تھا۔۔۔۔۔ ہندوؤں سے ایسا اتحاد کر رہے ہیں کہ جیسے ہندو اصل اور مسلمان تابع۔۔۔۔۔ چونکہ اس تحریک کا بانی وہ طاغوت ہی تھا جو بدنیت بددین ہے۔۔۔۔۔ یہ بدنیت بددین اسلام اور مسلمانوں کا دشمن ہے۔"[1]

"تحریک خلافت کے زمانہ میں لوگ چاہتے تھے کہ جس طرح ہم بے قاعدہ اور بے اصول چل رہے ہیں شریعت

[1] الافاضات الیومیہ جلد پنجم صفحہ ۱۶۱ و صفحہ ۱۶۲۔

کے حدود کا تحفظ نہ احکام کی پرواہ اسی طرح یہ بھی شرکت کرے۔ میں نے کہا اگر تمہاری موافقت کی جائے تو ایمان جائے اس لئے اس میں شریعت کے حدود کا تحفظ نہیں ہے۔"[1]

اس قسم کے حوالہ جات علاوہ بریں ندوہ اور دنیا چرہ کے مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی الافاضات الیومیہ کے مختلف حصوں اور امداد الفتاویٰ میں بیسیوں کی تعداد میں نقل کئے جا سکتے ہیں مگر شرم و حیا ہو تو ایک ہی کافی ہے۔ خلافت کمیٹی سے متعلق اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کی حقانیت وصداقت پر اب مانچسٹروی خون کے آنسو بہائے اور شام غریباں منائے۔

مصنف صاحب نے صفحہ ۲۳۴ پر ایک قطعی بے محل و بے موقعہ النمل سے ایک آیت ۳۴ پیش کی ہے اور جناب علامہ پروفیسر مسعود احمد صاحب مظہری کی تصنیف فاضل بریلوی اور ترک موالات سے ایک غیر متعلق حوالہ دیا ہے اور اس پر لفاظی و چرب زبانی کا مظاہرہ کیا ہے جو کسی جواب کا مستحق نہیں زبانی کلامی باتیں ہیں۔

محمود الحسن کی بھاگ دوڑ

مولوی محمود الحسن دیوبندی جن کی حیثیت و وقعت درجہ سوم کے دیوبندی مولویوں میں ہوتی ہے صفحہ ۲۳۵ ان کی بھاگ دوڑ کا تذکرہ اس انداز میں کیا ہے جیسے ان کے پاس اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کا عہدہ تھا

[1] الافاضات الیومیہ جلد ۴ صفحہ ۱۶

لکھتا ہے:۔

"محمود الحسن نے حجاز میں ترکی وزیروں سے بات چیت کی مگر اسی اثنا میں شریف مکہ نے ترکوں کے خلاف جنگ چھیڑ دی۔ شریف مکہ نے ترکوں کے خلاف ایک محضر نامہ پر محمود الحسن کے دستخط کرانا چاہے مگر وہ روپوش ہو گئے۔" (واہ۔ واہ)...... پھر قاہرہ کے قریب ایک جیل میں نظر بند تھے۔"[1]

کیا ٹھکانا ہے اس رام کہانی کا بھلا شریف مکہ سے ترکوں کی شدید مخاصمت ہے حجاز میں بے چارے ترک وزیر محمود الحسن دیوبندی سے ملنے کون سے براق پر چڑھ کر آ گئے؟ وہ سلطنت اسلامیہ ترکیہ کو کیا فائدہ پہنچا سکتے تھے سوائے چندہ کی زحمت کے۔ اُن کے پاس کونسا ہوائی بیڑہ یا بحری بیڑہ تھا۔ انہوں نے انگریزوں کے خلاف ترکی کو کونسی کمک پہنچائی؟ اور بہادری کا یہ عالم ہے کہ محضر نامہ پر دستخط کرنے سے انکار کی جرأت نہ کر سکے اور روپوش ہو گئے تاب نہ لا سکے۔ بہر حال مولانا پروفیسر مسعود احمد صاحب کا اصل مدعا اور مقصد مانچسٹروی صاحب نے یکسر فراموش کر دیا کہ یہ محمود الحسن دیوبندی صاحب جو بزعم خود ترکی افغانستان اور ایران کو متحد کرنے کا فارمولا لئے پھرتے تھے۔ آخر میں "اسارت مالٹا کے بعد ہندو مسلم اتحاد کے

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۲۳۵

داعی بن گئے تھے"، گاندھی کی آندھی کی زد میں آگئے تھے۔ وہ مسلمان ملکوں کا اتحاد اور پیکٹ تو کیا بناتے خود ہندوؤں سے آملے اور گاندھی جی سے یارانہ گانٹھ لیا اور شب و روز گاندھی کی ہمنوائی میں گزرنے لگے۔ مولوی اشرف علی تھانوی نے اس حقیقت کو بڑے اچھے انداز میں بیان کیا ہے لکھا ہے:۔

"حضرت مولانا محمود الحسن (دیوبندی) اور وہ مولوی صاحب ایک موٹر میں تھے اور بعض مسلمان (کہلانے والے دیوبندی) لیڈر بھی موجود تھے جس وقت حضرت مولانا (محمود الحسن دیوبندی) کا موٹر چلا تو ایک اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوا اس کے بعد گاندھی جی کی جے، مولوی محمود الحسن کی جے کے نعرے بلند ہوتے"۔ [1]

گاندھی کی گود میں آکر ریشمی رومال نے اپنی آب و تاب دکھائی۔ بہر حال مصنف مانچسٹروی لایعنی بحث کرتا اور خواہ مخواہ دماغ لڑاتا ہوا پاگل پن کے عالم میں پھر وہی مولانا احمد رضا خاں دوام العیش لکھ رہے تھے۔۔۔۔۔۔ ان کا فتویٰ یہ تھا "مسلمانان ہند پر حکم جہاد و قتال نہیں" ہم پوچھتے ہیں اور پوچھ چکے ہیں اکابر دیوبند میں سے کس کس نے جہاد کا فتویٰ دیا تھا اور کون کون سے دیوبندی فیلڈ مارشل اور دیوبندی جنرل ترکی کی حمایت میں انگریزوں سے لڑے تھے؟

[1] الافاضات الیومیہ جلد ۶ صفحہ ۲۵۵ سطر ۱۳۔

اعلیحضرت کے ایک شعر پر چکر بازی

مصنف مانچسٹروی نے سیدنا اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کا یہ شعر دھماکہ نامی کتابچہ میں لکھا تھا اور یاوہ گوئی کی تھی اور ہم نے قہر خداوندی صفحہ ۲۶۲ میں اس کا مدلل و مسکت جواب دیا تھا مگر بے شرمی اور ہٹ دھرمی اس کو چین سے نہیں بیٹھنے دیتی۔ اب مطالعہ بریلویت صفحہ ۲۳۵ و صفحہ ۲۳۶ پر اس شعر پر اپنی خر دماغی کا مظاہرہ کرتا ہے شعر یہ ہے ؎

کافی سلطان نعت گویاں ہے رضا
ان شاء اللہ میں وزیر اعظم

ہم نے اس کو سمجھایا اور واضح کیا تھا اے مرفوع القلم عقل و علم سے پیدل مصنف اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ مجاہد تحریک آزادی مولانا کفایت علی کافی مراد آبادی نعت گویوں کے سلطان (بادشاہ) ہیں اے رضا اور اللہ نے چاہا تو میں نعت گویوں کا وزیر اعظم۔ تو اعلیحضرت نے مولانا کفایت کافی کو نعت گویوں کا بادشاہ اور خود کو نعت گویوں کا اللہ چاہے تو وزیر اعظم کہا تھا۔ یہ سلطنت نعت کی بات تھی مگر مصنف اپنی جہالت کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوتے دیوبند کی سخن فہمی کو یوں بے نقاب کرتا ہے کہ اس شعر کا مطلب یہ ہے۔ (سلیس) اے رضا ہم نعت خوانوں (بریلویوں) کو حکومت کی سرپرستی کافی ہے۔ ان شاء اللہ کسی نہ کسی وقت ضرور وزیر اعظم ہوں گا۔

اس کو کہتے ہیں ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ۔ مانچسٹروی دیوبندی اس جہالت افروز ترجمہ میں الفاظ "حکومت کی سرپرستی اور کسی نہ کسی وقت ضرور" شعر میں مذکور کون سے الفاظ کا ترجمہ ہے؟ یہ سلطنت نعت کی بات ہے دنیاوی وزارت کی بات سمجھنا اندھی جہالت کی بدترین مثال ہے دنیاوی اقتدار تاج و تخت کے متعلق تو اعلیٰحضرت قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

اُن کا منگتا پاؤں سے ٹھکرا دے دنیا کا وہ تاج
جس کی خاطر مر گئے منعم رگڑ کر ایڑیاں [1]

قہر خداوندی صفحہ ۲۶۲ پر شیخ الہند دیوبند محمود الحسن کے مرتبہ مرثیہ گنگوہی کے حوالہ سے لکھا تھا دنیاوی وزارتوں کا خیال تو دیوبندی ملاؤں کو رہتا تھا چنانچہ وہ بیک وقت دو دو وزیر اعظم بھی بن جاتے تھے لکھا ہے۔

؏ یعنی یعقوب و رفیع ہر دو وزیر اعظم

یعنی مولوی یعقوب دیوبندی استاد اشرف علی تھانوی صدر المدرسین مدرسہ دیوبند اور مولوی رفیع الدین دیوبندی مہتمم مدرسہ دیوبند دونوں وزیر اعظم اور انشاء اللہ کے بغیر۔ ان سب کا جواب زاغ معروفہ کی یخنی سمجھ کر مانچسٹروی نوش جاں کر گیا جواب سے عاجز و ساکت رہا۔ اور یہی بک یہ ماری کہ "شاعری میں تو آپ (مولانا احمد رضا) اپنے آپ کو وزیر نہیں

[1] حدائق بخشش اوّل۔

بادشاہ سمجھتے تھے...... خود لکھتے ہیں ؎

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلّم
جس سمت چل دیتے ہیں سکے بٹھا دیتے ہیں

ارے پیکر دجل و فریب ملاں مانچسٹروی نقل میں بھی دجل کرتے ہو اس شعر کا مصرعہ ثانی یہ ہے۔ ؏

جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیئے

شعر کا حلیہ ہی بگاڑ دیا۔ خیر اچھا تو تمہارا کہنا یہ ہے کہ اعلیٰحضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ اپنے آپ کو شاعری میں بادشاہ سمجھتے تھے مگر ہم کہتے ہیں کہ تمہارے پیش کردہ اس شعر کے مصرعہ اوّل میں ملک سخن کی شاہی ہے تو یاد رکھو سخن کا معنی محض شعر و شاعری اور نظم تک محدود و مختص نہیں۔ سخن کے دو معنی ہیں بات اور شعر (فیروز اللغات صفحہ ۴۸۴) شعر و شاعری یا نظم تو محض ایک فن ہے اعلیٰحضرت تو پچاس سے زائد علوم پر حاوی تھے اور کامل دسترس رکھتے تھے تو ہر بات کے ہر فن و ہر علم کے بادشاہ ہوئے اور اپنے اس شعر میں استاد داغ دہلوی فرماتے ہیں کہ [1]

[1] اعلیٰحضرت کے منجھلے بھائی استاد زمن حضرت علامہ حسن رضا خان صاحب حسن بریلوی فن شاعری میں حضرت داغ دہلوی کے شاگرد تھے۔ استاد زمن کی جب چند نعتیں جمع ہو جاتی تھیں تو اپنے صاحبزادے حضرت مولانا حسنین رضا خاں صاحب کے بدست اپنے استاد حضرت داغ دہلوی کے پاس اصلاح کیلئے (باقی اگلے صفحے پر)

ع "جس سمت آ گئے ہو سکّے بٹھا دیئے ہیں"

خواہ وہ علم تفسیر و حدیث ہے یا علم فن حدیث سے اسمآ الرجال علم فقہ ہے۔ تجوید، عقائد و کلام۔ علم تصوف، اذکار، تاریخ سیر و مناقب،

(بقیہ پچھلے صفحے سے) روانہ فرماتے تھے۔ ایک بار کا واقعہ ہے کہ استاذ زمن حسن میاں صاحب کا کچھ کلام لیکر مولانا حسنین رضا خاں صاحب دہلی جا رہے تھے اعلیٰحضرت نے دریافت فرمایا کہاں جانا ہو رہا ہے مولانا حسنین میاں صاحب نے عرض کیا والد صاحب کا کلام لیکر استاد داغ دہلوی کے پاس جا رہا ہوں۔ اعلیٰحضرت اس وقت وہ نعت پاک قلمبند فرما رہے تھے جس کا مطلع ہے ؎

اُن کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں ❊ جس راہ چل گئے ہیں کوچے لبا دیئے ہیں

ابھی مقطع نہیں لکھا تھا فرمایا لیجئے چند اشعار ہو گئے ہیں ابھی مقطع نہیں لکھا ہے اس کو بھی دکھاتے لانا۔ مولانا حسنین میاں صاحب جب دہلی پہنچے اور استاد الشعرا حضرت داغ دہلوی سے ملاقات کی سا اپنے والد ماجد استاذ زمن کا کلام پیش کیا حضرت داغ دہلوی نے اس کی اصلاح کی جب اصلاح فرما چکے تو مولانا حسنین میاں صاحب نے اعلیٰحضرت کا وہ کلام پیش کیا اور کہا یہ کلام تایا جان اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب نے چلتے وقت دیا اور فرمایا تھا کہ یہ بھی دکھاتے لانا۔ حضرت داغ دہلوی اس نعت پاک کو گنگنا رہے تھے اور جھوم رہے تھے اور آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے۔ پڑھنے کے بعد حضرت داغ دہلوی نے فرمایا اس نعت پاک میں تو کوئی ایسا حرف بھی مجھے نظر نہیں آتا جس میں کچھ قلم لگا سکوں اور یہ کلام تو خود لکھا ہوا معلوم نہیں ہوتا بلکہ یہ کلام تو لکھوایا گیا ہے میں اس کلام کی فن کے اعتبار سے کیا کیا خوبیاں بیان کروں بس میری زبان پر تو یہ آ رہا ہے کہ ؎

ملک سخن کی شاہی تم کو رضاؔ مسلّم ❊ جس سمت آ گئے ہو سکّے بٹھا دیئے ہیں

(باقی اگلے صفحے پر)

علم و ادب۔ نحو و لغت و عروض۔ علم زیجات۔ علم جفر و علم تکسیر۔ جبر و مقابلہ۔ علم مثلث۔ علم ارثماطیقی۔ لوگارثم۔ علم توقیت۔ علم نجوم۔ حساب۔ علم ہیئت، ہندسہ۔ ریاضی۔ فلسفہ اور منطق وغیرہ وغیرہ پچاس سے زائد علوم و فنون کے بادشاہ ہیں اسی لئے فرمایا جس سمت آ گئے ہو وہ کوئی سا علم ہو ہر سخن و علم کے بادشاہ ہیں۔ بیوقوفی کی جڑ تم نے صرف شاعری کا بادشاہ سمجھا اور استاد ذوق کا کلام سمجھنے سے قاصر و عاجز رہے۔ جب جہالت کا یہ عالم ہے تو پی ایچ ڈی کی ڈگری نذرِ آتش کر دو۔

قرآن میں تحریف لفظی کا الزام

مصنف نے صفحہ ۲۳۷ جلد نمبر ا پر ایک عنوان یہ قائم کیا ہے :۔

"قرآن کریم میں تحریف لفظی کر کے آیتیں غلط لکھنا"

عنوان سے پتہ چلتا ہے کہ اس پی ایچ ڈی کی اُردو کتنی فصیح اور کوثر و تسنیم میں دھلی ہوئی ہے۔ اس سے قبل صفحہ ۲۲۸ جلد نمبر ا "موسم حج" لکھ کر اُردو ادب و لغت پر اپنی دسترس کاملہ کا مظاہرہ کر چکا ہے بہرحال یہاں اس نے دس آیات مختلف کتابوں سے سیدنا اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے ذمہ لگائیں کہ وہ معاذ اللہ تحریف کیا کرتے تھے اور آیات غلط لکھا کرتے تھے۔ خود مصنف نے بھی بڑے طمطراق سے لکھا اور ہم بھی

(بقیہ پچھلے صفحے سے) اور فرمایا اس میں مقطع تھا ابھی نہیں لیجئے مقطع بھی ہو گیا نیز اعلیٰحضرت کو ایک خط لکھا کہ اس نعت پاک کو اپنے دیوان میں اس مقطع کے ساتھ شامل کریں اس مقطع کو علیحدہ نہ کریں نہ دوسرا مقطع کہیں۔

اعتراف کرتے ہیں یہ کاتب کی غلطی نہیں۔ واقعی ہمیں بھی تسلیم ہے کہ یہ کاتب کی جہالت نہیں، مصنف اس کو اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کے ذمہ لگاتا ہے اور ہم اپنے تجربہ مُجرّبہ و مشاہدہ کی بنا پر اس کو وہابیہ دیوبندیہ کی مذموم ذلیل حرکت تصور کرتے ہیں۔ آیئے اس کا تجزیہ کریں سچا کون ہے اور جھوٹا کون ہے۔

ھم کہتے ہیں ہم اپنے چالیس سالہ طویل تجربہ و مشاہدہ کی بنا پر پورے وثوق اعتماد سے کہہ سکتے ہیں کہ دیوبندی وہابی بدترین سازشی ٹولہ ہے اور بار بار بیہودیانہ سازش اور خیانت و بد دیانتی کا مرتکب ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ یہ لوگ مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کے معتقدین میں سے ہیں۔ اُن کے سوانح نگار لکھتے ہیں:۔

"مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی جوڑ توڑ کا کھیل کھیلتے تھے"۔[1]

وہ جوڑ توڑ ہیرا پھیری کا اثر دیوبندی نسل میں ابھی تک چلا آرہا ہے

نانوتوی کے بعد تھانوی کا اعتراف

دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کھلے دل سے اعتراف کرتے ہوئے کہتے ہیں:۔

"میرا مادہ تاریخی (تاریخی نام) "مکر عظیم" ٹھیک ہے یا نہیں؟ میں آخر شیخ زادہ ہوں۔ شیخ زادے بڑے فطرتی (یعنی پیدائشی شریر و چالاک) ہوتے ہیں۔ مجھے بھی فطرتیں (شرارتیں)

[1] سوانح قاسمی جلد اول صفحہ ۱۹۰

بہت آتی ہیں"۔[1]

جب بانی مدرسہ دیوبند اور حکیم الامت دیوبند دونوں کا اقرار و اعتراف ہے کہ وہ جوڑ توڑ ہیرا پھیری کے ماہر ہیں اور انہیں فطرتیں (شرارتیں) بہت آتی ہیں اور یہ کہ تھانوی صاحب مکر عظیم ہیں۔ تو پھر مجہول مطلق مرفوع القلم مانچسٹروی جیسے اونے پونے مصنفین کا کیا حال ہوگا؟ دیوبندی وہابی مانچسٹروی مصنف نے اپنے زعم جہالت میں سیدنا امام اہلسنت سرکار اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ پر تحریف قرآن کا الزام لگایا ہے۔ مانچسٹروی جی کی یہ کوئی اپنی دریافت نہیں بلکہ اِس نقلچی مصنف نے شاداب کالونی لاہور کے ایک دیوبندی مصنف کی ایک کتاب سے نقل ماری ہے (دیکھو "فاضل بریلوی کا حافظہ" صفحہ ۱۳۔۱۴۔۱۵۔۱۶ وغیرہ)

جدی پشتی آبائی وطیرہ

جوڑ توڑ ہیرا پھیری چکر بازی سے امام اہلسنت سیدنا اعلیحضرت قدس سرہٗ کی عبارات میں ترمیم و تحریف کرنا بلکہ جھوٹی فرضی من گھڑت کتابیں اعلیحضرت فاضل بریلوی اور آپ کے آباؤ اجداد و اکابر مشائخ کے ذمہ لگا دینا اور پھر بڑی ڈھٹائی سے ان کا رد کرنا ان کا اور ان کے اکابر کا مشغلہ رہا ہے اور تسلسل کے ساتھ محض اپنے اکابر کی بداعمالیوں اور گستاخانہ عبارات پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ لوگ کرتے رہتے ہیں مثلاً اعلیحضرت کے وصایا شریف میں کسی دیوبندی وہابی کاتب نے خیانت کی پھر سیدنا اعلیحضرت قدس سرہٗ کے سیدہ

[1] حسن العزیز جلد ۱ صفحہ ۱۳

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مدح و منقبت میں لکھے گئے اشعار میں عروسان حجاز کے اشعار خلط ملط کر دیئے گئے۔ حضرت مولانا علامہ حسنین رضا خانصاحب قدس سرہٗ حضرت مولانا مفتی قاری محبوب علی خانصاحب رضوی علیہ الرحمہ بار بار وضاحت فرماتے رہے اعلان تصحیح کرتے رہے لیکن یہ لوگ آج تک اس اعلان و تصحیح سے صرف نظر کرتے ہوتے محض عناد کی بنا پر وصایا شریف اور حدائق سوم کے اشعار کو لکھتے اور بدزبانی کرتے چلے آرہے ہیں، حالانکہ کتاب "فیصلہ مقدسہ" میں بار بار وضاحت ہو چکی ہے۔

مولوی حسین احمد کانگریسی کی ہولناک خیانت

سابق شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند جن کو یہ لوگ شیخ الاسلام شیخ العرب والعجم اور خدا جانے کیا کیا قرار دیتے ہیں کی چیرہ دستی ملاحظہ ہو۔ مولوی مانچسٹروی اور انجمن ارشاد المسلمین شاداب کالونی لاہور والوں نے توکمال عیاری سے اعلحضرت کی کتب سے آیات مبارکہ میں الفاظ کی کمی بیشی ثابت کرنا چاہی ہے لیکن ان کے مسلمہ اکابر تو اعلحضرت عظیم البرکت اور آپ کے والد ماجد حضرت علامہ مفتی نقی علی خانصاحب قدس سرہٗ و اعلحضرت قدس سرہٗ کے جد امجد امام العلماء مولانا شاہ رضا علی خانصاحب قدس سرہٗ اعلحضرت قدس سرہٗ کے جدِ طریقت سیدنا شاہ حمزہ قادری مارہروی اور حضور سیدنا غوث اعظم قطب عالم سرکار بغداد رضی اللہ عنہ کے ذمہ سراسر جھوٹی فرضی خیالی کتابیں لگاتے رہے ہیں حالانکہ

فتاویٰ رضویہ جلد ۲ صفحہ ۳۹۸ تا صفحہ ۴۰۳ ان کی ان لرزہ خیز خیانتوں کا رد بلیغ ہے لیکن پھر بھی بے شرمی اور ہٹ دھرمی سے صدر و شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند مولوی حسین احمد ٹانڈوی نے اعلحضرت امام اہلسنت اور آپ کے اکابر کے ذمہ بعض فرضی کتابیں جن کا دنیا میں کہیں وجود نہیں محض خیالی طور پر گھڑ کر لگا دیں اور خواہ مخواہ فرضی صفحہ اور سطر تک ایجاد کر لیں۔ مولوی حسین احمد کانگریسی نے اعلحضرت قدس سرہٗ کے جد طریقت سیدنا شاہ حمزہ مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کے ذمہ خزینۃ الاولیاء مطبوعہ کانپور اور اعلحضرت کے جد امجد امام العلماء مولانا شاہ رضا علی خانصاحب قدس سرہٗ کے ذمہ ہدایۃ الاسلام مطبوعہ صبح صادق سیتاپور۔ اور ایک فرضی کتاب بنام تحفۃ المقلدین اعلحضرت قدس سرہٗ کے والد ماجد رئیس الاتقیا مولانا شاہ نقی علی خانصاحب قدس سرہٗ کے ذمہ لگائی اور صفحہ ۱۵ اور مطبوعہ صبح صادق سیتاپور تک فرضی لکھ دیا اور ایک کتاب ہدایۃ البریہ مطبوعہ لاہور اعلحضرت علیہ الرحمۃ کے والد ماجد مولانا شاہ نقی علی خاں قدس سرہٗ کے نام سے گھڑی اور فرضی مطبوعہ فرضی صفحہ و سطر تک لکھ دیئے۔ اور ایک کتاب بنام مراۃ الحقیقۃ سیدنا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذمہ لگائی۔[1]

[1] الشہاب الثاقب صفحہ ۹۸ و صفحہ ۹۹ و فتاویٰ رضویہ جلد ۲ صفحہ ۳۹۸ تا صفحہ ۴۰۳ و رماح القہار علی کفر الکفار صفحہ ۶۹ و برق آسمانی بر فتنہ شیطانی صفحہ ۱۳۲ و احقاق الدین علیٰ اکابر المرتدین صفحہ ۱۲

مانچسٹروی کی کیا وقعت و حیثیت پوری دنیا میں کیا کوئی ہے دیوبندی مائی کا لال جو یہ کتابیں لاکر ہم کو دکھا دے اور اپنے اکابر کو کذب و افترا جھوٹ و دجل کے الزام سے بچالے؟

جب پوری پوری من گھڑت جعلی فرضی کتابیں اُن کے مطبوعے اُن کے صفحہ و سطر ہمارے اکابر کرام کے ذمّہ لگائی جاسکتی ہیں اور بار بار بلکہ ہزار بار تردید شدید کے باوجود آج تک ان من گھڑت فرضی کتابوں کے حوالے دیئے جارہے ہیں تو اس دھرم کے بانیوں کی باقیات سے کیوں توقع نہیں کی جاسکتی کہ انہوں نے اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی کتب میں ہیرا پھیری کر کے کتابتِ آیات و ترجمہ آیات میں کتر بیونت کرادی ہو۔

تاج کمپنی کا واقعہ تو ابھی کل کی بات ہے جب تاج کمپنی نے سیدنا اعلیٰحضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا ترجمہ قرآن عظیم "کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن" اور حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین قادری رضوی مراد آبادی علیہ الرحمۃ کا تفسیری حاشیہ خزائن العرفان کو شائع کیا تو کسی دیوبندی وہابی کاتب نے کمال خیانت و بے ایمانی اور دجل سے پچاس ساٹھ سے زیادہ لرزہ خیز غلطیاں شامل کردیں ترجمہ اور تفسیر کے الفاظ تک بدل دیئے جس کا اسی زمانہ میں اہلسنت وجماعت کے محبوب و مقبول ترجمان ماہنامہ رضائے مصطفےٰ چوک دار السلام گوجرانوالہ نے مسلسل تعاقب کیا، رسالہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ

کے مختلف شماروں میں اس کی تردید شدید ہوئی اور صدائے احتجاج بلند ہوئی بالآخر تاج کمپنی کو معذرت کے ساتھ اغلاط نامہ و تصحیح نامہ شائع کرنا پڑا جو موجود ہے اور پیش کیا جاسکتا ہے۔

ارادی و غیر ارادی فعل میں امتیاز

مانچسٹروی بار بار لکھتا ہے کہ جن آیات میں لفظی غلطیاں ہیں ان کا ترجمہ بھی غلط آیات کے مطابق ہے لہٰذا اس کو کاتب کی غلطی نہیں کہا جاسکتا۔ ہم کہتے ہیں یہی تو فن کاری ہے اگر کوئی کاتب سہواً غلطی کر جائے اور غلط الفاظ بھول کر لکھ جائے تو ترجمہ تو قرار واقعی طور پر صحیح ہوتا ہے لیکن جب کوئی کاتب ارادۃً یعنی دیدہ دانستہ اپنے منصوبہ کے تحت یہ کام کرے وہ لازماً آیات کے الفاظ مبارکہ کے ساتھ ترجمہ بھی بدلے گا کیونکہ وہ ایک منصوبہ کے تحت خیانت کر رہا ہے۔

ہاں جو کاتب غیر ارادی طور پر محض سہواً غلط آیات لکھ جائے گا وہ ترجمہ میں یقیناً غلطی نہیں کرے گا اور بار بار تو یقیناً نہیں کرے گا جیسا کہ مانچسٹروی نے مطالعہ بریلویت کے صفحہ ۲۲۷ تا صفحہ ۲۳۹ بیک وقت دس آیات کے الفاظ اور اُن کا غلط ترجمہ اعلیٰحضرت عظیم البرکت قدس سرہٗ کے ذمہ لگایا ہے یہ خیانت کی بدترین مثال ہے اور کسی انتہائی متعصب دیوبندی وہابی کاتب کی کاریگری ہے اور بڑی فن کاری سے اس سازش کو پروان چڑھایا ہے۔

آیات میں تحریف کا مقصد کیا ہو سکتا تھا

جن دس آیات میں مصنف مانچسٹروی

صاحب نے بزعم خود تحریف ثابت کرنا چاہی ہے اعلیحضرت امام اہلسنت کو معاذ اللہ ایسی لفظی تحریف کرنے سے کیا فائدہ ہو سکتا تھا۔ قرآن عظیم کی آیات میں مختلف کتابوں میں ایسی لفظی تحریف اعلیحضرت تو کجا اور کوئی بھی نہیں کر سکتا کیونکہ دنیا میں ایک دو نہیں، سو پچاس نہیں، ہزار دو ہزار نہیں بلکہ لاکھوں حفاظ کرام موجود ہیں، جن میں ہزاروں مخالف فرقوں کے بھی ہوں گے اس لئے دیدہ دانستہ بالقصد قرآن مجید میں ایسی لفظی تحریف کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ اگر اعلیحضرت فی الواقع جان بوجھ کر ایسی تحریف کرتے تو ہم دیوبندیوں کی طرح جھوٹ کی وکالت کبھی نہ کرتے۔ یہ اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کا اپنا فعل نہیں کسی بد مذہب کاتب کی کاریگری ہے اُس نے جہاں آیات میں کم وبیش کیا وہاں ترجمہ میں بھی تصرف کیا۔

سب سے بڑی بات یہ کہ اگر اعلیحضرت قدس سرہٗ نے خدانخواستہ آیات میں کچھ بدلنا ہوتا تو وہ قرآن عظیم کے اندران مندرجہ آیات اوران کے ترجموں کو بدلتے لیکن مصنف مانچسٹروی نے جن آیات میں تحریف کا الزام لگایا ہے وہ ترجمہ قرآن مجید کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن میں دسوں کی دس آیات اور اُن کا ترجمہ لفظی تحریف وتصرف سے پاک ہے اس سے بھی ثابت ہوا کہ یہی آیات جو اعلیحضرت

کے ترجمہ قرآن مجید میں صحیح ہیں وہ کتابوں میں کسی بدعقیدہ کاتب نے ہیر اپھیری سے تبدیل کر دیں۔

ایک اہم توجہ طلب بات یہ ھے کہ جن دس آیات میں مولوی مانچسٹروی تحریف یا کمی بیشی کا الزام لگاتا ہے وہ مسائل اختلافیہ مسئلہ تکفیر، مسئلہ علم غیب، مسئلہ حاضر وناظر، مسئلہ نورانیت وبشریت مسئلہ ندائے یا رسول اللہ، شفاعت، مختار کل سے متعلق نہیں ہیں وہ آیات غیر اختلافی عام معاملات ومسائل سے متعلق ہیں لہٰذا کسی بھی عنوان سے اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کو تحریف وتصرف کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ اگر یہ آیات مسائل مختلفیہ سے متعلق ہوتیں تو بھی مانچسٹروی الزام لگا سکتا تھا اور عوام دھوکہ کھا سکتے تھے۔

اکابر دیوبند اور آیات مذکورہ

جن دس آیات میں مصنف نے تحریف ثابت کرنا چاہی ہے

لمعۃ الضحیٰ۔ احکام شریعت۔ الزبدۃ الزکیہ۔ تجلی الیقین۔ ملفوظات اعلیحضرت۔ ذیل المدعا لاحسن الوعا وغیرہ کتب سے منقول ہیں ملفوظات اعلیحضرت کے سوا یہ تمام کتابیں مولوی رشید احمد گنگوہی مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی انور کاشمیری، خلیل انبیٹھوی۔ مولوی محمود الحسن دیوبندی، مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی۔ مولوی مرتضیٰ احسن دربھنگی چاندپوری، مولوی عبدالشکور کاکوروی، مولوی منظور سنبھلی۔ مولوی حسین احمد ٹانڈوی صاحبان وغیرہم کی زندگی میں چھپ کر شائع ہو

گئی تھیں ملفوظات گنگوہی صاحب کے مرنے کے بعد اور دوسرے اکابر دیوبند کی زندگی میں شائع ہوتے تو اگر اعلیٰحضرت کی ان کتابوں کے اوّلین (پہلے) ایڈیشنوں میں مذکورہ آیات میں کچھ لفظی کمی بیشی ہوتی تو مذکورہ اکابر دیوبند اور چوٹی کے مناظرین دیوبند اعلیٰحضرت کو کب معاف کرنے اور درگزر کرنے والے تھے؟ اس سے ثابت ہوا کہ اعلیٰحضرت کی ان چند کتابوں کے بعد والے ایڈیشنوں میں خود مخالفین نے تحریف خیانت کی تاکہ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کو بدنام کیا جائے اور الزام تراشی سے اپنے اکابر کی تکفیر کا بدلہ لیا جاتے۔

حوالوں کی مطابقت

ہم نے محض سیدنا مجدد اعظم سرکار اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عقیدت ومحبت ہی میں انداز اً کوئی صفائی پیش نہیں بلکہ لمعۃ الضحیٰ کے بریلی شریف کے مطبوعہ دو چھاپوں، مراد آباد کے چھاپے لاہور اور کراچی کے دو چھاپوں میں آیۂ مبارکہ یوں ہے:۔

یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعو الرسول واولی الامر منکم۔

تو ان سب میں قُل نہیں تھا البتہ جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان کاغذی بازار میٹھادر کراچی کے شائع کردہ لمعۃ الضحیٰ میں یوں ہے:۔ قال تعالیٰ عزوجل یا ایھا الذین۔۔۔۔ الخ

اس سے ثابت ہوا کہ یہ خیانت اعلیٰحضرت کو بدنام کرنے کے لئے

کسی نے بعد میں کی ہے مانچسٹروی چاہے تو ہمارے سے پُرانے چھاپوں کی لمعۃ الضحیٰ کی فوٹو کاپی منگوا سکتا ہے۔ پھر ہم نے اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا ترجمہ قرآن مجید کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن دیکھا تو اس میں بھی اسی طرح تھا یا ایھا الذین امنوا اطیعو اللہ واطیعو الرسول واُولی الامر منکم۔[1]

ان سب میں کہیں بھی قُل نہیں ہے اگر خدانخواستہ اعلیٰحضرت نے تحریف کرنی ہوتی تو ان کے ترجمہ قرآن میں قُل کا اضافہ ملتا۔

مصنف نے ایک حوالہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی کتاب احکام شریعت کا دیا ہے مگر کس حصّہ یا کس جلد میں ہے یہ نہیں لکھا البتہ اعلیٰحضرت کے ترجمہ قرآن عظیم میں آیۂ مبارکہ ما کان لمومن ولا مومنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرًا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ہی ہے۔[2] من امرھم کی بجائے من انفسھم نہیں ہے۔

البتہ اس آیۂ مبارکہ میں خود مانچسٹروی نے ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلٰلاً مبینا کو مطلقاً چھوڑ دیا اگر

---

[1] ترجمہ کنزالایمان صفحہ ۱۰۳ شائع کردہ مکتبہ رضویہ دارالعلوم امجدیہ فیروزشاہ اسٹریٹ آرام باغ کراچی۔ وشائع کردہ تاج کمپنی لاہور و شائع کردہ رضوی کتب خانہ بازار صندل خاں بریلی شریف۔

[2] دیکھو کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن صفحہ ۵۰۲

اعلحضرت معاذ اللہ تحریف کرتے یا بھولتے تو اپنے ترجمہ قرآن میں بھی من امرھم کی بجائے من انفسھم کر دیتے مگر ایسا نہیں لہٰذا یہ کسی خائین کی خیانت ہے عمداً لفظ بدلتے تو کنزالایمان میں بھی بدلتے۔

مصنف مانچسٹروی کا دین و ایمان ہے کیا

مطالعہ بریلویت کے صفحہ ۲۳۷ پر لکھتا ہے:۔

"مولانا احمد رضا خاں نے اس (آیت) کے لفظ من امرھم کو من انفسھم سے بدل دیا۔۔۔۔ (سو یہ کاتب کی غلطی بھی نہیں لفظ عمداً بدلے ہیں")

قارئین کرام مانچسٹروی کے ان الفاظ کو پیش نظر رکھیں کہ علاّمت اعلحضرت نے یہ الفاظ عمداً بدلے ہیں۔ قارئین کرام مانچسٹروی دیوبندی کے یہ الفاظ بار بار پڑھیں کہ اعلحضرت نے یہ الفاظ عمداً بدلے ہیں۔

شفا قاضی عیاض کی عبارت

مصنف نے مطالعہ بریلویت صفحہ ۲۴۱ جلد اوّل پر لکھا ہے قاضی عیاض ۴۴۴ ھ لکھتے ہیں۔

وقد اجمع المسلمون ان القرآن المتلو فی جمیع اقطار الارض المکتوب فی المصحف بایدی المسلمین مما جمعه الدفتان من اوّل الحمد للّٰہ رب العلمین الی آخر قُل

اعوذ برب الناس انه کلام اللّٰہ ووحیه المنزل علی نبیه محمد صلی اللّٰہ علیه وسلم وان جمیع ما فیه حق وان من نقص منه حرفاً قاصداً لذلك او بدله بحرف اخر مکانه او زاد فیه حرفاً مما لم یشمل علیه المصحف الذی وقع الاجماع علیه واجمع علیٰ انه لیس من القرآن عامداً لکل ھذا انه کافر[1]

ترجمہ:۔ تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ قرآن کریم جو تمام دنیا میں پڑھا جا رہا ہے اور مسلمانوں کے ہاتھوں میں الحمد شریف کے اوّل سے قُل اعوذ برب الناس کے آخر تک لکھا ہوا دو دفتین میں موجود ہے وہی کلام اللہ اور یہ خدا کی وہی وحی ہے جو اس کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتری اور یہ کہ جو کچھ اس میں ہے وہ حق ہے اور اس پر بھی سب مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو اس میں سے قصداً ایک حرف کم کرے یا اسے کسی دوسرے حرف سے بدلے یا اس میں کوئی ایسا حرف بڑھائے جو اس قرآن کا جس پر سب کا اتفاق ہے، نہیں ہے اور اس پر اجماع ہے کہ وہ قرآن شریف کا نہیں اور وہ یہ سب کچھ قصداً کر رہا ہو تو وہ بے شک کافر ہے۔۔۔۔

قارئین کرام ایک طرف تو مصنف کے وہ الفاظ ملاحظہ ہوں کہ "(قرآن عظیم میں) یہ الفاظ عمداً بدلے ہیں" دوسری طرف شفا قاضی

[1] الشفا قاضی عیاض جلد دوم صفحہ ۳۰۴، صفحہ ۳۰۵۔

عیاض علیہ الرحمۃ کا یہ حوالہ ملاحظہ ہو جس میں قرآن عظیم کے الفاظ عمداً قصداً بدلنے والے پر اجماعی فتویٰ کفر ہے مذکورہ عبارت میں تین بار اجماع کے الفاظ نقل کئے گئے ہیں اور قرآن کے الفاظ عمداً بدلنے والے پر کفر کا حکم لگایا گیا ہے۔

مانچسٹروی کفر وارتداد کے دلدل میں

قرآن عظیم کے الفاظ میں ردوبدل کرنے والے

پر اجماعی فتویٰ کفر نقل کرنے کے باوجود مانچسٹروی خود لکھتا ہے:۔

"علماء حق (گستاخ دیوبندی وہابی مولویوں) نے انہی اصولوں کی روشنی میں تکفیر مسلم میں بہت احتیاط فرمائی ہے۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب نے جب علماء دیوبند کو کافر کہا تو علماء دیوبند نے خان صاحب کو جواباً کافر نہ کہا۔ جب اُن سے کہا گیا کہ آپ انہیں کافر کیوں نہیں کہتے تو انہوں نے کہا کہ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے الزامات میں ہم پر جھوٹ باندھا ہے۔ جھوٹ اور بہتان باندھنا گناہ اور فسق تو ہے لیکن کفر ہرگز نہیں لہٰذا ہم اس مفتری کو کافر نہیں کہتے"۔[1]

اکابر دیوبند نے اعلیٰحضرت کو کافر نہیں کہا۔ جیسا کہ ابھی حوالہ سے گزرا لیکن مانچسٹروی نے شفا کا جو حوالہ نقل کیا ہے اس میں

[1] مطالعہ بریلویت جلد اوّل صفحہ ۲۷۸

قرآن عظیم میں عمداً قصداً تحریف کرنے والے کو اجماعی کافر قرار دیا ہے لیکن معاذاللہ مانچسٹروی کے بقول اور اکابر دیوبند کے نزدیک قرآن عظیم میں عمداً تحریف کرنے والا کافر نہیں تو پھر مانچسٹروی خود بتاتے اگر اس کی کھوپڑی میں دماغ اور دماغ میں عقل اور عقل علم کی حامل ہے تو جواب دے کہ اجماعی کفر قرار دے کر آپ فتویٰ کفر سے انکار کر رہے ہیں من شک فی کفرہٖ وعذابہٖ فقد کفر اجماعی کفر کے قائل پر فتویٰ کفر نہ دے کر آپ خود خرق اجماع کے مرتکب ہو کر خود کافر ہوتے یا نہیں؟ اور یہ بھی بتائیں کہ اپنے جنون اور خبط میں جو آپ نے سیدنا امام اہلسنت مجدد اعظم سرکار اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ پر دس آیات میں عمداً تحریف کا جو ناپاک الزام لگایا تھا اور شفا شریف سے اجماعی فتویٰ کفر نقل کیا تھا یہ سارا جال کس لئے بُنا گیا تھا؟ آپ خود کفر ارتداد کے دلدل میں پھنس گئے یا نہیں؟ آپ ایک طرف تو معاذاللہ اعلیٰحضرت کو قرآن عظیم میں عمداً قصداً تحریف کا مرتکب قرار دے رہے ہیں۔ شفا شریف سے تحریف کرنے والے پر اجماعی فتویٰ کفر نقل کر رہے ہیں اور پھر اکابر دیوبند سے ثابت کر رہے ہیں کہ انہوں نے "علماء دیوبند نے خان صاحب کو کافر نہ کہا کر اور کہا کہ ہم اس مفتری کو کافر نہیں کہتے"۔ خود بتاؤ شفا قاضی عیاض کے فتویٰ سے اجماعی کفر کے مرتکب کو کافر نہ کہہ کر مولویان دیوبند خود کیا ہوتے؟

بات لمبی ہو جائے گی مانچسٹروی صاحب نے دیوبندی اکابرین سے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ:۔

"مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے الزامات میں ہم (اکابر دیوبند) پر جھوٹ باندھا ہے ۔۔۔۔ ہم اس مفتری کو کافر نہیں کہتے۔" (معاذ اللہ)

اعلیٰحضرت فاضل بریلوی نے معاذ اللہ الزامات لگائے ہیں۔ دیوبندی مولویوں پر جھوٹ باندھا ہے۔ اعلیٰحضرت معاذ اللہ مفتری ہیں اگر اس پر گفتگو کی گئی تو بات بہت لمبی ہو جائے گی۔ ہم صرف پوچھتے ہیں کہ آپ پوری دنیا کی آنکھوں میں دھول کیوں جھونکتے ہیں؟ کیا ساری دنیا مولوی رشید احمد گنگوہی کی طرح اندھی ہے؟ اعلیٰحضرت پر جھوٹ کا الزام لگا کر مفتری قرار دینے والے خود دنیا کے بدترین جھوٹے کذاب و دجال ہیں۔ ہم پوچھتے ہیں اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اکابر و مشاہیر، علماء و فقہائے حرمین طیبین نے تحذیر الناس کی جن جن عبارات پر فتویٰ کفر دیا وہ تحذیر الناس میں نہیں ہیں۔ براہین قاطعہ اور حفظ الایمان وغیرہ کی ناپاک و مردود جن جن عبارات پر فتویٰ کفر دیا وہ براہین قاطعہ اور حفظ الایمان میں نہیں ہیں؟ کیا پوری دیوبند فیملی اندھے گنگوہی کی اندھی رجمنٹ ہے۔ کسی کو کچھ نظر نہیں آتا؟ کیا دنیا میں تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ، حفظ الایمان، فتویٰ گنگوہی کا وجود ہی نہیں ہے؟ کیا ان کتابوں

کی گستاخانہ عبارات کی سیاہی کتابوں سے اُڑ گئی یا خود تمہاری آنکھوں میں موتیا اُتر گیا ہے؟ سیدنا اعلیٰحضرت نے کون سا جھوٹ باندھا ہے کیا افترا کیا ہے وہ کس طرح مفتری ہیں؟ الزامات لگانے، جھوٹ باندھنے کا مطلب تو یہ ہوا کہ مذکورہ بالا گستاخانہ کتابوں میں وہ توہین آمیز عبارات ہی نہیں جن پر تکفیر کا حکم شرعی واضح ہوا۔ تم زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے تھے تمہارے اکابر یوں جان بچا سکتے تھے کہ ان کتابوں کی زیر بحث گستاخانہ عبارات کا مطلب مولوی منظور سنبھلی، مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی چاندپوری، مولوی حسین احمد کانگریسی، عبدالشکور کاکوروی، ابوالوفا شاہجہانپوری وغیرہ چند دیوبندی مولویوں کے سوا پوری دنیا میں کوئی سمجھا نہیں اور نہ آئندہ کوئی سمجھنے والا پیدا ہوگا مگر اس کا کیا کیجئے مذکورہ بالا پانچوں سمجھنے والوں کی مختلف النوع سمجھی ہوئی تاویلات کو جمع کر لیا جائے اور تاویلات کے تصادم کا تماشا دکھایا جائے تو اکابر دیوبند پر تکفیر کی اقبالی ڈگری ہو جاتی ہے ؎

؎ کافر ہوئے جو آپ تو میرا قصور کیا
جو کچھ کیا وہ تم نے کیا بے خطا ہوں میں

خامہ کس قصد سے اُٹھا تھا کہاں جا پہنچا گفتگو تو آیات میں تحریف کے موضوع پر ہو رہی تھی مگر اکابر دیوبند کی اس فحش زبان پر معروضات پیش کرنا پڑ

گئی کہ اعلیٰحضرت نے الزامات لگائے ہیں اعلیٰحضرت نے جھوٹ باندھے ہیں اعلیٰحضرت معاذ اللہ مفتری ہیں۔ اب آیات مبارکہ پر مختصر گفتگو پیشِ خدمت ہے۔

تیسری آیت۔ مصنف نے ایک یہ آیت نقل کی ہے اور اس میں اعلیٰحضرت کی تحریف ثابت کی ہے۔ لقد کان لکم فیھم اسوۃ حسنۃ ومن یتول اللہ فان اللہ ھو الغنی الحمید۔ یہ آیت مصنّف نے خود غلط اور ادھوری لکھی ہے..... نقطوں کا کیا مطلب؟ پوری آیت یوں ہے:

لقد کان لکم فیھم اسوۃٌ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاٰخر ومن یتول فان اللہ ھو الغنی الحمید۔[1]

دوسری تحریف وخیانت مصنف کی یہ کہ آتیہ مبارکہ میں ومن یتول فان اللہ ھو الغنی الحمید ہے مصنف مانچسٹروی اعلیٰحضرت امام اہلسنت پر تحریف کا الزام لگاتا لگاتا خود تحریف کا مرتکب ہوگیا یہ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کی روشن کرامت ہے کیونکہ آتیہ مبارکہ کو اس نے یوں لکھ دیا یتول اللہ فان اللہ لفظ صرف یتول ہے یتول اللہ نہیں ہے۔ مصنف نے یہاں اللہ کا اضافہ اپنی طرف سے کردیا اور درمیان میں سے پوری عبارت کم کردی اب خود غور کرے شفا قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کے اجماعی فتویٰ کفر کے

[1] ترجمہ اشرف علی تھانوی مولوی صفحہ ۷۸۷۔

آپ حق دار ہیں یا نہیں؟

مصنف نے معاذ اللہ اعلیٰحضرت کی تحریف ثابت کرنا چاہی ہم نے اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا ترجمہ قرآن مجید دیکھا اور مطابقت کی تو اس میں بالکل پوری آیت مبارکہ اسی طرح لکھی ہے جس طرح تھانوی صاحب کے ترجمہ قرآن مجید میں صفحہ ۷۸۷ پر لکھی ہے ملاحظہ ہو کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن صفحہ ۶۵۴ پارہ ۲۸ عن امرنا یہاں نہیں ہے لمعۃ الضحیٰ میں کاتب کی ہیرا پھیری ہے۔

قرآن مجید میں مانچسٹروی کی اپنی تحریف

آیت نمبر ۴ مانچسٹروی جی نے یوں لکھی ہے

قد کانت لکم اسوۃ فی ابراھیم والذین معہٗ اذ قالوا لقومہم مانچسٹروی نے یہاں اسوۃٌ کے بعد حسنۃٌ نکال کر تحریف کا دیدہ دلیری سے ارتکاب کیا ہے۔ اور معہٗ کو محض معہ کردیا باقی سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے اپنی طرف سے من المؤمنین نہیں ڈالا سیدنا اعلیٰحضرت کا ترجمہ موجود ہے ملاحظہ ہو کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن صفحہ ۶۵۳ پارہ ۲۸۔ باقی لمعۃ الضحیٰ کراچی اور بریلی شریف رضوی کتب خانہ کے مطبوعہ میں یوں نہیں بلکہ من المومنین خیانت شدہ لمعۃ الضحیٰ کے اُس ایڈیشن میں موجود ہوسکتے ہیں جو مانچسٹروی قسم کے لوگوں نے خود چھپوایا اور کتابت کرایا ہوگا مگر مصنف خود حسنۃ کا لفظ چھوڑ کر شفا شریف کے اجماعی فتویٰ کفر کا

مستحق ہوا۔

آیت نمبر۵۔ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ پر اینما کے اضافہ کا الزام لگایا ہے کہ حیث ما کو اینما سے بدل دیا۔ اس آیۂ مبارکہ کی مطابقت بھی ہم ترجمہ قرآن عظیم کنزالایمان سے کی کہ معاذ اللہ خدانخواستہ تحریف ہوئی ہو تو ترجمہ میں بھی ہو گی لیکن پارہ سیقول البقرہ آیت ۱۴۴ ۱؎ آیۂ مبارکہ کو بالکل صحیح پایا اور اینما کا ہرگز اضافہ نہیں البتہ مصنف مانچسٹروی نے خود آیۂ مبارکہ کے ابتدائی الفاظ قد نریٰ تقلب وجھك فی السماءِ فلنولینك قبلۃً ترضٰھا فول وجھك شطر المسجد الحرام کے الفاظ کاٹ دیئے کیونکہ ان کا تقویۃ الایمانی عقیدہ ہے۔

"رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا اور اس آیۂ مبارکہ سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چاہنے سے کعبہ قبلہ بنایا گیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضائے پاک کو چاہتے ہوئے اللہ عزوجل نے تحویل قبلہ کا حکم فرمایا یہ اس کو گوارا نہ تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا اور چاہت کی قبولیت کا مظاہرہ ہو لہٰذا آیۂ مبارکہ کا جزوِ اوّل کاٹ کر نقل کی۔

آیت نمبر۶۔ وان حکمت فاحکم بینھم بالقسط

۱؎ کنزالایمان صفحہ ۲۵ از اعلیٰحضرت الامام احمد رضا قدس سرہٗ

کے متعلق مصنف نے لکھا ہے اس آیت کو یوں کردیا وان حکمت بینھم فاحکم بالقسط یعنی فاحکم اور بینھم کو آگے پیچھے کردیا۔ مصنف نے اس کا ترجمہ نہیں لکھا تو عین ممکن ہے کہ یہ کاتب کی غفلت و لاپرواہی کا نتیجہ ہو کیونکہ اس طرح الفاظ آگے پیچھے کرنے سے اختلافی مسائل میں اپنے موقف کو تو کوئی تقویت ملتی نہ تھی بہرحال ہمارے پاس حامد اینڈ کمپنی لاہور کی شائع کردہ کتاب تجلّی الیقین ہے مصنف نے صفحہ ۷۱ کا حوالہ دیا تھا۔ ہم نے صفحہ اوّل سے صفحہ ۷۱ تک چار مرتبہ دیکھا ہمیں یہ من گھڑت تحریف ملی نہیں پھر ہم نے اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے ترجمہ قرآن پاک کو دیکھا مگر یہاں بھی کوئی تحریف نہیں اور یوں لکھا ہے "وان حکمت فاحکم بینھم بالقسط" ۱؎

آیت نمبر۷۔ ھم للکفر یومئذٍ اقرب منھم للایمان۔ اس آیۂ کریمہ کے اوّل میں قالوا لونعلم قتالاً لا اتبعنٰکم خود مصنف نے بھی چھوڑ دیا اور آیۂ کریمہ کے مفہوم کو مسخ کر کے رکھ دیا۔ الزبدۃ الزکیہ میں یومئذٍ۔ اقرب کا آگے پیچھے ہو جانا خالصتہً کاتب کی غلطی ہے ورنہ یہ آیۂ مبارکہ ترجمہ اعلیٰحضرت میں ھم للکفر یومئذٍ اقرب للایمان ۲؎ کی ترتیب سے بالکل صحیح لکھی ہے۔ معاذ اللہ خدانخواستہ اعلیٰحضرت کی تحریف ہوتی تو قرآن مجید میں بھی ترتیب بدل کر لکھا جاتا مگر کنزالایمان میں صحیح

۱؎ کنزالایمان صفحہ ۱۳۶ المائدہ۔ ۲؎ کنزالایمان پارہ ۴ آل عمران صفحہ ۸۵

ترتیب ہے۔

آیت نمبر ۸ ۔ کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی۔ میں مصنف مانچسٹروی کہتا ہے کہ اعلیٰحضرت کتب اللہ کو ختم اللہ سے بدل دیا۔ بات دراصل یہ ہے کہ آج کل کاتب جلد لکھنے کے لئے اصل مسوّدہ دیکھ کر لکھنے کی بجائے ایسا کرتے ہیں کہ ایک صاحب کوئی شاگرد وغیرہ مسوّدہ پڑھتے جاتے ہیں اور دوسرا لکھتا جاتا ہے۔ عموماً ایسی غلطیاں کاتبوں کی لاپرواہی سے صادر ہوتی ہیں۔ فقیر کی اسی کتاب کی جلد اوّل حصّہ اوّل میں کئی جگہ واضح کی جگہ واضع لکھا ہے۔ بہت جگہ واضع، واضع لکھ دیا گیا ورنہ یہ آیت بھی ترجمہ اعلیٰحضرت میں صحیح ترتیب سے موجود ہے۔ کتب اللہ لاغلبن انا و رُسلی۔[1] مگر یہاں بھی مصنّف نے اِن اللہ قوی عزیز چھوڑ دیا اور آیت کے مفہوم کو تشنہ چھوڑ دیا۔

آیت نمبر ۹ ۔ امنت انہ لا الٰہ الا الذی امنت بہ بنو اسرائیل وانا من المسلمین۔ لکھتا ہے مولانا احمد رضا خاں نے اس آیت کو یوں بدل دیا امنت بالذی امنت بہ بنو اسرائیل آگے جھک مارتا ہے کہ کیا اعلیٰحضرت کو کلمہ بُرا لگتا تھا؟ یا وہ کھلم کھلا توحید کا اقرار نہ کرنا چاہتے تھے؟ جس کے دل و دماغ پر ارتداد کی ظلمت چھا جائے وہ ایسا ہی سوچتا ہے اور محض شیطانی اندازوں پر چلتا ہے۔

---

[1] کنز الایمان ترجمہ اعلیٰحضرت پارہ ۲۸۔ المجادلہ آیت ۲۱ صفحہ ۶۴۸

کلمہ توحید تو تھانوی صاحب کو بُرا لگتا تھا جو مرید سے اپنا کلمہ پڑھوا کر تحسین فرمائی۔ ملاحظہ ہو الامداد تھانہ بھون۔

ملفوظات کے مرتب نے ملفوظات میں یہ الفاظ بطور آیت قرآنیہ نقل نہ فرماتے بلکہ یہ فرمایا کہ جب فرعون ڈوبنے لگا بولا امنت بالذی امنت بہ بنو اسرائیل میں ایمان لایا اس پر جس پر بنی اسرائیل ایمان لاتے۔ یہاں صرف فرعون کے ڈوبتے وقت کے آخری الفاظ بتانے مقصود تھے اور یہ کہ آخری وقت جب عذاب کا مشاہدہ ہو جائے توبہ قبول نہیں ایمان لانا مقبول نہیں لہٰذا صرف وہی الفاظ نقل کئے جن کی ضرورت تھی اور جو فرعون کے منہ سے نکلے تھے ورنہ بطور آیت یہ الفاظ نقل نہیں کئے گئے۔ شائد یہ بات مانچسٹروی کو اس لئے بُری لگی کہ وہ بھی فرعون کی طرح پے در پے کفریات کا ارتکاب کرتا رہے اور آخری وقت توبہ کرنے کا پروگرام ہو اور اب سوچتا ہو کہ اعلیٰحضرت نے یہ کیا غضب ڈھایا کہ یہ فرما دیا کہ آخری وقت جب عذاب کا مشاہدہ ہو جائے توبہ اور ایمان لانا قبول نہیں۔ فرمایا گیا الئٰن وقد عصیت من قبل اب ایمان لاتا ہے اس سے پہلے نافرمان تھا۔ یہ ایسا ہی ہے لبا اوقات آدمی بوقت ضرورت صرف اتنا کہہ دیتا ہے بسم اللہ۔ یا الحمد للہ شائد مانچسٹروی یہاں یہ فتویٰ لگائے کہ انہوں نے تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو کاٹ

کرختم کر دیا یا الحمد للّٰہ رب العالمین۔۔۔۔۔الخ پوری سورۃ فاتحہ کو کاٹ کر صرف الحمد للّٰہ کر دیا۔ جہاں تک آیت کا تعلق ہے وہ ترجمہ قرآن عظیم میں اعلحضرت قدس سرہٗ نے پوری لکھی ہے ملاحظہ ہو کنز الایمان پارہ ۱۱ یونس آیت ۹۰ صفحہ ۲۶۱ پوری آیت موجود ہے، لہٰذا اعلحضرت امام اہلسنت پر تحریف کا ناپاک الزام پرلے درجہ کا دجل وفریب ہے۔

ملفوظات کے بارہ میں

یہ واضح رہے کہ پاکستان میں شائع ہونے والے ایڈیشنوں میں کتابت کی بکثرت لفظی غلطیاں ہیں اور ایک بار شارح بخاری فقیہ العصر علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی مدظلہ العالی صدر الصدور دار الافتا جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ یوپی نے فقیر راقم الحروف کو ایک مکتوب کے ذریعہ بھی آج سے بیس ۲۰ سال قبل توجہ دلائی تھی، حضرت ممدوح کا وہ مکتوب گرامی موجود ہے جس میں فرمایا تھا کہ ملفوظات اعلحضرت میں کتابت کی غلطیاں بکثرت ہیں۔ آپ ملفوظات کی تصحیح فرما کر املا کی لفظی غلطیاں دور فرما کر شائع کرائیں۔ اب ہم نہ صرف مانچسٹر والے صاحب بلکہ عام وخاص کی اطلاع کے لئے عرض کرتے ہیں کہ وہ ملفوظات کے پاکستانی ایڈیشنوں میں بریلی شریف کے پرانے چھاپے کے مطابق تصحیح فرمالیں اور اشاعتی ادارے بریلی شریف کے قدیم چھاپے کے مطابق نیا ایڈیشن چھپوائیں۔

ملفوظات میں املا کی لفظی غلطیاں

اس وقت محمد علی کارخانہ اسلامی کتب کراچی کے شائع کردہ ملفوظات اعلحضرت ہمارے سامنے ہیں۔ جس میں آیات واحادیث وعربی عبارات کے علاوہ عام الفاظ کی واضح غلطیاں یہاں تک ہیں کہ صفحہ ۱۰۰ پر مولانا احمد مختار کا احمد افتخار۔ صفحہ ۱۰۲/۲ پر کہ کی بجائے کے۔ صفحہ ۱۷۳/۲ پر مولوی محمد رضا خاں کی بجائے محمد رمضان خاں۔ صفحہ ج۲/۱۹۱ پر تحت کے بجائے تخت۔ صفحہ ج۲/۱۷۲ پر اکاون کا اکاف اور صفحہ ۱۸۹/۲ پر حامد رضا کی بجائے احمد رضا۔ صفحہ ج۲/۱۴۹ مدرسہ منظر اسلام کا مدرسہ مناظر الاسلام صفحہ ۱۴۱ پر کہہ سکتے کی بجائے کر سکتے ہیں صفحہ ۲۹۳/۴ پر امام ابن حجر عسقلانی کی بجائے ابن حجر عقلانی۔ صفحہ ۳۵۱/۳ پر مارہرہ شریف کی بجائے مارہرہ تشریف۔ صفحہ ۴۴۶/۴ پر گر کی بجائے کر وغیرہ املا کی لفظی غلطیاں کافی ہیں جو دانستہ یا نادانستہ طور پر کاتب صاحب کی یا پھر پروف ریڈر کی مہربانی ہے۔ کوئی بھی ذی عقل وشعور علوم وفنون کے سمندر ادب ولغت معانی کے سلطان اعلحضرت فاضل بریلوی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہٗ کے ذمہ تو یہ غلطیاں نہ لگائے گا۔

اعلحضرت کے علم وفضل کی شہادت

دیوبندیوں وہابیوں کے سلطان المناظرین اور مدرسہ دیوبند کی مرکزی مجلس شوریٰ کے اہم رکن مولوی منظور سنبھلی

میدان مناظرہ میں جن کا بدل دیوبندیوں میں نہ تھا جن کو آل انڈیا وہابی اسکیم کے تحت فتنہ و شر الزام تراشی بہتان طرازی کے لئے اسی زمانہ میں مرکز اہلسنت بریلی شریف رکھ چھوڑا تھا جو امام اہلسنت محدّث اعظم پاکستان علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد قدس سرہٗ سے بریلی شریف کے چار روزہ مناظرہ میں شکست فاش کھانے اور میدان مناظرہ میں اپنی کتابیں اپنی عینک اپنی چھڑی اور اپنی جوتیاں چھوڑ کر بھاگنے کے بعد آج کل گوشہ عافیت میں بیٹھا ہے ان مولوی منظور سنبھلی مدیر الفرقان نے دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کے استفسار پہ تھانوی صاحب کے سامنے کھلے دل سے اعتراف کیا تھا وہ یہ ہے:

"میں نے (تھانوی صاحب سے) عرض کیا حضرت! حقیقت کا علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے لیکن میں اُن (مولانا احمد رضا خاں) کی کتابیں دیکھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ وہ بے علم نہیں تھے بڑے ذی علم تھے۔ کم فہم اور غبی ... بھی نہ تھے، بڑے ذہین اور بہت ہوشیار آدمی تھے"[۱]

اعلحضرت قدس سرہٗ کے علم و فضل پر آپ کے بدترین مخالف و معاند کی شہادت کے بعد مانچسٹروی جی جیسے طفل مکتب کی الزام تراشی اور جھک بازی کسی شمار و قطار میں نہیں۔

آیت نمبر ۱- واذ تاذن ربکم لئن شکرتم لازیدنکم

---

[۱] بریلوی فتنہ کا نیا روپ صفحہ ۱۶ حاشیہ مصنفہ مولوی محمد عارف سنبھلی استاد ندوۃ العلماء لکھنؤ

مصنف نے ذیل المدعا لاحسن الوعا کے حوالہ سے کہا ہے کہ اعلحضرت نے اس میں وَ زیادہ کر دی یعنی وَلئن بنا دیا۔ ہم کہتے ہیں اعلحضرت نے تو بقول آپ کے صرف وَ زیادہ کر دیا لیکن آپ نے آیت کے ایک اہم حصہ اور جُزء کو ہی کاٹ دیا زیدنکُم کے آگے ولئِن کفرتم اِن عذابی لشدید چھوڑ دیا اور ربکم لئن کے اوپر ع لگا دیا حالانکہ لئِن کے ہمزہ اور زیر نیچے ہیں۔ بات کو مختصر کرتے ہوئے ہم یہ بھی بتا دیں کہ اعلحضرت کے ترجمہ قرآن میں اس آیت میں لئِن بغیر وَ کے لکھا ہے۔ دیکھو کنز الایمان صفحہ ۳۰۶ پارہ ۱۳- ابراہیم۔

الحمد للہ ہماری اس مختصر سی وضاحت سے مولوی مانچسٹروی کی جعلسازی کا تانا بانا بکھر گیا۔

دیوبندی تحریف قرآن کے چند نمونے

چونکہ لاہور کے کسی گڑھ پھنک دیوبندی نے "فاضل بریلوی کا حافظہ" نامی کتابچہ شائع کیا تھا اس لئے اس موضوع پر ہم علیحدہ ایک مستقل کتاب لکھنا چاہتے ہیں اور ہم نے دیوبندی تحریف قرآن و احادیث و تحریف ترجمہ قرآن عظیم کے کافی حوالے جمع کر لئے ہیں لہٰذا دیوبندی تحریفات کی محض ایک جھلک دکھلاتے ہیں اور چند نمونے پیش کرتے ہیں۔

مولوی محمود الحسن کی تحریف قرآن

یہ صاحب ان کے ریشمی رومال والے اسیر مالٹا ہیں

بعد میں گاندھی جی کی مہربانی سے شیخ الہند بنے تھے جیسے گاندھی نوازی کے باعث ابوالکلام دین و ایمان سے آزاد امام الہند بنے تھے بہرحال ان کے شیخ الہند محمود الحسن دیوبندی نے ایک کتاب "ایضاح الادلہ" تحریر فرمائی جس میں صاف صاف لکھا فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول والی اولی الامر منکم اور صاف ظاہر ہے اولا امر سے مراد آیت میں سوائے انبیا کرام علیہم السلام اور کوئی نہیں سو دیکھیے اس آیت میں سے صاف ظاہر ہے کہ حضرات انبیا اور جملہ اولی الامر واجب الاتباع ہیں۔[1]

یاد رہے کہ گاندھوی شیخ الہند کی یہ کتاب مشہور دیوبندی مدرس وعالم مولوی اصغر حسین صاحب دیوبندی کی نگرانی میں ان کے زیر اہتمام شائع شدہ ہے۔ اس من گھڑت فرضی آیت کا قرآن مجید میں کہیں وجود نہیں۔

فاضل دیوبند مولوی عامر عثمانی کی شہادت

مولوی عامر عثمانی مولوی شبیر احمد عثمانی کے بھانجے ہیں اور ماہنامہ تجلّی دیوبند کے ایڈیٹر ہیں ان کو بھی

[1] ایضاح الادلہ صفحہ ۹۷

اس کا اعتراف کرنا پڑا وہ لکھتے ہیں:۔

"عجیب بات ہے کہ حضرت شیخ (الہند) نے بڑے حزم اور وثوق کے ساتھ (عربی) الفاظ کے ایک مجموعہ کو قرآن کی آیت قرار دے دیا جو تیس پاروں میں کہیں بھی جگہ موجود نہیں۔"[1]

اب مصنف مانچسٹروی صاحب اپنی فن کارانہ کتاب مطالعہ بریلویت کی جلد اوّل کے صفحہ ۲۴۱ پر آجائے اور اپنے دین دھرم کی قسم کھا کر بتائے الشفا علامہ قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کے صفحہ ۳۰۴، ۳۰۵ جلد دوم سے نقل کردہ اس اجماعی فتوائے کفر کی زد میں مولوی محمود الحسن دیوبندی آتے ہیں یا نہیں؟

کافر ہوئے جو آپ تو میرا قصور کیا
جو کچھ کیا وہ تم نے کیا بے خطا ہوں میں

خود ملاں مانچسٹروی کی تحریف قرآن

(۱) قرآن عظیم میں ہے انہٗ من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہِ الجنۃَ وماواہُ النار[2]

مگر مانچسٹروی نے اپنی خیانت سے یوں کردیا ومن یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ وما واہ النار[3]

[1] ماہنامہ تجلّی دیوبند نومبر ۱۹۶۲ صفحہ ۶۲، [2] پارہ ۶-ع-۱۳، صفحہ ۱۴۲، [3] مطالعہ بریلویت جلد اوّل صفحہ ۲۸۴

لفظ اَنَّہٗ کو قَ سے بدل دیا اور وما واٰنہُ النار کو ماواٰہ بنا دیا۔ اور آخر سے وَما للظٰلمین من انصار چھوڑ کر بے ربط کر دیا

؎ جو چاہے اِن کا حُسنِ کرشمہ ساز کرے

(۲) قرآن کریم میں ہے فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ماتشابہ منہ ابتغآ الفتنۃ وابتغآءَ تاویلہٖ [۱]

یہاں مصنف کی رگ تحریف پھڑکی تو فاما الذین کا والذین اور تاویلہٖ کا تاویلہ کر دیا۔ [۲]

(۳) قرآن عظیم میں ہے ومن یتول فان اللّٰہ ھو الغنی الحمید [۳]

یہاں مانچسٹروی نے اپنے آبائی دجل کے نتیجہ میں ومن یتول اللّٰہ فان اللّٰہ ھو الغنی الحمید کر دیا۔ اللّٰہ کا اضافہ کر دیا۔ [۴]

(۴) قرآن پاک میں ہے قد کانت لکم اسوۃٌ حسنۃ فی ابراھیم والذین معہٗ اذا قالوا لقومھم [۵]

یہاں مانچسٹروی نے پی ایچ ڈی کے زعم تحریف میں اسوۃ کے بعد حسنۃ کو تلف کر دیا اور مسلکی تحریف کا حق تقلید ادا کیا۔ اس قسم کی تحریف و تصرف اور صریح خیانتوں کے حوالے سے ہم مطالعہ بریلویت کی تمام جلدوں سے پچاس سے زائد اور من جملہ

---

[۱] حاشیہ پارہ ۳ آل عمران صفحہ ۵۹، [۲] مطالعہ بریلویت جلد ۱ صفحہ ۲۸

[۳] پارہ ۲۸ الممتحنۃ آیت ۶ صفحہ ۶۵۴، [۴] مطالعہ بریلویت اوّل صفحہ ۲۲

[۵] پارہ ۲۸ الممتحنۃ آیت ۶

اکابر دیوبند کی تصانیف سے قرآن و احادیث اور کتب فقہ و حواشی سے ایک سو سے زیادہ پیش کر سکتے ہیں۔ ہم مانچسٹروی جی سے عرض کریں گے ؎

دوسروں کے عیب بے شک ڈھونڈتا ہے رات دن
چشمِ عبرت سے کبھی اپنی سیاہ کاری بھی دیکھ

تاج کمپنی کے دیوبندی وہابی اہلکاروں نے جب اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کا ترجمہ کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن شائع کیا تو دیوبندی وہابی کاتبوں کی مدد سے ساٹھ سے زیادہ مقامات پر تحریف و خیانت اور بے جا تصرف کا ارتکاب کیا۔ ممکن ہوا تو یہ سارے حوالہ جات مطالعہ بریلویت کے رد کی دوسری جلدوں میں یا علیحدہ کتاب کی صورت میں منظر عام پر لائے جائیں گے۔ خود محرف ہو کر امام اہلسنت امام فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کو محرف قرار دیتے ہو ؎

بڑے پاک باز اور بڑے پاک طینت
جناب آپ کو کچھ ہم ہی جانتے ہیں

مانچسٹروی پر حضرت عبداللّٰہ بن مسعود و حضرت عبداللّٰہ بن عباس کا فتویٰ

حضرت عبداللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں من کفر بایۃ من القرآن فقد کفر بہ کلہ .... ومن کفر بہ فقد کفر باللّٰہ [۱] یعنی حضرت عبداللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ عنہ

---

[۱] الشفا جلد دوم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں من جحد آیۃ من کتاب اللہ من المسلمین فقد حل ضرب عنقہ مسلمانوں میں سے جس نے قرآن کریم کی ایک آیت کا انکار کیا وہ گردن زدنی ہے۔

مصنف اپنے بقول منکر قرآن منکر خدا اور گردن زدنی قرار پایا اب اس شرعی سزا پر عملدرآمد کا انتظام کر کے قبول حق کی مثال قائم کرے

تمہاری توہین اپنے ہاتھوں سے خود ہی خودکشی کرے گی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

فرضی احتمال اور خیالی عذر لنگ

مصنف نے صفحہ ۲۳۹، ۲۴۰ پر اپنے اکابر کے ممدوح کذاب قادیاں مرزا غلام قادیانی مردود کے بھی گیارہ حوالہ جات تحریف قرآن عظیم کے پیش کئے ہیں مگر اس سے ہمارا کیا سروکار، یہ دیوبندیوں اور قادیانیوں کا اپنا ذاتی گھریلو معاملہ ہے۔ دونوں میں گہری مسلکی، اعتقادی، فکری ونظریاتی ہم آہنگی موجود ہے اور اس سلسلہ میں ہم عنقریب دھماکہ خیز مواد لا رہے ہیں جس سے ان کے دماغ کے طوطے اڑ جائیں گے مگر اس سے پہلے ہم صفحہ ۲۴۰ پر فرضی احتمال کے جواب کا جواب دے لیں اور صفحہ ۲۴۲ پر رضاخانیوں اور قادیانیوں کی وہمی خیالی عذر لنگ کا پوسٹ مارٹم کر لیں تو مناسب ہوگا۔

مصنف احتمال کے جواب میں لکھتا ہے۔ "ممکن ہے کوئی سخیف العقل کہے کہ مولانا احمد رضا خاں اور مرزا غلام احمد نے قرآن پاک کی آیات کو جہاں جہاں بدلا ہے وہاں مضمون تبدیل نہیں کیا صرف لفظ بدلے ہیں۔"

ہم جواباً عرض کریں گے یہ محض ایک فرضی احتمال ہے اور اگر حقیقی ہے تو مصنف بتائے کہ کیا وہ لوگوں کے دلوں کے بھید جانتا ہے۔ قلبی اسرار سے واقف ہے۔ کیا مصنف عالم الغیب ہے؟ کیونکہ تقویۃ الایمانی مذہب میں دلوں کے بھید جاننا اللہ عالم الغیب کا کام ہے۔ اور مصنف علم غیب کا دعویٰ کر کے مشرک ہوا یا نہیں؟ قادیانیوں کا اور ان کا تو معاملہ ہی ایک ہے۔ دونوں اہل توہین ہیں توہین رسالت، توہین قرآن دونوں کے روح کی غذا ہے وہ جانیں اور یہ جانیں لیکن ہم کیوں کہیں گے کہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے مضمون تبدیل نہیں کیا صرف لفظ بدلے ہیں۔ ہم تو صاف کہیں گے اور کہہ چکے ہیں کہ حضور اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کی چند کتابوں میں خود مخالفین نے ہیرا پھیری کی ہے۔ دیوبندی وہابی کاتبوں نے الفاظ بدلے ہیں اور الفاظ بدلنا ان کے نزدیک کوئی بڑی بات نہیں۔ جب یہ لوگ اعلیٰحضرات اور اعلیٰحضرت کے والد ماجد، اعلیٰحضرت کے جد امجد، اعلیٰحضرت کے جد طریقت قدست اسرارہم کے ذمہ من گھڑت فرضی جعلی کتابیں لگا چکے ہیں جس کا ثبوت ابھی چند اوراق قبل گزرا ہے تو الفاظ بدلنا

توان کے بائیں ہاتھ کا کام ہے۔

جس طرح احتمال فرضی ہے اسی طرح عذر لنگ بھی محض خیالی ہے کہ

"مولانا احمد رضا خاں صاحب نے قرآن کریم میں یہ تبدیلیاں جان بوجھ کر نہیں کیں انہیں بھول پر کیوں نہ محمول کیا جائے"[1]

ارے مانچسٹروی کیا یہ عذر لنگ شیطانی الہام ہے؟ یا تیرا دعویٰ علم غیب ہے تو دلوں کے بھید جانتا ہے؟ یہ عذر لنگ کب کس نے پیش کیا کہاں لکھا ہے یا تیرے کان آنکھ راڈار اور کمپیوٹر کا کام کر رہے ہیں؟ مانچسٹروی کی پرواز ملاحظہ ہو۔ اعلحضرت کی چند کتابوں سے بعض آیات کے الفاظ میں (جو ان کی اپنی خیانتوں کے شاہکار ہیں) کمی بیشی پکڑ کر اس کو "قرآن کریم میں تبدیلیاں" قرار دے رہا ہے۔ ارے عقل کے دشمن ابھی ابھی موازنہ میں ہم نے قرآن مجید کے ترجمہ کنز الایمان کے حوالوں سے تو ثابت کیا ہے کہ قرآن مجید ترجمہ کنز الایمان میں کوئی غلطی نہیں۔ تم بے شرمی سے کتابوں میں الفاظ کی کمی بیشی کو قرآن مجید میں تبدیلیاں قرار دے کر جہنم الاٹ کرا رہے ہو حالانکہ تم نے کنز الایمان کے حوالوں سے کمی بیشی ثابت نہیں کی بلکہ ملفوظات اعلحضرت، لمعۃ الضحیٰ، الذبدۃ الزکیہ اور احکام شریعت وغیرہ کے حوالوں سے ثابت کرنا چاہا ہے اور ہم نے جواب دیا کہ ان کتابوں کے پرانے ایڈیشنوں میں ایسا نہیں

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۲۴۲

جیسا تم کہتے ہو اور یہ کہ کنز الایمان میں یہ تمہاری خود ساختہ تحریف نہیں ہے۔ لیکن تم خود اپنے منہ پر تھوک رہے ہو کہ مولانا احمد رضا خاں نے قرآن کریم میں تبدیلیاں کی ہیں۔ شرم تم کو مگر نہیں آتی۔

اعلحضرت کی قوت حافظہ کے ضمن میں مانچسٹروی جی نے احکام شریعت مطبوعہ کراچی کے دیباچہ نگار جناب گل محمد فیضی صاحب اور حضرت محدث اعظم ہند، مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی "حیات اعلحضرت" کے حوالوں سے یہ ثابت کیا ہے۔۔۔ خداداد قوت حافظہ سے ساری چودہ سو برس کی کتابیں یاد تھیں۔ آپ کو چودہ سو برس کی ساری متداولہ اور غیر متداولہ کتب یاد تھیں۔ اب جو کتابوں کو کھولا تو صفحہ، سطر اور بتائی ہوئی عبارت میں ایک نقطہ کا فرق نہیں ہم کہتے ہیں ان عبارات میں اعلحضرت کے لئے خدائی طاقت کا دعویٰ نہیں کیا گیا۔ عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں کیا گیا خداداد قوت حافظہ کا ذکر ہے اور لکھنے والوں کا اپنا مشاہدہ ہے لیکن اس کے باوجود کہ انہیں بکثرت کتابیں از بر تھیں حفظ تھیں۔ لیکن کیا آپ کا اور ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ نہیں کہ رمضان المبارک میں بڑے سے بڑا حافظ تراویح پڑھاتا ہوا بھول جاتا ہے اور لقمہ دینا پڑتا ہے اور پھر تم نے جو حوالہ جات پیش کئے ہیں وہ تو ہم تجزیہ کر کے ثابت کر چکے کہ تمہاری اپنی کارستانی اور بددیانتی کا بدترین نمونہ ہیں۔ جن لوگوں نے جو کچھ بھی اعلحضرت امام بریلوی قدس سرہ کی قوت حافظہ کے بارہ میں

لکھا وہ اُن کا مشاہدہ تھا اُن کے سامنے کچھ بھول نہیں ہوئی ہوگی لیکن اس
کا یہ مطلب نہیں کہ آپ سے بھول ممکن ہی نہیں اخفا ہو ہی نہیں سکتا۔
یہ کس نے لکھا ہے؟

دیوبندی قادیانی اعتقادی و فکری ہم آہنگی

یہ مضمون اور اس پر حوالہ جات دلائل و شواہد کافی عرصہ سے ہمارے
ذہن میں تھے مصنف ماتحپٹوی نے اپنی بلا دوسروں کے سر ڈالنے
کے لئے ایک عنوان قائم کیا تھا "قادیانی اور رضاخانی مشترکات"
جس میں قارئین کرام ملاحظہ فرما چکے، کوئی جاندار اور برمحل حوالہ جات
نہیں محض جوڑ توڑ اور کھینچا تانی ہے۔ آئیے ہم دیوبند اور قادیاں کی
اعتقادی و فکری ہم آہنگی اور یکسانیت و مماثلت مسلکی بنیاد پر بفضلہ
تعالیٰ ناقابلِ تردید شواہد و حوالہ جات پیش کرتے ہیں ؎

پڑا فلک کا کبھی دل جلوں سے کام نہیں
جلا کے خاک نہ کردوں تو داغ نام نہیں

کروڑوں نبی پیدا کرنے کا عقیدہ

بابائے وہابیت و دیوبندیت مولوی اسماعیل دہلوی اور
ان کی مشرک گر شرک ساز کتاب تقویۃ الایمان کے متعلق دیوبندی
امام ربانی مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں:۔

"تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے۔۔۔ استدلال
اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں اس[1]
(تقویۃ الایمان) کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔
مولوی محمد اسماعیل صاحب عالم متقی، بدعت کے اکھاڑنے والے
اور سنت کے جاری کرنے والے اور قرآن و حدیث پر پورا پورا عمل
کرنے والے تھے۔ ملخصاً[2]

مولوی رشید احمد گنگوہی جس مولوی اسماعیل اور جس تقویۃ الایمان کی
شہادت اتنے زوردار انداز میں دے رہے ہیں۔ اس میں مولوی
اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹی لکھتے ہیں اور نئی نبوت کا دروازہ کھولتے
ہیں۔ لکھا ہے:۔

"اس شہنشاہ (باری تعالیٰ) کی تو یہ شان ہے کہ اگر چاہے تو
لفظ کُن سے کروڑوں نبی، ولی، جن، فرشتے جبرائیل اور محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ایک آن میں پیدا کر ڈالے۔"[3]

یہاں سے مرزا مردود غلام قادیانی کو سہارا ملا کہ کروڑوں نبی پیدا ہو
سکتے ہیں اور کروڑوں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا کئے جا
سکتے ہیں تو تو نبوت کا دعویٰ اور اپنی نام نہاد رسالت کا اعلان کر
دے تو اس کذاب نے ڈنکے کی چوٹ نبوت کا دعویٰ کر دیا جیسا
اُس مردود کی ناپاک کتب سے ظاہر ہے۔

[1] فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۲۵، [2] فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۲۵۱،
[3] تقویۃ الایمان صفحہ ۱۰۰ مطبوعہ مکتبہ۔

مرزا مردود خود کو عیسیٰ و مسیح بھی کہتا ہے

مرزا دجال قادیاں کے حواری مرزا غلام قادیانی کو عیسیٰ علیہ السلام مسیح بھی مانتے ہیں جیسا کہ اُن کی بکثرت کتب سے ظاہر ہے تو دیوبندی بھی مولوی رشید احمد گنگوہی کو مسیح اور عیسیٰ علیہ السلام بلکہ عیسیٰ و مسیح علیہ السلام سے بڑھ کر مانتے ہیں شیخ الہند دیوبند مولوی محمود الحسن صاحب گنگوہی صاحب کے مرنے پر لکھتے ہیں ؎

مسیحائے زماں پہنچا فلک پر چھوڑ کر سب کو\
چھپا چاہ لحد میں وائے قسمت ماہِ کنعانی [1]

یہاں نہ صرف عیسیٰ علیہ السلام بلکہ ماہِ کنعان یوسف علیہ السلام بھی قرار دیا۔ مماثلت عیسوی کے ایک منظر کی جھلک اس شعر میں بھی صاف نظر آتی ہے ؎

اُس کی آواز تھی بے شک قُم عیسیٰ کی صدا\
جس کے صدقے سے لیا علم نے دوبارہ جنم [2]

دیوبندیوں کے عیسیٰ علیہ السلام تو گنگوہی صاحب تھے ہی مگر یہ دوبارہ جنم کی اصطلاح خالصتہً ہندوانہ اصطلاح ہے اور ہنود کے عقائد کا حصہ ہے۔

---

[1] مرثیہ گنگوہی شائع کردہ مکتبہ رحیمیہ دیوبند یوپی صفحہ ۷، [2] مرثیہ گنگوہی صفحہ ۲۲،۲۱

عیسیٰ علیہ السلام کو چیلنج اور گنگوہی کی برتری

مولوی محمود الحسن صاحب لکھتے ہیں ؎

؎ مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا\
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم [1]

یعنی اے عیسیٰ علیہ السلام آپ نے تو صرف ایک ہی کام کیا مردوں کو زندہ کیا مگر ہمارے گنگوہ کے عیسیٰ مولوی رشید احمد گنگوہی نے دو کام کئے مردوں کو زندہ کیا اور زندوں کو مرنے نہ دیا۔ اے عیسیٰ اپنی مسیحائی کو چھوڑ کر گنگوہی صاحب کی مسیحائی کو دیکھیں۔

انکارِ ختم نبوت کا سنگِ بنیاد بدستِ تو ہین مولوی قاسم نانوتوی

بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب اپنی رسوائے زمانہ کتاب تحذیرالناس میں انکار ختم نبوت کرتے ہوئے جدید نبوت کے لئے دروازہ کھولنے کا سنگِ بنیاد رکھتے ہوئے رقمطراز ہیں:۔

"عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدیم یا تاخیر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ

---

[1] مرثیہ گنگوہی صفحہ ۲۶

وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔" [1]

پھر لکھتے ہیں، "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔" [2]

یہ عبارات کوئی انتہائی دقیق یا مبہم نہیں اردو ادب کا ادنیٰ طالب علم بھی سمجھ سکتا ہے۔ ان عبارات پر مذموم تاویلات کا تعاقب آئندہ صفحات پر ہوگا۔ بہر حال بانی مدرسہ دیوبند کی یہی وہ تحذیر الناس ہے جس کی مردود عبارات نے انکار ختم نبوت کے فتنہ کی بنیاد رکھی اور مرزا غلام قادیانی دجال کے لئے دعویٰ نبوت کا دروازہ کھول دیا۔ مرزا غلام قادیانی نے کم از کم اپنی دس بارہ کتابوں اور رسالوں میں مولوی قاسم نانوتوی صاحب کی اس عبارت کو اپنے نام نہاد دعوئ نبوت کی دلیل بنا کر پیش کیا ہے۔ اجماع امت کے خلاف بانی مدرسہ دیوبند کا یہ جدید معنی ختم نبوت ہی قادیانی کذاب کا سب سے بڑا اثاثہ ہے۔ ہم اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے قادیانی کی دو کتابوں کے حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔ قادیانی تحذیر الناس کی عبارات کو سرور انبساط کے عالم میں جھوم جھوم کر پیش کرتا ہے اور بعنوان "بزرگان دین کے اقوال

---

[1] تحذیر الناس صفحہ ۳ شائع کردہ مکتبہ راشد کمپنی دیوبند یوپی۔

[2] تحذیر الناس صفحہ ۲۸ راشد کمپنی دیوبند یوپی۔

ہماری تائید میں" لکھتا ہے:۔

"حضرت مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند تحریر فرماتے ہیں۔ "سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم و تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔" [1]

لو صاحب مرزا قادیانی دجال کے دعوئ نبوت کا دارومدار ہی بانی مدرسہ دیوبند کی کتاب تحذیر الناس پر ہے۔ یہی مرزا قادیانی کذاب اپنی جھوٹی نبوت کے جھوٹے دعویٰ کو مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی بانی مدرسہ دیوبند سے یوں ثابت کرتا ہے۔

○ یہی عبارت تحذیر الناس صفحہ ۳ از بانی مدرسہ دیوبند کو مرزا غلام قادیانی اپنی جھوٹی نبوت کے باطل دعویٰ کے ثبوت میں احمدیہ پاکٹ بک اور اخبار "الفضل" میں نقل کرتا ہے۔ [2]

---

[1] تحذیر الناس صفحہ ۳ بحوالہ کیا آنحضرت کے بعد نبوت غیر تشریعی کے اجرا کا قائل کافر ہے صفحہ ۴ نظارت دعوت ٹریکٹ نمبر ۲۸ و ضمیمہ حقیقت چشمہ معرفت صفحہ ۹ و اخبار بدر جلد ۷ شمارہ ۹ ۱۹۰۸ء، [2] احمدیہ پاکٹ بک صفحہ ۳۵۰۔

○ اور پھر بحوالہ تحذیر الناس لکھتا ہے۔ "تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوف بالعرض قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے جیسے موصوف بالعرض کا وصف موصوف بالذات سے مکتسب ہوتا ہے۔ موصوف بالذات کا وصف کسی غیر سے مستعار نہیں ہوتا مثال درکار ہے تو لیجئے زمین و کوہسار اور در و دیوار کا نور اگر آفتاب کا فیض ہے تو آفتاب کا نور کسی اور کا فیض نہیں اور ہماری غرض وصف ذاتی [illegible] سے اتنی ہی تھی۔ ۔ ۔ ۔ الغرض یہ بات بدیہی ہے کہ موصوف بالذات سے آگے سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ ۔ ۔ سو دستور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمایئے یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض ہیں۔ اُن کی نبوت آپ کا فیض ہے پر آپ کی نبوت اور کسی کا فیض نہیں۔ آپ پر سلسلہ نبوت مختتم ہو جاتا ہے غرض جیسا آپ نبی الامت ہیں ویسے ہی نبی الانبیا بھی ہیں [1]

دیکھ لیجئے ختم نبوت کے معنی و مفہوم میں دیوبندی اور قادیانی نظریات میں مکمل ہم آہنگی موجود ہے یا نہیں اور یہ کہ غلام احمد قادیانی کی باطل نبوت کے باطل دعویٰ کا انحصار بانی مدرسہ دیوبند نانوتوی صاحب پر ہے یا نہیں؟

---

[1] تحذیر الناس صفحہ ۴ بحوالہ قادیانی احمدیہ پاکٹ بک صفحہ ۲۵۸

اکابر دیوبند کی منصب نبوت کی طرف پیش رفت

قارئین کرام اس کو ہماری محض فرقہ وارانہ چپقلش نہ سمجھیں اگر دیوبندی کتب کا بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو انسان اس نتیجہ پر پہنچتا ہے دیوبندی مولوی اپنی اپنی نبوت و رسالت کے لئے زمین ہموار کرتے رہے اور دبے پاؤں حالات اپنے حق میں سازگار بنانے کی سعی کرتے رہے اور بازی لے گیا مکار و عیار غلام قادیانی محض اپنی زبان و قلم کے زور پر پہلے مجددیت پھر مہدویت پھر مسیحیت کی منزلیں طے کرتا کرتا بڑی تیزی سے دعویٰ نبوت کی منزل میں داخل ہو گیا اور کذاب نے اپنی جھوٹی نبوت و رسالت کا اعلان کر دیا اور زمین ہموار کرنے والے اکابر دیوبند منہ تکتے رہ گئے۔ ممکن ہے کوئی کہہ دے کہ فرقہ وارانہ تعصب کی بھی حد ہو گئی آخر اس بات کا ثبوت کیا ہے کہ دیوبندی مولوی اپنی نبوت و رسالت کے لئے زمین ہموار کر رہے تھے تو ثبوت نقد حاضر ہے۔ ہمارے مشائخ کرام سیدنا اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ فاضل بریلوی صدر الشریعۃ سیدنا محدث اعظم پاکستان قدس سرھما نے ادھار کرنا سکھایا ہی نہیں ثبوت یہ ہے:۔

نانوتوی صاحب بانی مدرسہ دیوبند کی خواہش

"مولانا (محمد قاسم) رونے لگے پھر بڑے یاس انگیز الفاظ میں فرمانے لگے اپنا حال کیا بیان کروں جہاں تسبیح لے کر

بیٹھا بس ایک مصیبت ہوتی ہے اس قدر گرانی کہ جیسے سو سو من کے پتھر کسی نے رکھ دیئے ہوں زبان و قلب سب بستہ ہو جاتے ہیں .... حاجی صاحب نے مولانا محمد قاسم کو خطاب کر کے فرمایا کہ یہ نبوت کا آپ کے قلب پر فیضان ہوتا ہے اور یہ وہ ثقل ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے وقت محسوس ہوتا تھا جس کی تشریح حاجی صاحب ہی کے حوالے سے انہوں (مولوی امیر شاہ خاں صاحب دیوبندی) نے یہ کی تھی کہ تم سے (یعنی مولانا محمد قاسم سے) حق تعالیٰ کو وہ کام لینا ہے جو نبیوں سے لیا جاتا۔[1]

یہ عبارت حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی وحی کی کیفیت سے لے کر نبیوں والے کاموں تک کسی ادنیٰ وضاحت کی محتاج نہیں ایک ایک لفظ نبوت و رسالت کی خواہشوں، تمناؤں کا آئینہ دار ہے۔

گنگوہی صاحب میں شانِ نبوت کا رنگ

شان نبوت کا رنگ نبیوں میں ہوتا ہے

مگر دیوبندیوں کا عقیدہ یہ ہے جو انہوں نے کھلم کھلا لکھا ہے :۔

"مولانا محمد قاسم صاحب میں شانِ ولایت کا رنگ غالب تھا اور مولانا رشید احمد گنگوہی میں شانِ نبوت کا"[2]

---

[1] سوانح قاسمی جلد اول صفحہ ۲۵۸، ۲۵۹ مطبوعہ دیوبند زیر اہتمام قاری محمد طیب مہتمم دار العلوم دیوبند مصنفہ مناظر احسن گیلانی دیوبندی۔ [2] سوانح قاسمی جلد اول صفحہ ۳۷۷۔

○ بانیٔ اسلام عرف عام میں حضور نبی اکرم رسول محترم سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہیں کہ حضور کی نبوت عامہ رسالت تامہ کے دور میں اسلام کی ابتدا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی مگر دیوبندی شیخ الہند محمود الحسن دیوبندی کہتے ہیں ؎

؎ زباں پر اہل ہوا کی ہے کیوں اُعْلُ ہُبل شائد
اٹھا عالم سے کوئی بانیٔ اسلام کا ثانی[1]

یہاں کھلم کھلا مولوی گنگوہی صاحب کو بانیٔ اسلام کا ثانی (جیسا یا برابر) قرار دیا جا رہا ہے اور یہاں شعر میں تو مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کو بانیٔ اسلام کا ثانی کہا جا رہا ہے اور اسی مرثیہ میں ایک دوسری جگہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معاذ اللہ گنگوہی صاحب کا ثانی قرار دیا جا رہا ہے لکھا ہے ؎

؎ جہاں تھا آپ کا ثانی وہیں جا پہنچے خود حضرت
کہیں کیونکر بھلا کس منہ سے مولانا تھے لا ثانی[2]

مولوی الیاس بانیٔ تبلیغی جماعت کی منصب رسالت کی طرف پیشقدمی

اوپر پیر کی بزعم خود شان نبوت کا رنگ پڑھا تو اب مرید گنگوہی یعنی مولوی الیاس بانیٔ تبلیغی جماعت کی منصب رسالت کی طرف پیش قدمی بھی ملاحظہ ہو :۔

---

[1] مرثیہ گنگوہی صفحہ ۶، [2] مرثیہ گنگوہی صفحہ ۱۲

"مولانا الیاس بانی تبلیغی جماعت) فرماتے تھے جب میں ذکر کرتا تو مجھے ایک بوجھ سا محسوس ہوتا تھا حضرت گنگوہی سے کہا تو تھرا گئے اور فرمایا کہ مولانا محمد قاسم صاحب نے یہی شکایت حاجی صاحب سے فرمائی تو حاجی صاحب نے فرمایا اللہ آپ سے کوئی کام لے گا۔[1]

مثلِ انبیا علیہم السلام کا کھلم کھلا دعویٰ | "پھر مولوی الیاس بانی تبلیغی جماعت

نے فرمایا آج کل خواب میں مجھ پر علوم صحیحہ (یا وحی) کا القا ہو رہا ہے اس لئے کوشش کرو کہ مجھے نیند زیادہ آئے (خشکی کی وجہ سے نیند کم ہونے لگی تھی تو میں نے حکیم صاحب اور ڈاکٹر کے مشورہ سے سر میں تیل کی مالش کرائی جس سے نیند میں ترقی ہو گئی) آپ نے فرمایا کہ اس تبلیغ کا طریقہ بھی مجھ پر خواب میں منکشف ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتومنون باللہ کی تفسیر خواب میں یہ القا ہوئی کہ تم مثلِ انبیا (علیہم السلام) کے لوگوں کے واسطے ظاہر کئے گئے ہو۔[2]

---

[1] دینی دعوت صفحہ ۳۷ شائع کردہ ادارہ اشاعت دینیات حضرت نظام الدین نئی دہلی۔ انڈیا۔ [2] ملفوظات مولوی الیاس بانی تبلیغی جماعت مرتبہ مولوی منظور سنبھلی صفحہ ۵۰ شائع کردہ مکتبہ رشیدیہ ساہیوال

یہاں کھلم کھلا دعویٰ کر گزرے کہ مولوی الیاس مثل انبیا علیہم السلام لوگوں کے واسطے ظاہر کئے گئے ہیں اب ایمان لانا لوگوں کا کام ہے تیل کی مالش کے نتیجہ میں موصوف کو بذریعہ وحی و القا یہی منکشف ہوا تھا۔ گویا فرقہ دیوبندیہ کا ہر فرد منصب نبوت و رسالت کی طرف تیزی سے رواں دواں ہے اور سبقت لے جانے کی کوشش میں ہے

مولوی تھانوی کی جعلی نبوت و رسالت کا پرچار | دیوبندی حکیم الامت اشرف علی صاحب

تھانوی کا ایک مرید خواب دیکھتا ہے کہ خواب میں "کلمہ شریف لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور (یعنی مولوی اشرف علی تھانوی) کا نام لیتا ہوں (اشرف علی رسول اللہ کہتا ہوں) اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ مجھ سے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہیئے اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں۔ دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن زبان سے بے ساختہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے اشرف علی (رسول اللہ) نکل جاتا ہے حالانکہ مجھ کو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے۔ دو تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور (یعنی مولوی اشرف علی تھانوی) کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں (حاضر ناظر بھی ہوئے)۔۔۔ حالت خواب اور بیداری میں حضور کا (تھانوی صاحب)

ہی کا خیال تھا حالتِ بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جائے۔۔۔۔ بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن (بیداری کی حالت میں) پھر بھی یہ کہتا ہوں اللھم صل علی سیدنا و نبینا و مولانا اشرف علی حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں۔

اس ناپاک خواب اور بیداری میں تھانوی صاحب کو رسول اور نبی کہنے والے مرید کو مولوی اشرف علی تھانوی نے فوری طور پر توبہ تجدید ایمان کی تلقین نہیں کی۔ ان کلمات کو کفریہ کلمات وارتداد قرار نہیں دیا بلکہ حسب ذیل جواب دے کر اپنا کلمہ اور اپنے پر درود پڑھنے والے مرید کی یوں حوصلہ افزائی کی۔

جواب:- اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔[1]

یہاں تھانوی صاحب نے اپنا کلمہ پڑھنے اور نبینا کہہ کر رسول و نبی کہنے والے مرید کو ان کلماتِ کفریہ پر توبہ، تجدید ایمان، تجدید نکاح کی تلقین نہ کی بلکہ اُس کی حوصلہ افزائی کی کہ "اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس (تھانوی) کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے"۔

[1] رسالہ الامداد تھانہ بھون بابت ماہ صفر ۱۳۳۶ھ عدد ۸ جلد ۳ صفحہ ۳۵ تھانہ بھون

ختم نبوت کا کھلا ہوا صریح انکار ہے۔ یہاں یہ بات بھی خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کسی بھی غیر نبی و غیر رسول کو رسول و نبی کہنے والے کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر

یہاں یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ اس ناپاک و مردود خواب اور بیداری میں نبی و رسول جیسنے اور تھانوی پر درود پڑھنے کو صرف سنی بریلوی علما ہی بے دینی وارتداد قرار دیتے ہیں بلکہ اس واقعہ پر مصنف مانچسٹروی کے بعض ممدوحین بلکہ خود غیر مقلد و دیوبندی مولوی بھی چیخ پڑے تھے مثلاً خود مصنف مطالعہ بریلویت نے صفحہ ۱۰۳ پر اور دوسرے صفحات میں مولوی ظفر علی خاں ایڈیٹر زمیندار کو لکھا ہے "اہل دل بزرگوں میں سے تھے"۔ اب سنیئے یہی "اہل دل بزرگ" کیا کہتے ہیں۔ جب تھانوی کے مرید نے تھانوی کو رسول و نبی قرار دے کر تھانوی کا کلمہ پڑھا' تھانوی پر نبینا کہہ کر درود پڑھا تو مولوی ظفر علی خاں نے بعنوان ایک عجیب و غریب فتنہ "قادیان تھانہ بھون میں" کے عنوان سے رسالہ ستارہ صبح میں ایک طویل مضمون لکھا اور اس تھانوی کلمہ اور تھانوی درود کا رد و ابطال کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:-

"خواب میں جناب پیر و مرشد (اشرف علی تھانوی) کا کلمہ پڑھا، اُن کو رسول اللہ کہا، پیغمبر مانا جس کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ حضور خواجۂ کائنات سرورِ موجودات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسالت سے معزول کر کے اپنے پیر

(تھانوی) کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ نبی و رسول مقرر کردیا اور بجائے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انہیں (تھانوی پر) درود بھیجتا رہا اور انہی کو نبی کہتا رہا"

پھر الف، ب، ج، د، ھ، و کے تحت مختلف جہتوں سے ان کلمات ملعونہ کا رد و ابطال کرتے ہوئے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مولوی ظفر علی خاں "اہل دل بزرگ" نے زندہ دلی کا یوں مظاہرہ کیا:۔

"مرید کو جب اپنے عارضۂ انتہائے شغفت سے افاقہ ہوتا ہے اور حالت سُکر سے عالم صحو میں آتا ہے تو خود اس کو نہ اپنی اس حرکت شیطانی پر ندامت ہوتی ہے، نہ تو وہ توبہ کرتا ہے نہ استغفار کرتا ہے، نہ اس پر خجل و منفعل ہوتا ہے اور نہ ہی پیر و مُرشد (اشرف علی تھانوی) اس (مرید) کو تائب ہونے اور تجدید ایمان کرنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پیر (تھانوی) اپنے مرید کے مفہوم عرضداشت سے بے خبر نہیں اُسے خوب علم ہے کہ واقعہ شرک فی النبوت نے مرید کو اور بھی جناب پیر و مرشد کا "دلدادہ" بنا دیا ہے مگر اس ضلالت آفریں الفت و محبت سے وہ (پیر تھانوی) اس کو ذرا بھی نہیں روکتا بلکہ خاموش رہتا ہے جس کے دوسرے معنی یہ ہوں گے کہ یہ ناجائز فعل اس کے نزدیک جائز یا کم از کم ناقابل

مواخذہ ہے۔[۱]

یاد رہے کہ یہ وہی مولوی ظفر علی خاں ہے جس نے ترانۂ دیوبند لکھا تھا ؎

؎ شاد باش اے سرزمین دیوبند ؞ ہند میں تو نے کیا اسلام کا پرچم بلند

مولوی سعید احمد دیوبندی اکبرآبادی رکن مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند کو اقرار و اعتراف کرنا پڑا۔ لکھتا ہے:۔

"اس (تھانوی کلمہ اور تھانوی درود) کا سیدھا اور صاف جواب یہ تھا کہ یہ کلمۂ کفر ہے۔ شیطان کا فریب ہے اور نفس کا دھوکہ ہے تم فوراً توبہ کرو اور استغفار کرو لیکن مولانا تھانوی یہ کہہ کر بات آئی گئی کر دیتے ہیں تم کو غایت محبت سے ہے یہ سب کچھ اسی کا نتیجہ اور ثمرہ ہے"[۲]

مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد پیشوائے غیر مقلدین مولوی ثناء اللہ امرتسری وہابی رقمطراز ہے:۔

"مریدانہ محبت یا مالیخولیا" النقل کالاصل لکھ کے اس کی توثیق بھی کی ہے کہ اگر یہ سوال و جواب (جو اشرف علی

---

[۱] رسالہ ستارہ صبح لاہور جلد دوم شمارہ ۲۶ یکم فروری ۱۹۱۷ء از ظفر علی خاں

[۲] رسالہ برہان فروری ۱۹۵۲ء

نے الامداد میں چھاپا) صحیح ہے اور بظاہر اس کو صحیح نہ ماننے کی کوئی وجہ نہیں تو کیا اسلام کے لئے یہ ایک عجیب و غریب فتنہ نہیں جسے الامداد نے سوتے سے بیدار کیا ہے"۔[1]

قادیانی دیوبندی ہم آہنگی

ہم اس عنوان پر کچھ لکھنا چاہتے تھے لیکن مذکورہ بالا تفصیل میں چلے گئے بلیجئے قادیانیت اور دیوبندیت کے نظریاتی افکار کی ہم آہنگی ملاحظہ ہو کہ:۔

- بابائے وہابیت دیوبندیت مولوی اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹی کی مشہور رسوائے زمانہ گستاخانہ کتاب کا نام "تقویۃ الایمان" ہے تو مرزا غلام قادیانی کی مشہور رسوائے زمانہ گستاخانہ کتاب کشتی نوح کا اصلی حقیقی نام بھی "تقویۃ الایمان" جو ۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو قادیان سے شائع ہوئی جس کے ہر صفحہ پر تقویۃ الایمان لکھا ہوا ہے۔
- اسی طرح پیشوائے دیوبند مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اور مولانا رشید احمد گنگوہی کے محررہ و مصدقہ گستاخانہ کتاب کا نام براہین قاطعہ ہے تو مرزا غلام قادیانی کی پُر فریب و پُر دجل گستاخانہ کتاب کا نام بھی براہین ہے جو کئی حصّوں پر مشتمل ہے جس کو چودھری نعمت اللہ مہتمم نے اللہ بخش سٹیم پریس قادیان سے شائع کیا تھا۔

یہاں یہ بات خصوصی توجہ کی مستحق ہے کہ دیوبندیت کے امام دوم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے مرزا غلام قادیانی کی براہین

[1] رسالہ اہلحدیث امرتسر ۲ جنوری ۱۹۱۸ء "ستارہ صبح" یکم فروری ۱۹۱۸ء

احمدیہ کو بہت پسند کیا تھا اور بڑی تعریف کی تھی۔

مرزا غلام قادیانی اور براہین احمدیہ سے مولوی رشید گنگوہی کی محبت و عقیدت

ہمیں دیوبندیت اور مرزائیت کی خانہ تلاشی سے بڑے لرزہ خیز انکشافات ہوئے ہیں قارئین کرام کو یہ پڑھ کر اُن کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل جائے گی بلکہ ممکن ہے محسوس کریں کہ یہ ضد میں کہہ رہے ہیں مگر یہ ناقابل تردید حقیقت واقعی ہے اور لوگ آ کر تذکرۃ الرشید ہم سے دیکھ سکتے ہیں فوٹو کاپی منگوا سکتے ہیں۔ مرزا قادیانی اور مرزا کی کتاب براہین کی قصیدہ خوانی مولوی رشید احمد گنگوہی کی زبانی ملاحظہ ہو۔ لکھا ہے:۔

"مرزا غلام احمد قادیانی جس زمانہ میں براہین لکھ رہے تھے اور اُن کے فضل و کمال کا اخبارات میں چرچا اور شہرہ تھا اس وقت تک اُن کو حضرت امام ربانی (یعنی مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی) سے عقیدت بھی تھی اس طرف کے جانے والوں سے دریافت کیا کرتے تھے کہ حضرت مولانا اچھی طرح ہیں؟ اور دہلی سے گنگوہ کتنے فاصلہ پر ہے؟ راستہ کیسا ہے؟ غرض حاضری کا خیال بھی معلوم ہوتا تھا اُسی زمانہ میں حضرت امام ربانی

(مولوی گنگوہی صاحب) نے ایک مرتبہ یوں ارشاد فرمایا تھا کہ "کام تو یہ شخص اچھا کر رہا ہے مگر پیر کی ضرورت ہے"[1]

قارئین اور حقیقت پسند منصف مزاج ناظرین غور فرمادیں مولوی رشید احمد گنگوہی کے "ارشادات" کا ایک ایک لفظ دیوبند و قادیان کے اندرونی قلبی ذہنی فکری اتحاد و یگانگت کا پتہ دے رہا ہے گنگوہی صاحب نے اپنی قلبی اندرونی وابستگی کا اظہار مرزا قادیانی کی براہین کے دور سے شروع کیا ہے۔ کوئی بھی شخص مرتد قادیاں کی براہین اور اس کے جملہ حصص کو اٹھا کر ملاحظہ کر سکتا ہے۔ تنقیص رسالت بے دینی اور ضلالت کی کون سی بات ہے جو براہین قاطعہ کی طرح براہین احمدیہ میں نہیں لیکن مولوی گنگوہی صاحب ڈنکے کی چوٹ مرزا قادیانی کی براہین احمدیہ کی تعریف و توصیف کر رہے ہیں اور اخبارات میں اس دجال کے چرچے اور شہرے پڑھ پڑھ کر محظوظ و لطف اندوز ہو رہے ہیں اور اس ناپاک کے نام نہاد فضل و کمال کے سامنے جبین عقیدت خم کر رہے تھے اور مرزا قادیانی کی اس بات پر کہ وہ گنگوہ سے قادیاں آنے جانے والوں سے مولوی رشید احمد گنگوہی کی خیر و عافیت بڑی عقیدت سے دریافت کیا کرتے تھے اور اتنی سی بات پر گنگوہی صاحب پھولے نہ سماتے اور یہ سرٹیفکیٹ جاری کر دیتے تھے کہ کام تو یہ شخص (مرزا قادیانی) اچھا کر رہا ہے۔ قارئین کرام غور فرمادیں کہ کیا مجددیت۔ مہدویت مسیحیت اور

[1] تذکرۃ الرشید حصہ دوم صفحہ ۲۲۸

نبوت کا دعویٰ اچھا کام ہے جو گنگوہی صاحب مرتد قادیان کی حمد و ثنا کے خطبے پڑھ رہے ہیں؟ ارباب فکر و نظر اس بات پر بھی غور فرمائیں اور دیوبندی قادیانی اندرونی اتحاد کی کڑیاں ملانے کی کوشش کریں گنگوہ سے قادیان آنے جانے والے وہ کون سفیر تھے جو خفیہ سفارت کا اہم فریضہ سرانجام دے رہے تھے؟ مولوی رشید احمد گنگوہی نے مرزا قادیانی کی توہین آمیز گستاخانہ عبارات تنقیص سے بھرپور مردود کلمات و افکار کا رد و ابطال نہ کیا نہ توبہ تجدید ایمان و تجدید نکاح کی تلقین کی۔ ہر قسم کے کفریات ولغویات سے چشم پوشی کرتے ہوئے یہ فرما کر کہ "کام تو یہ شخص اچھا کر رہا ہے" مرید ہونے کی ترغیب دی کہ اس کو "پیر کی ضرورت ہے" اور پیر خود بدولت گنگوہی صاحب نقد موجود تھے۔ گنگوہی کو قادیانی کے عقائد باطلہ کفریہ پر کچھ اعتراض نہ تھا نہ مرزا قادیانی کو گنگوہی کے عقائد باطلہ و افکار فاسدہ پر اعتراض تھا۔ گنگوہی صاحب قادیانی کی تعریفیں کر کر کے اس کو اپنا مرید کرنا چاہتے تھے اور خود اس کا پیر بننا چاہتے تھے اور مرزا قادیانی دجال بڑا عیار و مکار تھا وہ گنگوہی صاحب کی تعریفیں کر کر کے اُس کو اپنا اُمتی بنانا چاہتا تھا اور خود اس کا نبی بننا چاہتا تھا۔ بہر حال یہ شخصیات کا تناؤ اور تنازعہ تھا اگر گنگوہی قادیانی پر ایمان لے آتے تو بشیر الدین محمود کی جگہ مرزا قادیانی کے پہلے خلیفہ قرار پاتے اور اگر مرزا قادیانی گنگوہی صاحب کے مرید ہو جاتے تو مولوی محمود الحسن دیوبندی کو شیخ الہند کی سیٹ

خالی کرنا پڑتی۔ قارئین کرام کو حیرت ہو گی کہ مرزا غلام قادیانی نے اپنے اور مولوی رشید احمد گنگوہی کے درمیان ہونے والی خفیہ خط و کتابت کو "براہین احمدیہ" میں شائع کر کے دیوبندیت اور قادیانیت کے اندرونی اتحاد پر سے خود ہی پردہ اٹھا دیا۔ قارئین کرام براہین احمدیہ کی جلدوں میں اس خفیہ خط و کتابت کے نقوش چشم سر سے ملاحظہ کر سکتے ہیں اسی لئے گنگوہی صاحب نے قادیانی "براہین احمدیہ" کی پیٹ بھر کر تعریف و توصیف کی ہے۔ اختصار مانع ہے ورنہ چند حوالہ جات نقل کر دیئے جاتے۔ ضرورت ہوئی تو یہ خفیہ خط و کتابت آئندہ جلد میں قارئین کی ضیافت طبع کے لئے شائع کر دی جائے گی۔

مرزا قادیانی مولوی گنگوہی کا مرد صالح

دیوبندی قطب العالم (مولوی رشید احمد گنگوہی) نے ۱۳۰۱ھ میں جب مرزا قادیانی کو "مرد صالح" قرار دیا تو مولوی محمد لدھیانوی نے اس کا مفصل رد لکھا، ملاحظہ ہو فتاویٰ قادریہ صفحہ ۴ از مولوی محمد لدھیانوی۔

یہاں یہ بات بھی یاد رہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی نے براہین احمدیہ۔ ازالہ اوہام۔ حقیقت الوحی۔ تقویۃ الایمان، کشتی نوح۔ اعجاز احمدی وغیرہ کتب قادیانیہ میں مرزا قادیانی کے کفریات وارتداد سے بھرپور مبنی بر توہین و تنقیص کو دیکھا پڑھا اور سنا اور کہتا رہا "یہ شخص کام تو بہت اچھا کر رہا ہے" "یہ "مرد صالح" ہے کفر کا فتویٰ نہ

دیا نہ بانی مدرسہ دیوبند نے مرزا قادیانی پر کفر و ارتداد کا فتویٰ دیا جب مولوی رشید احمد گنگوہی اپنی دلی تمناؤں کے باوجود مرزا غلام قادیانی کو اپنا مرید بنانے میں ناکام رہا تو صرف گمراہ ہونے کا فتویٰ دیا۔ اس راز پر مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی گنگوہی صاحب کے سوانح نگار نے خود ہی پردہ اٹھا دیا، لکھتا ہے گنگوہی صاحب ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں :-

"ج :- مرزا قادیانی گمراہ ہے اُس کے مرید بھی گمراہ ہیں اگر اس جماعت سے الگ رہیں اچھا ہے۔" [1]

گنگوہی صاحب نے یہ بڑے سے بڑا تیر مارا ہے اور مرید نہ ہونے کی ضد میں مارا۔ اگر قادیانی، گنگوہی صاحب کا مرید ہو جاتا اور اس کو پیر مان لیتا تو وہ مرزا غلام کو سب کچھ ماننے کو تیار تھے اور نہ صرف گنگوہی صاحب بلکہ دیوبندی مجدد تھانوی صاحب بھی مرزا غلام قادیانی کو کافر، مرتد نہیں مانتے کیونکہ اگر وہ ختم نبوت کے منکر اور اپنی نبوت کے مدعی کو کافر قرار دیتے تو انکار ختم نبوت کے جرم میں خود بھی کافر قرار پاتے، اپنے آپ کو بچاتے بچاتے مرزا قادیانی جیسے دجال کو بھی تحفظ فراہم کر گئے ملاحظہ ہو مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی اپنے ۱۲ ذلیقعد ۱۳۲۵ھ کے ایک فتویٰ میں لکھتے ہیں

"خاص مرزا غلام قادیانی کی نسبت مجھ کو پوری تحقیق نہیں کہ کوئی وجہ کفر کی ہے یا نہیں۔" [2]

[1] تذکرۃ الرشید حصہ دوم صفحہ ۱۴۰، [2] امداد الفتاویٰ جلد چہارم صفحہ ۱۱۶ مطبوعہ دیوبند یوپی کتب خانہ اعزازیہ دیوبند یوپی

مولوی رشید احمد گنگوہی نے ۱۳۲۳ھ میں وفات پائی۔ گنگوہی صاحب کا مذکورہ بالا فتویٰ دو ایک سال پہلے ہی کا ہوگا اور تھانوی صاحب کا انکار تکفیر کا فتویٰ ۱۳۲۵ھ کا ہے۔

جبکہ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی، مرزا غلام قادیانی دجال پر اور فرقہ قاسمیہ و امیریہ و رافضیہ و قادیانیہ وغیرہ منکرین ختم نبوت پر حکم شرعی واضح فرما چکے کہ "مسلمان پر جس طرح لا الہ الا اللہ ماننا اللہ سبحانہ، وتعالیٰ کو احد، صمد لاشریک لہٗ جاننا فرض اوّل مناط ایمان ہے یونہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیّین ماننا اُن کے زمانے میں خواہ اُن کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً قطعاً محال و باطل جاننا فرض اجل و جزء ایقان ولکن رسول اللہ وخاتم النبیّن نص قطعی قرآن ہے اس کا منکر نہ صرف منکر بلکہ شک کرنے والا شاک کہ ضعیف احتمال خفیف سے توہم خلاف رکھنے والا قطعاً اجماعاً کافر و ملعون مخلد فی النیران ہے نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے اس عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہو کر اُسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر جو اس کے کافر ہونے میں شک و تردد کو راہ دے وہ بھی کافر بین الکافر جلی الکفران ہے۔"[1]

یاد رہے امام اہلسنت سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کا یہ پہلا مبارک فتویٰ رجب المرجب ۱۳۱۷ھ کا ہے۔

---

[1] جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ ۱۳۱۷ھ

- جب کہ دوسرا فتویٰ کفر ۱۳۲۰ھ میں صادر فرمایا۔[1]
- تیسرا معرکۃ الآرا فتویٰ کفر و ارتداد ۱۳۲۴ھ/۱۳۲۵ھ کا ہے۔[2]
- چوتھا فتویٰ کفر قہر الدیان علیٰ مرتد بقادیان میں ہے۔
- پانچواں المبین ختم النبیّین ۱۳۲۶ھ کا ہے۔
- چھٹا فتویٰ کفر الجراز الدیانی علیٰ مرتد القادیانی ۱۳۴۰ھ کا ہے۔

یہ فتاویٰ تو مستقل کتب و رسائل کی صورت میں موجود ہیں ان کے علاوہ اعلیٰحضرت کی دوسری کتب مبارکہ میں مرزا قادیانی پر بے شمار فتوائے کفر و ارتداد ہیں لہٰذا ماننا پڑے گا کہ دیوبندی وہابی مولویوں نے بہت بہت بعد اعلیٰحضرت کی نقل اتارتے ہوئے مجبوراً مرزا قادیانی پر کوئی فتویٰ دیا مگر افسوس مرزا قادیانی جیسے عقائد رکھنے پر اپنے اکابرین کو کچھ نہیں کہا، ڈنڈی مار گئے۔ یہ ہماری کوئی اپنی لفاظی نہیں مولوی اشرف علی تھانوی نے خود اعتراف کیا ہے کہ:-

"ہم تو قادیانیوں کو بھی کافر نہ کہتے تھے اور وہ ہمیں کہتے تھے ہاں اب (اعلیٰحضرت کے قادیانیوں پر فتویٰ کفر کے بعد) جب کہ ثابت ہوگیا کہ وہ مرزا صاحب کی رسالت کے قائل نہیں تب ہم نے کفر کا فتویٰ دیا۔"[3]

---

[1] السوء والعقاب علی المسیح الکذاب مرتبہ ۱۳۲۰ھ، [2] حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین ۱۳۲۴ھ/۱۳۲۵ھ، [3] قصص الاکابر صفحہ ۲۵۲

قصص الاکابر تو کل کی بات ہے اعلیٰحضرت امام اہلسنت نے ۱۳۱۷ھ، ۱۳۲۰ھ، ۱۳۲۴ھ، ۱۳۲۶ھ، ۱۳۴۰ھ میں قادیانیوں، مرزائیوں اور دجال قادیاں پر مسلسل کفر و ارتداد کے فتوے دیئے۔ دیوبندی مولوی سوتے رہے یا لب باندھے دم سادھے خاموش بیٹھے تماشا دیکھتے رہے جس کا اعتراف تھانوی صاحب نے خود کر لیا کہ "ہم تو قادیانیوں کو بھی کافر نہ کہتے تھے"۔ اس کا ثبوت اس سے بھی ملتا ہے کہ دیوبند ہندوستان سے چھپنے والے پہلے ایڈیشن کے امداد الفتاویٰ میں مرزا غلام قادیانی کی تکفیر سے صاف صاف انکار کیا۔[1] اور اب بعد میں چھپنے والے پاکستانی اور ہندوستانی امداد الفتاویٰ کے ایڈیشنوں میں حاشیہ پر یہ اضافہ کر دیا کہ "بعد میں معلوم ہوا کہ مرزا (غلام قادیانی) کے کلام میں اپنے نبی نہ ماننے والوں پر کفر کا فتویٰ ہے اور بعض انبیاء علیہم السلام کی اہانت ہے اور دعویٰ نبوت و اہانت انبیاء دونوں کفر ہیں"۔[2]

ان بے چارے علمی یتیموں کو بہت بعد میں معلوم ہوا اور پھر سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی اور دیگر علماء اہلسنت کی دیکھا دیکھی مجبوراً بہت بعد میں کوئی فتویٰ دیا۔ اس راز کو خود تھانوی صاحب نے قصص الاکابر اور امداد الفتاویٰ کے حاشیہ نگار نے کھول دیا مگر ختم نبوت کے معنی و مفہوم کو مسخ کرنے والے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد نبی پیدا

[1] امداد الفتاویٰ جلد چہارم صفحہ ۱۱۶، [2] امداد الفتاویٰ ج ۴ صفحہ ۱۱۶ حاشیہ۔

ہونے کو منافی ختم نبوت نہ سمجھنے والے مولوی قاسم نانوتوی اور اپنا کلمہ اشرف علی رسول اللہ اور اپنا درود اللھم صلّ علیٰ سیدنا و نبینا و مولانا اشرف علی پڑھنے والے پر کفر و ارتداد کا فتویٰ نہ دیا اور آج تک عقل شکن الٹی سیدھی تاویلیں کر رہے ہیں۔

ختم نبوت پر حقیقی و اقعی ایمان ہوتا تو ہر منکر ختم نبوت اور ہر مرتکب توہین پر کفر و ارتداد کا فتویٰ لگاتے لہٰذا ماننا پڑے گا کہ مرزا قادیانی پر یہ بہت بعد کا دیکھا دیکھی کا فتویٰ بھی عوام کی آنکھوں میں دھول جھونک کر اپنا بھرم رکھنے کے لئے ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ دیوبندیوں کے دہلوی مفتی اعظم اور جمعیت العلماء ہند کے ایک سابق صدر مولوی مفتی کفایت اللہ دہلوی بھی مرزا قادیانی اور مرزائیوں کو کافر و مرتد قرار نہیں دیتے اور اُن کا ذبیحہ حلال جانتے ہیں لکھا ہے:۔

"اگر کسی مرزائی کے ماں باپ یا اُن میں سے کوئی ایک مرزائی تھا تو یہ اہل کتاب کے حکم میں ہے اور اس کے ہاتھ کا ذبیحہ درست ہے"۔[1]

جملہ اکابر دیوبند کے عموماً اور ملاں مانچسٹر وی جی کے خصوصاً ممدوح اعظم مولوی ابوالکلام آزاد نے اس سوال پر کہ کیا احمدی گروہ کی شرکت اشاعت اسلام میں مُضر ہے یا نہیں؟ یہ جواب دیا کہ اگر اشاعت اسلام کا کام یہ فرقہ (یعنی فرقہ احمدیہ) اپنا فرض سمجھتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ

[1] محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی کتاب کفایت المفتی جلد اوّل صفحہ ۳۱۲۔

یہ فرقہ اس میں شریک نہ ہو۔۔۔۔اسی طرح تمام اہل قبلہ متحد و متفق ہو جائیں گویا ایک ہی خاندان کے فرزند اور ایک ہی شجر محبت و اخوت کے برگ و بار ہیں۔"[1]

○ "وفات مسیح کا ذکر خود قرآن میں ہے۔"[2]

○ دیوبندیوں وہابیوں کے ممدوح "مولانا ابو الکلام آزاد نے ہمیشہ یہی کہا کہ مرزا غلام احمد صاحب کافر نہیں۔۔۔۔۔۔۔مرزا غلام احمد (قادیانی) کے انتقال پر مولانا (آزاد) اُن کے جنازہ کے ساتھ بٹالہ تک گئے تھے اور مرزا صاحب کے انتقال پر اخبار "وکیل" امرتسر میں طویل تعریفی اداریہ لکھا۔"[3]

مولوی احمد علی لاہوری کے دعاوی

مولوی عامر عثمانی فاضل دیوبند مدیر ماہنامہ "تجلی" دیوبند مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی کے برادر زادہ ہیں لکھتے ہیں:۔

"مولوی احمد علی اپنی ایک کتاب وحی و الہام میں لکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اصل میں تو نبی ہی تھے لیکن میں نے اُن کی نبوت کشید کر لی اور یہ نبوت اب مجھے وحی کی منفعتوں سے نوازتی ہے۔"[4]

[1] رسالہ "البلال" ۴ جنوری ۱۹۱۴ء صفحہ ۲۶، [2] از ابو الکلام آزاد، ملفوظات آزاد صفحہ ۱۳۰
[3] عبد المجید سالک کے نوازش نامے صفحہ ۱۵، صفحہ ۱۶ و تاریخ احمدیت جلد ۳ صفحہ ۱۷۵، [4] ماہنامہ تجلی دیوبند جنوری ۱۹۵۷ء صفحہ ۲۱۔

گویا دیوبند شیخ التفسیر احمد علی کے نزدیک مرزا قادیانی حقیقتاً نبی تھا اور مرزا غلام قادیانی کی کشید شدہ جعلی نبوت مولوی احمد علی کو غلام احمد قادیانی کے توسط سے وحی کی منفعتوں سے نوازتی ہے۔ مرزا قادیانی کے وحی و الہام کا فیض مولوی احمد علی لاہوری دیوبندی میں جاری و ساری ہے۔ جس سے پوری پاکستانی دیوبندیت استفادہ حاصل کر رہی ہے۔

قادیانیوں کے نکاح خواں مولوی احتشام الحق تھانوی دیوبندی

قارئین کرام حیران ہوں گے کہ دیوبندیوں اور قادیانیوں کا اندرون خانہ ایسا ذہنی فکری اتحاد ہے کہ مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کی باقیات میں سے مولوی احتشام الحق تھانوی دیوبندی مرزائیوں قادیانیوں کے نکاح خواں بھی تھے اور یہ ہمارا من گھڑت الزام و افترا نہیں اس راز پر سے مولوی ادریس کاندھلوی دیوبندی کے شاگرد رشید مولانا کوثر نیازی صاحب نے بڑی صفائی سے پردہ اٹھا دیا وہ اقرار کرتے ہیں اور لکھتے ہیں:۔

"مولوی احتشام الحق کیرانوی صاحب! ہم نے آپ کو احمدیوں (قادیانیوں) کا نکاح پڑھواتے پکڑ لیا اور مع تصویر (فوٹو) کے عوام کے سامنے لا کھڑا کیا۔"۔۔۔۔۔اسی اخبار کی ایک ذیلی سُرخی ہے، "مزید تین نکاحوں کا راز"، لکھا ہے "آپ (مولوی احتشام الحق تھانوی دیوبندی) نے

لاہوری جماعت احمدیہ کی تین خواتین کا نکاح بھی پڑھوایا اور یہ تینوں پی آئی ڈی سی کے ڈائریکٹر جنرل مولوی عبدالباسط کی بیٹیاں ہیں ان میں سے ایک نکاح آپ نے ۱۹۶۳ء میں پڑھوایا۔ اور دوسرے دو ۱۹۶۹ء میں ان تینوں دلہنوں کے نکاح آپ نے اپنے "لحن داؤدی" کے ساتھ پڑھوائے۔ مولوی جی! آپ سچے ہیں تو اس الزام کو بھی غلط ثابت کریں۔ نوٹس کے تکلف کی ضرورت نہیں سیدھے عدالت میں جائیے۔ اب (میرا رسالہ) شہاب آپ کو بھاگنے کا راستہ نہ دے گا۔ آپ تردید کیوں نہیں کرتے کہ آپ نے احمدیوں کے نکاح پڑھوائے اگر آپ سچے ہیں تو یہ نوٹس نوٹس کی رٹ کیوں لگاتے پھرتے ہیں؟ اب تک عدالت میں کیوں نہیں گئے؟ مولوی! شہاب آپ کو نہیں چھوڑے گا۔"[1]

قادیانیوں کی مزید نکاح خوانی

"مولانا" کوثر نیازی صاحب مولوی احتشام الحق دیوبندی تھانوی کے پڑھائے قادیانیوں مرزائیوں کے نکاحوں کا مزید راز افشا کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:۔

"مولوی احتشام الحق کیرانوی ہم پھر حاضر ہیں" اس کے

[1] ہفت روزہ شہاب لاہور ۳۰ اپریل ۱۹۷۰ء صفحہ اوّل

ذیل میں لکھتے ہیں "مولوی احتشام الحق کیرانوی جی! بڑے افسوس کے ساتھ آپ سے دوبارہ ملاقات کرنا پڑ رہی ہے۔ کاش آپ نے اپنے دعوے کے مطابق مقدمہ دائر کر دیا ہوتا" پھر ایک ضمنی سرخی "آپ نے یہ نکاح بھی پڑھایا تھا" کے تحت لکھتے ہیں "آپ نے دوسرے احمدیوں کے نکاح کی طرح لاہوری (مرزائی) جماعت کے بانی مولوی محمد علی کے لڑکے حامد فاروق کا نکاح بھی کراچی میں پڑھوایا تھا۔۔۔۔۔۔لوٹن میاں! اچھے مولوی ایسا نہیں کرتے اب سچ سچ بتا دو اسلام تمہارا دین نہیں بلکہ کاروبار ہے؟۔۔۔۔ الخ[1]

بہر حال دیوبندی قادیانی ذہنی فکری اندرونی دلی مسلکی اعتقادی ہم آہنگی کے بے شمار شواہد ہیں۔ دونوں فرقوں کی بنیاد توہین و تنقیصِ رسول پر ہے۔ دونوں انگریز کے اشارہ ابرو کے محتاج و منتظر رہے ہیں اگر مولوی مانچسٹروی نے دوبارہ یاد کیا تو اس موضوع پر بھی زیادہ تیاری کے ساتھ موجود پائیں گے۔

مصنف مانچسٹروی تیلی کے کولہو کا بیل

جس طرح تیلی کا تیل کولہو کے چکر کاٹتا ہوا بار بار صد ہزار بار اُسی مقام سے گزرتا ہے جہاں چند لمحہ پہلے

[1] ہفت روزہ شہاب لاہور ۲۱ مئی ۱۹۷۰ء جلد ۹ شمارہ ۲۱ صفحہ ۱

گزرا تھا بعینہٖ یہی حال دیوبندی مصنف مانچسٹروی کا ہے اس کا کچھ اصول نہیں انتہائی جنونی ذہن ہے۔ مسئلہ تکفیر، دار السلام، اعلیٰحضرت کی آخری وصیت۔ خلافت کمیٹی۔ ترکی خلافت۔ انگریز پرستی و انگریز دوستی۔ سعودیوں کی نمک حلالی۔ اس کے من بھاتے کھانوں کی طرح مرغوب موضوع ہیں۔ پنجابی محاورہ یا مثال ہے "ٹرے پھرے کھوتی بوہڑ تھلے" یعنی گدھی ہر طرف چل پھر کر بڑ کے درخت کے نیچے آکھڑی ہوتی ہے مصنف مانچسٹروی بھی گھوم پھر کر چکر کاٹ کر مذکورہ بالا عنوانات پر ہی لکھنا شروع کر دیتا ہے۔ چار جلدوں میں مانچسٹروی جی کے بس یہی دس پندرہ دل پسند موضوع ہیں اور بفضلہٖ تعالیٰ ان موضوعات پر ہم نے دلائل و شواہد کی مار سے مانچسٹروی جی کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا ہے مگر ہٹ دھرمی اور بے شرمی سے وہی مضامین اور وہی گھسے پٹے حوالہ جات پھر سامنے لے آتا ہے۔

صفحہ ۲۴۳ پر "قادیانی اور رضاخانی اصل الاصول" اور "انگریزوں کی سیاسی پالیسی کی حمایت" کے دو عنوان ہیں۔ پہلے عنوان کے تحت تو خیالی پلاؤ پکائی ہے کوئی حوالہ درج نہیں الزام ہی الزام ہیں وہ بھی زبانی کلامی۔ رہا دوسرا عنوان تو اس پر فاضل بریلوی اور ترکِ موالات صفحہ ۷ کا حوالہ ہے اور موضوع ہے ترک موالات اور اس موضوع پر ہم کافی لکھ چکے ہیں اور مانچسٹروی کی مزید گوشمالی کی

ضرورت نہیں سمجھتے اور صفحہ ۲۴۶ مطالعہ بریلویت کا ایک عنوان "عدم توازن کی بحث" اس میں بھی تحریکِ خلافت کا رونا رویا ہے اور ترک موالات کو بلا دلیل و ثبوت و بلا حوالہ جات زیر بحث لایا ہے یعنی اپنے دعویٰ یا مدعا کے ثبوت میں کوئی دلیل و حوالہ نہیں۔ اور صفحہ ۲۴۷ پر ایک عنوان "شیخ الہند کا دو قومی نظریہ" یہ بھی دوسری بار لکھا ہے پہلے اس کا جواب ہو چکا ہے اور کافی لکھا جا چکا ہے۔ صفحہ ۲۴۰ پر عدم توازن کی بحث کو چرب زبانی کا پانی ڈال ڈال کر تلی سے تپلی لستی بناتا رہا ہے اور خلافت کمیٹی کے موضوع پر فاضل بریلوی اور ترک موالات کے حوالے دوبارہ سہ بارہ نقل کئے گئے ہیں جن پر جامع معروضات پیش کی جا چکی ہیں ترک موالات عدم توازن خلافت کمیٹی مصنف کیا جانے اس دشت میں مجنوں کی طرح اپنا حال خراب کئے ہوئے ہے۔

خلافت کمیٹی اور اس کے شاہکار ترک موالات پر بار بار لکھا گیا ہے جس کے تفصیلی جوابات بار بار دیئے گئے ہیں جاننا چاہیئے خلافت کمیٹی بے شمار قباحتوں کا مجموعہ تھی اور امام اہلسنت و دیگر علمائے اہلسنت کی مساعی سے جو علمائے اہلسنت غلط فہمی سے اس میں ابتداءً شامل ہو گئے تھے وہ دستبردار ہو گئے تھے۔

اہل علم اہل حق علمائے اہلسنت بھلا اس خلافت کمیٹی میں کس طرح شمولیت یا اس سے موافقت کرتے جن کے عقائد و افکار اتنے گمراہ کن

تھے ملاحظہ ہو نالۂ خلافت کمیٹی۔

نالۂ خلافت کمیٹی یہ نظم اخبار روزنامہ زمیندار لاہور میں بھی "فیصلۂ کفر و اسلام" کے عنوان سے دوبارہ شائع ہوئی تھی۔ نالۂ خلافت کمیٹی ملاحظہ ہو ؎

یہ سچ ہے کہ اس پر خدا کا چلا نہیں قابو ۔ مگر ہم اس بت کافر کو رام کر دینگے
بجائے کعبہ خدا آجکل ہے لندن میں ۔ وہیں پہنچ کے ہم اس سے کلام کر لینگے
جو مولوی نہ ملے گا تو مالوی ہی سہی ۔ خدا خدا نہ سہی رام رام کر لینگے[1]

نالۂ خلافت کے ان گمراہ کن خبیث و مردود اشعار پر شہزادہ اعلحضرت سیدنا امام العلماء حضور مفتی اعظم مولانا شاہ علامہ مصطفےٰ رضا خانصاحب بریلوی قدس سرہٗ نے یہ فتویٰ دیا تھا اور دلائل و براہین سے فرمایا کہ:۔

"اول کے دونوں مصرعہ کفر خالص ہیں پہلے میں صاف تصریح ہے کہ اس بت پر خدا کا قابو نہ چلا معاذ اللہ بلاشبہ ان اشعار کا قائل کافر ہے اور جو اس کے کفر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے وہ بھی اسی کا ساتھی، یہ اللہ عزوجل کی توہین اور اس کی قدرت عظیم کاملہ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کا رد و انکار ہے یہ سرے سے الوہیت کا انکار ہے کہ جو عاجز ہو خدا

۱؎ نالۂ خلافت کمیٹی در روزنامہ زمیندار لاہور، جون ۱۹۲۵ء

ہو ہی نہیں سکتا۔ الخ۔ دوسرے مصرعہ میں برملا اپنے آپ کو خدا سے زائد قدرت والا بتاتا ہے۔ الخ۔ تیسرا شعر کھلا الحاد و کفر و زندقہ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مولوی و مالوی اس کے نزدیک برابر ہیں۔ خدا اور رام ایک ہی ہیں۔ کفر و اسلام میں کچھ فرق نہیں۔ اس کے قائل کے نزدیک خدا خدا (اللہ۔ اللہ) نہ کیا رام رام کہہ لیا بات ایک ہی ہے حالانکہ ہرگز خدا رام نہیں اور ہرگز رام خدا نہیں۔"[1]

خلافت کمیٹی کی کفریات پر مشتمل اس نالۂ خلافت پر انیس ۱۹ جلیل القدر اکابر علمائے اہلسنت کے فتاویٰ ہیں۔ حضرت سیدی صدر الصدور صدر الشریعت مولانا محمد امجد علی اعظمی رضوی قدس سرہٗ مصنف بہار شریعت۔ صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی خلیفہ اعلحضرت۔ شیر بیشۂ اہلسنت مولانا ابو الفتح عبید الرضا۔ محمد حشمت علی خان صاحب قادری رضوی قدس سرھما کی تائید و تصدیق اور دستخط ثبت ہیں۔

یہ ہے خلافت کمیٹی کا ایمان و اسلام کوئی بھی صحیح العقیدہ مسلمان ان ایسے اقوال کفریہ کی کس طرح تائید و حمایت کر سکتا ہے۔؟

خلافت کمیٹی کے خلاف تھانوی تائید و حمایت

مانچسٹروی مصنف کو گھر کی خبر نہیں خلافت کمیٹی کے خلاف امام

۱؎ کتاب الانوار مفتی اعظم و ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور صدر الشریعہ نمبر صفحہ نمبر ۱۸۹-۱۹۰

اہلسنت فاضل بریلوی اور دیگر علماء کے حقانیت افروز کردار کو زیر بحث لایا جاتا
ہے لیکن خود دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی جس کے متعلق مولوی
مانچسٹروی کا ایمان وعقیدہ یہ ہے کہ "ہندوستان کے سارے علماء کا
علم ایک طرف رکھیں اور تنہا مولانا (اشرف علی) تھانوی کا علم دوسری
طرف تو مولانا تھانوی کا پلڑا جھک جائے گا"۔ ؎

گویا تھانوی صاحب کا علم اتنا وزنی اور بھاری تھا خدا جانے تھانوی
صاحب اتنے بوجھ اور وزن کو کس طرح اٹھائے پھرتے تھے۔؟ (رضوی
بریلوی) بہرحال یہی بھاری بھرکم وزن کے علم والے مولوی اشرف علی
تھانوی لکھتے ہیں:۔

"تحریک خلافت کے زمانہ میں صاف الفاظ میں یہ کہا
جاتا تھا کہ یہ مسائل کا وقت نہیں کام کرنے کا وقت ہے
ایک مولوی صاحب نے جو تحریکات (تحریکِ خلافت
وتحریک ترک موالات) میں نہایت جوش اور سرگرمی کے
ساتھ کام کر رہے تھے مجھ (اشرف علی تھانوی) سے خود
بیان کیا کہ ہم کو وہ کام کرنے پڑتے ہیں اس تحریک (خلافت)
میں کہ اگر علماء کو معلوم ہو جائیں تو ہم پر کفر کا فتویٰ دے دیں
یہ تو حالت ہے اور اس پر دعوے دین کی خدمت کا
خود ان خرافات اور بیہودگیوں کا اقرار ہے اور پھر ترک

؎ مطالعہ بریلویت جلد اول صفحہ ۱۰۶

معاملات ہیں کہ جن کو خود بھی شرک اور کفر تک سمجھتے ہیں دوسروں
کو شرکت کی دعوت دی جاتی ہے۔ ؎

امید ہے مانچسٹروی کی آنکھوں میں اس حوالہ سے اندھیرا چھا جائے گا
ورنہ اور خدمت کریں گے۔

فتویٰ میں اپنے پرائے کا فرق

خلافت کمیٹی یا ترک موالات کے موضوع پر مانچسٹروی صاحب
سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی پر اپنی اندرونی غلاظت اور فکری نحوست
کے سبب بار بار دل کھول کر معترض ہوتے ہیں اور اپنی دیوانگی کا تماشہ
دکھاتے ہیں لیکن انہی موضوعات پر اپنے حکیم الامت تھانوی جی کے
خلاف جرأت لب کشائی نہیں کرتے۔ اسی جرم میں تھانوی کو انگریزوں
کا ایجنٹ اور فرنگی کا پٹھو نہیں کہتے اور اپنے پرائے کا فرق کرتے ہیں
یہی مرض ان کے بڑے میں بھی بڑی حد تک تھا۔ سنیئے تھانوی صاحب
اسی موضوع تحریک خلافت و ترک موالات پر سلسلہ گفتگو جاری رکھتے
ہوئے فرماتے ہیں:۔

"فرمایا سبحان اللہ حضرت مولانا دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ
(یعنی محمود الحسن مرثیہ خواں گنگوہی) کی عالی حوصلگی قابل دید
ہے کہ میرا مسلک جو حضرت مولانا کے مسلک سے
ظاہراً مختلف تھا ڈھکا چھپا نہ تھا مگر حضرت مولانا

؎ قصص الاکابر صفحہ ۳۲۰، ۳۲۱

(محمود الحسن) ذرا بھی دلگیر نہ ہوئے"۔ [1]

○ اور اسی تحریک خلافت کے موضوع پر تھانوی صاحب مزید لکھتے ہیں اور دھڑلے سے کہتے ہیں۔ "جس وقت حضرت مولانا (محمود الحسن) دیوبندی مالٹا سے دیوبند تشریف لائے تو میں زیارت کے لئے (کیا خانہ کعبہ چلا آرہا تھا؟ رضوی) دیوبند حاضر ہوا تھا وہاں پر ایک صاحب اس (خلافت کمیٹی) قسم کی گفتگو کرنے لگے اور یہ کہا کہ آپ (یعنی تھانوی) کو تو معلوم ہے پہلے آپ کے بزرگ بھی تو (خلافت کمیٹی میں) کھڑے ہوتے تھے۔ میں نے (یعنی تھانوی نے) کہا کہ مجھ کو یہ بھی خبر ہے کہ کھڑے ہوتے تھے اور اس کی بھی خبر ہے کہ بیٹھ بھی گئے تھے اور آخر تک بیٹھے ہی رہے تھے۔ اب بتلاؤ کہ اپنے بزرگوں کے متبع ہم ہوتے یا تم اس لئے کہ تم منسوخ پر عمل کر رہے ہو اور ہمارا عمل ناسخ پر ہے پھر کچھ نہیں بولے"۔ [2]

مگر مانچسٹروی اس جرم میں تھانوی کے خلاف حرف شکایت بھی زبان پر نہیں لائے گا آخر اس کے علم کے وزن کا پلڑا جو بھاری ہے

بریلوی تحریف کے نمونہ کی جھک

کتر بیونت کاٹ چھانٹ جوڑ توڑ کا ملاں مانچسٹروی

خود بدترین عادی ہے اور اس ہیرا پھیری کے مرض میں ساری دیوبندی وہابی قوم مبتلا ہے اور الزام لگاتا ہے مولانا پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

[1] الافاضات الیومیہ صفحہ ۵۹، ۲۳۹ و قصص الاکابر صفحہ ۲۰۵۔ [2] قصص الاکابر صفحہ ۲۲۱

صاحب پر مسٹر مانچسٹروی اگر دل کی آنکھوں کے ساتھ ساتھ سر کی آنکھوں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا ہے اس ضمن میں مولوی گنگوہی صاحب کی نیابت اور جانشینی کا تاج پہن لیا ہے تو کسی دوسرے آنکھوں والے سے اپنے شیخ ہنود محمود الحسن کا فتویٰ پڑھوا کر سُن لے جو خود ملاں مانچسٹروی نے اپنی اسی مطالعہ بریلویت میں نقل کیا ہے اور حضرت شیخ الہند کا فتویٰ کے زیر عنوان خود لکھتا ہے:۔

"آج جب کہ شرق و غرب کے مسلمانوں پر قیامت خیز مصائب کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے جب کہ اندیشہ ہے کہ خلافت اسلامیہ کا جہاز اُمڈتے طوفانوں کی موجوں سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے جب ہر فرد مسلم کی روح ہوش ربا دھمکیاں دینے والے حوادث سے لرز رہی ہے بلکہ اگر عاقبت بینی سے کام لیا جائے تو ہر ایک ایشیائی خصوصاً ہر ایک ہندوستانی اپنی اخلاقی جرأت اور آزادانہ مستقبل کو سخت خطرہ کی نگاہ سے دیکھ رہا ہے۔ علما ہند کی تعداد کثیر اور ہندو ماہرین سیاست کا ایک بڑا طبقہ اس جدوجہد میں ہے کہ اپنے جائز حقوق اور واجبی مطالبات کو پامال ہونے سے بچائیں کامیابی ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے لیکن جو فرض شرعی، قومی اور وطنی حیثیت سے کسی شخص پر عائد ہوتا ہے تو اس کے ادا

کرنے میں ذرہ بھر تاخیر کرنا ایک خطرناک جرم ہے...... [1]

قارئین کرام! اہل علم و انصاف۔ غور کریں اور دیکھیں محمود الحسن دیوبندی کا یہ فتویٰ ہے یا عاجزانہ ملتجیانہ اپیل ہے۔ کیا محمود الحسن مالٹوی کو کبھی کار افتاء کی ہوا بھی لگی تھی کیا مفتی شرع اسی طرح فتویٰ دیتے ہیں؟ اس سارے مضمون میں کہاں کیا استفتاء ہے کیا اس کا شرعی فقہی جواب ہے۔ بے ہنگم لفاظی ور لفاظی کے سوا کچھ بھی نہیں۔ بلا وجہ ضرورت سے زیادہ لفاظی اور ادب و لغت کے جال میں پھنس کر رہ گئے ہیں اور لفاظی میں اُلجھ کر اپنا ماحصل و مدعا تک بیان نہیں کر سکے کہ خود بدولت چاہتے کیا ہیں۔ ان سب کی بے جوڑ باتوں کو فتویٰ کے عنوان سے شائع کیا جا رہا ہے۔ کیا اہل علم دنیا سے ناپید ہو گئے ہیں؟

عقل سے پیدل اور علم سے کورے مانچسٹروی جی کو شکایت ہے کہ ان کے شیخ الہند کے مخاطب مسلمان تھے مگر پروفیسر مسعود صاحب نے اپنی اس عبارت میں انہیں ہندو سکھ بنا دیا۔ [2] اور پھر چیلنج کے انداز میں کہتا ہے "حضرت شیخ الہند کا خطبہ ایک دفعہ پھر پڑھیں" ہم کہتے ہیں محمود الحسن کا فتویٰ دیکھ لیں یا خطبہ دیکھ لیں اس میں کہیں بھی صرف مسلمانوں سے خطاب نہیں نہ یہ مطالعہ بریلویت میں موجود نہ پروفیسر مسعود صاحب کی کتاب فاضل بریلوی

---

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۲۵۵، [2] مطالعہ بریلویت صفحہ ۲۴۹، ۲۵۰

اور ترک موالات میں صفحہ ۴۴ پر موجود جس میں انہوں نے اپنا فتویٰ یا خطبہ صرف مسلمانوں تک مختص کیا ہو سو قارئین کرام مولوی مانچسٹروی کا مطالعہ بریلویت کے صفحہ ۲۵۵ پر موجود ان کے حضرت شیخ الہند کا فتویٰ دیکھ لیں اور اوپر خط کشیدہ الفاظ ملاحظہ ہوں اس میں <u>ہر ایک ایشیائی ہر ایک ہندوستانی کے الفاظ ہیں</u> اور اس سے تھوڑا آگے "<u>علماء ہند کی تعداد کثیر اور ہندو ماہرین سیاست کا ایک بڑا طبقہ اس جدوجہد میں ہے</u>" کے الفاظ موجود ہیں۔

بزعم خود جہاد کے اس نام نہاد فتویٰ میں "اپنے جائز حقوق اور واجبی مطالبات کو پامال ہونے سے بچائیں" کے الفاظ کے ساتھ اپیل بھی کی گئی ہے۔ اب خود مانچسٹروی بتائے کہ ایشیا اور پورے ہندوستان میں صرف مسلمان ہی مسلمان رہتے تھے؟ کیا پورے ایشیا اور پورے ہندوستان میں کوئی بھی غیر مسلم نہ تھا۔ ہندو، سکھ، عیسائی پارسی وغیرہ ادیان و مذاہب کے لوگ یہاں نہیں تھے؟ اگر تھے تو پھر پروفیسر مسعود صاحب نے کیا غلط لکھا اور کیا غلط کہا؟ اور پھر حضرت علامہ پروفیسر مسعود صاحب کی اس عبارت کو صفحہ ۲۴۹ پر بریلوی تحریف قرار دے کر دل کی آگ بجھانا کہاں تک صحیح ہے اور پھر تحریف کی کس نے ہے؟

جناب پروفیسر مسعود احمد صاحب نے تو مندرجہ ذیل الفاظ سید

محمد میاں سے نقل کرتے ہیں لکھا ہے :-

" اس لئے ہندوستان کی آبادی کے یہ دونوں (ہندو مسلمان) بلکہ سکھوں کی جنگ آزما قوم کو ملا کر تینوں عنصر اگر صلح و آشتی سے رہیں گے تو سمجھ میں نہیں آتا کہ کوئی چوتھی قوم خواہ وہ کتنی ہی بڑی طاقت ور ہو ان اقوام کی اجتماعی قوت کو شکست دے سکے گی "۔ [1] بتایا جائے کہ پروفیسر مسعود احمد صاحب نے کیا تحریف فرمائی ؟

مولانا احمد رضا کا فتویٰ۔ صفحہ ۲۵۴ پر مصنف نے پھر چوتھی بار تعلیم دین اور سکولوں سے متعلق حضور اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا وہ فتویٰ المحجۃ المؤتمنۃ صفحہ ۶ سے نقل کیا ہے جس کا ہم اسی جلد میں متعدد بار جواب دے چکے ہیں اور اس بدباطن کا منہ بند کر چکے ہیں اور اب مرفوع القلم مصنف منہ کی بجائے کہیں اور سے بول رہا ہے اور پھر اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے اس فتویٰ کا موازنہ اپنے محمود الحسن کے اپیل نما ملتجیانہ و عاجزانہ فتویٰ سے کر رہا ہے جس کا سر اور پیر کچھ نہیں ملتا۔

پھر وہی تردید شدہ حوالے

چونکہ مانچسٹروی آتش انتقام میں اندھا ہو چکا ہے اور پاگل پن کے عالم میں تردید شدہ حوالے دوبارہ نقل کر کے کسی پاگل خانہ

[1] علمائے حق حصہ اول صفحہ ۲۱۷

کی راہ تلاش کر رہا ہے۔ صفحہ ۲۵۰ پر مولانا احمد رضا خاں کا صراط مستقیم۔ صفحہ ۲۵۱ پر سیاسی امور میں شرف نسب کی بحثیں اور صفحہ ۲۵۳ پر آہنی عزم کے انسان وہی کچھ لکھ رہا ہے جس کا ہم اسی جلد میں مدلل و مسکت جواب دے چکے ہیں۔ ایک چیز کو بار بار نقل کرنا اس کا جان لیوا مرض ہے۔ مصنف مانچسٹروی اپنے خود ساختہ شیخ الہند کے جاہلانہ فتویٰ کی مدح سرائی کرتا ہوا صفحہ ۲۵۶ پر لکھتا ہے :-

" مولانا احمد رضا خاں کی شخصیت حضرت شیخ الہند کے مقابلہ میں کچھ نہ تھی "

یہ بھی خوب .... مگر گھر میں کالی کلوٹی کا نام روشن آرا بیگم رکھنے سے کیا ہوتا ہے۔ محمود الحسن جیسے کتنے اعلیٰحضرت امام اہلسنت کا زمانہ پاتے ہوئے گیارہ سو میں سے کسی ایک کتاب کا جواب نہ لکھ سکے جتنی باتیں آج مانچسٹروی کے ذہن میں شیطان اُگل رہا ہے اور یہ زبان و قلم سے آگے پیچھے سے نکال رہا ہے کبھی محمود الحسن کے دماغ میں بھی آئیں جس کی ساری زندگی گاندھی کی غلامی اور دریوزہ گری میں گزری۔ یہ صاحب حیثیت تھے۔

تحریف و خیانت اہل دیوبند کا طرۂ امتیاز ہے اس میں ادنیٰ شک و شبہ نہیں یہ ایک مستقل باب ہے مستقل عنوان ہے کہ تحریف و خیانت دیوبندی وہابی ملاؤں، اکابر و اصاغر کا طرۂ امتیاز اور محبوب مشغلہ ہے اس پر بھی ان کے گھر کی شہادت موجود ہے ملاحظہ ہو یہ لوگ سیدنا

اعلحضرت علیہ الرحمۃ اور پروفیسر علامہ مسعود احمد صاحب پر الزام لگانے سے پہلے آئینہ میں اپنا حُسن وجمال دیکھیں۔ دیوبندی تحریف وخیانت کی نقاب کشائی کرتے ہوئے مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی کے بھتیجے مولوی عامر عثمانی دیوبندی مدرسہ دیوبند کے ترجمان ماہنامہ "دارالعلوم" دیوبند کے ایڈیٹر مولوی محمد ازہر ابن مولوی محمد انور شاہ کشمیری کے متعلق لکھتے ہیں:

"مدیر دارالعلوم دیوبند حدیثوں تک میں اضافہ کی کاریگری فرما لیتے ہیں نیز یہ بتانا ہے کہ بربنائے خیانت یا بربنائے جہل وہ کتابوں کا حوالہ تک جھوٹا دے دیتے ہیں۔ یہ بتانا ہے کہ وہ ترجمہ میں صحت اور ایمان داری کی پرواہ نہیں کرتے گویا ہم تین جرم اُن کے ثابت کریں گے۔ خیانت فی الحدیث، خیانت فی الحوالہ، خیانت فی الترجمہ، علم سے عاری اور کینہ وبغض سے آلودہ لوگ جب جبہ ودستار پہن کر مسندِ رہنمائی پر بیٹھ جائیں اور خدا کے دین سے کھیل کھیلیں تو کسی صاحبِ ضمیر کے لئے یہ جائز نہیں کہ اُن کی قلعی نہ کھولے اور اُمّت کو گمراہی سے نہ بچائے۔"[1]

من گھڑت کتب اور شیخ الاسلام دیوبند

دیوبندی شیخ الاسلام شیخ العرب والعجم دیوبندی شیخ الحدیث مولوی حسین احمد کانگریسی ٹانڈوی منفی عن المدینہ کے متعلق

[1] ماہنامہ تجلی دیوبند اپریل ۱۹۵۶ء

مولوی عامر عثمانی مدیر ماہنامہ تجلی دیوبند یہ لرزہ خیز انکشاف کرتے ہیں کہ دارالعلوم دیوبند کے سابق صدر مولوی حسین احمد مدنی تک اس جرم میں ملوث ہیں چنانچہ عامر عثمانی نے اعتراف کرتے ہوئے لکھا ہے: "ہم نے خزینۃ الاولیا وہدایت الاسلام (کتابوں) کے متعلق تحقیق کی تو منکشف ہوا کہ مولانا مدنی نے جھوٹے اور خائین لوگوں کے دیئے ہوئے غلط اقتباسات پر بھروسہ کر لیا تھا۔"[1]

مختلف تحریکوں کی مخالفت

صفحہ ۲۵۰ پر یہ بھی کہا ہے کہ بریلویوں کی طرف سے مختلف تحریکوں کی مخالفت کی گئی تھی اس کے ذیل میں سیدنا اعلحضرت قدس سرہٗ کے خلیفہ صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے ماہنامہ "السواد الاعظم" مرادآباد کے حوالہ سے تحریک آزادی اور خلافت کمیٹی کی مخالفت ثابت کرنا چاہی ہے۔ تحریک آزادی کے سنی بریلوی علماء نہیں بلکہ دیوبندی وہابی مولوی مخالف اور شدید ترین مخالف تھے جیسا کہ زیر مطالعہ محاسبہ دیوبندیت کی اسی جلد میں بحوالہ کتب ناقابل تردید دلائل سے ثابت ہے اور کسی دیوبندی ماں کے بیٹے میں ہمت وجرأت وسکت نہیں کہ اس عنوان پر ہمارے دلائل کا توڑ کر سکے اور خلافت کمیٹی سے ہمیں اور ہمارے اکابر کو شدید ترین اختلاف محض دینی نقطہ نظر سے تھا اور خلافت کمیٹی پر ابھی چند اوراق پیچھے کافی بحث ہو چکی ہے

[1] ماہنامہ تجلی دیوبند فروری ومارچ ۱۹۵۹ء

اور مولوی اشرف علی تھانوی بھی اس باب میں ہمارے موقف کے مقلد تھے
الافاضات الیومیہ اور قصص الاکابر کو کوئی بھی شخص دیکھ سکتا ہے۔ مسلم لیگ
اور لیگی قائدین پر علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ اور
چند دوسرے علما کا فتویٰ اُن کے اپنے اقوال اور اس وقت کے حالات
کے مطابق تھا اور مصنف کو یہ باور رکھنا چاہیئے کہ دیوبند بحیثیت جماعت
لیگ اور قائداعظم لیگ کا سب سے بڑا دشمن اور مخالف تھا۔ دیوبند
کانگریس کا گڑھ اور نظریہ پاکستان کے مخالفین کا مرکز تھا۔ ان امور پر
پوری جامعیت کے ساتھ اسی جلد میں بحث ہو چکی ہے۔ مانچسٹروی اندھا
نہ ہو تو خود پڑھ لے ورنہ کسی سے سُن لے رگ رگ کی تسلّی نہ ہو جائے تو
ہمارا نام بدل دینا۔ مصنف نے تحریک خلافت، ترکِ موالات، مسلم
ایجوکیشنل کانفرنس۔ علی گڑھ دیوبند۔ ڈاکٹر۔ ائمہ حرمین لیگ اور لیگی قائدین
سے اختلاف کا تذکرہ صفحہ ۲۵۷/۲۵۸ پر پھر از سرِ نو کیا ہے۔ قارئین کرام خود
ملاحظہ فرمالیں ان چکر بازیوں کا کتنی بار جواب دیا جا چکا ہے۔ یہ عنوانات
اور موضوعات اس کے دل پسند ہیں بلکہ جان لیوا مرض ہیں۔
مانچسٹروی سے قبر میں اگر منکر نکیر دریافت کریں گے من ربّك
ما دینك تو غالبًا مانچسٹروی مصنف یہی کہے گا خلافت کمیٹی۔
ترک موالات۔ لیگ اور قائداعظم۔ ائمہ حرمین۔ خلافت عثمانیہ۔
ہندو مسلم اتحاد۔ علی گڑھ تحریک۔ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس۔ مجنوں مصنف
نے دیوانگی کے عالم میں مذکورہ بالا موضوعات کو صفحہ ۲۵۸ تا صفحہ ۲۶۵ تک

پھیلا دیا ہے اور کوئی نئی بات نہیں تردید شدہ مضامین ہیں صفحہ ۲۵۸ پر
"قومی مہمات میں مولانا احمد رضا خاں کا کردار" [۱] اس عنوان کے
ذیل ہیں وہی پُرانا رونا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس صفحہ ۲۵۹/۲۶۰ پر تحریک علی گڑھ
صفحہ ۲۶۱ پر تحریک مسلم لیگ اور قائداعظم فتویٰ سجادہ نشین مارہرہ شریف
فتویٰ سید آل مصطفےٰ قادری صفحہ ۲۶۲ پر فتویٰ مولانا حشمت علی خاں اور
فتویٰ مولانا ابوالبرکات قادری۔ ان باتوں کے جوابات فقیر کی کتاب قہرِ
خداوندی بر دھماکہ دیوبندی۔ برق آسمانی بر فتنۂ شیطانی۔ برہان صداقت
بر دنجدی بطالت وغیرہ میں بھی مفصّل ہیں اور محاسبۂ دیوبندیت کی جلد
اوّل اور دوم میں بھی ہیں۔ مسلم لیگ اور مسلم لیگ کے قائدین پر مولوی حسین احمد
ٹانڈوی شیخ الحدیث دیوبند۔ مولوی عطآ اللہ بخاری۔ مفتی کفایت اللہ دہلوی
وغیرہ اور جمعیت علمآ ہند کے مولویوں کے فتاویٰ کچھ کم نہیں۔ اسی طرح
علی گڑھ اور سر سید احمد خاں کے متعلق خود مولوی اشرف علی تھانوی
دیوبندی کے فتاویٰ، بیانات اور مضامین۔ الافاضات الیومیہ۔ کی جلدوں
میں جگہ جگہ اور قصص الاکابر میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ اس باب میں ہم

[۱] قومی مہمات سے مولوی اشرف علی تھانوی کو شدید نفرت تھی لکھا ہے "فرمایا دو صاحب جن
میں ایک انگریزی کے تعلیم یافتہ، دوسرے مولوی ہیں، دونوں مصنف بھی ہیں اور قومی کاموں میں بھی حصّہ
لیتے ہیں ...... بیعت کی درخواست کی میں نے اُن سے کہہ دیا ان قومی قصّوں جھگڑوں سے
یکسو ہو کر کام میں لگنا میرے یہاں طریق کی شرط ہے۔" (الافاضات الیومیہ جلد ۵ صفحہ ۳۰۴)

اپنا مبنی بر شریعت و مبنی بر حقیقت موقف بار بار واضح کر چکے ہیں مصنف مانچسٹروی میں دم خم ہے تو ہمارے دلائل اور حوالہ جات کا توڑ کرے اور کم از کم کسی بحث و الزام تراشی کا آغاز کرنے سے پیشتر اپنے اکابر کا مسلک اور موقف اس سلسلہ میں معلوم کر لیا کرے۔

قہر القہار احکام تو ریہ شرعیہ۔ تجانب اہلسنت کے جملہ حوالہ جات کی اسی جلد میں بار بار وضاحت ہو چکی ہے مانچسٹروی کو چاہیئے کہ ہمارے دلائل و حوالہ جات کا جواب لائے۔

مذکورہ بالا موضوعات پر بحث ہماری اسی کتاب محاسبہ دیوبندیت کے حصہ اوّل میں بھی صفحہ ۲۶۸و۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۳، ۳۳۲، و ۳۳۹ اور زیر نظر حصہ دوم کے پچھلے صفحات میں دیکھ سکتے ہیں۔

سپاسنامہ کی دھوکہ منڈی مانچسٹروی نے مطالعہ بریلویت کے صفحہ ۲۶۶ پر ایک گونگی فلم چلائی ہے لکھتا ہے (نقل مطابق اصل) بحضور نواب ہنر آنر سر مائیکل فرانسس جی ڈاِر سی آئی کے سی آئی ایس گورنر پنجاب۔

مانچسٹروی جی صفحہ ۲۶۶ تا صفحہ ۲۷۰ کچھ بغیر نام و پتہ کے سجادہ نشینان کے گورنر پنجاب کے نام ایک جھوٹا سچا مگر یقیناً اندھا بہرہ لولا لنگڑا گمنام سپاسنامہ شائع کیا ہے۔ اس کے مندرجات سچ ہیں یا جھوٹ یہ مصنف مانچسٹروی جانے مگر ہم فرد جرم کس پر عائد کریں۔ تحقیق و تفتیش کس کی کریں۔ نہ مجرموں کا نام پتہ نہ کوئی گواہ کم از کم شریعت بھی دو گواہ

مانگتی ہے۔ سجادہ نشینوں کے اس فرضی جعلی یا حقیقی واقعی سپاسنامہ میں نہ کسی سجادہ نشین کا نام نہ کسی آستانہ کا نام نہ کسی کتاب کا حوالہ، کس پر فرد جرم عائد کی جائے یا کس کی صفائی پیش کی جائے۔ ہم تو کہتے ہیں کہ چوروں کو چھپانے والا مجرم کو پناہ دینے والا خود مجرم، خود چور ہے۔ آخر میں صفحہ ۲۷۰ پر مصنف مانچسٹروی لکھتے ہیں کن کن بزرگوں نے اس تاریخی دستاویز پر دستخط کئے سب اس دنیا سے جا چکے ہیں ہم نے اُن کے احترام کے پیش نظر اُن کے نام یہاں نہیں دیئے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو معاف کرے۔ یہ کیا بات ہوئی پھر سرے سے اس بات اور سپاسنامہ کا ذکر ہی نہ کیا ہوتا۔ اگر کسی مجرم کے مرنے کے بعد کچھ کہنا منع ہے تو پھر شائد مصنف قرآن مجید میں تبت یدا ابی لھب بھی نہیں پڑھتے ہوں گے اور بات جب انتقال کے بعد خاموش رہنے کی ہے اور پردہ پوشی کرنے کی ہے تو پھر اپنی اس ناپاک مردود کتاب میں اعلحضرت عظیم البرکت قدس سرہٗ اور دیگر بکثرت علما و مشائخ اہلسنت پر کیوں اندھا دھند الزام تراشی بہتان طرازی کی گئی ہے۔ یہاں کیوں نہیں کہا اللہ تعالیٰ ہم سب کو معاف فرمائے، یہ دوہرا معیار کیوں؟

جب وہ پوچھے گا سر محشر بلا کے سامنے
کیا جواب جرم دو گے تم خدا کے سامنے

خیانات اختلافات پیدا کرنے کا بریلوی زینہ۔ مولانا احمد رضا خان کی دیانت کی دلسوز داستان۔ قارئین کرام مطالعہ بریلویت

جلد اوّل کے صفحہ ۲۷۰ اور صفحہ ۲۷۲ کے درمیانی صفحہ پر مذکورہ بالا عنوانات ہیں یہاں ہم اپنے قارئین و احباب کو یہ بتا دیں کہ اب صفحہ ۲۷۳ تا صفحہ ۳۱۶ مطالعہ بریلویت کے ۴۳ صفحات میں چھپے ہوئے دجل و فریب کا رد کرنا ہے لہٰذا ہمیں انتہائی اختصار سے کام لینا ہوگا کیونکہ مطالعہ بریلویت کے مفصل مدلل رد میں محاسبہ دیوبندیت کا ۴۵۹ صفحات کا ایک حصّہ جس میں ہر ہر الزام و دغا بازیوں کا جواب ہے شائع کر چکے ہیں اب ہمیں اختصار سے کام اس لئے لینا ہوگا کہ اگر پہلی جلد کی طرف مفصل و جامع جوابات دیں تو مطالعہ بریلویت کی ایک جلد کے رد میں تین جلدیں شائع کرنا پڑیں گی اور اگر مفصل جواب دو حصوں میں ہی پورا کریں تو دوسرا حصّہ کم از کم سات سو صفحات پر ہوگا لہٰذا الزامات و خرافات میں سے ضروری ضروری باتوں کے انتہائی مختصر جواب دیں گے۔

مصنّف مانچسٹروی کا اعتراف

صفحہ ۲۷۲ پر لکھا ہے

؎ مت پوچھ کہ میں کتنی بلندی سے گرا ہوں
دے مجھ کو دلاسا کہ میں ٹوٹ چکا ہوں

واقعی توہین کرنے والا شخص بلندی سے گر کر مرتد ہو جاتا اور گستاخیوں کے سبب اس کو پستی میں گرنا کہتے ہیں مگر ہمیں تو بخوبی معلوم ہے کہ گستاخ مرتکب توہین رسالت کر کے کتنی بلندی سے گرتا ہے۔ دے مجھ کو دلاسا کہ میں ٹوٹ چکا ہوں، واقعی گستاخ دیوبندیت

ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے پہلے تنقیص و توہین کر کے ٹوٹے اب جھوٹی موٹی تاویل کر کے ٹوٹ رہے ہیں حد یہ کہ دلاسا دینے والے کو پکار رہے ہیں؎

نہ تم توہین یوں کرتے نہ ہم تردید یوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

ارتکاب توہین و تنقیص کے بعد فوری علاج غیر مشروط توبہ تجدید ایمان تھا مگر ان کے اکابر و اصاغر تاویلات کے چکر میں پڑ گئے اور ؎ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ مریض بغض پہ لعنت خدا کی

تاویلات کی پیوند کاری

صفحہ ۲۷۳ سے مصنف مانچسٹروی نے اپنے اکابر کی گستاخانہ و توہین آمیز عبارات کی پیوند کاری یا مرہم پٹی کرنا شروع کی۔ بہت ہاتھ پاؤں مارے ہیں بڑے چکر چلائے ہیں۔ تاویلات کی رنگ برنگی پٹاریاں کھولی ہیں۔

گستاخانہ کفریہ عبارات پر فیصلہ کُن تجویز

مانچسٹروی متعصب مصنف سے تو خیر کی رتی بھر اُمید نہیں ہم انصاف پسند قارئین اور اہل علم و تحقیق عناصر اور غیر جانبدار حضرات سے اپیل کریں گے کہ اکابر دیوبند کی وہ کتابیں جن میں گستاخانہ عبارتیں ہیں اور جن پر سیدنا امام اہلسنت اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ اور دیگر اکابر اہلسنت نے گرفت فرمائی اور تکفیر کا حکم شرعی واضح فرمایا ان کتابوں کے پاک و ہند کے مختلف مکتبوں کے

اور اداروں سے چھپنے والے مختلف ایڈیشن لے کر بیٹھ جائیں اور اُن
کی مطابقت کرلیں۔ اپنے اکابر کی گستاخانہ کتابوں کی توہین آمیز عبارات
میں جس قدر مجرمانہ تحریف ان کو الزام توہین سے بچانے کے لئے
خود دیوبندیوں وہابیوں نے آپ کی ہیں اس کی مثال نہیں ملتی۔
ہم کہتے ہیں اگر ان عبارات میں توہین اور گستاخی نہیں تھی اور یہ
عبارات بے غبار تھیں تو ان کے مختلف ایڈیشنوں میں کتربیونت
اور جعلسازی و تحریفات کیوں کی۔ بس ثابت ہوگیا کہ ان کے اکابر
کی عبارتوں میں یقیناً توہین اور گستاخی تھی۔

دوسری اہم فیصلہ کُن بات یہ ہے کہ آج تک جتنے
دیوبندی وہابی مناظرین مصنفین مثلاً مولوی خلیل احمد انبیٹھوی۔ مولوی
منظور سنبھلی۔ مولوی مرتضیٰ احسن دربھنگی چاندپوری۔ مولوی عبدالشکور
کاکوروی۔ مولوی سلطان حسن سنبھلی۔ مولوی نور محمد ٹانڈوی۔ مولوی لٰسین
سرائے خامی۔ مولوی غلام خاں پنڈوی۔ مولوی حسین احمد۔ مولوی عنایت اللہ
گجراتی۔ مولوی سرفراز گکھڑوی۔ خالد محمود مانچسٹروی وغیرہ نے آج تک
جتنی بھی نوع بنوع ایک دوسرے سے متصادم و متضاد تاویلات
ان گستاخانہ عبارات کی، کی ہیں وہ لیکر بیٹھ جائیں ایک دوسرے
کی تاویل سے ان گستاخانہ عبارات کا کفریہ ہونا آفتاب سے
زیادہ روشن ہوجائے گا اور کفر و ارتداد کی اتیالی ڈگری ان کو مل جائیگی
یہ اپنی رنگ برنگی تاویلوں سے خود گستاخی اور کفر و ارتداد کے دلدل

میں پھنس جائیں گے۔

تیسری تجویز یہ ہے کہ دیوبندی گستاخانہ عبارات
من وعن لکھ کر مصنف اور کتاب کا نام ظاہر کئے بغیر کسی عالم دیوبندی
مولوی و مفتی سے فتویٰ طلب کریں ان گستاخانہ عبارات کو کفریہ ہی قرار
دیا جائے گا اس قسم کے فتاویٰ خود ہمارے پاس بکثرت ہیں جس میں
دیوبندی مولویوں اور مفتیوں نے اپنے ہی اکابرین پر بے خبری و لاعلمی
میں فتویٰ کفر دے دیا ممکن ہوا تو آئندہ کسی عنوان سے نقل کریں گے۔

چوتھی صورت یہ ہے کہ تقویۃ الایمان۔ حفظ الایمان۔ براہین
قاطعہ وغیرہ گستاخانہ کتب کی گستاخانہ عبارات میں سے وہ گستاخانہ
کلمات جن کو علماء اہلسنت کفر قطعی قرار دیتے ہیں وہ عبارتیں وہ
ملعون کلمات خود ان کے اپنے اکابر کی شان میں کہہ یا لکھ دیئے جائیں
کسی صورت میں کسی قیمت پر برداشت نہیں کریں گے مثلاً :-

○ مولوی اسماعیل قتیل مرکر مٹی میں مل گیا۔

○ مولوی اسماعیل دہلوی اللہ کی شان کے آگے چوہڑے چمار سے
بھی زیادہ ذلیل ہے۔

○ مولوی اسماعیل دہلوی کا خیال نماز میں گدھے اور بیل سے بھی
بُرا ہے۔

○ مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کا علم شیطان
سے کم یا شیطان جیسا ہے۔

○ مولوی اشرف علی تھانوی کا علم جانوروں پاگلوں چوپاؤں مجنونوں جیسا ہے وغیرہ وغیرہ۔

کوئی دیوبندی اپنے اکابرین کی نام نہاد شان میں وہ کلمات برداشت نہ کرے گا جو ان کے اکابرین نے ہمارے پیارے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر محبوبانِ خدا اولیاء اللہ کے بارہ میں استعمال کئے ہیں کوئی تاویل قبول نہیں کریں گے نہ یہ قبول کریں گے کہ اس کا یہ معنیٰ ہے اس کا وہ معنی ہے بلکہ اپنے مولویوں کا تحفظ کرتے ہوئے ننانوے ۹۹ کی بحث اور حوالہ جات بھی بھول جائیں گے۔

مانچسٹروی کا مقصد توہین وتنقیص کا دفاع کرنا ہے

مصنف مانچسٹروی نے خیانات کے زیر عنوان لایعنی اور لغو مضامین پر بڑے بل اور پیچ وتاب کھائے اور شدید مغالطے دیئے ہیں اور اپنی نام نہاد علمی دھاک بٹھانے کے لئے قطعی غیر متعلق حوالہ جات نقل کئے حالانکہ اُن میں بیشتر حوالہ جات اہل توہین وتنقیص کا سر قلم کرنے والے ہیں اور خود ان کے موقف حمایت توہین کے خلاف جاتے ہیں۔ ان نوع بنوع جعل سازیوں کا مقصد اپنے اکابر کی گستاخانہ عبارات اور مبنی بر توہین وتنقیص عقائد باطلہ کا تحفظ اور دفاع کرنا ہے۔ انبیاء ورُسل محبوبان خدا کے مقابلہ میں اپنے گستاخ ملاؤں کی وکالت کرنا کون سے ایمان کی نشانی ہے۔ توہین اور گستاخیوں کا

اس کو کوئی صدمہ اور ملال نہیں بس ان کے اہل توہین اکابرین کو کچھ مت کہا جائے ان کے نزدیک گستاخ رسول مرتکب توہین وتنقیص کی کوئی سزا نہیں اگر ان کے دین ودھرم میں سزا ہے تو قرار واقعی گستاخوں کی تکفیر کرنے والے کے لئے ہے اس لئے مانچسٹروی بے مقصد وائی تباہی دھر گھسیٹ رہا ہے اور عقل شکن دلیلیں پیش کر رہا ہے مانچسٹروی کو چاہیئے کہ وہ بل کھانے اور مغالطے دینے کی بجائے گستاخانہ عقائد پر مواخذہ نہ کرنے اور گستاخوں کی تکفیر نہ کرنے کے دلائل لاتا اور خلط مبحث سے کام نہ لے۔

نام بگاڑنے کے ذوق کا الزام

مصنف نے صفحہ ۲۷۳ اور صفحہ ۲۸۱ وغیرہ پر نام بگاڑنے کے ذوق ومہارت کا الزام لگایا ہے لکھا ہے کہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی نے مولوی خرعلی بلہوری وہابی کی کتاب نصیحۃ المسلمین کو فضیحۃ المسلمین بنا دیا۔ تقویۃ الایمان کا تفویۃ الایمان بنا دیا حفظ الایمان کا خبط الایمان بنا دیا۔ مولوی خرم علی کا خرمُعَلیٰ بنا دیا وغیرہ وغیرہ۔ مگر میاں یہ بات یاد رہے کہ سیدنا اعلیٰحضرت نے انہی کتابوں کا نام بدلا جو خلاف واقع تھے اُن کے حسب حال نام دیئے۔ خرم علی بلہوری وہابی کی کتاب حقیقتاً نصیحۃ المسلمین نہ تھی۔ تقویۃ الایمان گستاخیوں سے لبریز ایمان کو فوت کرنے والی ہے۔ حفظ الایمان ایمان کی حفاظت کرنے والی نہ تھی بلکہ خبط یعنی دلوانگی تھی۔ خرم علی کا معنی ہے

شاداب علی مگر مولوی بلہوری کی خود خصلت عادت و فطرت خر یعنی گدھو جیسی تھی اس لئے اعلحضرت علیہ الرحمتہ نے اپنے علمی انداز میں اس کو خرِ معلی یعنی بڑا گدھا قرار دیا جیسے حدیث شریف میں بے غیرت کو دیوث کہا گیا ہے جو اپنی بیوی بہن بیٹی کو پردہ نہ کرائے وہ دیوث ہے جو بتوں کو سجدہ کرے مشرک ہے از روئے شریعت اسلامیہ انبیا و رسل کی گستاخی کرنے والے کو کافر و مرتد کہا گیا ہے۔ بے نمازی کو فاسق سود خور اور رشوت لینے والے کو فاسق و فاجر کہا گیا۔ کیا شریعت اسلامیہ نے مذکورہ جرائم کا ارتکاب کرنے والوں کے نام بگاڑے ہیں۔ کیا ان کو نام بگاڑنے کا ذوق قرار دیا جائے گا؟ اسی طرح جو کتاب فی الواقع ایمان فوت کرنے والی تھی اس کو تقویت الایمان کہہ دیا یا دیوانگی کی عکاسی کرنے والی خلاف واقع حفظ الایمان کو خبط الایمان کہہ دیا تو کیا جرم کیا؟ کیا بدکار کو زانی، قتل کرنے والے کو قاتل کہنا اس کا نام بگاڑنا ہے۔ کچھ عقل چاہیئے۔ نام اور بات بگاڑنے کا ذوق تو خود اکابر دیوبند میں بہت زیادہ مرض کی حد تک تھا صرف دو حوالے ملاحظہ ہوں۔

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی الافاضات الیومیہ میں متعدد جگہ مناظروں کے حالات پوچھتے ہوئے دریافت کیا پھر کیا ہوا، بتایا گیا وہ آمادہ ہی نہ ہوا، تھانوی صاحب نے مزاحاً فرمایا آپ کو اعلان کر دینا تھا کہ آ۔ مادہ۔ نر آگیا۔ یعنی آمادہ کا اپنے ذوق تحریف

سے۔ آ۔ مادہ۔ نر بنا دیا۔ مادہ کا معنی عورت ہے اور نر کا معنی مرد ہے تھانوی صاحب نے اپنے عیاش ذہن کی تفریح کے لئے مد مقابل مرد مناظر کو مادہ یعنی عورت بنا دیا اور اپنے فرقہ کے مناظر کو نر یعنی مرد بنا دیا اور ان کو میل ملاپ کی دعوت دی۔ اس سے بڑھ کر تحریف اور خیانت اور کیا ہوگی یہ آمادہ۔ نر آگیا تھا تھانوی کی الافاضات الیومیہ میں کئی جگہ ہے۔[۱]

ایک شخص نے مجھ (اشرف علی تھانوی) سے شکایت کی کہ ذکر میں جو پہلے مزہ آتا تھا اب نہیں آتا (تھانوی) نے کہا کہ مزہ ذکر میں کہاں مزہ تو مذی میں ہوتا ہے۔[۲] (جو بیوی سے ملاعبت و صحبت کے وقت خارج ہوتی ہے)

ذکر کا معنی عضو تناسل اور مذی کا معنیٰ وہ مادہ جو شہوت کے غلبے سے نکلے۔ مذی جو عورت سے ملاعبت یا بوسہ لینے کے وقت نکلے۔[۳]

مولانا فضل رسول کا فصل رسول بنا دیا

کسی مجلس میں مولوی فضل رسول صاحب بدایونی کا ذکر چھڑ گیا مولوی امیر شاہ خاں صاحب دیوبندی نے مولانا شاہ فضل رسول کو فصل رسول (بصاد مہملہ) بنا دیا۔۔۔۔۔۔۔ خود مولوی نانوتوی صاحب نے کہا لوگ اُن کو کیا کہتے ہیں مولوی امیر شاہ خاں نے کہا فضل رسول کہتے ہیں۔۔۔۔۔۔ فرمایا تم فصلِ رسول کیوں کہتے ہو۔[۴]

---

[۱] الافاضات الیومیہ جلد ۴ صفحہ ۲۲۴، [۲] الافاضات الیومیہ جلد ۴ صفحہ ۶۶۰، [۳] فیروز اللغات صفحہ ۲/۳۰۳ و مصباح اللغات صفحہ ۲/۳۴۲، [۴] ارواح ثلثہ و سوانح قاسمی جلد اول صفحہ ۲۷۴

مانچسٹروی اپنے اکابر کا نامۂ اعمال دیکھے مسلمانان اہلسنت کو تھانوی انبیٹھوی۔ گنگوہی وغیرہ سے لے کر آج کل کے چھوٹے موٹے دیوبندی مولویوں تک مشرک، بدعتی۔ رضاخانی کہتے ہیں کیا یہ نام بگاڑنا نہیں ہے

مولوی حسین احمد کانگریسی کا سیاہ اعمال نامہ

مولوی حسین احمد ٹانڈوی کانگریسی شیخ الحدیث

مدرسہ دیوبند کا سیاہ اعمال نامہ ملاحظہ ہو علماء عرب و عجم کے ممدوح حقیقی اہلسنت کے امام و مجدد و سیدنا اعلیحضرت الامام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھتا ہے۔ المسترق (چور) الکاذب (جھوٹا) مجدد التکفیر (کافر کہنے کا مجدد) مجدد التضلیل (گمراہی کے مجدد) دجال بریلوی۔ دجال المجددین۔ مخرب دین (دین کو خراب کرنے والا) مجدد الدجالین۔ اہل دجل۔ مجدد التکفیر۔ مجدد المضلین۔ اعلیحضرت امام اہلسنت کی کتاب تمہید الایمان کو تمہید شیطانی لکھا ہے۔[۱]

مولوی اشرف علی تھانوی اہلسنت کو اہل بدعت اور بددین کہہ کر نام بگاڑتے تھے۔[۲]

مصنف مانچسٹروی جواب دے

(۱) عزازیل کس کا نام تھا؟ شیطان اور رجیم و ابلیس نام کس نے دیا؟ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم لکھنا پڑھنا بولنا جائز

[۱] دیکھو الشہاب الثاقب مولوی حسین احمد صدر شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند صا ص۳ ص۵ ص۱۱ و ص۲۵ ص۲۲ و ص۲۵ و ص۳۶ و ص۴۱ ص۴۷ و ص۵۲ و ص۵۳ و ص۹۳ و ص۹۴ وغیرہ وغیرہ۔ [۲] الافاضات الیومیہ جلد ص ۴۳/۴۴

ہے یا ناجائز؟

(۲) مانچسٹروی بتائے دشمن رسول و گستاخ رسول کے لئے اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ کہنا نام بگاڑنا ہے یا نہیں؟

معلوم ہوا مردودان بارگاہ و گستاخان رسالت دشمنان رسول کا ان کے حسب حال نام رکھنا نام بگاڑنا نہیں ہے۔

(۳) مولوی حسین احمد ٹانڈوی حفظ الرحمٰن سیوہاروی وغیرہ اکابر دیوبند کے متعلق انکشاف ہوا کہ انہوں نے قائد اعظم کو کافر اعظم کا لقب دیا اور خود مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی وغیرہ کو ابوجہل قرار دیا۔[۱]

بتاؤ قائد اعظم کی جگہ کافر اعظم کا لقب دینا یا مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی کو ابوجہل کا خطاب دینا نام بگاڑنے کا ٹانڈوی کانگریسی ذوق ہے یا نہیں ۔

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر بات کریں گے تو شکایت ہوگی

امام اہلسنت اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ پر زبان طعن و قلم دراز کرنے سے پہلے اپنے اکابر کی اگلی پچھلی کارستانیاں اچھی طرح دیکھ لیا کرو۔ اس قسم کے مزید بیسیوں حوالہ جات نقد موجود ہیں۔

بات کر دیتا ہے مگر سنبھلتی نہیں

مانچسٹروی کے جو دل میں آتا ہے بے دھڑک لکھ دیتا

[۱] دیکھو مکالمۃ الصدرین ص ۳۲/۳۸ ۔

ہے مگر بات سنبھلتی نہیں ص۲۷۳ پر بلاضرورت کفر' دون کفرٍ لکھ کر حضرت امام اسماعیل بخاری علیہ الرحمۃ الباری کا نام تو لکھ دیا مگر اپنی غرض و غایت اور اس کا ماحصل بیان نہیں کیا کہ وہ اس سے کیا چاند چڑھانا چاہتا ہے۔ گستاخانہ کفریہ عبارات کو اس سے کیا سہارا ملا؟ اگر وہ اپنے مرتکب توہین و تنقیص اکابر کو حکم ارتداد سے بچانا چاہتا ہے تو یہ اس کی خوش فہمی ہے قطعی اجماعی کفر میں اس سے کچھ سہارا نہ ملے گا ورنہ غلام قادیانی اینڈ کمپنی بھی اپنے ڈیفنس میں "کفر' دون کفرٍ" کا سہارا لے کر تکفیر کے حکم شرعی سے بچنے کی سعی لاحاصل کرے گی۔ مصنف مانچسٹروی اور اس کی دیوبرادری کی ضیافت طبع کے لئے اس کے اکابرین کے اندوہناک تصادم کا منظر پیش کرتے ہیں۔

مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی کے برادرزادہ مولوی عامر عثمانی فاضل دیوبند رقمطراز ہیں کہ:۔

"کسی صاحب نے (دیوبندی احراری لیڈر)۔۔۔ عطاء اللہ بخاری کا یہ شعر لکھ کر دیوبندی شیخ التفسیر مولوی احمد علی لاہوری سے (بغیر نام بتائے) پوچھا یہ شعر کیسا ہے اور اس کے لکھنے والے کے بارے میں کیا رائے ہے؟ شعر یہ ہے ؎

زکافِ کعبہ تا کافِ کراچی ؛ سراسر کفر و کفرٌ دون کفرٍ

مولوی احمد علی صاحب نے جواب لکھا:۔

"یہ شعر نہایت ذلیل و خبیث ہے اس کا لکھنے والا

بصیرت سے محروم ہے نا اہل (بالکل اندھا) مودودی کا بھائی بدقسمت و بے بصیرت بالکل جھوٹا مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح تاویلیں کرنے والا کفرانِ نعمت کرنے والا غیر سچا مسلمان ہے۔"[1]

باقی رہا اعلیٰحضرت امام اہلسنت کا شعر

فکفرٌ فوق کفرٍ فوق کفرٍ ؛ کَاَنَّ الکفر من کثرٍ و دفرٍ

کماءٍ اٰسنٍ نتنٍ دفرٍ ؛ تتابُعُ قطرۃٍ من ثُعبِ کفرٍ[2]

حضرت امام اسماعیل بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ یا جواب میں نہیں بلکہ اللہ سبحان و سبوح و قدوس پر کذب کا دھبہ لگانے والے مرتکبین تنقیص شانِ الوہیت پر ہے۔ مانچسٹروی میں دم خم تھا تو اس شعر پر کوئی علمی گرفت کرتا اور مدلل حکم شرعی بیان کرتا۔ مگر کچھ بھی نہیں ہوائیاں ہی ہوائیاں۔ اور زبانی جمع خرچ کے سوا کچھ بھی نہیں۔

بات کے اچھے معنی مراد لینے کا حکم

تاریخ بتاتی ہے کہ علمائے اسلام نے تکفیر میں بہت احتیاط فرمائی جہاں بھی کوئی ایسی بات سامنے آئی جس کے کئی معنی یا محمل ہو سکتے ہیں انہوں نے بہترین معنی پر محمول کیا۔۔۔۔[3]

لیجئے صاحب! مانچسٹروی۔ علامہ۔ ڈاکٹر۔ پروفیسر بنتے

---

[1] ماہنامہ "تجلی" دیوبند بمطابق ماہ اپریل ۱۹۵۷ء ص۳۰، [2] حدائق سوم ص۸۹

[3] مطالعہ بریلویت ص۲۷۴

بنتے اب مورخ بھی بن گیا۔ بھلا مسئلہ تکفیر و افتاد کا تاریخ سے کیا تعلق
تاریخ دانی کی دھونس کیوں جما رہے ہیں اپنی تاریخ دانی کو سنبھال کر
رکھیں تاکہ بوقت ضرورت کام آوے۔ بلا شبہ علماء اسلام نے کسی کی
بلا وجہ تکفیر کے سلسلہ میں بہت احتیاط فرمائی لیکن واضح و غیر مبہم
کھلی توہین و تنقیص اور گستاخیوں پر جو بارگاہ الوہیت اور سرکار رسالت
میں کی گئیں کبھی احتیاط نہ فرمائی نہ یہاں احتیاط کی ضرورت و گنجائش ہے
ہم کہتے ہیں کہ تم تکفیر کے باب میں احتیاط کا حکم دے رہے ہو
تم خود بھی توہین انبیاء و سید الانبیاء علیہم السلام کے سلسلہ میں بہت احتیاط
سے کام لو توہین آمیز گستاخانہ عبارات کی دلالی سے باز آجاؤ جب
توہین نہیں ہوگی تو تکفیر بھی نہیں ہوگی ؎

نہ تم توہین یوں کرتے نہ ہم تکفیر یوں کرتے
نہ لگتا کفر کا فتویٰ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

تفسیر بالرائے۔ مانچسٹروی کی دیدہ دلیری ملاحظہ ہو ص۲۷۴

یہ آیۃ کریمہ غلط لکھی فبشر عبادِ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ
فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ [1] (خوشی سناؤ میرے بندوں کو جو کان لگا کر
بات سنیں پھر اس کے بہتر پر چلیں)
پہلے تو ہم آپ کو یہ بتا دیں کہ سیدنا اعلیحضرت پر تحریف قرآن کا
الزام لگانے والے مانچسٹروی نے خود یہ آیت غلط لکھی ہے فبشر

[1] پارہ ۲۳ - الزمر ص ۵۴۷

عبادِ الذین میں ی کا اضافہ کر کے عبادی کر دیا ہے اور نہ صرف
یہ بلکہ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس کا شان نزول یہ
بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان
لائے تو آپ کے پاس حضرت عثمان اور عبد الرحمٰن بن عوف و طلحہ
و زبیر و سعد بن وقاص و سعید بن زید آئے اور ان سے حال دریافت
کیا۔ انہوں نے اپنے ایمان لانے کی خبر دی یہ حضرات بھی سن کر ایمان
لے آئے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی فبشر عباد الذین...... الخ
یعنی خوشی سناؤ میرے بندوں کو جو کان لگا کر بات سنیں پھر اس کے
بہتر پر چلیں یعنی ایمان لے آئیں۔ مگر مولوی مانچسٹروی کی ڈھٹائی ملاحظہ ہو
اس آیۃ مبارکہ کے ذیل میں یہ تاثر دے رہا ہے کہ اکابر دیوبند کی گستاخانہ
عبارات میں کوئی پہلو ہدایت اور بہتر معنی کا ہو یا نہ ہو تم ان کفریہ عبارات
کے اچھے ہی معنی مراد لو اور تکفیر سے باز رہو گویا اس کے نزدیک مذکورہ بالا
آیۃ مبارکہ اکابر دیوبند کو حکم تکفیر سے بچانے کے لئے نازل ہوئی تھی ؎

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بدادا نہ دے

مطالعہ بریلویت صفحہ ۲۷۵ پر فظنو بہ الذین ھو احیاء و
الذی ھو اھدی الذی ھو اتقی [1] سو گمان کرو جو زیادہ مناسب
ہو زیادہ ہدایت کے قریب ہو اور زیادہ خوف خدا پر مبنی ہو۔

[1] سنن دارمی جلد ا ص ۱۴۵

اب ہر ذی علم و فہم غور کر سکتا ہے اکابر دیوبند کی گستاخانہ عبارات میں دور دور تک ہدایت کا پہلو نہیں ملتا۔ خود اکابر دیوبند نے کفریہ عبارات کے جو مختلف النوع تاویلیں کی ہیں اُن سے ان عبارات کا کفریہ ہونا روز روشن کی طرح واضح ہو گیا ہے لہٰذا اب حدیث مبارکہ کے حسب ہدایت مناسب اور بہتر پہلو اور ہدایت کے قریب یہی بات ہے کہ ہم اِن کو ان گستاخانہ عبارات سے توبہ ہزار بار توبہ کی تلقین کریں تجدید ایمان و تجدید نکاح کی ہدایت کریں اور اپنی آخرت سنوارنے کی نصیحت کریں اور اللہ تعالیٰ نیتوں کو بہتر جانتا ہے کہ ہمارے نزدیک یہی بات زیادہ خوف خدا پر مبنی ہے ورنہ اگر خود ہماری یا ہمارے اکابر کی گستاخی کی گئی ہوتی تو ہم درگزر سے کام لیتے اور فتویٰ تکفیر میں احتیاط سے کام لیتے۔ ہم کہتے ہیں مانچسٹروی صاحب ہمیں تو کہتے ہیں اچھے پہلو اچھے معنی مراد لو مگر خود تمہارے اکابرین نے اچھے اور مہذب و معیاری الفاظ کیوں استعمال نہ کیئے۔ کوئی ثابت کرے ان کی کفریہ عبارات میں ہدایت و معرفت کا کون سا پہلو چھپا ہوا ہے؟ تعجب ہے کہ دیوبندی وہابی اپنی ناپاک عبارات کے اچھے معنی مراد لینے پر اصرار کرتے ہیں اور خود اچھے الفاظ استعمال کرنے کو تیار نہیں انتہائی گستاخانہ الفاظ استعمال کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں ان خرافات کے اچھے معنی مراد لو۔

مرادِ متکلم بے لگام نہیں ہے

بدترین گستاخانہ خرافات بکیں لکھیں چھاپیں اور پھر

کہیں مرادِ متکلم کا اعتبار کرو اور پھر ایسی ناپاک تاویل کریں جیسے کوئی پیشاب کا بھرا ہوا گلاس پیش کر کے کہے لو یہ پی لو اور اس پر وہ شخص کہے ارے بھئی پیشاب تو ناپاک ہے حرام ہے گندگی ہے تو یہ تاویل کی جائے کہ جناب یہ کل تو بھئی طاہر پانی تھا ایک دم تازہ ٹیوب ویل سے حاصل کیا تھا اس کی اصلیت اور حقیقت کو دیکھیں یا یہ تاویل کی جائے کہ یہ پیشاب تو انسان کے اندر ہی سے نکلا ہے اور اب اگر دوبارہ اندر چلا جائے تو کیا حرج ہے؟ تو اس نوع کی تاویلیں قطعاً مذموم اور ناقابلِ قبول ہوں گی۔ یہی حال دیوبندی تاویلوں کا ہے کہ بدترین گستاخیاں کر کے کلمہ کفر بولتے ہیں اور پھر الٹی سیدھی لایعنی تاویلیں کرتے ہیں۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ گستاخ رسول نہ تھے، کلماتِ کفریہ استعمال نہ کیئے، کفر پر اصرار نہ کر رہے تھے ان کی مراد اور مقصد مذموم نہ تھا ان کا ادب و احترام کا اپنا ایک انداز تھا اور سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی وضاحت کو قبول فرما کر شرفِ قبولیت سے مشرف فرمایا تھا۔ کیا دیوبندیوں کی گستاخانہ توہین آمیز عبارات اور کفریہ کلمات کو بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (معاذ اللہ) قبول فرما کر بے غبار تسلیم کر لیا ہے؟ صحیح مسلم جلد ۱ و سنن دارمی جلد ۱ ص ۱۴۵ میں حضرت ابی بن کعب کے اس واقعہ کا گستاخانہ عبارات اکابر دیوبند سے کیا جوڑ اور کیا تعلق ہے؟ مصنف مانچسٹروی نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے قطعاً غلط استدلال کیا ہے۔ اس طرح تو مرزائی قادیانی بھی اپنی گستاخیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے

سنن دارمی کے اس واقعہ سے استدلال کر سکتے ہیں لیکن کوئی بھی مسلمان بلکہ خود مانچسٹروی اس کو تسلیم نہیں کرے گا مثلاً مرزائی قادیانی کہہ دیں گے کہ خاتم النبیین کا معنی افضل نبی ہے مرادِ متکلم اچھی ہے ہم خاتم کا معنی افضل لیتے ہیں بخاتم کے معنی میں مرادِ متکلم کا اعتبار کیا جائے تو مرزائیوں کی اس خلاف اجماع بات کو کوئی مسلمان تسلیم نہیں کرے گا کیونکہ اس میں ضروریاتِ دین اور اجماعی معنی کا انکار ہے۔ گو ان کے نزدیک ان کی مرادِ ہزار اچھی ہی کیوں نہ ہو مگر ان کا یہ معنی نصوص قرآن و حدیث کے انکار پر مبنی ہے۔

قرآن عظیم میں فرمایا راعِنا نہ کہو

مولیٰ عزوجل قرآن عظیم میں فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْاؕ وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔

ترجمہ:- اے ایمان والو راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

آیۃ مذکورہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ جب حضور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو کچھ تعلیم و تلقین و تبلیغ فرماتے اور کسی وقت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے کسی کی سمجھ میں کوئی بات نہ آتی تو وہ درمیان میں عرض کرتے رَاعِنَا یارسُولَ اللہ اس کے یہ معنی تھے یارسول اللہ ہمارے حال کی رعایت فرمائیے یعنی

کلام اقدس کو اچھی طرح سمجھنے کا موقع دیجئے یا ہماری خاطر دوبارہ ارشاد فرما دیجئے۔ یہودیوں کی لغت میں یہ کلمہ گستاخی و بے ادبی کا تھا۔ انہوں نے گستاخی کی نیت سے یہ کہنا شروع کر دیا رَاعِنَا یارسُول اللہ معنی اگرچہ صحیح تھے مگر کہنے والے یہود کی نیت بد تھی وہ اپنی زبان و لغت کے اعتبار سے کہتے تھے، حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہود کی اصطلاح سے واقف تھے انہوں نے ایک روز یہ کلمہ ان کی زبان سے سن کر فرمایا اے دشمنانِ خدا تم پر اللہ کی لعنت اگر میں نے اب کسی کی زبان سے یہ کلمہ سنا تو اس کی گردن مار دوں گا یہود نے سنا تو کہا ہم پر تو آپ برہم ہوتے ہیں مسلمان بھی تو یہی کہتے ہیں ان پر آپ رنجیدہ ہو کر خدمتِ اقدس سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوتے ہی تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی جس میں رَاعِنَا کہنے کی ممانعت فرما دی گئی اور اس معنی کا دوسرا لفظ اُنْظُرْنَا کہنے کا حکم ہوا معلوم ہوا حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام اور حضور سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں تعظیم و ادب و احترام کے کلمات عرض کرنا فرض ہیں اور جن الفاظ میں بے ادبی کا شائبہ بھی ہو یا جن الفاظ کا ایک معنی صحیح اور ایک معنی غلط اور بے ادبی و گستاخی پر مبنی ہو ایسا ذومعنی الفاظ بھی سخت ممنوع ہے۔ لِلْكٰفِرِیْنَ میں واضح اشارہ ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی شانِ ارفع میں ادنیٰ بے ادبی بھی کفر قطعی ہے۔ یہاں یہ بات بھی قابل غور و لائق التفاتِ خصوصی ہے

اللہ علیم وخبیر دلوں ۔ ارادوں اور نیتوں کے بھید جاننے والا جانتا تھا کہ
حضرات صحابہ کرام بُرے اور غلط معنی کے اعتبار سے رَاعِنَا نہیں
کہہ رہے کہ اُن کے نزدیک صحیح اور پاکیزہ معنی مراد تھے مگر چونکہ یہود
گستاخی کی بُری اور بدنیت سے رَاعِنَا کہتے تھے ۔ اللہ عزوجل نے
یہ امتیاز نہیں فرمایا صحابہ کرام تو اچھے معنی مراد لیتے ہیں رَاعِنَا کہنے
دیا جائے ۔ ایک معنی تو اچھے ہیں ہرگز نہیں رَاعِنَا منسوخ فرما
دیا اُنْظُرْنَا کا حکم فرمایا کہ حضور ہم پر نظر رکھیں ۔
اب مانچسٹروی صاحب اپنی بدعقیدگی کی نحوست ونجاست کے
سبب یہ کہتا ہے کہ کلام متکلم کے اچھے معنی مراد لئے جائیں چاہے
دوسرے معنی گستاخی وبے ادبی پر مبنی ہوں اور احکام الٰہیہ کے
منافی اور حکم قرآن عظیم سے معارض ہوں ۔

اچھے بُرے معنی کی تاویل کا اسماعیل دہلوی سے رد

مانچسٹروی صاحب کو ممکن ہے قرآن عظیم میں اللہ عزوجل کا حکم
راس نہ آئے یا دل کو نہ بھائے اس سلسلہ میں بابائے وہابیت مولوی
اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹی کا فیصلہ تو یقیناً بسروچشم قبول ہوگا سُنئے
دیوبندی کی قرآن ثانی کتاب میں مولوی اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں:
" یہ بات محض بے جا ہے کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کے
بولئے اور اُس سے کچھ اور معنی مراد لیجئے معمہ اور پہیلی بولنے

کی اور جگہ ہیں " ۔ لـه

مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی حسین احمد ٹانڈوی کا فیصلہ

" ہم خود پہلے لطائف رشیدیہ سے عبارت نقل کر چکے ہیں
کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز
فرماتے ہیں کہ جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرور کائنات علیہ
السلام ہوں اگرچہ کہنے والے نے نیت حقارت نہ کی
ہو مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے " ۔ ٢ـه
اب بولو کیا بولتے ہو ؟
لیجئے صاحب ! اچھے بُرے معنی ۔ مراد متکلم ۔ اچھی بُری نیت
ہر بہانہ بازی وتاویل سازی کا جنازہ نکل گیا

بحر الرائق وشرح فقہ اکبر کے بے محل ، بے ربط حوالے

ص۲۷ پر مانچسٹروی صاحب نے دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے
کے لئے بحر الرائق وشرح فقہ اکبر کے قطعاً بے محل وبے ربط حوالے
نقل کئے ہیں جو توہین انبیاء اور انکار ضروریات دین کے باب میں
نہیں ہیں اور " کفر قطعی " کی بجائے احتمالِ کفر کے ضمن میں ہیں نمبر۱
دیکھیئے بحر الرائق کے ترجمہ میں مانچسٹروی صاحب خود لکھتے ہیں ترجمہ

لـه تقویۃ الایمان ص۳۵ ، ٢ـه لطائف رشیدیہ ص۲۲ والشہاب الثاقب ص۵۷

خلاصہ اور دوسری کتابوں میں ہے جب کسی مسئلہ کے کئی پہلو واحتمال ایسے ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔ اور علامہ علی قاری علیہ الرحمۃ الباری کی ملحقات شرح فقہ اکبر کے حوالہ میں بھی بار بار احتمال کا لفظ ہے اور لکھا ہے

ان المسئلہ المتعلقہ بالکفر اذا کان لہا تسع وتسعون احتمالا للکفر واحتمال واحد فی نفیہ فالاولیٰ للمفتی والقاضی ان یعمل بالاحتمال النافی۔ خود مانچسٹروی صاحب کے اپنے الفاظ میں ترجمہ!

"جو مسئلہ کفر سے متعلق ہو رہا ہو اگر اس میں ننانوے احتمال کفری معنوں کے ہوں اور ایک احتمال اس کی نفی کر رہا ہو تو مفتی اور قاضی کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ اس احتمال کا اعتبار کریں جو کفر کی نفی کرتا ہو"[1]

قارئین کرام بالخصوص اہل علم وتحقیق غور فرمائیں یہاں ہر دو عبارات میں بار بار احتمال کفر کے الفاظ ہیں یا نہیں۔؟ کیا اللہ عزوجل کی تنقیص اور انبیآ ورسل علیہم السلام اور حضور سید الانبیآ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین احتمالی یا ظنی کفر ہے؟ مصنف مانچسٹروی صاحب اپنی جہالت ولاعلمی سے اپنے دیوبندی ملاؤں کی محبت میں خود رفتہ ہو کر قطعی اجماعی کفر کو احتمال کفر اور ظنیات میں شامل کر رہا ہے۔ احتمال کا معنی ہے گمان۔ اور گمان کا معنی ہے شک وشبہ یعنی

[1] مطالعہ بریلویت جلد اول ص ۲۷۷

جس کفر میں شک وشبہ ہو گمان واحتمال ہو وہاں احتمالی کفر میں ایسے معنی کا اعتبار کرے جو کفری معنی کی نفی کرتا ہو کیا تنقیص الوہیت اور توہین رسالت کے کفر وارتداد ہونے میں کسی مسلمان کو احتمال ہے شک وشبہ ہے؟ لہٰذا البحر الرائق اور شرح فقہ اکبر سے بے جوڑ استدلال اپنے بدھو ہونے کی دستاویز پیش کرنا ہے یا نہیں۔؟

حقیقی احتمال یہ ہے

کہا جاتے عمرو کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے سمعًا یا عینًا یا الہامًا بعض غیوب کا علم قطعی اللہ عزوجل نے دیا یا دیتا ہے یہ احتمال صحیح ہے محققین اس کو کافر نہ کہیں گے کہ یہاں صحیح احتمال ہے مگر کھلی توہین وتنقیص کے غیر مبہم الفاظ واضح گستاخانہ الفاظ میں من گھڑت احتمال ناقابلِ اعتبار ہوگا۔

یہ کلام تو تھا اُن امور میں جن میں قرار واقعی طور پر احتمال یعنی شک وشبہ اور گمان ہو مگر یہودی منش لوگ دمثل وہابیہ، دیوبندیہ، نجدیہ وغیرہ کے) حضرات فقہائے کرام پر افترائے سخیف اور اُن کے کلام کو تبدیل وتحریف کرتے اور اپنی خود آرائی کے سانچے میں ڈھالتے ہیں وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ۔ اور عند الفقہا ایک لفظ کے چند احتمال میں کلام ہے نہ کہ ایک شخص کے چند اقوال میں مگر یہودی اور یہود کے ہمنوا بات کو تحریف کر دیتے ہیں جیسے بحر الرائق وتنویر الابصار وحدیقہ ندیہ، شرح فقہ اکبر وغیرہ کے الفاظ

سے احتمال کو عنوان کلام بنا کر مغالطہ دیا جاتا ہے ورنہ خود محولہ بالا کتب میں فقہائے کرام تصریح فرماتے ہیں والذی تحرر انہ لایفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن الخ یہاں احتمال کا کیا تعلق کہ ایک ملعون کلام تکذیب خدا یا تنقیص شان اقدس حضور سید الانبیا علیہ و علیہم الصلوٰۃ والثنا میں صاف و صریح ناقابل توجیہہ ہو اور پھر بھی حکم کفر نہ ہو اب تو اُسے کفر نہ کہنا کفر کو اسلام ماننا ہے جو کفر کو اسلام مانے وہ بھی کافر ہے۔

فرضی تاویلات جعلی احتمالات کا قرآن عظیم سے رد

رب تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَ يَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَ عَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّ رَاعِنَا لَيًّۢا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَ طَعْنًا فِي الدِّيْنِ ؕ وَ لَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَ انْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَ اَقْوَمَ ۙ وَ لٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا [1]

ترجمہ: کچھ یہودی بات کو اس کی جگہ سے بدلتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نے سُنا اور نہ مانا اور سنیئے آپ سنائے نہ جائیں اور راعِنا کہتے ہیں زبان پھیر کر اور دین پر طعنہ کرنے کو اور اگر

[1] پارہ ۵ ع ۴۔ سورہ النساء)

وہ کہتے ہم نے سُنا اور مانا اور سنیئے اور ہمیں مہلت دیجئے تو اُن کے لئے بہتر اور بہت ٹھیک ہوتا لیکن اُن کے کفر کے سبب اللہ نے اُن پر لعنت کی ہے تو ایمان نہیں لاتے مگر کم۔

کچھ یہودی جب سرکارِ رسالت و دربارِ نبوت میں حاضر ہوتے اور حضور نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ عرض کرنا چاہتے تو یوں کہتے سنیئے آپ سنائے نہ جائیں جس سے بظاہر تو دعا ہوتی یعنی حضور کوئی ناگوار بات نہ سنایئے اور دل میں بددعا کا ارادہ ہوتا کہ سنائی نہ دے اور جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کچھ ارشاد فرماتے اور یہ بات سمجھ لینے کے لئے کچھ مہلت چاہتے تو راعِنا کہتے جس کا ایک پہلو ظاہر یہ ہوتا کہ ہماری رعایت فرمایئے اور مرادِ خفی رکھتے رعونت والا اور بعض کہتے ہیں کہ زبان دبا کر راعِینا کہتے یعنی (معاذ اللہ) ہمارا چرواہا، جب دو پہلو بات یعنی ذو معنی بات ازروئے قرآن عظیم طعنہ ہوئی تو صاف صریح طور پر بکی اور لکھی گئی کتب وہابیہ دیوبندیہ کی کھلم کھلا گستاخانہ عبارتیں کیونکر کفریہ نہ ہوں گی۔ امام مذہب احناف اہلسنت و جماعت سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایما رجل مسلم سب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او کذبہ او عابہ و تنقصہ فقد کفر باللہ تعالیٰ و بانت منہ امرأتہ [1]

[1] الکتاب الخراج از امام ابو یوسف حنفی

ترجمہ: جو شخص مسلمان ہوکر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دشنام دے یا حضور کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا حضور کو کسی طرح کا عیب لگائے یا کسی وجہ سے حضور کی شان گھٹائے وہ یقیناً کافر اور خدا کا منکر ہوگیا اس کی جورو اُس کے نکاح سے نکل گئی

قرآن عظیم میں ہے

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ [1] اور اے محبوب اگر تم اُن سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسُولوں سے ہنستے ہو، بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہوکر۔

ابن ابی شیبہ و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابو الشیخ امام مجاہد تلمیذ خاص سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے، فرماتے ہیں:-

انہ قال فی قولہ تعالیٰ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قال رجل من المنافقین یحدثنا محمد ان ناقة فلان بوادی کذا وکذا وما یدریہ

[1] پارہ ۱۰۔ ع ۱۴۔ سورۃ التوبہ

بالغیب [1]۔ یعنی کسی شخص کی اونٹنی گم ہوگئی اس کی تلاش تھی، رسُول اکرم نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے اس پر ایک منافق بولا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جگہ ہے محمد غیب کیا جانیں۔ اس بات پر اللہ تعالیٰ نے آیت مبارکہ نازل فرمائی کہ کیا اللہ اور اس کے رسول سے ٹھٹھا (ہنسی) کرتے ہو، بہانے نہ بناؤ تم مسلمان کہلا کر کافر ہوگئے۔

اہل علم و انصاف بتائیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عطائی علم غیب کی نفی میں نام نہاد تقویۃ الایمان۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان۔ فتاویٰ رشیدیہ کی شدید توہین آمیز گستاخانہ عبارات کیا کم ہیں؟ کیا اس آیۃ مبارکہ میں مرقوم حکم کفر کا اطلاق ان کتابوں کی گستاخانہ عبارات پر نہیں ہوتا؟ مصنف مانچسٹروی اور اس کے اکابر اور ان کے ڈھنڈورچی بھی گستاخانہ کفریہ کلمات پر یہی کہتے ہیں کہ

- ہماری گستاخی اور توہین کی نیت نہیں۔
- ان گستاخانہ عبارات کے اچھے معنی مراد لو۔
- ان گستاخانہ عبارات کا یہ مطلب ہے وہ مطلب ہے۔
- ہمارے اکابر کے ناپاک اقوال میں ۹۹ وجہ کفر کی اور ایک اسلام کی ہو تو تم اُن حکیم الامت مجدد ملت۔ قاسم العلوم قطب عالم حنیفین جناں

[1] تفسیر امام ابن جریر مطبع مصر جلد دہم صفحہ ۱۰۵ و تفسیر درمنثور امام حافظ الحدیث علامہ جلال الدین سیوطی جلد سوم صفحہ ۲۵۴۔

ہی مان لو۔ کفر کو اسلام جان لو۔ وغیرہ وغیرہ۔

قرآن عظیم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰہِ مَا قَالُوۡا ؕ وَلَقَدۡ قَالُوۡا کَلِمَۃَ الۡکُفۡرِ وَکَفَرُوۡا بَعۡدَ اِسۡلَامِہِمۡ [1] یعنی (گستاخ بد باطن لوگ) خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نبی کی شان میں گستاخی نہ کی اور البتہ بیشک وہ کفر کا بول بولے اور مسلمان ہو کر کافر ہو گئے

ابن جریر و طبرانی و ابو الشیخ و ابن مردویہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے سایہ میں رونق افروز تھے۔ ارشاد فرمایا عنقریب ایک شخص آئے گا کہ تمہیں شیطان کی آنکھ سے دیکھے گا وہ آئے تو اس سے بات نہ کرنا۔ کچھ وقت ہی گزرا تھا کہ ایک کرنجی آنکھوں والا سامنے سے گزرا۔ رسول پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے بلا کر فرمایا تو اور تیرے ساتھی کس بات پر ہماری شان میں بے ادبی گستاخی کرتے ہیں؟ وہ گیا اور اپنے رفقا کو بلا لایا سب نے آکر قسمیں کھائیں کہ ہم نے کوئی کلمہ حضور کی شان میں بے ادبی کا نہ کہا اس پر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت نازل فرمائی کہ "خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے گستاخی نہ کی بیشک ضرور وہ لوگ یہ کفر کا کلمہ بولے۔ میرے حبیب

[1] پارہ ۱۰ ع ۱۶ سورۃ التوبہ

و محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کر کے کافر ہو گئے۔" حالانکہ اُن کے کلمات کفریہ تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ۔ تقویۃ الایمان۔ حفظ الایمان وغیرہ کتب کی طرح چھپے ہوئے نہ تھے وہ مطالعہ بریلویت کے مصنف کے انداز میں گمراہ کُن تاویلیں بھی نہ کر رہے تھے۔ اُن کی گستاخیاں اخفاً میں تھیں لیکن دلوں کے بھید جاننے والے علیم و خبیر جل جلالہٗ نے انہیں کافر قرار دیا ان کی گستاخیوں اور کذب بیانیوں کو بے نقاب فرما دیا۔ یہ نہیں فرمایا کہ ان گستاخوں کی گستاخیوں میں ۹۹ پہلو کفر کے ہیں تو ایک پہلو ایمان و اسلام کا بھی ہے۔

اقوالِ ائمہ و فقہا کہ شانِ رسالت میں گستاخی کفرِ قطعی ہے

فرمایا اجمع المسلمون ان شاتمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کافر ومن شک فی عذابہ وکفرہ کفر [1]

تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کرے وہ کافر ہے۔ اُس کے عذاب یا کافر ہونے میں شک کرنے والا بھی کافر ہے۔

○ واللفظ لہ الکافر بسبب نبی من الانبیاء لا تقبل توبتہ مطلقا ومن شک فی عذابہ وکفرہ کفر [2] یعنی جو کسی نبی کی شان میں گستاخی کے سبب کافر ہو اس کی توبہ کسی طرح قبول نہیں

[1] شفا شریف و بزازیہ و درر و غرر و فتاویٰ خیریہ۔ [2] مجمع الانہر و در مختار وغیرہ۔

اور جو اس کے عذاب یا کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔

احتمالات کا بے حقیقت سہارا اور اس کا رد بلیغ

مصنف مانچسٹروی نے خیانات کے باب میں متعدد مقامات
پر احتمالات کا بے حقیقت سہارا لے کر اپنے اکابر کے کفریات کا
تحفظ اور دفاع کیا ہے مگر یہ سہارا بے جان اور بے حقیقت ہے
بفضلہ تعالیٰ حسام الحرمین شریفین یا العطایا النبویہ فی فتاویٰ الرضویہ
وغیرہ تصانیف امام اہلسنت مجدد اعظم دین وملت اعلیحضرت فاضل
بریلوی قدس سرہٗ میں کہیں بھی کسی جگہ بھی محض احتمال کفر کی بنا پر
یا محض اندازاً یا سُنی سنائی باتوں پر یا محض تفریح طبع کے طور پر کوئی
فتویٰ نہیں دیا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ امام اہلسنت سیدنا
اعلیحضرت قدس سرہٗ نے اپنے معاصرین اکابر دیوبند کو بار بار خطوط
اور رجسٹریوں کے ذریعہ ان کے گستاخانہ عقائد اور توہین آمیز
عبارات پر مطلع فرمایا۔ تقاضوں پر تقاضے کئے گئے۔ توبہ اور رجوع
کی بار بار تلقین فرمائی جب کسی نے نہ توبہ کی، نہ ہی کوئی معقول تاویل
کی نہ آمنے سامنے گفتگو کی ہمت وجرأت کی حدیہ کی خطوط اور بار
بار رجسٹریوں کے جوابات تک نہ دیئے بلکہ در بھنگی چاندپوری قسم کے
لونڈوں، چھوکروں سے اعلیحضرت کی نقلیں اتروائیں، افتراآت بکوائیں
پھر بھی حضور اعلیحضرت علیہ الرحمۃ نے علماء عرب وعجم کے سامنے

ان کے عقائد باطلہ اور توہین آمیز عبارات کو رکھ کر حکم شرعی حاصل فرمایا
جب مرتکبین توہین وتنقیص کا تعصب وبغض وعناد حد سے بڑھا تو فرمایا ؎

اُف رے منکر یہ بڑھا جوش تعصب آخر
بھیڑ میں ہاتھ سے کمبخت کے ایمان گیا

اب مانچسٹروی صاحب احتمال کا سہارا لے کر اپنے اکابر کی
توہین آمیز عبارات اور گستاخانہ اقوال پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں مگر یاد
رکھنا چاہیئے کہ احتمال وہ معتبر ہے جس میں شرعی طور پر گنجائش ہو
صریح کفریات میں احتمال یا تاویل نہیں سُنی جائیگی اور اس نوعیت
کے احتمالات اور لایعنی تاویلات سے کفر اسلام نہیں بن جائے گا۔
مثلاً زید بالفرض یہ کہتا ہے کہ خدا دو ہیں اس میں وہ یہ تاویل کرے
یا احتمال پیدا کرے کہ لفظ خدا سے بحذف مضاف حکم خدا مُراد
ہے یعنی قضا دو ہیں، مبرم ومعلق جیسے قرآن عظیم میں فرمایا
اِلَّا اَنْ یَّاْتِیَ اللّٰہُ ای امر اللّٰہ۔
بالفرض عمرو کہے کہ میں رسول اللہ ہوں اس میں یہ تاویل گھڑے
یا احتمال پیدا کرے کہ یہاں خود کو رسول اللہ کہنے میں لغوی معنی مراد
ہیں یعنی خدا ہی نے اُس کی روح بدن میں بھیجی۔
ایسی تاویلات زنہار مسموع نہیں، شفا شریف میں ہے
ادعاؤہ التاویل فی لفظ صراح لا یقبل صریح لفظ
میں تاویل کا دعویٰ نہیں سُنا جاتا۔

شرح شفا میں ہے ھو مردود عند قواعد الشرعیۃ
الیادعویٰ شریعت میں مردود ہے۔

نسیم الریاض میں ہے لا یلتفت لمثلہ ولیعد ھذیانا الی
تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا اور وہ ہذیان سمجھی جائے گی اور
فرمایا واللفظ للعمادی قال انا رسول اللہ بالفارسیۃ من پیغمبر
یرید بہ من پیغام می برم یکفر [1] "یعنی اگر کوئی شخص
اپنے آپ کو اللہ کا رسول یا پیغمبر کہے اور احتمال پیدا کرنے کے
لئے معنی یہ بیان کرے کہ میں پیغام لے جاتا ہوں قاصد ہوں
تو وہ کافر ہو جاتے گا۔"

احتمال وتاویل اور مراد متکلم کا اعتبار بھی کسی موزوں ومناسب
مقام پر ہوا کرتا ہے۔

○ اگر بالفرض زید یہ کہے کہ مانچسٹروی صاحب خود آپ اپنے
بہنوئی ہیں اور تاویل کرکے احتمال یہ پیدا کرے کہ چونکہ ان کی اہلیہ
ان کی دینی، مذہبی بہن ہیں اس لئے اُن کو خود آپ اپنا بہنوئی ہونے کا
شرف حاصل ہے تو کیا مانچسٹروی صاحب، یہ احتمال اور یہ تاویل قبول
کرلیں گے؟

○ اسی طرح اگر بالفرض کوئی یوں کہے کہ مصنف مانچسٹروی صاحب
حرامی ہیں اور احتمال پیدا کرکے تاویل یہ کرتے چونکہ مانچسٹروی صاحب

[1] فتاویٰ خلاصہ وفصول عماریہ وجامع الفصولین وفتاویٰ ہندیہ

مانچسٹر جانے کے لئے تصویر بنوا کر فوٹو اتروا کر (جو حرام ہے) پاسپورٹ
اور ویزہ پر لگاتے ہیں، حرام کام کا ارتکاب کرتے ہیں لہٰذا حرامی ہیں
تو کیا مانچسٹروی صاحب یہ احتمال اور یہ تاویل قبول کرلیں گے؟ ہرگز نہیں
ہرگز نہیں...... تو ثابت ہوا کہ کفر صریح میں احتمال وتاویل
کی شرعاً گنجائش نہیں جیسا کہ ائمہ وفقہا کے مستند حوالوں سے گزرا

۹۹ وجوہات کفر اور ایک اسلام کی جامع وضاحت

تھانوی کی زبانی

احتمال کفر کے مضمون میں ضمنی طور پر اس عنوان پر کافی لکھا
جا چکا ہے مگر بھینس کے آگے بین بجانے والی بات ہے مانچسٹروی
صاحب کو ائمہ احادیث اور فقہا کرام کے دلائل وحوالہ جات راس
نہیں آتے اور دیوبندی اکابرین کے حوالے اس کے دماغ میں اچھی
طرح فٹ ہو جاتے ہیں لہٰذا دیوبندی حکیم الامت اشرف علی
تھانوی صاحب کا حوالہ پیش کیا جاتا ہے جو ان کا سر لے جائے گا،
پہلے مرزائیوں، قادیانیوں، منکرین ختم نبوت کی دلیل ملاحظہ ہو بالکل حرفاً
حرفاً مانچسٹروی والی دلیل ہے۔

سوال:۔ اکثر مرزائی (قادیانی) لوگ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ
کتب دینیات میں یہ مسئلہ ہے کہ اگر کسی شخص میں ۹۹ ننانوے
وجہ کفر کی پائی جاویں اور ایک وجہ اس میں اسلام کی ہو تو اُس

کو کافر نہ کہا جاوے اور حدیث میں ارشاد ہے کہ کلمہ گو اور اہل قبلہ کو کافر نہ کہنا چاہیئے۔۔۔۔۔۔۔ تو مرزا غلام احمد قادیانی بھی اہل قبلہ اور کلمہ گو ہے تو علمائے دین اس پر کفر کا فتویٰ کیوں لگاتے ہیں۔۔۔۔؟

اس سوال کے جواب میں تھانوی صاحب بالکل بعینہٖ وہی جواب دیتے ہیں جو علمآ اہلسنت دیوبندیوں کی گستاخانہ کفریہ عبارات اور ناپاک و ملعون کلمات کے بارے میں دیتے ہیں تھانوی صاحب کا جواب ملاحظہ ہو، ہماری طرف سے بھی ۹۹۔ وجہ کفر کی تاویل کے جواب میں یہی جواب کافی سمجھیں، لکھتے ہیں:۔

الجواب:۔ جس شخص میں کفر کی کوئی وجہ قطعی ہوگی کافر کہا جائے گا اور حدیثیں اس شخص کے بارے میں ہیں جن میں کوئی وجہ قطعی نہ ہو اور اس مسئلہ کے یہ معنی ہیں کہ اگر کوئی امر قولی یا فعلی ایسا ہو کہ متحمل کفر و عدم کفر دونوں کو ہو گو احتمال کفر غالب و اکثر ہو تب بھی تکفیر نہ کریں گے نہ یہ کہ تکفیر قطعی پر بھی تکفیر نہ کریں گے کیونکہ کافر کے یہ معنی نہیں کہ اس میں تمام وجوہ کفر کی جمع ہوں ورنہ جن کا کفر منصوص ہے وہ بھی کافر نہ ہوں گے باقی خاص مرزا (غلام احمد قادیانی) کی نسبت مجھ کو پوری تحقیق نہیں کہ کوئی وجہ قطعی کفر کی ہے یا نہیں، ۱۳ ذلیقعد ۱۳۲۵ھ [1]

قارئین کرام اور خود مانچسٹر دی صاحب تھانوی صاحب

[1] امداد الفتاویٰ معروف بہ فتاویٰ اشرفیہ جلد چہارم صد ۱۱۶ مطبوعہ دیوبند یوپی

کے فتویٰ کو بالخصوص خط کشیدہ عبارت کو بار بار پڑھیں۔ یاد رہے کہ سیدنا امام اہلسنت فاضل بریلوی اور تمام اکابر علمآ اہلسنت اہل حق کے نزدیک اکابر دیوبند کی گستاخانہ عبارات میں کوئی احتمالی عبارت نہیں شک و شبہ میں نہیں قطعی یقینی کفریات ہیں اس لئے تکفیر کرتے ہیں، یہی کچھ تھانوی صاحب کہہ رہے ہیں اور یہاں یہ بھی یاد رہے کہ ۱۳ ذلیقعد ۱۳۲۵ھ تک دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی کو مرزا غلام احمد قادیانی مردود میں کوئی وجہ قطعی کفر کی نظر نہ آئی تھی جب کہ امام اہلسنت سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ

جَزَاءُ اللّٰہِ عَدُوَّہٗ بِاِبَائِہٖ خَتْمَ النُّبُوَّہ ۱۳۱۷ھ میں۔

اَلسُّوْءُ وَالْعِقَابُ ۱۳۲۰ھ میں۔

قَہْرُ الدَّیَّان عَلٰی مُرْتَدٍ بِقَادِیَان میں۔

اَلْمُبِیْنُ خَتْمُ النَّبِیِّیْنَ ۱۳۲۶ھ میں۔

حُسَامُ الْحَرَمَیْن ۱۳۲۴ھ میں اور

اَلْجُرَازُ الدَّیَّانِی عَلَی الْمُرْتَدِّ الْقَادِیَانِی ۱۳۴۰ھ میں لکھ کر مرزا غلام احمد قادیانی دجال و کذاب کو کافر و مرتد قرار دے چکے تھے اور اکابر دیوبند تھانوی صاحب وغیرہ ابھی تذبذب میں تھے اور مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب مرزا قادیانی کی کتابوں براہین احمدیہ وغیرہ کی تعریفیں کر رہا تھا۔ [1]

[1] دیکھو تذکرۃ الرشید حصہ دوم صد ۲۲۸

سیدنا امام احمد رضا قدس سرہ کی عدم تکفیر کا اقرار

مصنف مانچسٹروی نے صفحہ ۲۷۷ پر

سیدنا امام اہلسنت اعلیٰحضرت قدس سرہٗ پر معاذ اللہ کفر و شرک توہین وتفسیق اور ارتکاب بدعات وغیرہ کے سینکڑوں الزامات لگا کر اپنی پوری طرح روسیاہی کر کے بالآخر یہ تسلیم کر لیا اور اس کے بغیر چارہ ہی نہیں۔

"مولوی احمد رضا خان صاحب نے جب علماء دیوبند کو کافر کہا تو علماء دیوبند نے خان صاحب کو جواباً کافر نہ کہا۔ جب اُن سے (مانچسٹروی جیسی حقیر ذہنیت کے لوگوں نے) کہا گیا آپ انہیں کافر کیوں نہیں کہتے تو انہوں نے کہا مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے الزامات میں ہم پر جھوٹ باندھا ہے۔ جھوٹ اور بہتان باندھنا گناہ اور فسق تو ہے لیکن کفر ہرگز نہیں لہٰذا ہم اس مفتری کو کافر نہیں کہتے۔"[1]

پس مطالعہ بریلویت کا مکمل جواب ہو گیا

خالد محمود مانچسٹروی نے اپنی اندرونی غلاظت، ذہنی فکری نحوست اور بدباطنی کے سبب امام اہلسنت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ پر کفر و شرک گستاخی و بے ادبی

[1] مطالعہ بریلویت جلد ا ص ۲۷۷ وص ۲۷۸۔

توہین وتنقیص ارتکاب بدعات ومنکرات کے اپنی کتاب کی تمام جلدوں میں ہزاروں الزامات لگا کر اپنی روسیاہی کی اور جہنم خریدی لیکن الحمد للہ حق رنگ لایا حق کا بول بالا ہوا اور سچی بات منہ سے نکل جاتی ہے مستی میں کے زیر مصداق مصنف مانچسٹروی کو ہزاروں جھک مار کر یہ تسلیم کرنا پڑا کہ اکابر دیوبند نے اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر نہیں کی اعلیٰحضرت کو کافر نہیں کہا پس ثابت ہو گیا کہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد و اعمال ہرگز ہرگز کفریہ و شرکیہ توہین وتنقیص آمیز نہ تھے۔ قادیانیت رافضیت کے ہم آہنگ نہ تھے وہ ختم نبوت کے منکر اور قبروں کے پجاری نہ تھے وہ ایمان و اسلام میں کامل و مکمل تھے۔ ان کا عقیدہ و مسلک کتاب و سنت کے عین مطابق تھا اس لئے اکابر دیوبند نے آپ کی تکفیر کی جرأت وجسارت نہ کی ورنہ اگر آپ کے عقائد و اعمال معاذ اللہ کفریہ شرکیہ وغیرہ ہوتے تو اکابر دیوبند سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی پر ضرور ضرور فتویٰ کفر لگاتے اور آپ کی لازماً تکفیر کرتے۔ ثابت ہوا کہ اعلیٰحضرت کے عقائد و معمول میں کوئی شرعی قباحت نہ تھی، عدم تکفیر کے اس اقرار و اعتراف سے مطالعہ بریلویت کی چاروں جلدوں کی الزام تراشیاں اپنی موت آپ مر گئیں اور جہنم رسید ہو گئیں۔

؎ مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

علمائے سوء خود اکابر دیوبند ہیں

مصنف مانچسٹروی نے ص ۲۷۸ پر ایک عنوان قائم کیا ہے "علمائے سوء کا کردار" اور ایک عنوان ہے "علمائے سوء کی خود حضور اکرم نے خبر دی" ان دونوں عنوانات پر جو کچھ بھی لکھا گیا ہے اُن سے خود اکابر دیوبند و نجد کا علمائے سوء ہونا ثابت ہوتا ہے۔ پہلے عنوان کے تحت مانچسٹروی نے لکھا ہے "علمائے سوء کا فتنہ فرقے کے نام سے شروع ہوتا۔ اور پھر کفر کا فتویٰ بڑی دلیری سے لگائیں گے"

آیئے ہم ثابت کرتے ہیں یہ دونوں باتیں دیوبندی، وہابی نجدی ملاؤں میں ہیں۔ باقی تبلیغی دیوبندی جماعت مولوی الیاس لکھتے ہیں:

"میں قسم سے کہتا ہوں کہ یہ (تبلیغی جماعت) ہرگز تحریک صلاۃ نہیں۔ ایک روز بڑی حسرت سے فرمایا کہ میاں ظہیر الحسن ایک نئی قوم (نیا فرقہ) پیدا کرنی ہے"۔[1]

علامہ ابن عابدین شامی حنفی رحمۃ اللہ علیہ وہابیوں نجدیوں دیوبندیوں کے سعودی آقاؤں کے آقا کے متعلق رقمطراز ہیں لکن ھم اعتقدوا انھم ھم المسلمون وان من خالف اعتقادھم مشرکون..... الخ

یعنی ان نجدیوں وہابیوں کا عقیدہ یہ تھا کہ صرف ہم ہی مسلمان ہیں اور جو ہمارے عقیدے کے خلاف ہے وہ مشرک ہے۔[2]

ان دونوں حوالوں سے ثابت ہوا کہ فرقہ گر اور مسلمانوں کو مشرک

[1] دینی دعوت ص ۲۲۶، [2] رد المختار جلد سوم

کافر بتلانے والے یہ خود ہی ہیں اور ان کے اکابرین ہیں۔ باقی رہا دوسرا عنوان کہ علمائے سوء کی خود حضور اکرم نے خبر دی۔ تو جناب مانچسٹروی صاحب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خبر دی ذرا غور کرو نظر دوڑا لو تقویۃ الایمان اور براہین قاطعہ کی طرف دھیان کرو کیا یہ کلمہ خالص کفر و شرک تو نہیں؟ تمہارے عقیدہ و مسلک میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غیب نہیں جانتے تو خبر کیسے دی؟ یا تو یہ تسلیم کرو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غیب جانتے ہیں، غیب کی خبر دیتے ہیں نبی غیب دان ہیں مگر تقویۃ الایمان چیخ چیخ کر کہہ رہی ہے "غیب کی باتیں" کے زیر عنوان لکھا ہے "جب کوئی خود یہ نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا تو وہ دوسروں کا حال کیسے جان سکتا ہے۔۔۔۔۔ غیب دانی کا دعویٰ کرنے والے سب جھوٹے ہیں، کشف، کہانت، رمل، نجوم، جفر، فالیں سب جھوٹ، مکر اور شیطانی جال ہیں۔[1]

دیوبندی وہابی نجدی مکتب فکر میں تو حضور علیہ السلام کو غیب کا علم ہی نہیں اور کل کی خبر نہیں تو آئندہ آنے والے وقتوں میں علمائے سوء کی خبر پر آپ لوگ کیسے ایمان لے آتے؟ اس میں بھی بہت بڑی مکاری اور زبردست عیاری ہے اور وہ ایسے کہ انہیں یقین کامل تھا کہ یہ خود اور ان کے بڑے علمائے سوء ہیں لہٰذا انہوں نے مجبوراً اپنے آپ کو علمائے سوء ہونے کے الزام اور حدیث کی زد سے بچانے کے لئے علمائے

[1] تقویۃ الایمان ص ۲۶ مطبوعہ جدہ

اہلسنت کو علماسو کہنا شروع کر دیا۔ اپنے تحفظ کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کا بظاہر مجبوراً اقرار کر لیا۔ الدارمی والبیہقی کی روایتوں کا دیوبندی وہابی قبیلہ یا نجدی طائفہ کو کچھ فائدہ نہیں پہنچا کیونکہ ان میں قطعی وثوق کے ساتھ علما سو کا اطلاق علما بریلی اہلسنت پر نام لے کر نہیں کیا گیا جس طرح دعا و فی نجدنا یا رسول اللہ کے جواب میں نجد اور نجدیوں، وہابیوں کے متعلق واضح نشاندہی حدیث شریف میں ملتی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ھنالک

الزلازلُ والفتن وَبِهَا یَطْلَعُ قَرْنُ الشیطٰن [1]

مانچسٹروی صاحب ایسا غیر مبہم واضح حوالہ لائیں جس طرح دیوبندیت وہابیت کی جنم بھومی نجد کے متعلق ہم نے پیش کیا ہے مانچسٹروی صاحب نے ص۲۷۹ پر "حقیقت کی پہچان" کے عنوان سے لفاظی کا مظاہرہ کیا ہے اور لسّی کا پانی بنایا ہے اور ص۲۸۰ پر شرح عقائد النسفی اور شرح فقہ اکبر کا حوالہ دیا ہے اور صفحہ ۲۸۰ پر "متشابہات پر بنیاد نہیں" کے زیر عنوان آیۃ کریمہ مصنف مانچسٹروی صاحب نے غلط لکھی ہے مصنف نے لکھا ہے والذین فی قلوبھم اور قرآن عظیم میں ہے فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَاْوِیْلِهٖ [2] یعنی وہ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ اشتباہ والی بات کے پیچھے پڑتے ہیں گمراہی چاہنے کو

---

[1] مشکوٰۃ جلد دوم باب ذکر الیمن والشام بحوالہ بخاری۔ [2] پارہ ۳۔ آل عمران ع ۱ ص ۵۹

اس کا پہلو ڈھونڈنے کو۔

اس آیۃ مبارکہ کا تازیانہ اہلسنت پر نہیں وارد ہوتا بلکہ متشابہات کی پیروی کے ضمن میں اس کا اطلاق خود اکابر دیوبند پر ہوتا ہے۔ مانچسٹروی، سیدنا امام اہلسنت حضور اعلیٰحضرت قدس سرہٗ پر غلط آیات نقل کرنے کا الزام لگاتا ہے اور خود بے دریغ غلط آیات لکھ دیتا ہے جیسے یہاں فاما الذین کا والذین بنا دیا۔

صفحہ ۲۸۱ کا ایک عنوان مانچسٹروی صاحب نے مولانا احمد رضا کا ذوق تحریف قرار دیا ہے اور اس موضوع پر ابھی ہم چند اوراق پیچھے کافی لکھ چکے ہیں اور مذکورہ بالا آیت میں فاما الذین کا والذین بنانا بھی اس کے اپنے ذوقِ تحریف کا آئینہ دار ہے۔

عدم تکفیر مصنّف تقویۃ الایمان کے متعلق ضروری وضاحت

صیحح سمت میں سوچنا سمجھنا اُن عقلوں سے بعید ہے جن کے دماغ میں دیوبند ہے کیونکہ

؎ الٹی ہی چال چلتے ہیں دیوانگانِ دیو
آنکھوں کو بند کرتے ہیں دیدار کے لئے

اگرچہ مصنّف نے صفحہ ۲۸۱ تا صفحہ ۲۸۳ وغیرہ پر تقویۃ الایمان کو تفویۃ الایمان حفظ الایمان کو خبط الایمان نصیحۃ المسلمین کو فضیحۃ المسلمین لکھنے پر تحریف کا الزام دیا اور زبانی کلامی یاوہ گوئی کا مظاہرہ کیا ہے

جس کا مفصل جواب چند اوراق پیچھے دیا جا چکا ہے۔ البتہ مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب کو تقویۃ الایمان یعنی ایمان کو فوت کرنے والی کہنے کے باوجود مصنف لکھتا ہے کہ اعلیٰحضرت نے مولوی اسماعیل کی تکفیر نہیں کی اور یہ کہ ایمان فوت ہو جانے کے باوجود بھی اگر کفر نہ آئے تو یہ کون سا مرتبہ ہوگا؟

اہلسنت کے ہاں مرتبے دو ہی ہیں انسان مومن ہوگا یا کافر تیسرا کوئی رتبہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ھو الذی خلقکم فمنکم کافر و منکم مومن۔

مصنف نے کمال عیاری سے قطعاً بے محل آیت تو لکھ دی مگر اس کا ترجمہ نہ لکھا کہ اس کا دجل ظاہر ہو جاتا بہرحال ترجمہ یہ ہے:

"وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا تو تم میں کوئی کافر اور کوئی مومن ہے" اس آیت مبارکہ کی رو سے مرتد مشرک۔ فاسق و فاجر تو کیا اب کسی کو زندیق یا ملحد یا منافق۔ بے دین۔ بدمذہب بھی نہ کہا جائے؟ قرآن عظیم میں اجمال و اختصار سے ذکر کیا گیا تو احادیث مبارکہ میں صراحت و تفصیل اور فقہائے کرام کے کلام و بیان میں مزید وضاحت ہے۔ قرآن عظیم میں التحیات نہیں ہے۔ ثنا سبحانک اللھم نہیں ہے تو کیا مانچسٹری اور ان کے طائفہ کی نمازیں التحیات اور ثنا سبحانک اللھم سے

خالی ہیں؟ اگر پڑھتے ہیں تو قرآن عظیم سے تجاوز کیوں کرتے ہیں؟

رہی مولوی اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹ کی عدم تکفیر کی بات تو مولوی و مصنف مطالعہ بریلویت کو معلوم ہونا چاہیئے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ اعلیٰحضرت عظیم البرکت قدس سرہٗ نے اسماعیل دہلوی کو کافر نہیں لکھا تو مسلمان بھی نہیں لکھا۔ سکوت و کف لسان کا یہ معنی ہرگز ہرگز نہیں کہ جس کی تکفیر سے سکوت روا رکھا جائے یا کف لسان کیا جائے یعنی کافر کہنے سے زبان روکی جائے وہ لازماً مومن و مسلمان ہوتا ہے یہ معنی کس کتاب میں لکھا ہے اور اعلیٰحضرت نے کب کس کتاب میں مومن مسلمان مانا ہے؟ ملفوظات اعلیٰحضرت میں ہے۔

عرض۔ اسماعیل دہلوی کو کیسا سمجھنا چاہیئے؟ ارشاد

"میرا مسلک یہ ہے کہ وہ یزید کی طرح ہے۔ اگر کوئی کافر کہے ہم منع نہ کریں گے اور خود کہیں گے نہیں"۔ [1]

خود کافر نہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی کی اپنے اقوال کفریہ سے توبہ مشہور ہے چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ میں سوال ہے:

"ایک بات یہ مشہور ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب شہید نے اپنے انتقال کے وقت بہت سے لوگوں کے روبرو بعض مسائل تقویۃ الایمان سے توبہ کی ہے آپ نے بھی کہیں یہ بات سنی ہے؟"

[1] ملفوظات اعلیٰحضرت ص ۱۳۷ حصہ اول

اس سوال کے جواب میں مولوی رشید احمد گنگوہی نے جواب دیا کہ "توبہ کرنا اُن کا بعض مسائل سے محض افترا اہل بدعت کا ہے"۔[1]

دیکھیے یہاں مولوی رشید احمد گنگوہی نے توبہ کی شہرت سے انکار نہیں کیا، توبہ کی شہرت کو تو تسلیم کیا مگر اس توبہ کی شہرت کو اہل بدعت کا افترا قرار دیا۔ تو جب توبہ کی شہرت عام ہو گئی خود رشید احمد گنگوہی اور ان سے سوال کرنے والوں نے بھی توبہ کی شہرت سُنی خواہ وہ اُن کے نزدیک اہل بدعت ہی نے کی ہو ایسے حالات میں جب کسی شخص کی اپنے اقوال کفریہ سے توبہ مشہور ہو جائے تو مفتی شرع پر لازم ہے کہ وہ تکفیر سے سکوت کرے، کف لسان کرے یعنی زبان کو روکے، باقی رہی تقویۃ الایمان صراط مستقیم وغیرہ کتب میں مولوی اسماعیل کی عبارات وہ یقیناً گستاخانہ اور کفریہ ہیں اور اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے ان کا رد بلیغ کیا اور کفریہ ہونا الکوکبۃ الشہابیہ فی کفریات ابی الوہابیہ میں مفصل بیان فرمایا ہے۔ باقی رہا یہ کہنا کہ آدمی مسلمان ہو یا کافر، یہ تیسرا درجہ کہاں سے آگیا جیسا کہ مصنف نے سورہ التغابن کی ایک آیت کے حصہ سے ثابت کرنا چاہا ہے اور کہا ہے کہ تیسرا کوئی رُتبہ نہیں تو وہ تیسرا رتبہ مولوی رشید احمد گنگوہی سے پیش کیا جاتا ہے وہ مختصراً یہ ہے۔ "بعض ائمہ نے جو یزید کی نسبت کفر سے کف لسان

[1] فتاوی رشیدیہ مبوب حصہ اول صـ۱۴۲

کیا ہے وہ احتیاط ہے"۔[1]

○ یزید پر لعنت کرنے میں جو علما تحقیق کر چکے ہیں کہ وہ تائب نہیں ہوا وہ لعن کو جائز کہتے ہیں اور جن کو یہ تحقیق نہیں ہوا وہ سکوت اور منع کرتے ہیں یہ احوط ہے۔[2]

بہرحال سیدنا اعلیٰحضرت مجدد دین و ملّت قدس سرہٗ العزیز نے اسماعیل دہلوی کے کفریات اور گستاخانہ عقائد کو ایمان و اسلام نہ کہا اور تکفیر اسماعیل سے سکوت و کف لسان اس لئے فرمایا کہ اُس کی توبہ مشہور تھی۔ اگر دیوبندی وہابی مولوی نانوتوی صاحب، گنگوہی صاحب۔ انبیٹھوی صاحب۔ تھانوی صاحب کی گستاخانہ عبارات سے اُن کے اپنے دور کی توبہ ثابت کر دیتے تو ان حضرات کی تکفیر بھی نہ ہوتی، مگر مانچسٹروی صاحب نہ جانے کیوں مولوی اسماعیل دہلوی کی تکفیر بہر صورت کرانے پر بضد ہے؟ محسوس یہ ہوتا ہے جیسے چوروں، ڈاکوؤں کا ایک گروہ کہیں چوری کرنے جاتا ہے اور ان میں سے ایک دو پکڑے جاتے ہیں ایک دو بھاگ جاتے ہیں، تو جو پکڑے جاتے ہیں وہ فرار ہو کر بچ جانے والے اپنے ساتھیوں کے نام بھی بتا دیتے ہیں کہ اس واردات میں وہ بھی شامل تھے وہ اپنے ساتھی کو بھی گرفتار کرانا چاہتے ہیں غالباً یہی حال مانچسٹروی صاحب کا بھی ہے اس کو دُکھ ہے کہ نانوتوی صاحب، گنگوہی صاحب

[1] فتاوی رشیدیہ حصہ اول صـ۸، [2] فتاوی رشیدیہ حصہ اول صـ۳۸۔

انبیٹھوی صاحب اور تھانوی صاحب کی تکفیر ہوگئی تو مولوی اسماعیل دہلوی صاحب کیوں بچیں۔ ہمارے اُستاد اور توہین و تنقیص کی ٹریننگ دینے والے تو وہی ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس لئے مانچسٹروی صاحب یہ لکھ رہے ہیں۔ تفویۃ الایمان، ایمان فوت ہو جانے کے بعد بھی اگر حکم کفر نہ آئے تو یہ کونسا مرتبہ ہوگا؟ مانچسٹروی پی ایچ ڈی کی ڈگری تلے دبا ہوا ہے اور الفاظ کے استعمال کی تمیز اور سلیقہ بھی نہیں۔ لکھتا ہے۔ یہ کونسا مرتبہ ہے اور آگے صفحہ ۲۸۲ پر لکھتا ہے:۔

"مرتبے دو ہی ہیں انسان مومن ہوگا یا کافر ہوگا تیسرا کوئی رتبہ نہیں"

کافر ہونا مسلمان ہونا یہ مانچسٹروی کے نزدیک مرتبے ہیں، رتبہ ہیں، زبان و کلام ادب و لغت و اصطلاح کا خون کر کے رکھ دیا۔ اس جہالت پر مصنّف اور ڈائریکٹر بننے کا شوق بھی ہے۔

امانت و دیانت کی بحث کے زیرِ عنوان صـ۲۸۳ پر لکھا ہے۔

"مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے پانچ علمائے حق۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سے کس طرح دو دو ہاتھ کئے اُن کی علمی عبادات کو اپنے الفاظ معنی میں اتار کر کس کس طرح اپنے ذوقِ تحریف کی آبیاری کی۔ ۔ ۔ ۔

یہ عامیانہ جاہلانہ اور قطعاً غیر ذمہ دارانہ گفتگو اگرچہ کسی جواب

کی مستحق نہیں ہم عذاب قبر و حشر و آخرت سے بے نیاز توہینِ رسالت کو حلال اور تکفیر اہل توہین کو حرام سمجھنے والے مانچسٹروی کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ اکابر دیوبند کی گستاخانہ عبارات میں اعلحضرت کی طرف سے الفاظ کی کمی بیشی ترمیم و تحریف یا کتر بیونت ثابت کر کے ایک ہزار روپیہ فی عبارت وصول کرے گستاخانہ عبارتیں عام دلیسی سی اُردو عبارتیں ہیں، علمی عبارات نہ تھیں، عربی یا فارسی یا انگریزی سے اُن کے اُردو ترجمے نہ کئے گئے تھے جو اعلحضرت اُن کو اپنے الفاظ و معنی میں اتارتے۔ ہاں البتہ ہم ثابت کر سکتے ہیں اور اس زیر قلم جلد میں نہ تو اگلی جلد میں ضرور ثابت کریں گے۔ حوالہ بحوالہ ثابت کریں گے کہ اکابر دیوبند کی گستاخانہ عبارات میں جتنی تحریفیں اور الفاظ کی الٹ پلٹ اور ترمیمات خود دیوبندی مولویوں نے کی ہیں کسی دوسرے نے نہیں کیں۔ ہمارے پاس تقویۃ الایمان، تحذیر الناس۔ حفظ الایمان۔ براہین قاطعہ۔ فتاویٰ رشیدیہ وغیرہ کے کتنے کئی ایڈیشن ہیں جن میں خود دیوبندی مولویوں نے آپ تحریفیں کی ہیں اور مولوی منظور سنبھلی مدیر الفرقان۔ مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی چاندپوری ناظم تعلیمات مدرسہ دیوبند۔ مولوی عبدالشکور کاکوروی ایڈیٹر النجم لکھنو۔ مولوی سلطان حسن سنبھلی۔ مولوی حسین احمد صدر دیوبند۔ مولوی نور محمد ٹانڈوی۔ سرفراز گکھڑوی۔ خود خالد محمود مانچسٹروی وغیرہ نے جتنی رکیک و ذلیل تاویلیں کی ہیں وہ سب ایک دوسری سے

متضاد و متصادم ہیں اور ایک کے معنی و مفہوم اور مطلب کی رو سے دوسرے کی تاویل پر حکم کفر لگتا ہے اور اہل توہین کی تکفیر پر اقبالی ڈگری ہو جاتی ہے۔ یہ بھی اس جلد میں نہ تو آئندہ جلد کے جوابی مضمون میں آرہا ہے۔

لکھتا ہے "علمائے عرب و عجم سے فتوے لینے میں یہ حکمت بھی کہ وہ اردو نہ جانتے تھے انہیں اردو عبارات پر آسانی سے مغالطہ دیا جا سکتا تھا۔" [1]

یہ محض دل کا دلاسہ ہے اگر اس طرح دل راضی ہوتا ہے اور زخم بھرتا ہے تو اپنا جی راضی کرلیں۔ ورنہ علمائے حرمین شریفین بچے نہ تھے۔ اس وقت پوری دنیا میں اُن کا فتویٰ ہر زبان کو سمجھ کر جاتا تھا اکابر علمائے حرمین کے پاس ہر زبان کے مترجم موجود تھے۔ اور پھر یہ کام مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے رسالہ یا فریب گرتھ المہند لکھ کر کیا ہے۔ مولوی انبیٹھوی نے اردو سے ناواقف علمائے حرمین شریفین کو دھوکہ دیا۔ اپنے اصلی عقیدوں کو چھپا کر دوسرے عقائد پر فتویٰ لیا۔ دھوکہ باز کو آئینہ میں اپنی ہی صورت نظر آتی ہے۔

نماز میں توجہ بدلنے کی ممانعت

مصنف نے صفحہ ۲۸۵ پر اس عنوان سے جو حوالہ رواہ احمد و ابوداؤد و نسائی اور دارمی کے بغیر صفحہ و جلد کے دیا

[1] مطالعہ بریلویت جلد اوّل ص۲۸۳ حاشیہ

اور جو جامع ترمذی جلد ۱ ص۲۶ سے دیا ہے۔ دونوں احادیث کا تعلق حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک خیال مقدس سے نہیں پہلی حدیث کا ترجمہ اس کے اپنے الفاظ میں یہ ہے۔ "اللہ تعالیٰ بندے پر جب وہ نماز میں ہو برابر متوجہ رہتے ہیں جب تک وہ کسی اور طرف التفات نہ کرے، جونہی اُس نے کسی اور طرف نظر کی اللہ تعالیٰ بھی اس سے توجہ ہٹا لیتے ہیں۔"

○ دوسری حدیث شریف کے ترجمہ کے اس کے اپنے الفاظ یہ ہیں۔ "پیارے بیٹا! نماز میں کسی اور طرف التفات کرنے سے بچنا کیونکہ نماز میں کسی اور طرف دھیان کرنا نماز کی بربادی ہے۔"

قطع نظر احادیث کے الفاظ و ترجمہ سے جس پر گفتگو کا حق ہم محفوظ رکھتے ہیں۔ ہمیں بتایا جائے کہ ان روایات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خیال مبارک کی نفی یا ممانعت کہاں ہے؟ لہٰذا دونوں حوالے قطعاً بے محل ہیں اور اپنی باطل مراد کی سند بنا کر غلط پیش کئے گئے ہیں۔ ص۲۸۵ کی ایک ذیلی سرخی ہے "نماز میں کشف والہام" یہ بھی موضوع زیر بحث سے مختلف ہے۔

خیال آنے اور خیال لانے کا فرق

صفحہ ۲۸۶ پر مانچسٹروی صاحب نے ان لفظی ہیرپھیر سے مولوی اسماعیل دہلوی کی گستاخانہ عبارت کی غلاظت کو غسل دینا چاہا ہے مگر قطعاً بے سود ہے کیونکہ خیال آنے اور

خیال لانے میں حقیقی طور پر کچھ فرق نہیں دونوں کا مقصد اور ماحصل ایک ہی ہے کہ حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نماز میں خیال ہوا، خیال آیا ہو یا لایا گیا ہو، ہے تو حضور اکرم نور مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال مولوی اسماعیل دہلوی اس خیال کو گدھے اور بیل میں ڈوب جانے سے بدتر قرار دیتے ہیں اور نماز کے منافی سمجھتے ہیں مانچسٹروی چکر دیتا ہوا لکھتا ہے کہ خیال آنا اور بات ہے اور خیال لانا اور بات ہے۔ کیا خود بخود جو خیال آتا ہے اُس خود بخود آنے سے توجہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف نہیں ہوتی؟ کیا خیال لانے ہی سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف توجہ مبذول ہوتی ہے؟ باقی رہا خیال لانا مصنّف کے زاویۂ نگاہ میں اس کا طریق کار کیا ہے؟ خیال بقصد کس طرح لایا جاتا ہے؟ کوئی بھی اہل علم بتائے کہ مانچسٹروی کی اس محض لفاظی کی حقیقت کیا ہے؟ آج اگر مولوی اسماعیل دہلوی مر کر مٹی میں نہ مل گیا ہوتا تو اپنے اس وکیل صفائی کی یہ عقل شکن دلیل پڑھ کر اپنا سر پیٹ لیتا حقیقت یہ ہے کہ خیال آنے اور خیال لانے کی اس لفاظی نے صراط مستقیم کی گستاخانہ عبارت کی جڑیں کھوکھلا کر دیں۔ خیال لانے کا مطلب تو یہ ہوا کہ نیت نماز توڑ کر قبلہ کعبہ شریف سے منہ موڑ کر کسی دوسرے مقام پر جا کر اس خیال کو معاذ اللہ کسی بھاری بھرکم چیز کی طرح سر پر اٹھا کر لانا ہے۔ مانچسٹروی اپنی اس خیالی بیان بازی کو ثابت کرے کہ حدیث و فقہ کی کس کتاب میں لکھا ہے کہ خیال آنا

اور ہے اور خیال لانا اور ہے؟ مانچسٹروی واضح کرے خیال آنے اور خیال لانے میں بہرحال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف توجہ ہوگی یا نہیں؟ اور یہ بھی واضح کرے خیال لانا محض عزت و احترام تعظیم کے ساتھ ہے تو کیا خیال آنا بے ادبی گستاخی توہین و تحقیر و تذلیل کے ساتھ ہوگا؟ اور خیال لانا آپ کے شہید لیلیٰ نجد قتیل بالاکوٹ اور آپ کے لئے وبال جان کیوں ہے؟ بحث کو نتیجہ پر پہنچانے کے لئے مولوی اسماعیل دہلوی کی اصل فارسی عبارت ملاحظہ ہو

"بمقتضائے ظلمٰتٌ بعضھا فوق بعض! از وسوسۂ زنا خیال مجامعت زوجۂ خود بہتر است و صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ و خر خود است کہ خیال آں با تعظیم و اجلال بسوید اے دل انسان می چسپد بخلاف خیال گاؤ و خر نہ آں قدر چسپیدگی می بود و نہ تعظیم بلکہ مہان و محقر مے بود و ایں تعظیم و اجلال غیر کہ در نماز ملحوظ و مقصود می شود بشرک میکشد"۔ [1]

قارئین کرام خط کشیدہ عبارت کے الفاظ ملاحظہ ہوں بار بار پڑھیں۔ مولوی اسماعیل دہلوی کے نزدیک خیال آنے اور

[1] صراط مستقیم فارسی ص۹۵

لانے کی بات پر بحث نہیں اسماعیل دہلوی تو صرف اس لئے نماز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خیال کا دشمن اور مخالف ہے کہ یہ عزت و تعظیم اجلال و احترام کے ساتھ آتا ہے جو شرک کی طرف لے جاتا ہے۔ یہ ہے دہلوی کی غرض و غایت اور یہی کچھ مولوی اسماعیل دہلوی کی ان خرافات کی ترجمانی کرتے ہوئے مفتی مدرسہ دیوبند مولوی عزیز الرحمٰن دیوبندی نے لکھا ہے:۔

"نماز خالص عبادت اللہ کے لئے ہے غیر اللہ کا خیال علی سبیل التعظیم والعبادۃ نہ آنا چاہیئے۔"[1] یعنی نماز میں غیر اللہ کا خیال تعظیم کے ساتھ نہ آنا چاہیئے۔

مولوی اسماعیل دہلوی اور مولوی عزیز الرحمٰن دیوبندی دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ خیال عزت و احترام اور تعظیم کے ساتھ نہ آنا چاہیئے یہ شرک ہے۔ ان دونوں کے ہاں لانے اور آنے کی کچھ بات نہیں۔ لہٰذا بحث تعظیم و ادب احترام کے ساتھ خیال آنے پر ہے۔ اب مصنف مانچسٹروی جواب دے! نماز میں التحیات پڑھی جاتی ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عزت و تعظیم کے ساتھ سلام عرض کیا جاتا ہے۔ جب نماز میں تعظیم کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال آنا شرک کی طرف کھینچ کر لے جاتا ہے تو دیوبندیوں وہابیوں کی نماز کیسے ہوگی کیونکہ التحیات میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو

[1] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ا صـ ۲۲۴ مطبوعہ کراچی۔

مخاطب کر کے عزت و احترام اور تعظیم سے سلام عرض کیا جاتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ لہٰذا حضور کی طرف توجہ ضرور ہوگی۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال ضرور آئے گا۔ اب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ خیال تعظیم و ادب و احترام سے آئے گا یا تحقیر کے ساتھ آئے گا؟ اگر تحقیر کے ساتھ حضور کا خیال آیا تو یقیناً کفر ہوگا اور تعظیم سے حضور کا خیال آیا تو مولوی اسماعیل دہلوی کی صراط مستقیم اور فتاویٰ دارالعلوم دیوبند کی رو سے شرک ہوا پھر کیسی نماز؟ یعنی نماز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال تعظیم کے ساتھ شرک اور تحقیر کے ساتھ کفر۔ جب نمازی آدمی کافر و مشرک ہوگیا تو اس کی نماز، نماز ہی نہیں اور اگر کفر و شرک کے خوف سے نماز میں التحیات ہی چھوڑ دی جائے تب بھی نماز نہ ہوئی کیونکہ التحیات پڑھنا واجب ہے لہٰذا دیوبندیوں وہابیوں مولوی اسماعیل دہلوی کے ماننے والوں کی نماز کسی صورت میں نہیں ہوسکتی۔ صراط مستقیم میں مولوی اسماعیل دہلوی کے اس فتویٰ سے دیوبندیوں وہابیوں کو نماز سے ہی چھٹی مل گئی کہ نماز تو معاذ اللہ کفر و شرک کا مجموعہ ہے ؎

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بدادا نہ دے

ہمت باندھنا یا خیال جمانا

خیال آنے اور لانے کی بحث نہیں کچھ بحث تھی کیونکہ خیال آئے

یالایا جائے بہرحال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال مبارک تو ہوا اور یقیناً تعظیم وتوقیر کے ساتھ حضور کی طرف توجہ ہوتی ہے اب مصنف مانچسٹروی نے صفحہ ۲۸۴ تا صفحہ ۲۸۶ چند مقامات پر خیال جمانے توجہ باندھنے کا ذکر کیا ہے اور یہ تاویل سازی کی ہے کہ "خیال آنے اور خیال جمانے میں بڑا فرق ہے۔"

چلو اب ہمت باندھنے خیال جمانے پر بات کرتے ہیں۔

خیال جمانے کا معنی اسی خیال میں رہنا ہے یہ ایک اعتبار سے خلاف واقع ہے کیونکہ خیال اور تصورات پر جبر نہیں کہ کوئی مسلسل ایک ہی طرف متوجہ رہے اور فی الواقع کوئی ایک طرف ہمہ تن گوش متوجہ رہے اور مسلسل اسی ایک خیال میں ڈوبا رہے تو کچھ نہ کچھ کر بیٹھے گا مثلاً رکوع کی تسبیح سجدہ میں اور سجدہ کی تسبیح رکوع میں التحیات، الحمد کی جگہ اور الحمد، التحیات کی جگہ پڑھ جائے گا اور بہت سی صورتیں ایسی ہیں کہ ترکِ وجوب کا باعث بنتی ہیں اُن کا ارتکاب ہو جائے گا مگر ایسا کبھی مشاہدہ میں نہیں آیا کہ کسی شخص نے مسلسل کسی ایک طرف خیال جمایا ہو اور ساری نماز بھول گیا ہو محض خیال جمنے کے باعث نمازوں کا اعادہ کیا ہو یا مسلسل سجدہ سہو کرنا پڑا ہو۔ یہ ساری بحث ہی پانی میں مدھانی والی بات ہے اور محض مختصر وقت کے لئے خیال جمانے کی بات ہے تو جب نمازی نماز میں التحیات پڑھتا ہے اور پھر دو درود شریف

پڑھتا ہے تو اس دوران یقیناً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبارک خیال آتا ہے لیکن نصوص قرآن واحادیث سے اس خیال پر فسق نماز یا ارتکاب شرک کا حکم نہیں ہے۔

قرآن عظیم میں ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ [1] یعنی اے ایمان والو اللہ اور اُس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تم کو اس چیز کی طرف بلائیں جو تم کو زندگی بخشے۔

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نماز پڑھ رہے تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آواز دی، جلدی سے نماز کو پورا فرما کر حاضر ہوئے، ارشاد فرمایا تم کو حاضری میں دیر کیوں ہوئی؟ عرض کی نماز میں تھا فرمایا کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم معلوم ہوا کہ نمازی پر لازم ہے کہ نماز چھوڑ کر حضور کے بلانے پر حاضر ہو جاوے۔ بہت سے فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ نمازی بحالت نماز حضور کے بلانے پر خدمت اقدس میں حاضر ہو جاوے جو خدمت فرما دیں پورا کرے پھر بھی نمازی، نماز ہی میں ہے۔ [2]

اور یہ بات ہے بھی ٹھیک نمازی نے اگر کلام کیا تو کس سے کیا جن کو عین نماز میں سلام کرنا واجب السلام علیک ایھا النبی

[1] پارہ ۹ سورۃ انفال رکوع ۳، [2] قسطلانی شرح بخاری کتاب التفسیر سورۃ حجر

اگر کسی اور کو سلام کیا ہوتا تو نماز جاتی رہتی اور نمازی کا منہ اگر کعبے پھرا تو کس کی طرف پھرا جو کعبہ کے بھی کعبہ ہیں اور جن کی مقدس رضا و خوشنودی کے لئے کعبہ قبلہ بنایا گیا۔ قرآن عظیم میں ہے:

قد نری تقلب وجھک فی السماء فلنولینک قبلۃ ترضٰھا فول وجھک شطر المسجد الحرام

ترجمہ:۔ ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تم کو پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف۔

معلوم ہوا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کعبہ کے بھی کعبہ ہیں اور کعبہ کو قبلہ بنوانے والے ہیں کعبہ خدا نہیں۔ جب نماز میں کعبہ کی طرف منہ کرنے سے شرک لازم نہیں آتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خیال مبارک سے تو کیا حضور سے کلام کرنے سے بھی شرک لازم نہیں آتا۔

حدیث شریف میں ہے کہ سیدنا صدیق اکبر عتیق اطہر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوتے۔ صدیق اکبر نماز میں پیچھے ہٹنا چاہتے ہیں لیکن حضور منع نہیں فرماتے اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے بائیں طرف ہو کر نماز پڑھانی شروع فرما دیتے ہیں۔ حدیث شریف کے الفاظ مبارک یہ ہیں کنا یقتدی بابی بکر و ابوبکر کان

یقتدی برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم[1] یعنی ہمارے امام ابوبکر صدیق تھے اور صدیق اکبر کے امام امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

اور حدیث مسلم شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ایّام علالت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھاتے تھے۔ اس حالت میں حضور علیہ السلام تشریف لائے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں تشریف فرما ہوئے۔ اب حضور امام ہو گئے اور صدیق اکبر اور تمام مقتدی حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقتدی ہو گئے۔ حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

فجاء حتی جلس عن یسار ابی بکر فکان ابوبکر یصلی قائما وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی قاعداً یقتدی ابوبکر بصلاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والناس یقتدون بصلاۃ ابی بکر[2]

اب مانچسٹروی خود اور اُس کے جملہ اکابر و اصاغر بتائیں کہ جب عین نماز اور جماعت کی حالت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور کو دیکھا اور اُن کے مقتدی ہوئے اور نماز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صدیق اکبر کے برابر کھڑے ہو کر پڑھائی تو حضرت ابوبکر صدیق اور

[1] بخاری و مدارج النبوۃ ، [2] بخاری و مسلم شریف

جملہ صحابہ کرام تمام مقتدیوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال مبارک آیا ہوگا یا نہیں؟ یہ خیال آیا تھا یا لایا گیا تھا اور جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں کھڑے ہو کر نماز پڑھا رہے تھے تو صدیق اکبر نے ہمّت باندھ کر خیال اور تصور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جما کر نماز پڑھی تھی یا نہیں؟ اور یہ خیال تھا بھی عزت و تعظیم سے کہ سیدنا صدیق اکبر تعظیماً پیچھے ہٹنا چاہتے ہیں لیکن سرکار صلی اللہ علیہ وسلم منع نہیں فرماتے تو صدیق اکبر عتیق اطہر رضی اللہ عنہ نے تعظیم و احترام سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال مبارک جمایا اور مکبّر کے فرائض انجام دیتے رہے۔ بتاؤ اس خیال لانے اور تصور جمانے یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہمّت باندھنے سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر معاذ اللہ ثم معاذ اللہ شرک لازم ہوا یا نہیں؟ الغرض مانچسٹروی صاحب کی لفاظی کی جعلسازیوں کا طلسم ٹوٹ گیا اور اس کی ہر ندموم تاویل باطل ثابت ہوئی اور اپنی تاویلات کے گرداب میں خود ڈوب کر رہ گیا

بات ایصال ثواب اور آخرت میں سامان رحمت کی

مانچسٹروی صاحب ملمع سازی کرتا ہوا صـ۲۸۶ پر بھولا بن کر بڑی عیاری و مکاری سے شیطان کی طرح دھوکہ دیتا ہوا لکھتا ہے:" بریلوی حضرات اگر ان خیانات کو سمجھ لیں علمائے حق (یعنی دیوبندی گستاخ ملاؤں) کی عبارات میں تحریف سے باز آجائیں تو بہت امید کی جاسکتی ہے کہ

آخرت میں مولانا احمد رضا خاں پر ان خیانات کا بوجھ کم ہو جائے۔۔۔ ۔۔۔ ان کی پیروی میں یہ تحریف اور اس کے بل بوتے پر اُمّت کی تکفیر کا یہ سلسلہ (جب تک) جاری رہے گا مولانا احمد رضا خاں کے گناہوں میں برابر اضافہ ہوتا رہے گا۔۔۔ مولانا کے تمام خیر خواہوں کی خدمت میں مخلصانہ گزارش ہے کہ اس سلسلہ تحریف اور فتوائے تکفیر کو یکسر بند کر کے مولانا کے لئے آخرت میں سامان راحت بنیں"۔[1]

جواباً عرض ہے کہ کسی دیوبندی ماں نے ایسا بیٹا تا حال نہیں جنا جو معاذ اللہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی تحریفات ثابت کرتا اور نہ ایسا فرزند دیوبند میں پیدا ہوا جو تکفیر کے حکم شرعی کو غلط ثابت کرتا۔ البتہ ہم مخلصانہ اپیل کرتے ہیں جو اکابر دیوبند تقویۃ الایمان۔ تحذیر الناس براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان وغیرہ کتابوں میں انتہائی شدید توہین آمیز گستاخانہ عبارات لکھ مرے اور آج اوتے پونے دیوبندی مرفوع القلم مصنفین اور جھگڑا باز جاہل ٹوٹے پھوٹے مناظرین ان گستاخانہ عبارات کے ملعون اسباق کو دوہرا رہے ہیں اور ان گستاخانہ عبارات کا دفاع کر کے ان کفریات کو عین اسلام ثابت کر رہے ہیں وہ مولوی اسماعیل دہلوی۔ مولوی قاسم نانوتوی۔ رشید احمد گنگوہی مولوی خلیل احمد انبیٹھوی۔ مولوی اشرف علی تھانوی کے بوجھ میں مسلسل اضافہ کر رہے ہیں۔ لہٰذا موجودہ دیوبندی اکابر و اصاغر ان گستاخانہ کفریہ عبارات کی بے جا تاویلات کا سلسلہ اور ارتداد کی ہمنوائی بالکل بند

[1] مطالعہ بریلویت صـ۲۸۶

کردیں اور مذکورہ بالا قسم کے مولویوں کے عذاب شدید میں تخفیف کا باعث بنیں اور ان کے لئے سامانِ راحت پیدا کرنے کی کوششیں کریں

مفتیٔ دیوبند کے خنجر سے قتیل بالاکوٹی ذبح

ہمارے قارئین کرام حیران ہوں گے کہ ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ مولوی اسماعیل دہلوی کو حاکم یاغستان یار محمد خاں اور یوسف زئی قبیلہ کے پٹھانوں نے ٹھکانے لگایا تھا اب مفتیٔ دیوبند کے خنجر سے ذبح کروا رہے ہیں تو جواباً عرض ہے مفتی دیوبند مولوی عزیز الرحمٰن نے اپنے فتویٰ کا خنجر چلایا ہے اور فتویٰ کے خنجر سے صراط مستقیم کی گستاخانہ عبارت کو ذبح کر ڈالا ہے۔ صراط مستقیم کی گستاخانہ عبارت کے متعلق مفتیٔ دیوبند لکھتے ہیں:

"جب نماز میں خود التحیات میں اور درود شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے تو خیال آنا تو ضرور ہوا باقی نماز خالص عبادت اللہ کے لئے ہے، غیر اللہ کا خیال علی سبیل التعظیم والعبادۃ نہ آنا چاہیئے اور نماز ہر حال میں صحیح ہے۔ کیونکہ خیال پر باز پُرس نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔" [1]

یہاں مفتیٔ دیوبند نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نماز میں خیال

[1] فتاویٰ دار العلوم دیوبند جلد اول ص ۲۲۴

لانے پر اسماعیل دہلوی کی طرح شرک کا فتویٰ نہ لگایا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خیال مبارک کو گدھے اور بیل سے بدتر قرار نہ دیا بلکہ التحیات اور درود شریف میں خیال آنا ضرور بتایا اور زیادہ سے زیادہ یہ بتایا کہ علی سبیل تعظیم و العبادۃ خیال نہ آنا چاہیئے۔ تعظیم علیحدہ چیز ہے اور عبادت علیحدہ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم تو ہر مسلمان لازماً کرے گا مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبادت کوئی مسلمان نہ کرے گا لیکن اس کے باوجود مفتیٔ دیوبند کو بہرحال یہ تسلیم ہے کہ "نماز ہر حال میں صحیح ہے کیونکہ خیال پر باز پُرس نہیں۔" نماز ہر حال میں صحیح ہے کہ خواہ اس کو آنا کہا جائے یا لانا قرار دیا جائے یا ہمت باندھنا یا خیال جمانے سے تعبیر کیا جائے۔ مفتیٔ دیوبند کو تسلیم کرنا پڑا۔ "نماز ہر حال میں صحیح ہے۔" ؎ مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری۔

دیوبندی "محققین" کی بے خبری ولاعلمی

دیوبندیوں وہابیوں کے ایک بقلم خود محقق و خود ساختہ محدث اور مرفوع القلم مصنف مولوی سرفراز گکھڑوی بھی ہیں جن کو وہاں کے لوگ سرفراز کی بجائے اس کے حسب حال سرخراب کہا کرتے ہیں اُس نے صاف اور غیر مبہم واضح الفاظ میں لکھا ہے:

"کتاب صراط مستقیم حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل

صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف و تصنیف نہیں۔"[1] اور بقلم خود علامہ ڈاکٹر پروفیسر پی ایچ ڈی مصنف مانچسٹروی بار بار لکھتا ہے:

- "مولانا اسماعیل شہید کی اسی صراط مستقیم میں ہے۔" ص۲۸۶
- "حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید کے الفاظ صرف ہمت کو خیال کے لفظ سے نقل کرنا کوئی کم خیانت نہ تھی۔"[2]
- "حضرت مولانا اسماعیل شہید کے ذمہ یہ بات لگانا کہ آپ نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال آنے کو برا کہہ رہے ہیں محض افترا اور بہتان ہے۔ آپ جہاں بھی شرک کی مذمت کرتے ہیں خیال باندھنے کا ذکر کرتے ہیں۔"[3]

مذکورہ بالا تینوں حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کتاب مولوی اسماعیل قتیل کی تصنیف ہے بہر حال ہمارا مقصد یہ ہے کہ جن نام نہاد محققین اور خود ساختہ مصنفین کو یہ معلوم ہی نہیں کہ صراط مستقیم کس کی کتاب ہے وہ کیا خاک اس کی صفائی پیش کریں گے اور کیا خاک تاویل کریں گے؟ یہاں یہ بات بھی دیکھ لیں کہ ص۲۹۰ کی عبارت میں مانچسٹروی "خیال" کے لفظ کو خیانت قرار دے رہے ہیں اور ص۲۹۲ کی عبارت خود "خیال" کا لفظ

[1] عبارات اکابر ص۹۲، [2] مطالعہ بریلویت جلد ۱ ص۲۹۰، [3] مطالعہ بریلویت ص۲۹۲

استعمال کر کے خود ہی بدترین خائین بن رہے ہیں۔ الغرض دیوبندی اپنے اکابر کی گستاخانہ عبارتوں کی تاویلات میں بری طرح الجھے ہوتے ہیں اور ہر کوئی من مانی دل پسند تاویلیں کر کے خود ہی دلدل میں پھنس رہے ہیں

شرک کا شیوا ور شام کی آندھی

اور اعلحضرت پر جھوٹ کا الزام

سب سے پہلے تو ہم اپنے علمائے اہلسنت سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ دیوبندی وہابی گستاخانہ کتابوں کے کئی کئی ایڈیشن اپنے پاس رکھیں کیونکہ آج کل وہابی نجدی دیوبندی اپنی گستاخانہ عبارتوں پر گفتگو (مناظرہ) سے عاجز آکر اور کوئی معقول تاویل کرنے کی بجائے اپنے اکابرین کی گستاخانہ کتابوں میں شدید ترین تحریف و خیانت کر رہے ہیں اور گستاخانہ کتابوں کے الفاظ بلکہ عبارات تک بدل رہے ہیں لہٰذا ان کے اکابرین کی گستاخانہ کتابوں کے نئے پرانے ایڈیشن اپنے پاس رکھیں۔ اپنی کتابوں میں آپ تحریف و خیانت کر کے کہہ دیتے ہیں اعلحضرت بریلوی نے یہ حوالہ غلط دیا مولانا احمد رضا خان نے تہمت باندھی۔ فاضل بریلوی نے معاذ اللہ تحریف سے کام لیا حالانکہ ہوتی ان کی اپنی کارگیری ہے۔ مصنف مانچسٹروی نے ص۲۹۲ پر ایک عنوان قائم کیا ہے "شاہ اسماعیل شہید

پر تہمت کی ایک مثال" صـ۲۹۳ پر ایک عنوان ہے "شرک کا شیوا اور شام سے آندھی" صـ۲۹۴ کی ایک سرخی ہے "مولانا احمد رضا کا جھوٹ" ان تینوں عنوانات کا خلاصہ یہ ہے کہ سیدنا امام اہلسنت اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے تقویۃ الایمان کی اس عبارت پر گرفت فرما کر ثابت کیا کہ اسماعیل دہلوی قتیل کے نزدیک اب دنیا میں کوئی مسلمان نہ رہا۔ عبارت یہ ہے یخرج الدجال فیبعث اللّٰہ عیسیٰ ابن مریم فیطلبہ فیہلکہ (مسلم شریف) مصنّف مانچسٹروی نے تقویۃ الایمان صـ۳۲ کے حوالہ سے اس کا ترجمہ یوں لکھا ہے:

نکلے گا دجال سو بھیجے گا اللہ عیسیٰ بن مریم کو سو وہ (عیسیٰ بن مریم) ڈھونڈے اس کو (دجال کو) سو وہ تباہ کر دے گا اس کو (دجال کو) بریکیٹ سمیت یہ ترجمہ مولوی مانچسٹروی کے پاس تقویۃ الایمان صـ۳۲ کا ہے۔ مطالعہ بریلویت صـ۲۹۳ کے آخر اور صـ۲۹۴ پر مصنّف مانچسٹروی کو یہ شکایت ہے کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے یہ خیانت و تحریف کی اور معاذ اللہ جھوٹ بولا۔ لکھتا ہے:۔

"یہ جملہ سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے مطابق ہوا اب نہ خروج دجال کی حاجت رہی نہ نزول مسیح کی"

یہ الفاظ مولانا (اسماعیل دہلوی) نے حدیث مذکور کے بعد ہرگز نہ لکھے تھے جس کا دل چاہے تقویۃ الایمان کھول کر دیکھ لے یہ

مولوی احمد رضا کا محض جھوٹ ہے۔[۱]

اب ہم بات کو بڑھانے اور اس کے اکابر کی خیانتوں اور جعلسازیوں کا بھانڈا سر راہ پھوڑنے کی بجائے مختصراً یہ ثابت کرتے ہیں کہ آپ ۱۹۴۷ء سے قبل کی ہندوستان کی چھپی ہوئی اور دہلی اور دیوبند کی شائع شدہ کوئی بھی تقویۃ الایمان منگوا کر دیکھ لیں اگر اس میں اعلیٰحضرت امام اہلسنت کے نقل فرمودہ الفاظ نہ ہوں تو ہم مجرم اور آپ کی تجویز کردہ ہر سزا قبول کرنے کو تیار اور اگر ہم دہلی کی مطبوعہ تقویۃ الایمان کے صـ۵۰ اور دیوبند کی شائع شدہ تقویۃ الایمان کے صـ۴۸ سے اعلیٰحضرت مجدّد دین و ملّت قدس سرہٗ کے نقل فرمودہ الفاظ من وعن دکھا دیں تو پھر اعلیٰحضرت پر جھوٹ، خیانت اور تحریف کا الزام لگانے کے جرم میں آپ کا منہ کالا کر کے گلے میں پرانے جوتوں کے ہار ڈال کر پورے لاہور کا چکر لگوایا جائے گا۔ ایک ہاتھ میں آپ کے پاس موجود تقویۃ الایمان کا صفحہ ۳۲ کھلا ہوا ہوگا اور ایک ہاتھ میں دہلی کی شائع شدہ تقویۃ الایمان کا صفحہ ۵۰ ہوگا۔ ہم اپنے علمآ اہلسنت اور غیر جانبدار قارئین سے استدعا کرتے ہیں اور دعوت غور و فکر دیتے ہیں کہ وہ دہلی اور دیوبند سے شائع شدہ تقویۃ الایمان سے لاہور، کراچی اور جدّہ سے شائع شدہ تقویۃ الایمان کے الفاظ دیکھ لیں اور مطابقت کر

---

[۱] مطالعہ بریلویت صـ۲۹۲۔

لیں۔ ایک دوسرے سے مختلف ومتضاد الفاظ ملیں گے اور اعلیٰحضرت علیہ الرحمتہ کے نقل فرمودہ الفاظ "سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا" یہ الفاظ ۱۳۱۲ھ سے پہلے کی شائع شدہ تقویۃ الایمان کے ہیں گو فائدہ کے تحت ترجمہ سے علیحدہ لکھے ہوتے ہیں اور یہ الفاظ ۱۹۴۷ء سے پہلے تک کی تقویۃ الایمان کے ہر ایڈیشن میں موجود ہیں۔ ہمارا ارادہ تھا کہ اپنے پاس موجود ۵ تقویۃ الایمانوں کے تحریف شدہ الفاظ اور رجعت کردہ عبارات کا تقابلی جائزہ پیش کریں مگر اختصار مانع ہے۔ پہلے ہی کتاب بہت طویل ہوگئی ہے۔

بڑے بھائی کے برابر درجہ ماننے کی تہمت | دیوبندی ایک بڑی پُر فریب

اور چکر باز نسل ہے۔ قارئین کرام مطالعہ بریلویت صـ۲۹۵ کی یہ سُرخی بار بار پڑھیں اس کا واضح مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ ہم اہلسنت دیوبندیوں وہابیوں پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بڑا بھائی کا درجہ دینے کی تہمت لگاتے اور الزام تراشی کرتے ہیں ورنہ اُن کا یہ عقیدہ ہے ہی نہیں اور یہ حضور کو بڑے بھائی کے برابر نہیں سمجھتے مصنف مانچسٹروی اس سرخی کے ذیل میں بڑی بے حیائی سے سینہ تان کر لکھتا ہے:

"حضرت مولانا اسماعیل شہید کا یہ عقیدہ ہرگز ہرگز نہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ معاذ اللہ بڑے بھائی کے برابر ہے۔" (صـ۲۹۵)

قارئین یہاں اس صفحہ پر مانچسٹروی کے یہ الفاظ ہیں اور صـ۲۹۶ پر اقرار کرتا ہوا لکھتا ہے:

"یہ الفاظ حدیث کے تھے جنہیں بیان کرنے پر بریلویوں نے یہ افترا باندھ رکھا ہے کہ مولانا شہید (اسماعیل) کے عقیدے میں نبی کا درجہ بڑے بھائی کے برابر ہے۔" (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

کیا ٹھکانہ ہے ان کی معاذ اللہ ثم معاذ اللہ کا۔ یہ الفاظ حدیث کے بھی ہیں۔ مولوی اسماعیل کا یہ عقیدہ بھی ہرگز ہرگز نہ تھا۔ بریلویوں نے یہ افترا باندھ رکھا ہے۔ خدا جانے مانچسٹروی اپنی طرح ساری دنیا کو اندھا اور بدھو سمجھتا ہے کہ چوری اور یہ ہیرا پھیری نہ پکڑی جاتے گی ایک ہی سانس میں یہ متضاد دعوے اور مختلف النوع باتیں اسی کو تو کہتے ہیں کہ دماغ میں دیوبند ہے۔ جب یہ حدیث کے الفاظ تھے تو مولوی اسماعیل دہلوی کا یہ عقیدہ کیوں نہ ہوا؟ انہوں نے حدیث کے خلاف عقیدہ کیوں اپنایا۔؟ مگر ہم کہتے ہیں یہ ملاں مانچسٹروی کا اپنے انگریزی مجاہد و شہید پر افترا عظیم ہے۔ مولوی اسماعیل قتیل کا تو فی الواقع یہ عقیدہ ہے ملاحظہ ہو۔

"ف یعنی انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے ..... اولیا، انبیا، امام اور امام زادے، پیر اور شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان

ہی ہیں اور بندے عاجز ہمارے بھائی مگر اللہ نے اُن کو
بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ہم اُن کے چھوٹے ہیں"۔[1]
اب مانچسٹروی بتائے کہ وہ بالکل اندھا ہے اور موتیا آنکھوں میں
اُتر چکا ہے جو اُس کو تقویۃ الایمان میں یہ الفاظ نظر نہیں آئے یا خود
مولوی اسماعیل پر افترا کر کے اس کی عبارت و عقیدہ میں تحریف کر کے
اپنے اکابر کی بداعمالیوں کو چھپا رہا ہے، مولوی اسماعیل دہلوی کا
حقیقتاً یہ عقیدہ ہے جو تقویۃ الایمان میں مذکور ہے کہ "انبیا اولیا
بندے عاجز اور ہمارے بڑے بھائی ہیں"۔ اب اس عبارت پر
مولوی مانچسٹروی کے فریب و فراڈ کے دادا استاد مولوی خلیل احمد
انبیٹھوی کا دھماکہ خیز فتویٰ ملاحظہ ہو، لکھتے ہیں:

"ہمارے خیال میں کوئی ضعیف الایمان بھی ایسی خرافات
زبان سے نہیں نکال سکتا اور جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم
علیہ السلام کو ہم پر اتنی ہی فضیلت ہے جتنی بڑے
بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا
عقیدہ یہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے"۔[2]

یہ فتویٰ گھر کا گھر میں کام آگیا۔ مولوی اسماعیل دہلوی نے تو بندہ
عاجز اور بڑا بھائی کہا تھا جس کا مانچسٹروی نے سینہ زوری سے صاف
انکار کر دیا مگر خود مانچسٹروی صاحب نے مشکوٰۃ ص۲۸۳ و مشکوٰۃ ص۱۹۵

۱؎ تقویۃ الایمان ص۵۶ مطبوعہ کراچی، ۲؎ المہند علی المفند ص۱۲۔

کے حوالہ سے لکھا ہے۔ "عبادت اپنے رب کی کرو اور اپنے بھائی
(نبی) کی عزت کرو"۔ اور "حضور علیہ السلام نے فرمایا" اے بھائی اپنی
دعاؤں میں ہمیں نہ بھول جانا"۔[1]

یہاں مانچسٹروی نے بظاہر حدیث کا سہارا لے کر دوبار حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھائی بھائی ثابت کیا ہے۔ بھائی کہنے کی
نسبت کسی کو بڑا بھائی کہنا مہذب ہے لہٰذا مولوی خلیل احمد انبیٹھوی
کے المہند کے فتویٰ کا حصہ مولوی اسماعیل دہلوی سے زیادہ خود مولوی
مانچسٹروی کو مل گیا۔ اور پھر اس فتویٰ کی زد حدیث شریف پر بھی پڑی
مانچسٹروی کے بقول حدیث شریف کی رو سے حضور علیہ السلام کو
بھائی کہنا ثابت ہے اور مولوی انبیٹھوی صاحب کہتے ہیں کہ جو نہ
صرف بھائی بلکہ بڑا بھائی کہے تو یہ خرافات ہے اور کہنے والا دائرہ
ایمان سے خارج ہے تو مانچسٹروی بتائے تم حدیث شریف سے اور
خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑا بھائی نہیں بلکہ صرف بھائی کہنا
ثابت کر رہے ہو اور انبیٹھوی صاحب ایسا کہنے والے کو ایمان سے
خارج قرار دے رہے ہیں تو انبیٹھوی صاحب کے اس فتویٰ کی
زد کہاں کہاں پڑی۔؟

ہمارے اور ائمہ احادیث کے نزدیک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
اپنے آپ کو تواضعاً بھائی فرمایا جیسا کہ قرآن عظیم میں ہے یونس

۱؎ مطالعہ بریلویت ص ۲۹۶/۲۹۷

علیہ السلام نے فرمایا لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من
الظالمین۔ کیا ہم حضرت یونس علیہ السلام کو ظالم قرار دے سکتے ہیں؟

مرکر مٹی میں ملنے کی بحث

محسوس ہوتا ہے کہ اکابر دیوبند کے نااہل و نالائق مانچسٹروی
جیسے وکلاء نے کفر کو اسلام اور توہین و تنقیص کو عین ایمان اور گستاخی
و بے ادبی کو حمد و ثنا قرار دینے کا تہیہ کیا ہوا ہے۔ مولوی اسماعیل
بالاکوٹی قتیل نے تقویۃ الایمان میں مشکوٰۃ کے باب عشرۃ النساء
کے حوالہ سے ایک حدیث تو نقل کی جس میں غیر خدا کو سجدہ کی
ممانعت کا حکم ہے مگر بغض مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھرپور
دل و دماغ نے ف لکھ کر اس حدیث کا یہ نجس ترین فائدہ
تحریر کیا۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ یعنی:

"میں بھی ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں تو کب
سجدہ کے لائق ہوں۔ الخ"۔ [1]

بتایا جائے کہ یہ "میں بھی مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں" حدیث
مشکوٰۃ کے کس لفظ کا ترجمہ ہے؟ اس موضوع پر بحث یہیں ختم
ہو جاتی مولوی اسماعیل دہلوی نے ایک اس ناپاک و مردود عبارت
میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر خالص افترا کیا دوسرا صریح توہین
اور شدید ترین گستاخی کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے مرکر

[1] تقویۃ الایمان ص ۵۷ مطبوعہ کراچی

مٹی میں ملنے کے مردود الفاظ استعمال کئے۔ یہ تو اسماعیل دہلوی کا سیاہ
کارنامہ تھا اور ملاں مانچسٹروی کے قلب و جگر اور فکر و نظر میں چھپی
نجس ترین گستاخیوں کا کرشمہ دیکھئے گنگوہی کے اتباع میں لفظی
ہیر پھیر بازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ "مٹی ہونے اور
مٹی میں ملنے میں فرق"۔ (ص ۲۹۷)

اور پھر لکھتا ہے "مٹی میں ملنے کے معنی مٹی میں جانا اور دفن
ہونا ہے"۔ (ص ۲۹۸)

یہ چکر سب سے پہلے مولوی رشید احمد گنگوہی نے اپنے
فتاویٰ رشیدیہ میں چلایا تھا کہ مرکر مٹی میں ملنے کا مطلب مٹی
سے ملنا ہے۔ یہ بڑی کمزور اور حقیر تاویل تھی۔ اگر مرکر مٹی میں ملنے
کا مطلب مٹی سے ملنا ہے تو کیا حضور اقدس نور مجسم شفیع معظم
صلی اللہ علیہ وسلم جب اس ظاہری دنیا میں رونق افروز تھے اس
وقت مٹی سے متصل و ملحق نہیں تھے۔ زمین پر تشریف فرما
ہوتے تھے، فرش زمین پر آرام فرما و محو استراحت ہوتے تھے
زمین پر نمازیں ادا فرماتے تھے۔ زمین پر چلتے اور تشریف لاتے
اور لے جاتے تھے تو مولوی اسماعیل دہلوی بھی زمین سے ملتے
رہے زمین سے ملحق رہے، مٹی سے مس ہوتے رہے، مٹی سے
لگتے رہے، کیا مٹی سے لگنا، مٹی سے متصل و مٹی سے ملحق ہونا
بعد وصال ہی ممکن تھا اندھے گنگوہی کی یہ اندھی تاویل کس طرح

قابلِ قبول ہو سکتی ہے۔ ہ اُردو ادب و اُردو لغت سے ادنیٰ واقفیت رکھنے والا بھی جانتا ہے مٹی میں ملنا اور ہے اور مٹی سے ملنا اور۔ پانی دودھ میں ملتا ہے اور اگر دودھ برتن میں ڈالا جائے تو یہ نہیں کہہ سکتے کہ دودھ برتن میں مل گیا۔ ہاں یہ کہہ سکتے ہیں دودھ برتن سے مل گیا۔ دو شخص آپس میں گلے ملتے ہیں کوئی یہ نہیں کہتا گلے میں مل گیا۔ رنگ پانی میں مل گیا یہ تو کہتے ہیں مگر کوئی یہ نہیں کہتا رنگ پانی سے مل گیا۔ سے ملنا اور ہے اور میں ملنا اور ہے۔ معمولی عقل و شعور والا بھی یہ بات سمجھتا ہے۔ کوئی عقل دشمن ہی ایسی الٹی بات سمجھے گا کہ مٹی میں ملنا اور، مٹی سے ملنا ایک ہی بات ہے۔

تقویۃ الایمان میں تحریف

ہم نے ابھی چند اوراق قبل بتایا تھا دیوبندیوں وہابیوں نجدیوں نے اپنی کتابوں میں اہلسنت کی مار اور اہل حق کی یلغار سے بچنے کے لئے زبردست تحریفیں کی ہیں لیجئے تقویۃ الایمان کی اس زیر بحث عبارت کو ہی دیکھ لیجئے پاکستان و ہندوستان میں چھپنے والی تمام تقویۃ الایمانوں میں لکھا ہے:

"میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں"

لیکن تاویلات میں ناکامی کے بعد تھک ہار کر اب حال ہی میں جدّہ سے چھپ کر شائع ہونے والی تقویۃ الایمان میں اس عبارت کو یوں کر دیا گیا ہے:

"یعنی ایک نہ ایک دن میں بھی فوت ہو کر آغوش لحد میں جا سوؤں گا"۔[۱]

جب کوئی تاویل بھی موثر اور کارگر نہ ہوتی تو سچے دل سے توبہ کرتے اور گستاخی کو گستاخی کہنے کی بجائے عبارت میں تحریف کر ڈالی۔ اس عبارت کے بدلنے کا واضح مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ اس عبارت میں گستاخی خود ان کو بھی نظر آ گئی مگر توبہ مقدر میں نہیں اور نہ ہی مولوی اسماعیل دہلوی سے علیحدگی اور کنارہ کشی منظور ورنہ کفر کو کفر کہنے لکھنے میں کیا امر مانع تھا۔؟

مولوی اشرف علی تھانوی کا اقرار و اعتراف

مولوی مانچسٹروی صاحب تو تقویۃ الایمان کی گستاخانہ عبارات کی نوع بنوع رکیک و ذلیل تاویلیں کر کے عامۃ المسلمین کو دھوکہ دے رہا ہے لیکن دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی ان عبارات کو بے ادبی پر مبنی اور گستاخانہ مان چکے ہیں اور تقویۃ الایمان کے گستاخانہ الفاظ استعمال کرنے سے منع کر چکے ہیں۔ سوال و جواب امداد الفتاویٰ میں موجود ہیں ملاحظہ ہوں۔

سوال:۔ وہابی کی کتاب تقویۃ الایمان اس میں لکھا ہے کہ کل مومن اخوۃ یعنی آپس میں سب مومن مسلمان بھائی ہیں اور یہ بھی لکھا ہے کہ خدا کے آگے پیغمبر ایسے ہیں جیسے چمار چوہڑے

[۱] تقویۃ الایمان مطابع اخوان جدہ ص ۱۶۴

تو آپ اس میں کیا فرماتے ہیں کہ بھائی کہنا درست ہے اور حضرت
(صلی اللہ علیہ وسلم) کو بڑا بھائی کہتے ہیں اور سب جماعت کہتی ہے
کہ کہنا درست نہیں ہے لہٰذا براہِ مہربانی اس خط کا جواب بہت
جلد لکھیے۔؟

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کا جواب ملاحظہ ہو۔

الجواب:۔ "تقویۃ الایمان میں بعض الفاظ جو سخت
واقع ہو گئے ہیں اُس زمانہ کی جہالت کا علاج تھا۔۔
۔۔۔ لیکن اب جو بعضوں کی عادت ہے کہ ان الفاظ
کو بلاضرورت بھی استعمال کرتے ہیں۔ یہ بیشک
بے ادبی گستاخی ہے۔" [1]

کچھ بھی ہو ہیرا پھیری چکر بازی ہی سے سہی بہر حال مولوی
اشرف علی تھانوی دیوبندی نے یہ تسلیم کر لیا کہ نام نہاد تقویۃ الایمان
میں سخت الفاظ واقع ہو گئے ہیں اور یہ کہ اب ان الفاظ کا استعمال
کرنا بے شک بے ادبی گستاخی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ
اب مانچسٹروی جیسے نام نہاد وکیل صفائی کو گستاخانہ عبارات کی
وکالت نہیں کرنی چاہیئے اور اب جو دیوبندی تقویۃ الایمان کے سخت
اور گستاخانہ و بے ادبانہ الفاظ کو استعمال کرتے ہیں وہ بلاشبہ تھانوی
کے نزدیک بھی بے ادب گستاخ ہیں لہٰذا اب دیوبندیوں وہابیوں کو

[1] امداد الفتاویٰ جلد چہارم صفحہ ۱۱۵ مطبوعہ دیوبند یوپی از مولوی اشرف علی تھانوی

گستاخانہ عبارات کی صفائی اور من گھڑت تاویلات سے باز رہنا چاہیئے

مفتی احمد یار خاں علیہ الرحمۃ کا سہارا

کہتے ہیں ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہوتا ہے

حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ناپاک
دعوے کی دلیل بنانے کے لئے لکھتا ہے۔ مولانا احمد رضا خاں کے
خلیفہ مفتی احمد یار واللہ انبتکم من الارض نباتا ثم یعیدکم
فیھا ویخرجکم اخراجاً قرآن کریم پارہ ۲۹ سورہ نوح کے
تحت لکھتے ہیں "تمہارے اجزا بدن کو مٹی میں ملا دے گا
خواہ دفن ہو کر خواہ آگ میں جل کر یا دریا میں ڈوب کر۔ [1]

قارئین کرام غور فرماویں اور بار بار دیکھیں کہ شیطان صفت ملاں
مانچسٹروی کا گستاخ دل ودماغ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ
مٹی میں ملا ہوا ثابت کرنے کے لئے کتنا بے قرار ہے اسی لئے
اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا۔

؏ ارے تجھ کو کھائے تپ سقر ترے دل میں کس سے بخار ہے

یہ بے حیا مصنف صفحہ ۲۹۷ پہ ایک سرخی میں تو یوں دھوکہ دیتا
ہے "حیات النبی کے انکار کی تہمت" اور صفحہ ۲۹۸ پر سر دھڑ کی
بازی لگا کر مر کر مٹی میں ملنے کی دلیلیں تلاش کر رہا ہے۔ واقعی دیوبند
دغابازی کا نام ہے۔ مصنف نے صفحہ ۲۹۸ پر جو آیۃ کریمہ نقل

[1] نور العرفان صفحہ ۹۱۱

کی ہے اُس کا ترجمہ اس کے اپنے الفاظ میں یہ ہے۔

"اور اللہ نے تمہیں سبزے کی طرح زمین سے اُگایا پھر
تمہیں اسی میں لے جائے گا اور تمہیں دوبارہ نکالے گا۔"

بتایا جائے کہ قرآن عظیم کے ترجمہ کے ان الفاظ میں مَر کر مٹی میں ملنے کے الفاظ کہاں ہیں۔؟ یا مفتی احمد یار خان صاحب علیہ الرحمۃ کی تفسیر میں مٹی میں ملنے کے الفاظ کہاں ہیں؟ اور انتہائی ڈھیٹ بن کر لکھتا ہے "یہ آیت تمام بنی آدم کو شامل ہے۔" ہم کہتے ہیں کہ اگر یہ آیت کریمہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں ہے تو اس کا جمہور مفسرین سے ثبوت دیا جائے۔ اور پھر بے شرمی اور نری کوری ہٹ دھرمی سے لکھتا ہے۔ "مٹی میں جانے کو مفتی صاحب نے مٹی میں ملنے سے تعبیر کیا ہے۔" کہاں کیا ہے؟ کب کیا ہے؟ کیسے کیا۔؟ مفتی صاحب کے کن الفاظ میں مَر کر مٹی میں ملنا ہے۔؟ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کمال ڈھٹائی سے یہاں تو حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمۃ سے مَر کر مٹی میں ملنا ثابت کرنا چاہتا اور چند سطور آگے لکھتا ہے "مولانا اسماعیل شہید نے مٹی میں ملنے کا تصور دے کر اجساد انبیاء کے مٹی ہو جانے کا عقیدہ ہرگز نہیں لکھا۔" یوں بھی ہے اور یوں بھی ہے۔ بھلا اس خرد ماغی کا علاج پاگل خانہ کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔؟ اور کچھ نہیں سوجھا تو اسی پاگل پن کے خبط میں سیدنا امام اہلسنت سرکار اعلیحضرت

قدس سرہٗ کے حوالہ سے یہ لکھ مارا کہ "مولانا احمد رضا خاں لکھتے ہیں کہ حضور نے فرمایا۔۔۔ میں اور ابوبکر و عمر ایک مٹی سے بنے اور اسی میں دفن ہوں گے۔" [1]

اب کوئی اس بے بصیرت مصنف کے منہ پر تھوک کر اس کو بتائے کہ مَر کر مٹی میں ملنے اور دفن ہونے کے الفاظ ایک جیسے ہیں۔؟ یا مٹی سے بنے اور مَر کر مٹی میں ملنے کے الفاظ ایک ہی ہیں؟ بہرحال ہم نے مولوی اسماعیل دہلوی کی گستاخانہ عبارات کا کفریہ ہونا واضح دلائل اور خود مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی سے ثابت کر دیا اگر قارئین زیادہ تفصیل ملاحظہ فرمانا چاہیں تو الکوکبۃ الشہابیہ اور الطیب البیان کا مطالعہ فرما دیں۔

تحذیر الناس میں نانوتوی صاحب کی کفریہ عبارات

تعجب ہے کہ مانچسٹروی صاحب نے مطالعہ بریلویت کا صفحہ ۳۰۰ تا صفحہ ۳۲۲ بانی مدرسہ دیوبندی مولوی قاسم صاحب نانوتوی کی تحذیر الناس میں انکار ختم نبوت کی گمراہ کُن کفریہ عبارات کی صفائی اور وکالت میں کفر کی حمایت کرتے ہوئے مولوی منظور سنبھلی دیوبندی مدیر الفرقان، مولوی حافظ عزیز الرحمٰن اور خود اپنے پُرانے مضامین سب کے سب نقل کر ڈالے ہیں۔

[1] فتاویٰ افریقہ صہ ۸۵

ہم مانچسٹروی ایسے مبلغ علم کے حامل مرفوع القلم مصنف کی اطلاع کے لئے بتائے دیتے ہیں نہ صرف مکتبہ حفیظیہ مکی مسجد گوجرانوالہ کی شائع کردہ تحذیر الناس کے ضمنی مضامین مولوی عزیز الرحمن کا حاشیہ۔ خود مانچسٹروی کے مقدمہ کا مضمون منظور سنبھلی کی توضیح و ماہنامہ الفرقان کے تاویلاتی مضامین اور نہ صرف یہ بلکہ شہاب الثاقب میں مولوی حسین احمد صدر دیوبند کے مضامین۔ رسائل چاندپوری میں مولوی مرتضیٰ احسن دربھنگی کے مضامین المہند میں مولوی خلیل انبیٹھوی کا تاویلی مضمون۔ چراغ سنت میں مولوی فردوس علی قصوری کے مضامین۔ عبارات اکابر میں مولوی سرفراز گکھڑوی کے مضامین اور ان کی الٹی بانگی مذموم تاویلیں مدت مدید سے ہمارے پیش نظر ہیں۔ دائی سے پیٹ چھپا ہوا نہیں ہوتا۔ مانچسٹروی نے وہی پرانے کٹے پٹے تردید شدہ مضامین اور مذموم تاویلات اِدھر اُدھر سے نقل مار کر پھر دوبارہ سہ بارہ لکھ دیئے اور محافظ تحذیر الناس بن بیٹھا۔ مانچسٹروی کی مطالعہ بریلویت میں صفحہ ۳۰۰ تا صفحہ ۳۲۲ کونسی بات ہے جس کا بار بار دندان شکن جواب نہیں دیا گیا۔ ؟ امام العلما مفتی اعظم شیخ الفقہا و شہزادہ اعلیحضرت مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہٗ نے ”اشد الباس علی عابد الخناس“، ”رد تحذیر الناس“، میں مناظر اعظم شیر بیشہ اہلسنت مظہر اعلیحضرت علامہ عبید الرضا ابو الفتح مولانا

محمد حشمت علی خاں صاحب قدس سرہٗ نے رد المہند اور متعدد دوسری تصانیف و روئیداد ہائے مناظرہ میں محقق اجل مفتی سنبھل فاضل بے بدل مولانا شاہ محمد اجمل صاحب قادری رضوی سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ نے ”احقاق الدین علیٰ اکابر المرتدین“ ”رد شہاب ثاقب بر وہابی خائب میں اور ”ردسیف یمانی میں۔ علامہ سید محمود احمد رضوی مہتمم دار العلوم حزب الاحناف لاہور نے چراغ ہدایت میں علامہ سید احمد سعید کاظمی امروہوی نے التبشیر برد التحذیر و مقالات کاظمی جلد دوم میں علامہ مولانا غلام علی صاحب اوکاڑوی نے التنویر لدفع ظلام التحذیر میں دیوبندیوں کی تمام مذموم تاویلات کے بار بار مدلل و محقق و دندان شکن جوابات دیئے ہیں جن کے جواب الجواب سے دیوبندی نسل عاجز و قاصر ہے۔ ہم مصنف مانچسٹروی کی طرح اپنی کتاب میں اپنے دلائل کی بجائے کتابوں کی کتابیں نقل کرنے، نقل مارنے کے عادی نہیں ہم اپنے احباب اہلسنت و انصاف پسند قارئین سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ تحذیر الناس کی دیوبندی جاہلانہ گمراہ کن تاویلات کے جواب میں مذکورہ بالا تصانیف علماء اہلسنت کا مطالعہ کریں۔

البتہ چند اہم سنئے اور فیصلہ کن جوابات مختصراً ہم عرض کر رہے ہیں۔ پہلی جلد کا یہ دوسرا حصّہ بھی حد سے زیادہ طویل ہو گیا اس لئے ہمیں مجبوراً اختصار بھی ملحوظ ہے۔

چند فیصلہ کن اہم باتیں

تحذیر الناس کے بیشمار رد لکھے گئے

یاد رہے کہ جب مولوی قاسم نانوتوی صاحب بانی مدرسہ دیوبند نے مسلمہ اجماعی عقیدہ ختم نبوت بمعنی آخری نبی پر کلہاڑا اچلاتے ہوئے تحذیر الناس نامی کتابچہ تحریر کیا اُسی زمانہ میں امام اہلسنت سیدنا اعلحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ سے پہلے بہت سے اکابر و متقدر علماؔ نے تحذیر الناس کے باطل نظریات کے رد میں بکثرت اہم کتب و رسائل شائع کیے تھے جن میں سے چند کے نام یہ ہیں:

(۱) تحقیقات محمدیہ حل اوہام نجدیہ ۱۲۸۹ھ / ۱۸۷۲ء از مولانا مولوی فضل مجید بدایونی المتوفی ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء تلمیذ مولانا عبد القادر بدایونی۔

(۲) تنبیہ الجہال بالہام الباسط المتعال ۱۲۹۱ھ / ۱۸۷۴ء مولانا مفتی حافظ بخش بدایونی اس رسالہ میں مناظرہ احمدیہ اور تحذیر الناس کا رد کیا گیا ہے اور (اعلحضرت امام اہلسنت کے والد ماجد) مولانا مولوی نقی علی خاں کی حمایت کی گئی ہے۔

(۳) الکلام الاحسن مولانا محمد احسن نانوتوی کے (عقیدہ تحذیر الناس) کے رد میں مولانا مولوی ہدایت علی بریلوی کا رسالہ ہے۔

(۴) قول الفصیح۔ مولانا فصیح الدین بدایونی (رحمۃ اللہ علیہ) تلمیذ مولانا عبد القادر بدایونی نے تحذیر الناس کے جواب میں یہ رسالہ ۱۸۷۵ء میں لکھا اور شائع کیا۔

(۵) افادات صمدیہ مصنفہ مولانا عبد الصمد سہسوانی متوفی ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء نے تحریر کیا۔

(۶) رد رسالہ قانون شریعت۔ مولانا عبد الصمد سہسوانی کے شاگرد مولوی الٰہی بخش ساکن پھپوند ضلع اٹاوہ نے لکھا۔

(۷) ابطال اغلاط قاسمیہ۔ مولانا عبید اللہ امام جامع مسجد بمبئی کے ایما پر مولانا عبد الغفار نے ۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۲ء یہ رسالہ ترتیب دیا مولوی قاسم نانوتوی اور مولوی محمد شاہ پنجابی متوفی ۱۳۰۵ھ کے درمیان دہلی میں تحذیر الناس کے مضامین پر مناظرہ ہوا۔ دونوں صاحبوں کے اقوال سے ایک استفتا مرتب کر کے مولوی محمد قاسم کے خلاف مولانا عبد الغفار نے علماؔ سے دستخط کراتے۔ اس رسالہ پر دوسرے بہت سے (علماؔ) حضرات کے ساتھ مولانا عبد القادر بدایونی مولوی محب احمد بدایونی، مولوی فصیح الدین مولانا مولوی عبید اللہ امام جامع مسجد بمبئی کے دستخط ہیں۔

(۸) فتویٰ بے نظیر۔ اس رسالہ میں اُن تمام علماؔ کے فتوے یکجا شامل ہیں جو صحت اثر ابن عباس کے قائل نہ تھے۔ یہ رسالہ مطبع اسدی میں چھپا ہے۔

(۹) کشف الالتباس فی اثر ابن عباس۔ تحذیر الناس کے نظریات کے رد میں لاجواب رسالہ تھا۔

(۱۰) قسطاس فی موازنۃ اثر ابن عباس۔ رد تحذیر الناس کے

موضوع پر قابل قدر کتاب ہے۔ [1]

مصنف مانچسٹروی صاحب کو معلومات میں اضافہ کے لئے ہم واضح کردیتے ہیں کہ سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ سے بہت پہلے اکابر علماء و فقہاء ہندوستان نے تحذیر الناس میں نانوتوی کے نظریات باطلہ کا بھرپور رد اور مسلسل تعاقب فرمایا تھا حضور اعلیٰحضرت نانوتوی صاحب کا رد و ابطال کرنے والے یکا و تنہا اور کوئی پہلے عالم دین نہ تھے خود سوانح قاسمی میں بھی تسلیم کیا گیا ہے۔

سوانح قاسمی کی شہادت

بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی کے سوانح نگار مولوی مناظر احسن گیلانی کو بھی تسلیم کرنا پڑا ہے لکھتا ہے "اُسی (قاسم نانوتوی کے) زمانہ میں تحذیر الناس نامی رسالہ کے بعض دعاوی پر بعض مولویوں کی طرف سے خود سیدنا امام الکبیر (قاسم نانوتوی) پر طعن و تشنیع کا سلسلہ جاری تھا۔ [2]

مولوی اشرف علی تھانوی کی شہادت

دیوبندی حکیم الامت تھانوی کو بھی تسلیم ہے اور اس کے بغیر چارہ ہی نہیں، لکھتا ہے۔ "جس وقت سے مولانا (قاسم نانوتوی) نے تحذیر الناس لکھی ہے کسی نے ہندوستان بھر میں مولانا (نانوتوی) کے ساتھ موافقت نہیں کی بجز مولانا عبد الحیی صاحب کے۔ [3]

---

[1] ملخصاً مولانا محمد احسن نانوتوی صہ۹۱ تا صہ۹۳، [2] سوانح قاسمی جلد اول صہ۳۷،

[3] الافاضات الیومیہ جلد چہارم زیر ملفوظ ۹۲۷ صہ۵۸

"فرمایا۔۔۔۔۔ اسی طرح جب مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب تحذیر الناس لکھی تو سب نے مولانا محمد قاسم صاحب کی مخالفت کی مگر مولانا عبد الحیّ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے موافقت میں رسالہ لکھا"۔ [1]

ثابت ہوا کہ تحذیر الناس کے مضامین اس قدر شدید غلط اور عقیدۂ ختم نبوت بمعنی آخری نبی کے اس قدر منافی تھے کہ بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی کی کسی بھی عالم نے تائید و حمایت نہ فرمائی تھی سوائے مولوی عبد الحیّ صاحب کے۔ جب ساری دنیا کے اہل علم تحذیر الناس کے کفریات کو کفریات سمجھ رہے تھے اور ختم نبوت کے نئے نرالے انفرادی معنوں کی مخالفت کر رہے تھے اعلیٰحضرت نے اکابر علماء ہند کے بہت بعد تحذیر الناس کا شدید مواخذہ فرمایا اور اس کے ارتداد کو دلائل قاطعہ سے واضح فرمایا تو آسمان سر پر اٹھا لیا گویا اس باب میں اعلیٰحضرت فرد تنہا ہیں حالانکہ نانوتوی صاحب کی یہ انفرادی و ذاتی تحقیق تھی وہ "خرق اجماع" و "تفسیر بالرائے" کے مرتکب ہوئے تھے

مولوی انور کاشمیری کا تحذیر الناس سے اختلاف

حد یہ کہ محدث مدرسہ دیوبند اور دیوبندیوں کے امام العصر مولوی انور کاشمیری نے بھی کسی نہ کسی انداز میں بانی مدرسہ دیوبند سے اختلاف کیا۔ دیکھئے اثر عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما

---

[1] قصص الاکابر صہ۱۵۹ و القول الجلیل صہ۳۰ م نمبر ۲۰

کے بارے میں نانوتوی صاحب اس اثر کو بالمعنی مرفوع اور سنداً صحیح قرار دیتے ہیں اور لکھتے ہیں "تو بایں وجہ کہ بالمعنی مرفوع ہے اور باعتبار سند صحیح بے شک تسلیم ہی کرنا پڑے گا۔" ؎۱

لیکن محدّث مدرسہ دیوبند مولوی انور کاشمیری صاحب فیض الباری میں صاف صاف لکھتے ہیں

"والظاهر انه ليس بمرفوع واذا ظهر عندنا منشأه فلا ينبغي للانسان ان يعجز نفسه في شرحه مع كونه شاذا بالمرة" ؎۲ یعنی اور ظاہر یہ ہے کہ یہ اثر مرفوع نہیں ہے اور جب اس کا منشا ہم پر ظاہر ہو گیا (کہ یہ محض عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب کیا ہوا قول ہے ناقل) تو اب انسان کے لئے یہ بات لائق نہیں کہ وہ اس کی شرح میں اپنے آپ کو عاجز کر دے باوجود کہ وہ مُرہ (راوی) کی وجہ سے شاذ ہے۔ انتہی۔

بانئ مدرسہ دیوبند پر محدّث دیوبند کی جرح و طنز | صرف یہی نہیں بلکہ مولوی انور صاحب

کاشمیری نے فیض الباری میں اسی مقام پر نانوتوی صاحب کے رسالہ تحذیر الناس کا ذکر بھی کیا ہے اور عجیب انداز میں اُس کے انداز پر جرح کی ہے، فرماتے ہیں:

؎۱ تحذیر الناس ص۲۳۔ ؎۲ فیض الباری جلد ۳ ص۳۲۳

"وقد الف مولانا النانوتوي رسالة مستقلة شرح الاثر المذكور سماها تحذير الناس عن انكار اثر ابن عباس وحقق فيها ان خاتميته صلى الله عليه وسلم لا يخالف ان يكون خاتم آخر في ارض اخرى كما هو مذكور في اثر ابن عباس ويلوح من كلام مولانا النانوتوي ان يكون لكل ارض سماء ايضاً كما لارضنا والذي يظهر من القرآن كون السموات السبع علما لتلك الارضية اھ ؎۱

ترجمہ: عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اثر مذکور کی شرح میں مولانا نانوتوی نے ایک مستقل رسالہ "تحذیر الناس عن انکار اثر ابن عباس" لکھا ہے اور اس میں ثابت کیا ہے کہ اگر کوئی اور خاتم کسی دوسری زمین میں ہو تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کے خلاف نہیں، جب کہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس اثر میں مذکور ہے اور مولانا نانوتوی کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر زمین کے لئے بھی اسی طرح آسمان ہو جیسے ہماری زمین کے لئے ہے قرآن مجید سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ساتوں آسمان اسی زمین

؎۱ فیض الباری جلد ۳ ص۳۲۳

کے لئے ہیں۔

○ دیکھیے کس وضاحت کے ساتھ مولوی انور صاحب نے نانوتوی صاحب کے کلام کو قرآن مجید کے خلاف قرار دیا ہے۔ اس کے بعد مولانا انور صاحب نے اثر مذکور کے متعلق اپنا وہی مسلک بیان کیا ہے جو ہم بیان کر چکے ہیں اور ساتھ ہی مولوی کاشمیری صاحب نے نانوتوی صاحب پر نہایت لطیف انداز میں طنز کیا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"والحاصل انا وجدنا الاثر المذكور شاذا لا يتعلق به امر من صلوتنا و صيامنا ولا يتوقف عليه شئ من ايماننا رأينا ان نترك شرحه وان كان لا بد لك ان تقتحم في ما ليس لك به علم فقل على طريق ارباب الحقائق ان سبع ارضين لعلها عبارة عن سبعة عوالم وقد صح منها ثلثة عالم الاجسام وعالم المثال وعالم الارواح۔ اما عالم الذر وعالم النسمة فقد ورد به الحديث ايضا لكنا لا ندرى هل هو عالم براسه ام لا فهذه خمسة عوالم و اخرج نحوها اثنين ايضا فالشئ الواحد لا يمر من هذا العالم الا ويأخذ احكامه

وقد ثبت عند الشرع وجودات للشئ قبل وجوده في هذا العالم وحينئذ يمكن لك ان تلتزم كون النبي الواحد في عوالم مختلفة بدون محذورية انتهى [۱]

ترجمہ:۔ اور حاصل کلام یہ ہے کہ جب ہم نے اثر مذکور کو شاذ پایا اور اس کے ساتھ ہماری نماز اور روزے کا کوئی امر بھی متعلق نہیں نہ اس پر ہمارے ایمان سے کوئی امر موقوف ہے تو ہم نے مناسب جانا کہ اس کی شرح کو ترک کر دیں اور (اے مخاطب) اگر تیرے لیے کوئی چارہ نہیں اور تو اس بات پر مجبور ہے کہ ایسی چیز میں دخل انداز ہو جس کے بارہ میں تجھے کچھ علم نہیں۔ (یعنی اثر مذکور کے بارے میں تو ضرور کچھ کہنا چاہتا ہے) تو ارباب حقائق کے طریق پر تجھے یہ کہنا چاہیئے کہ غالباً اثر مذکور میں سات زمینوں کے لفظ سے سات عالموں کو تعبیر کیا گیا ہے۔ جن میں سے تین کا وجود تو صحت کے درجہ کو پہنچ چکا ہے۔ عالم اجسام، عالم مثال، عالم برزخ، پھر عالم ذر، عالم نسمۃ تو بے شک ان دونوں کے متعلق بھی حدیث وارد ہوئی ہے لیکن ہم نہیں جانتے کہ یہ

---

[۱] فیض الباری جلد ۳ ص ۳۳۴۔

دونوں مستقل عالم ہیں یا نہیں۔ پس یہ پانچ عالم ہیں اور انہیں
پانچ کی طرح دو اور بھی نکال لے (تاکہ پورے سات ہو جائیں)
تو ایک چیز اس عالم سے دوسرے عالم کی طرف نہیں
گزرتی لیکن اس حال میں گزرتی ہے کہ اس عالم کے احکام
لے لیتی ہے اور بے شک ایک شئی کے لئے اس کے
اس عالم میں آنے سے پہلے کئی وجود شرح مطہر میں ثابت
ہو چکے ہیں۔ اور اس وقت تیرے لئے بغیر کسی دشواری
کے یہ ممکن ہے کہ تو مختلف عالموں میں ایک ہی نبی
کے ہونے کا التزام کرے۔

مولوی انور کاشمیری صاحب نے اس عبارت میں بیہقی کی تصحیح
نقل کرنے کے باوجود اثر مذکور کی صحت کو تسلیم نہیں کیا اور اس کو
محض لفظ شاذ سے تعبیر فرمایا۔ اسی طرح "والظاہر انہ لیس بمرفوع" کہہ
کر اس کے مطلقاً مرفوع ہونے کی نفی کر دی اور کسی ایک جگہ بھی
اس کے بالمعنی مرفوع ہونے کا قول نہیں کیا اور صاف کہہ دیا کہ
ہمارے اعمال وعقائد میں سے کوئی شئی اس اثر عبداللہ ابن عباس
سے متعلق نہیں، اس لئے ہم اس کی شرح چھوڑتے ہیں یہ نانوتوی
صاحب پر ایک قسم کا لطیف طنز ہے۔ کیونکہ نانوتوی صاحب نے
یہ تسلیم کر لینے کے باوجود کہ واقعی اثر عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اصول
دین اور عقائد واعمال سے قطعاً متعلق نہیں اس کی شرح میں ایڑی چوٹی

کا زور لگا دیا۔ مزید برآں شاہ صاحب نے اثر مذکور میں کلام کرنے کو
انتہائی طور پر ناپسند کیا اور فرمایا کہ اگر کوئی شخص اس میں کلام کرنے کے
لئے اپنے آپ کو مجبور پاتا ہے۔ تو اسے (وہ بات نہ کہنی چاہیئے جو
نانوتوی صاحب نے کہی بلکہ) ارباب حقائق کے طور پر کلام کرنا چاہیئے
اور وہ یہ کہ سات زمینوں سے سات عالم مراد لئے جائیں اور انبیاء
مذکورین سے ہر نبی کو ہر عالم میں تسلیم کیا جائے۔ کیونکہ عند الشرع ایک
شئی کے متعدد وجود ہوتے ہیں لہٰذا ایک ہی نبی کا ساتوں عالموں
میں پایا جانا دشوار نہیں۔ ان واضح حوالہ جات سے ثابت ہو گیا کہ
دیوبند کے محدث وامام العصر مولوی انور کاشمیری بھی بانی مدرسہ دیوبند
کے خلاف اجماع اس انفرادی نظریہ سے متفق نہ تھے۔ یہ وہی
مولوی انور کاشمیری ہیں جن کے متعلق دیوبندی شیخ التفسیر مولوی احمد علی
شیر انوالہ گیٹ لاہور کے رسالہ خدام الدین میں یوں لکھا ہے:

"میں نے شام سے لے کر ہند تک اس (مولوی انور
کاشمیری کی) شان کا کوئی محدث اور عالم نہیں پایا۔۔۔۔
اگر میں قسم کھاؤں کہ یہ (مولوی انور کاشمیری) امام اعظم
ابو حنیفہ سے بھی بڑے عالم ہیں تو میں اپنے دعویٰ میں
کاذب نہ ہوں گا"[1]

یہ تو تھی مولوی محمد انور کاشمیری کی علمی حیثیت اور قدر و قیمت

[1] ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۱۸۔ دسمبر ۱۹۶۴ء

اب ذرا مولوی قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کی علمی حیثیت بھی ملاحظہ ہو جن کا رد مولوی محمد انور کاشمیری نے کیا ہے مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی مولوی قاسم نانوتوی کی علمی حیثیت کے بارہ میں لکھتے ہیں " فرمایا کہ مولانا محمد قاسم صاحب نے کتابیں کچھ بہت نہیں پڑھی تھیں۔ پڑھنے کے زمانہ میں بھی بہت شوق و مشقت سے نہ پڑھا تھا۔" [1]

یہی کچھ نانوتوی صاحب کی علمی حیثیت کے بارہ میں مولوی قاسم صاحب کے سوانح نگار مولوی مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں، "مولانا محمد قاسم نے کتابیں کچھ بہت نہیں پڑھی تھیں بلکہ پڑھنے کے زمانہ میں بھی بہت شوق و مشقت سے نہیں پڑھا تھا۔" [2]

یہی وجہ ہے کہ اس ان پڑھ قسم کے بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب کی تحذیر الناس کے مندرجات سے کسی نے بھی اتفاق نہ کیا تھا اور سب علما نے تحذیر الناس سے اختلاف کیا تھا۔

اعلیٰحضرت سے پہلے علما بھی تکفیر کرتے تھے

مانچسٹر دی ڈان کے ہم عصر

دیوبندی مولوی صاحبان پوری قوت سے سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ صرف انہوں ہی نے

[1] قصص الاکابر صد ۱۵۶ ، [2] سوانح قاسمی جلد اوّل صد ۲۳۹

اکابر دیوبند کی تکفیر کی۔ تحذیر الناس ،حفظ الایمان ،براہین قاطعہ کی عبارات پر صرف اعلیٰحضرت ہی نے حکم شرعی تکفیر کا فتویٰ لگایا وغیرہ حالانکہ اکابر دیوبند کی اپنی غیر مبہم تحریروں سے ثابت ہے کہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ سے پہلے کے اکابر علما بھی تحذیر الناس کی عبارات کو کفریہ سمجھتے تھے اور نانوتوی صاحب کی تکفیر کرتے تھے اعلیٰحضرت امام اہلسنت نے تو ~~۱۳۲۴ھ~~ ۱۳۲۵ھ میں اکابر علما و فقہا عرب و عجم سے تحذیر الناس وغیرہ کتب پر شرعی حکم طلب کیا اور حسام الحرمین شریف کے نام سے شائع فرمایا۔ لیکن مولوی قاسم نانوتوی صاحب کی ۱۲۹۷ھ میں وفات سے قبل بھی اکابر علما ہند تحذیر الناس کی عبارات پر کُفر کا حکم لگاتے تھے اور نانوتوی صاحب کی تکفیر کرتے تھے ملاحظہ ہو "ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ دہلی تشریف رکھتے تھے اور اُن کے ساتھ مولانا احمد حسن صاحب امروہوی اور امیر شاہ خانصاحب بھی تھے۔ شب کو جب سونے کے لئے لیٹے تو ان دونوں نے اپنی چارپائی ذرا الگ کو بچھالی اور باتیں کرنے لگے۔ امیر شاہ خانصاحب نے مولوی صاحب سے کہا کہ صبح کی نماز ایک برج والی مسجد میں چل کر پڑھیں گے۔ سُنا ہے وہاں کے امام قرآن شریف بہت اچھا پڑھتے ہیں۔ مولوی صاحب نے کہا کہ ارے پٹھان جاہل (آپس میں بے تکلفی بہت تھی) ہم اُس کے پیچھے نماز پڑھیں گے وہ تو ہمارے مولانا کی تکفیر

کرتا ہے۔ مولانا نے سُن لیا اور زور سے فرمایا احمد حسن میں تو سمجھا تھا تو لکھ پڑھ گیا ہے مگر جاہل ہی رہا پھر دوسروں کو جاہل کہتا ہے ارے کیا قاسم کی تکفیر سے وہ قابل امامت نہیں رہا۔ میں تو اُس سے اُس کی دینداری کا معتقد ہو گیا۔ اُس نے میری کوئی ایسی بات سُنی ہی ہو گی جس کی وجہ سے میری تکفیر واجب تھی گو روایت غلط پہنچی ہو تو یہ راوی پر الزام ہے تو اس کا سبب دین ہی ہے اب میں خود اس کے پیچھے نماز پڑھوں گا۔ غرض کہ مولانا نے صبح کی نماز اُس کے پیچھے پڑھی۔ یہ ہے ہمارے بزرگوں کا مذاق جس کی کوئی نظیر پیش نہیں کر سکتا ان حضرات کی عجیب و غریب شان تھی۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ بجز کفار کے اور کسی سے مناظرہ نہ کرتے تھے۔ بہت ہی مجبوری کے درجہ میں ایک مرتبہ بعض غیر مقلدین کا اور بعض شیعوں کا جواب لکھا تھا۔ تحذیر الناس پر جب مولانا پر فتوے لگے تو جواب نہیں دیا یہ فرمایا کہ کافر سے مسلمان ہونے کا طریقہ بڑوں سے یہ سُنا ہے کہ کلمہ پڑھنے سے مسلمان ہو جاتا ہے تو میں کلمہ پڑھتا ہوں لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ[1]

ثابت ہوا کہ نانوتوی صاحب کی تحذیر الناس کی عبارات کفریہ کے سبب اُن پر اعلحضرت امام اہلسنت سے بہت پہلے تکفیر کا حکم شرعی لگ چکا تھا اور نانوتوی صاحب نے تحذیر الناس

[1] الافاضات الیومیہ جلد چہارم ص ۲۹۲

کی کفریہ عبارات پر فتویٔ تکفیر کا (مانچسٹروی صاحب کی طرح) کچھ جواب نہیں دیا تھا بلکہ کفر کے فتوے لگنے پر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا تھا۔ کاش کہ نانوتوی صاحب تحذیر الناس کے کفریہ کلمات سے توبہ اور رجوع کر کے کلمہ پڑھتے تو ہم بھی ان کی تکفیر سے دستبردار ہو جاتے مگر انہوں نے بہرحال اپنے آپ پر اور تحذیر الناس کی کفریہ عبارات پر فتویٔ تکفیر لگنے کا بُرا نہیں منایا، بے جا تاویلات نہیں کیں۔ فتویٔ کفر لگانے والے امام صاحب کی اقتداء میں نماز ادا کی اور اپنی سمجھ اور اپنے علم کے مطابق کلمات کفریہ بول کر صرف کلمہ پڑھ کر اپنے اندازے کے مطابق مسلمان ہو گئے کلمہ شریف تو ہر روز مرزائی قادیانی رافضی خارجی منکر حدیث چکڑالوی سبھی پڑھتے ہیں مگر تجدید ایمان کے لئے کلمات کفریہ سے توبہ اور رجوع لازم و ضروری ہے۔ بہرحال اس عبارت سے اتنا ضرور ثابت ہوا کہ نانوتوی صاحب نے عبارات تحذیر الناس کو کفریہ جان کر دوبارہ مسلمان ہونے کے لئے کلمہ پڑھا تھا۔ اب یہاں مانچسٹروی صاحب اور تحذیر الناس کی عبارات کو عین اسلام قرار دینے والے دیوبندی مصنفین و مناظرین کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ وہ نانوتوی صاحب کے برعکس کیوں بے مقصد و بے وزن تاویلیں کر رہے ہیں۔ نانوتوی صاحب نے محولہ بالا عبارت میں کلمہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پڑھا اور تھانوی صاحب

نے محمد الرسول لکھا ہے یہ الف لام کا اضافہ کر کے آخر کون سے عربی قواعد یا ضابطہ سے ہے؟

تحذیر الناس اور مولوی محمد احسن نانوتوی

مولوی محمد احسن صاحب مولوی قاسم صاحب نانوتوی کے ہم فکر وہم درس تھے۔ ان کی اثر ابن عباس رضی اللہ عنہ کی صحت تسلیم کرنے کی خبر پر جب علماء نے تکفیر کی اور رام پور کے ممتاز علماء سے فتاوی منگوالئے اور سیدنا اعلیحضرت قدس سرہ کے والد ماجد رئیس الاتقیا مولانا محمد نقی علی خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مولوی احسن نانوتوی کا تعاقب فرمایا تو مولوی محمد احسن نانوتوی نے تحذیر الناس اثر ابن عباس سے توبہ کا اعلان کر دیا تھا۔ اس توبہ نامہ کے دو اقتباس ملاحظہ ہوں۔ مولوی محمد احسن نانوتوی نے مولانا نقی علی خاں کے ایک ساتھی رحمت حسین کو یہ لکھا:

"جناب مخدوم ومکرم بندہ دام مجدہم۔ پس از سلام مسنون۔ التماس یہ ہے کہ واقع میں جو جواب مولوی نقی علی خاں صاحب میری تحریر کے مطابق ہے یہ جواب اس جواب کا خلاصہ لکھا تھا جو مولوی عبد الحئی فرنگی محلی نے لکھا تھا۔۔۔۔۔
اور زبانی سامنے شاہ نظام حسین صاحب کے میں نے یہ اقرار کیا کہ مجھ کو اس تحریر پر اصرار نہیں جس وقت علماء کے اقوال ہا کتب مستندہ سے آئیں، غلطی ثابت ہو گی، میں

فوراً اس کو مان لوں گا مگر مولوی صاحب نے براہ مسافر نوازی کوئی غلطی تو ثابت نہ کی اور نہ مجھ کو اس کی اطلاع دی بلکہ اول ہی کفر کا حکم شائع فرمایا اور تمام بریلی میں لوگ اس طرح (کافر کافر) کہتے پھرے۔ خیر میں نے خدا کے حوالے کیا۔ اگر اس تحریر کی رو سے میں عند اللہ کافر ہوں تو توبہ کرتا ہوں خدا تعالیٰ قبول کرے"۔ زیادہ نیاز۔ محمد احسن عفی عنہ۔

مولوی نقی علی خاں اس تحریر سے بھی مطمئن نہ ہوئے۔ ان کی رائے میں اثر ابن عباس کی صحت قبول کرنے کے بعد مولانا محمد احسن منکر خاتم النبیین ٹھہرتے تھے اس لئے مولوی نقی علی خاں نے رام پور سے ایک فتوی منگوایا جس کی رو سے مولانا محمد احسن کی تکفیر مشتہر کی گئی۔

اثر ابن عباس کی صحت سے رجوع

بعد میں مولوی محمد احسن صاحب نانوتوی نے تحذیر الناس کے کفریہ مندرجات اور اثر ابن عباس کی صحت کے قول سے رجوع کرتے ہوئے مندرجہ ذیل اشتہار شائع کیا۔

"عید الفطر کے روز چرچا ہو رہا تھا کہ مولوی نقی علی خانصاحب نے ایک استفتا رام پور سے منگوایا ہے جس کی رو سے میری تکفیر مشتہر کی وہ استفتا میری نظر سے بالتفصیل نہیں گزرا بعد تشریف آوری مولوی محمد یعقوب علی خاں صاحب کے اس کی نقل میں نے مفصل دیکھی اور اس عقیدہ والے کی

تکفیر پر میں بھی علماؑ کے ساتھ متفق ہوں یعنی جو شخص خاتم النبیین سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی دوسرے کو جانے اور آپ کی نبوت کو مخصوص کسی طبقے کے ساتھ مانے وہ شخص میرے نزدیک بھی خارج از دائرہ اسلام اور کافر ہے لہٰذا بر نظر دور کرنے مظنۂ عوام کے یہ اشتہار دیتا ہوں کہ میرا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا نہ کوئی نبی خاتم النبیین ہوا نہ ہوگا بس خلاف اس عقیدہ کے غیر صحیح اور غلط تصوّر کیا جائے۔" لـه

الغرض مولوی محمد احسن نانوتوی نے تحذیر الناس اور اثر ابن عباس کی صحت سے توبہ اور اظہار برأت کر دیا تھا لیکن مانچسٹروی صاحب ساری دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے تحذیر الناس کو صحیفہ آسمانی قرار دینے پر تُلا ہوا ہے۔ حالانکہ خود اکابر دیوبند تحذیر الناس کے مندرجات کو عقیدہ ختم نبوت کے منافی سمجھتے تھے مگر مانچسٹروی صاحب کی ساری یاوہ گوئی امام اہلسنت اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے خلاف ہے۔

مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی کی تائید

دربارہ تکفیر مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی ناظم تعلیمات مدرسہ دیوبند اعلیٰحضرت کو حق بجانب قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

لـه المشتہر محمد احسن صدیقی ذکتاب مولانا محمد احسن نانوتوی صـ۸۸-۸۹،

"اگر مولانا احمد رضا خانصاحب بریلوی کے نزدیک بعض علماء دیوبند (مولوی قاسم نانوتوی، مولوی رشید گنگوہی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، مولوی اشرف علی تھانوی) واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے انہیں سمجھا تو خانصاحب پر ان علمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی۔ اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے۔" لـه

اس واضح اعتراف کے بعد تکفیر کا شرعی حکم واضح کرنے والے خدا ترس علماء کے خلاف معاندانہ پراپیگنڈہ ختم ہو جانا چاہیئے۔ کیونکہ جن توہین آمیز گستاخانہ عبارات کو علماء اہل سنت کفر قرار دیتے ہیں۔ ان کو متضاد تاویلات کے نتیجہ میں، عدم واقفیت و بے خبری کے عالم میں الغرض کسی نہ کسی طرح ان عبارات کو وہ خود بھی کفر سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے مفصل بحوالہ کتب اکابر دیوبند ثابت کیا ہے اور تمام حوالہ جات اکابر دیوبند کی اپنی معتبر و مستند کتب سے نقل کئے ہیں۔ مولیٰ عزوجل ضد و عناد سے بچائے اور قبول حق کی توفیق رفیق فرمائے۔ آمین۔

تحذیر الناس میں تحریف

تحذیر الناس صـ۲۸ کی پرانی اصل عبارت قدیم ایڈیشنوں میں یوں ہے:

لـه اشد العذاب صـ۱۳ از مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی چاندپوری ناظم تعلیمات مدرسہ دیوبند۔

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔" [۱]

لیکن اس عبارت سے توبہ و رجوع کی بجائے دیوبندیوں نے یہ نیا جھُرلو چلایا ہے کہ اصل عبارت کا حُلیہ بگاڑ کر رکھ دیا۔ ملاحظہ ہو نئی عبارت یہ ہے۔

"اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا بالفرض آپ کے بعد بھی کوئی نبی فرض کیا جائے تو بھی خاتمیت محمدی میں فرق نہ آئے گا۔" [۲]

عبارت میں نبی پیدا ہو کی جگہ نبی فرض کیا جائے کر دیا۔ اس کارستانی سے ثابت ہوا کہ یہ عبارت خود علمائے دیوبند کے نزدیک بھی کفر ہے۔

قارئین کرام! تحذیر الناس ص۲۴/۲۸ کی مذکورہ بالا عبارت کو ذہن میں رکھیں اور اس سے پہلے تحذیر الناس ص۳ کی عبارت بھی ملاحظہ کریں:۔

"عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل

---

[۱] تحذیر الناس کتب خانہ امدادیہ دیوبند ص۲۴، تحذیر الناس ص۲۸ انار کلی لاہور کراچی ایڈیشن۔

[۲] تحذیر الناس ص۲۲ شائع کردہ مکتبہ راشد کمپنی دیوبند یوپی۔

فہم پر روشن ہوگا کہ تقدیم یا تاخیر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔"

اور ص۲۸ پر یوں ہے:۔

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔"

مختصر وضاحت

مولوی قاسم صاحب نانوتوی کی اس عبارت کا صاف صریح واضح مطلب یہی ہے کہ خاتم النبیین کا یہ معنی سمجھنا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے پچھلے نبی ہیں یہ ناسمجھ لوگوں کا خیال ہے۔ سمجھدار لوگوں کے نزدیک یہ معنی غلط ہیں کیونکہ زمانہ کے لحاظ سے سب سے پہلے یا سب سے پیچھے ہونا اپنی ذات کے اندر کوئی خوبی اور فضیلت کی بات نہیں۔

ساڑھے تیرہ سو برس سے بھی زیادہ پیشتر سے اب تک تمام اگلے پچھلے اولیاء و علماء و عوام اہل اسلام کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ آیت کریمہ میں خاتم النبیین کے صرف یہی معنی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے پچھلے نبی ہیں یہی معنی تمام ائمہ اسلام، صوفیائے عظام، متکلمین فخام، فقہائے اعلام،

مفسرین عالی مقام نے بتائے۔ یہی معنی صحابۂ کرام نے تابعین کو سمجھائے بلکہ یہی معنی خود حضور نے متعدد حدیثوں میں ارشاد فرمائے۔ علامہ ابن نجیم الاشباہ والنظائر میں تحریر فرماتے ہیں :۔

"اذا لم یعرف ان محمدًا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من الضروریات" [1] یعنی کوئی شخص جب حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو آخری نبی نہ جانے تو وہ مسلمان نہیں کیونکہ حضور کو آخری نبی ماننا ضروریات دین میں سے ہے۔

خود مفتی دیوبند مولوی محمد شفیع دیوبندی اپنے رسالہ ہدیۃ المہدیین صـ۲۱ میں لکھتے ہیں کہ :۔

"ان اللغۃ العربیۃ حاکمۃ بان معنی خاتم النبیین فی الآیۃ ھو اٰخر النبیین لا غیر" بیشک عربی زبان کا اٹل فیصلہ ہے کہ آیت کریمہ کے اندر خاتم النبیین کا معنی صرف آخر الانبیاء ہے دوسرا کوئی معنی نہیں۔

یہی مفتی دیوبند دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ

"اجمعت علیہ الامۃ فیکفر مدعی خلافہ

[1] الاشباہ والنظائر مع حموی صـ۲۹۶

ویقتل ان اصر" امت محمدیہ کا خاتم الانبیاء کے اسی معنی پر اجماع و اتفاق ہے لہٰذا خاتم الانبیاء کا دوسرا معنی گڑھنے والا کافر قرار پائے اور اگر اپنے گڑھے ہوئے معنی پر اصرار کرے تو قتل کیا جائے گا۔ [1]

حوالہ جات مذکورہ بالا نے آفتاب کی طرح روشن کر دیا کہ خاتم النبیین کا معنی صرف آخر الانبیاء ہے یعنی حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد ہے اور حضور سب میں آخری نبی ہیں اور یہ معنی ضروریاتِ دین میں سے ہے نیز جو شخص اس معنی کے علاوہ کوئی دوسرا معنی بتائے وہ کافر و مرتد ہے۔ مولوی قاسم صاحب نانوتوی نے اس اجماعی اتفاقی دینی معنی کا انکار کرتے ہوئے قرآن مجید، حدیث شریف اور لغت عربی کے خلاف خاتم النبیین کا ایک نیا معنی خاتم ذاتی گڑھا ہے اور تحذیر الناس میں سارا زور اسی نئے معنی کو ثابت کرنے کے لئے خرچ کیا چنانچہ ایک مقام پر وہ لکھتے ہیں کہ

"بلکہ اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا" [2]

[1] ہدیۃ المہدیین صـ۳۵ ، [2] تحذیر الناس صـ۲۸

تحذیر الناس کی اس عبارت نے صاف فیصلہ ہی کر دیا کہ اگر مولوی قاسم کے نزدیک خاتمیت محمدی کا یہ معنی ہوتا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخری نبی ہیں حضور کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا تو کس طرح وہ جائز مانتے کہ حضور کے بعد نیا نبی پیدا ہونے سے خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ ظاہر بات ہے کہ اگر فرض کر لیا جائے کہ حضور کے بعد بھی دوسرا نبی پیدا ہو سکتا ہے تو پھر حضور آخر الانبیاء کیسے قرار پائیں گے۔ حضور کے بعد بھی نئے نبی کے پیدا ہونے کو فرض کرنا کھلے طور پر بتا رہا ہے کہ مولوی قاسم نانوتوی کے نزدیک خاتمیت محمدی کا معنی ختم زمانی نہیں بلکہ ختم ذاتی ہے لہٰذا ان حقائق سے ثابت ہو گیا کہ مولوی قاسم صاحب خاتم الانبیاء یعنی آخر الانبیاء کا انکار کر کے ضروریات دین کے منکر ہوئے اور بحکم شریعت اسلامیہ و بشہادت مولوی مرتضیٰ حسن در بھنگی اور بہ فتویٰ مولوی شفیع دیوبندی کافر و مرتد ہوئے۔

مولوی حسین احمد صدر دیوبند کا فتویٰ کفر

بے چارے مولوی حسین احمد ٹانڈوی تحذیر الناس کی الجھی ہوئی زلفیں سنوارنے اور بزعم خود اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے مرتبہ مجموعہ فتاویٰ حسام الحرمین شریفین کا جواب دینے اٹھے مگر ان کو ہندو کانگریس اور گاندھی جی کی رفاقت کی نحوست لے بیٹھی۔ تاویلات کے چکر میں ایسے الجھے کہ بڑی فراخدلی اور خندہ پیشانی سے مولوی محمد قاسم

نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کے یہ نادان دوست وکیل صفائی بن کر فتویٰ کفر دے گئے۔ ملاحظہ ہو۔

"حضرت مولانا (قاسم نانوتوی) صاحب صاف طور سے تحریر فرما رہے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آخر النبیین ہونے کا منکر ہو اور یہ کہے کہ آپ کا زمانہ سب انبیاءؑ کے زمانہ کے بعد نہیں بلکہ آپ کے بعد اور کوئی نبی آسکتا ہے تو وہ کافر ہے۔"[1]

مولوی قاسم نے تو صاف طور سے درکنار پوری تحذیر الناس میں چھپے طور سے بھی ایسا تحریر نہیں کیا لیکن اگر تھوڑی دیر کے لئے ٹانڈوی صاحب کی یہ دھاندلی صحیح مان لی جائے تو پھر ہمیں مولوی قاسم نانوتوی کو کافر و مرتد ثابت کرنے کے سلسلے میں کسی دوسری دلیل اور حوالہ پیش کرنے کی بالکل ضرورت نہیں رہ جاتی کیونکہ مولوی قاسم صاحب تحذیر الناس کے ص۳ میں حضور کے آخر الانبیاء ہونے کا انکار کر چکے ہیں اور ص۲۸ میں حضور کے بعد بھی نبی پیدا ہونے کو جائز مان چکے ہیں لہٰذا وہ اپنی تحریر سے بھی کافر و مرتد ثابت ہو گئے۔

؎ الجھا ہے پاؤں دونوں کا زلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں دیوبندی آ گئے

انتہائی اختصار کرتے کرتے مضمون پھر طویل ہوتا جا رہا ہے تحذیر الناس

[1] شہاب ثاقب ص۵۹

کے مندرجات باطلہ پر اس قدر شواہد ہیں کہ اگر ہم چاہیں تو آسانی سے چار پانچ سو صفحات کی ایک مکمل جلد تیار ہو سکتی ہے۔ مگر ہم فی الوقت مانچسٹروی صاحب کی تین چار موٹی موٹی ایسی نامعقول تاویلات کا جواب دے رہے ہیں جن کو یہ بزعم خود ناقابل تسخیر سمجھتا اور ناقابل تردید جانتا ہے۔

شان خاتمیت کی علت العلل

مصنف ادب و لغت بگھار کر دقیق لفاظی کے پردہ میں عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنا چاہتا ہے ص۳۰۲ پر بار بار علت العلل کا اعادہ کیا ہے۔ یہاں علت العلل کا لفظ چند بار لانے کی کچھ ضرورت و حاجت تھی بھی یا نہیں یہ تو اہل زبان و کلام سمجھ جائیں گے البتہ ہم لفاظی کے پردہ میں اس کا تضاد ثابت کرتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ مانچسٹروی اپنے استعمال کردہ الفاظ کو سمجھنے کی اہلیت ہی نہیں رکھتا ص۳۰۱ پر حضور کے خاتم النبیین ہونے کے چار اسرار و وجوہ بلا دلیل و ثبوت محض خیالی تک بندی سے بیان کرتا ہوا ص۳۰۲ پر آکر اپنے کئے کرائے پر خود پانی پھیر دیتا ہے۔ لکھتا ہے۔

"یہ وجوہ بے شک برحق ہیں لیکن علت العلل نہیں بنیاد کی وجہ ایسی ہونی چاہیے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا بیان ہو"

ص۳۰۲ پر بیک جنبش قلم اپنی بیان کردہ چاروں وجوہات اور اسرار

کو جن کو خود ہی بے شک برحق بھی کہہ چکا تھا حرف غلط کی طرح مٹا دیا گویا وہ علت العلل کے خلاف تھیں۔ کاش کہ یہ نام نہاد پی ایچ ڈی علت العلل میں ہی الجھ کر نہ رہ جاتا بلکہ علتِ صوری۔ علت غائی۔ علت مادی علیحدہ علیحدہ بیان کرتا اور پھر یہ لفظ کتب لغت میں ہے ہی نہیں علت العلل نہیں بلکہ لفظ تو عِلت و معلول ہے جس کا معنی ہے سبب و مسبب۔ [1]

عِلت کے معنی ہیں بیماری۔ سبب (لت بری عادت) اور عِلت کی جمع ہے علل۔ علت کا معنی سبب لیا جائے، علل کا معنی اسباب ہوگا گویا مصنف بیک وقت واحد اور جمع کے بلا وجہ اور بلا ضرورت الفاظ استعمال کر رہا ہے۔ مصنف اپنی لفاظی میں اس انجام سے دوچار ہوا کہ اپنا ماحصل تک نہ بتا سکا یعنی اس کے بالائی علت العلل سے ذیلی اور ذیلی علت العلل سے بالائی ختم ہو کر رہ جاتے ہیں۔ اسی طرح مصنف نے ص۳۰۷ پر اپنی پروفیسری کا بھانڈا پھوڑتے ہوئے شرط کے بغیر جزا کو نقل کرنا خیانت ہے کو بھی محض بطور لفاظی استعمال کیا ہے ورنہ حقیقت کچھ بھی نہیں اور نہ اس کے متن میں اسکی کچھ تفصیل و وضاحت مرقوم ہے۔

ایک اعتراض اور تین سرخیاں

مصنف نے ص۳۰۷ پر ایک عنوان "مولانا احمد رضا خاں

[1] فیروز اللغات ص۴۴۳

کے ہاتھ کی صفائی" اسی صفحہ پر دوسرا عنوان "تین جگہوں سے عبارتیں لے کر ایک عبارت بنانا" اور پھر صفحہ ۱۳۱ پر "حسام الحرمین میں درج شدہ عبارت" ان تینوں سرخیوں یا عنوانات کے ذیل میں مصنف یہ بتانا چاہتا ہے کہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی نے تحذیر الناس کی تین مختلف عبارات کو ایک جگہ جمع کر کے اور عبارات کی ترتیب بدل کر علمائے عرب و عجم سے تکفیر کا فتویٰ حاصل کیا.....

جواباً عرض ہے۔ آپ کا یہ اعتراض کہ حسام الحرمین میں تین مختلف صفحات سے بے ترتیب ناتمام فقروں کو لے کر ایک ہی فقرہ بنا ڈالا قطعاً غلط ہے۔ ہم نے تحذیر الناس کے وہ تینوں بے ترتیب فقرے مختلف صفحات سے نقل کر دیئے ہیں اور ساتھ ہی زائد عبارت بھی نقل کر دی ہے تاکہ ہر فقرہ کا تمام ہونا یا ناتمام ہونا اچھی طرح واضح ہو جائے نیز ان کے مضمون کا وہ خلاصہ بھی ذہن نشین ہو جائے جسے حسام الحرمین میں بیان کیا گیا ہے۔

تینوں فقرے مستقل ہیں

ہر منصف مزاج آدمی تحذیر الناس کے منقولہ بالا تینوں حوالوں کو پڑھ کر یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہوگا کہ یہ تینوں مستقل فقرے ہیں۔ ص۱۳ والے فقرے کا صاف و صریح مطلب یہ ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بھی اگر کوئی نبی پیدا ہو جاتا تب بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاتم النبیین ہونے میں کچھ فرق نہ آتا۔ "بالفرض" کے لفظ سے

"پیدا" ہونے کے معنی نکلتے ہیں۔ کیوں کہ پہلے انبیا میں کسی نہ کسی نبی کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ اقدس میں ہونا تو امر واقعی ہے جیسے عیسیٰ علیہ السلام۔ امر واقعی کو "بالفرض" سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا اس لئے زمانہ نبوی میں کہیں کسی اور نبی کا ہونا مطلقاً "ہونے" کے معنی نہیں دیتا بلکہ پیدا ہونے کے معنی پر دلالت کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک مستقل مضمون ہے جسے مستقل فقرہ میں صاحب تحذیر الناس نے بیان کیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جدید نبی

ص۲۳ والے دوسرے فقرے کا واضح اور روشن مفہوم یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی اگر کوئی جدید نبی مبعوث ہو جائے تب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ یہ بھی ایک مستقل مفہوم ہے جسے مکمل عبارت میں صاحب تحذیر الناس نے بیان کیا ہے۔

ص۳ والے تیسرے فقرے کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ "تاخر زمانی میں فضیلت ماننا اور خاتم النبیین کے یہ معنی سمجھنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پچھلے نبی ہیں عوام کا خیال ہے سمجھدار لوگوں کے نزدیک اس میں کچھ فضیلت نہیں لہٰذا یہ معنی غلط ہیں کیوں کہ اگر یہ معنی صحیح ہوں تو مقام مدح میں اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمانا غلط ہو جائے گا" یہ مضمون بھی

مکمل ہے جسے مستقل عبارت میں لکھا گیا ہے۔

تینوں عبارتوں کا مطلب

ان تینوں عبارتوں اور ان کے واضح مطالب کو دیکھنے اور سمجھنے کے بعد یہ کہنا کہ نامکمل اور بے ترتیب فقروں کو جوڑ کر کفریہ معنی پیدا کئے گئے ہیں سراسر ظلم اور زیادتی نہیں تو اور کیا ہے؟ تحذیر الناس کی ان تینوں عبارتوں کو ترتیب سے پڑھا جاتے یا بے ترتیب۔ ایک عبارت کو پڑھا جائے یا تینوں کو، ہر ایک کا وہی مطلب ہو گا جو بیان کیا جا چکا ہے اور یہ تینوں عبارتیں اسلام کے تین اصول عقیدوں کے خلاف ہیں۔

(۱) حضور علیہ السلام کے زمانہ میں بھی کسی نبی کا پیدا ہونا اسلامی عقیدہ کے منافی ہے مگر تحذیر الناس کی پہلی عبارت میں صاف مذکور ہے کہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور نبی ہو (پیدا) ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ ص۱۳۔

(۲) دوسری عبارت میں واضح طور پر مذکور ہے کہ "بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ ص۲۳

حالانکہ بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کسی نبی کے پیدا ہونے سے خاتمیت محمدی میں ضرور فرق آئے گا۔ حضور کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا اسلام کے بنیادی عقیدہ کے قطعاً مخالف ہے۔

(۳) تیسری عبارت میں بھی صاف صاف مذکور ہے کہ "عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں، پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے۔ ص۳

ہر مسلمان قطعاً یقیناً جانتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا بلا شبہ اسی معنی میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ انبیاء سابقین کے زمانہ کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ یہ عقیدہ اور اسی طرح پہلے دونوں عقیدے اسلام کے ان بنیادی عقائد میں سے ہیں جن کا منکر مسلمان نہیں ہو سکتا۔

امام اہل سنت پر یہ الزام بے سروپا ہے

ہم نے واضح کر دیا کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ الزام قطعاً بے بنیاد ہے کہ انہوں نے تحذیر الناس کے تین نامکمل غیر مرتب فقروں کو ملا کر ایک کفریہ مضمون پیدا کر دیا۔ بنظر انصاف دیکھنے والا فوراً کہے گا کہ یہ الزام دروغ بے فروغ ہے بلکہ تحذیر الناس کی ہر عبارت اپنے مضمون میں مکمل اور مستقل ہے اور تینوں میں سے ہر ایک عبارت اسلام کے اصولی اور بنیادی عقیدہ کے خلاف غیر اسلامی نظریہ کی حامل ہے۔

دوسرا اعتراض اور اس کا جواب

حسام الحرمین کی عبارت پر دوسرا اعتراض یہ بھی کیا گیا ہے کہ تحذیر الناس کی عبارت یہ ہے کہ "اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تأخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔"

لیکن حسام الحرمین میں اس کا عربی ترجمہ یوں کیا گیا کہ "لا فضل فیہ اصلاً عند اہل الفہوم" "بالذات" کا لفظ اڑا دیا گیا جس سے تحذیر الناس کی عبارت میں کفری معنی پیدا ہوگئے۔ مگر اعتراض کرنے والوں نے یہ نہ دیکھا کہ اسی تحذیر الناس میں اسی عبارت کے آخر میں یہ بھی موجود ہے: کہ

"پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔"

اس کا صاف اور صریح مطلب یہ ہوا کہ حضور علیہ السلام کا سب سے آخری نبی ہونا معاذ اللہ اس قابل ہی نہیں کہ اس کو حضور کی مدح و تعریف میں بیان کیا جاتے تو مطلقاً اس وصف مبارک میں فضیلت ہونے کا انکار ہوا۔ ایک عام انسان بھی جانتا ہے کہ مقام مدح میں ذکر کرنے کے لئے کسی وصف کا محض فضیلت ہونا کافی ہے، عام اس سے کہ وہ بالذات ہو یا بالعرض۔ دیکھیئے نانوتوی صاحب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماسوا تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت کو بالذات نہیں بلکہ بالعرض مانتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ قرآن مجید میں ان کے وصف

نبوت کا ذکر مقام مدح میں جابجا وارد ہوا ہے جس کا انکار نانوتوی صاحب بھی نہیں کر سکتے۔ معلوم ہوا کہ مقام مدح میں کسی وصف کے ذکر کی صحت اس کے بالذات فضیلت ہونے پر موقوف نہیں، بلکہ مطلقاً فضیلت ہونا بھی صحت ذکر کے لئے کافی ہے۔ جب نانوتوی صاحب کے نزدیک خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین ہونا محض عوام کا خیال ہے اور وہ اس صورت میں یعنی خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین ہونے کی تقدیر پر لفظ خاتم النبیین کو مقام مدح میں بیان کئے جانے کو صحیح نہیں مانتے تو صاف ظاہر ہوگیا کہ ان کی عبارت میں بالذات کا لفظ بالکل مہمل اور بے معنی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر النبیین ہونے میں ان کے نزدیک کسی قسم کی کوئی فضیلت نہیں۔ نہ بالذات نہ بالعرض۔ ورنہ وہ آخر النبیین کے معنی میں لفظ "خاتم النبیین" کے ذکر کو مقام مدح میں بلا تامل صحیح قرار دیتے۔ یہ ادعائے عدم صحت اس حقیقت پر آفتاب سے زیادہ روشن دلیل ہے کہ صاحبِ تحذیر الناس کے نزدیک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آخری نبی ہونے میں کوئی اصلاً فضیلت نہیں۔ لہٰذا اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کی اُردو عبارت کا جو مطلب عربی میں بیان فرمایا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ انہوں نے تحذیر الناس کی ہر سہ عبارات کے مطالب و معانی کو نقل کیا ہے۔ الفاظ و کلمات کی نقل کا حسام الحرمین میں کسی جگہ دعویٰ نہیں فرمایا۔ اگر کوئی شخص

حسام الحرمین میں نقل الفاظ کے دعویٰ کا مدعی ہے تو وہ اس پر دلیل لائے۔ ہم پورے وثوق کے ساتھ کہتے ہیں کہ وہ نقل الفاظ و کلمات کا دعویٰ ثابت نہ کر سکے گا۔ اور اہل علم سے مخفی نہیں کہ نقل بالمعنی کے لئے الفاظ و کلمات کو بعینہا نقل کرنا قطعاً ضروری نہیں لہٰذا حسام الحرمین میں بالذات کا لفظ نہ ہونا ہرگز خیانت پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔

مختصر یہ کہ حسام الحرمین میں تحذیر الناس کی مختلف مقامات سے جو تین عبارتیں نقل کی گئی ہیں وہ نا تمام فقرے نہیں ہیں بلکہ مستقل عبارتیں ہیں پورے جملے ہیں اور ان میں سے ہر ایک جملہ بجائے خود ایک غیر اسلامی عقیدے کو بیان کرتا ہے۔ ان کی ترتیب بدل جانے سے ان کے مطالب پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

وصف نبوت بالذات و بالعرض اور ختم ذاتی و زمانی

ساری اُمت مسلمہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ختم زمانی کے معنی تو ظاہر ہیں کہ حضور علیہ السلام تمام انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے بعد تشریف لائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ سب نبیوں کے بعد ہوا۔ نانوتوی صاحب اس ختم زمانی میں کچھ فضیلت نہیں مانتے حتیٰ کہ مقام مدح میں اس کا ذکر ان کے نزدیک صحیح نہیں جیسا کہ تحذیر الناس کی عبارت ص۳ سے ہم نقل کر چکے ہیں۔

چھ زمینوں میں چھ خاتم النبیین

اصل بات یہ ہے کہ اثر عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تسلیم کر لینے کے بعد اس کی توجیہہ کرتے ہوئے ہمارے رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بقیہ چھ زمینوں میں جو چھ خاتم النبیین نانوتوی صاحب نے تجویز کئے، ظاہر ہے کہ اس کے پیش نظر اثر مذکور دو وجہ سے آیۂ کریمہ "ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" کے مخالف قرار پاتا ہے۔ ایک یہ کہ اس آیت میں "وخاتم النبیین" کے معنی ساری امت کے نزدیک "آخر النبیین" ہیں جس کا مفاد یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثتِ دنیوی کا زمانہ سب نبیوں کی بعثت کے بعد ہے اور یہ امر بدیہی ہے کہ جس طرح "قبلیت" "بعدیت" کے معارض ہے اسی طرح "معیت" بھی "بعدیت" کے منافی ہے۔ لہٰذا کسی نبی کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں مبعوث ہونا دونوں باتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے "خاتم النبیین" بمعنی "آخر النبیین" ہونے کے خلاف ہیں۔

دوسرے یہ کہ مقام مدح میں وصف مدح کا ممدوح کے ساتھ خاص ہونا ضروری ہے۔ جب اثر مذکور صحیح مان کر ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مزید چھ خاتم النبیین تسلیم کر لئے تو "خاتم النبیین" ہونا ہمارے رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف خصوصی

نہ رہا۔ لہٰذا آیہ کریمہ "ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین" باوجود مقام مدح میں وارد ہونے کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح نہ رہی۔

مصنف مانچسٹروی مولوی منظور سنبھلی مدیر الفرقان کے پرانے مضامین "الفرقان بابت رجب ۱۳۵۶ھ" وغیرہ سے نقل کر کے مصنف بن بیٹھا۔ اگر منظور سنبھلی کے یہ مضامین اتنے وزن دار تھے تو بچاس مناظروں میں علماء اہلسنت سے شکست فاش کھانے والے مولوی منظور سنبھلی نے میدان مناظرہ میں یہ دلائل کیوں نہ دیئے تھے؟ مانچسٹروی صاحب آج مطالعہ بریلویت میں رسالہ "الفرقان" کے یہ مضامین نقل کر رہا ہے حالانکہ آج سے بہت پہلے علامہ کاظمی صاحب مرحوم نے ان کا جواب دے دیا تھا۔ مانچسٹروی صاحب نے مثنوی شریف کے دو شعروں سے بھی تحذیر الناس کی گرتی ہوئی دیوار کو سہارا دینے کی کوشش کی ہے، جن کا جواب پہلے بھی دیا جا چکا ہے اور اب دوبارہ بھی لے لیں۔

مثنوی شریف کے دو شعروں کا جواب

رہے وہ دو شعر جو مثنوی شریف سے نقل کئے گئے ہیں تو ان کے مضمون سے بھی صاحب تحذیر الناس کو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا کیوں کہ مولانا علیہ الرحمۃ نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ آیۂ کریمہ میں لفظ "خاتم النبیین" کو بمعنی "آخر النبیین" لینا عوام کا خیال ہے نہ قرآن کے لفظ "خاتم" کی تفسیر خاتم ذاتی سے کی بلکہ مولانا روم کے اس

شعر میں کہ ؎

بہر ایں خاتم شدہ است او کہ بجود
مثل او نے بود نے خواہند بود

لفظ خاتم کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے صرف اتنی بات فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں روح پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی بخشش اور کمال صنعت کو ختم کر دیا، روح پاک کے بعد نہ زمانہ ماضی میں کسی کو یہ جود و کمال دیا گیا اور نہ قیامت تک دیا جائے گا۔

ذرا غور سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مولانا علیہ الرحمۃ نے لفظ خاتم کو ختم زمانی ہی کے معنی میں لیا ہے کیوں کہ مصرعہ

مثل او نے بود نے خواہند بود

کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں روح محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو اپنی بخشش اور کمال صنعت کی فضیلت دینے کے بعد کسی کو یہ فضیلت عطا نہیں فرمائی نہ آپ کے بعد کسی کو عطا فرمائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ حضور کا مثل ہوا ہے نہ ہو گا۔ ماضی اور مستقبل میں بعدیت کے معنی تاخر زمانی نہیں تو اور کیا ہے؟

اب دوسرا شعر ملاحظہ فرمایئے ؎

چونکہ در صنعت برد استاد دست
نے تو گوئی ختم صنعت بر تو است

پہلے شعر میں کہی ہوئی بات کے لئے مولانا علیہ الرحمۃ نے اس شعر میں ایک مثال پیش کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح اپنے فن کا کمال رکھنے والے استاد کو کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ کمال تم پر ختم ہے یعنی تمہارے سوا کسی کو نہیں دیا گیا ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر کمال علمی و عملی میں گویا استاد کامل ہیں۔ اور یہ کمال حضور کو دیئے جانے کے بعد کسی کو نہیں دیا گیا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کمال کے خاتم ہیں، اگر حضور علیہ السلام کے غیر میں کسی جمال کی کوئی جھلک پائی جائے یا کسی کے لئے کمالِ محمدی کا کوئی ایسا فیضان ثابت کیا جائے جس کا اثبات کسی دلیل شرعی کے خلاف نہ ہو۔ تو وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کی طرف منسوب ہوگا کیونکہ حضور علیہ السلام کی ہی ذات مقدسہ اس کا مبدا اور اصل منشا ہے۔ اس مضمون کو تحذیر الناس کے مضمون سے دور کا تعلق بھی نہیں کیونکہ یہاں خاتم کے معنی منقول متواتر میں قطعاً کوئی تصرف نہیں کیا گیا نہ اس مضمون میں ایسی کوئی بات ہے جو خاتم النبیین کے معنی منقول متواتر (آخر النبیین) کی قطعیت کے منافی ہو۔

شارحین مثنوی کی تصریحات حق ہیں

ہاں اس میں شک نہیں کہ مولانا احمد حسن صاحب کانپوری رحمۃ اللہ علیہ و دیگر شارحین مثنوی و اکابر علمائے اعلام نے بے شمار مقامات پر اس امر کی تصریح فرمائی ہے کہ کسی کو کوئی کمال

حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ مقدسہ اس کے لئے واسطہ اور وسیلہ نہ ہو۔ یہ تمام تصریحات کتاب و سنت کی روشنی میں عین حق و صواب ہیں لیکن اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تاخر زمانی یا اس کی قطعیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ بخلاف تحذیر الناس کے کہ اس میں تاخر زمانی کو عوام کا خیال کہہ کر لفظ خاتم النبیین کے مدلول قطعی کی قطعیت کو مجروح کر دیا گیا اور تاخر زمانی کو برقرار رکھنے کے لئے کبھی دلالت التزامی کا سہارا لیا گیا۔ کبھی عموم و اطلاق کے زور سے الفاظ قرآن کی کھینچ تان کی گئی، کبھی مفہوم تاخر کو جنس اور اس تاخر زمانی ورتبی کو اس کے لئے انواع قرار دیا گیا، کبھی مشترک کا قول کہا گیا۔ کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت کی تکفیر کے لئے اجماع کا سہارا ڈھونڈا گیا۔ غرض یہ سب پاپڑ اس لئے بیلنے پڑے کہ ختم زمانی کو اصل دلیل آیۂ کریمہ "ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" کے معنی منقول متواتر کو انہوں نے خیالِ عوام قرار دے دیا۔ [1]

"بظاہر" الزام یا حقیقت؟

مولوی قاسم صاحب نانوتوی نے تحذیر الناس میں ایک اور لرزہ خیز گستاخی کا ارتکاب کیا جس کو مصنف مانچسٹروی لفظ "بظاہر" کے پردہ میں دفن کرنا چاہتا ہے۔ نانوتوی صاحب نے تحذیر الناس میں لکھا تھا:

---

[1] التبشیر برد التحذیر ص ۳۴۹ تا ص ۳۵۱ ملخصاً۔

"انبیآ اپنی اُمت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر اُمتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔"

اس عبارت کو بھی مانچسٹروی صاحب نے کھینچا تانی کر کے دڑ کی غلیل بنا دیا اور بڑے معنی خیز انداز میں لکھتا ہے کہ

"اس عبارت میں **بظاہر** کا لفظ فیصلہ کُن تھا۔" ؎

جی ہاں! ہمیں مدت مدید سے پتہ ہے کہ اس عبارت میں لفظ **بظاہر** موجود ہے۔ آپ کو اگر اُردو ادب و لغت سے ذرا سی بھی نسبت اور معمولی سا بھی لگاؤ ہے تو خود غور کر لیں کہ آپ کا یہ خود ساختہ فیصلہ کن لفظ پہلے فقرے سے متعلق نہیں ہے، دوسرے فقرے سے متعلق ہے۔ اس عبارت کا پہلا فقرہ یہ ہے "انبیآ اپنی اُمت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں" بتاؤ اس فقرۂ اوّل میں "بظاہر" کا لفظ کہاں ہے؟ لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ نانوتوی صاحب انبیآ کو امتیوں سے صرف علوم ہی میں ممتاز مانتے ہیں عمل میں نہیں جس کو آگے چل کر انہوں نے لفظ بظاہر کے پردہ میں چھپا کر صاف بیان کر دیا کہ "باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں" مگر بظاہر لفظ تو برائے نام بظاہر ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات طیبہ کا

؎ مطالعہ بریلویت صـ۳۲۱۔

ایک ایک لمحہ اعمال و عبادات سے عبارت ہے اور جس بھی بڑے سے بڑے غوث و قطب و ابدال و اولیآ عابدین و زاہدین و عاملین نے جو اعمال کئے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سیکھ کر دیکھ کر کئے اور ان سب کے اعمال میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وافر حصّہ ہے کہ یہ سب آپ ہی کی تعلیم و تربیت اور اتباع کی برکت سے حاصل ہوئے۔ لہٰذا یہ لفظ بظاہر محض بظاہر ہے ورنہ نانوتوی صاحب کھلم کھلا عمل میں انبیآ سے امتیوں کو مساوی اور نہ صرف مساوی بلکہ عمل میں بڑھا ہوا مان رہے ہیں۔

اور یہ علوم کی بات بھی محض فراڈ ہے ورنہ یہ لوگ نہ صرف علوم انبیآ علیہم السلام بلکہ سید الانبیآ حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم عالیہ کے متعلق صاف لکھتے ہیں:

"اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے حاصل ہے۔" ؎

تحذیر الناس میں اُمتیوں کو عمل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مساوی بلکہ بڑھا ہوا ثابت کیا اور یہاں حفظ الایمان میں معاذ اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے علوم غیبیہ زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون اور جمیع حیوانات و بہائم کو مانے لہٰذا ثابت ہوا کہ دیوبندی علم و عمل میں

؎ حفظ الایمان صـ۸۔ از مولوی اشرف علی تھانوی

عام لوگوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے برابر سمجھتے ہیں۔ اگر ان کے یہ عقائد بیان کئے جائیں تو کہتے ہیں تہمت ہے۔

مولوی گنگوہی پر تہمت یا حقیقت

مطالعہ بریلویت صفحہ ۳۲۳ پر مانچسٹروی صاحب نے

ایک عنوان یہ قائم کیا ہے "تفصیل تہمت بر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ" مصنف مانچسٹروی صاحب نے ص۳۲۳ سے لیکر ص۳۲۸ تک آیات واحادیث وتفاسیر کے حوالوں سے یہ ثابت کرنے کی سعی لاحاصل کی ہے کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر بھی قادر ہے یہ امکان کذب کا مسئلہ ہے اور وقوع کذب سے گنگوہی صاحب کے فتویٰ کو جھٹلاتا اور مذاق اڑاتا ہوا لکھتا ہے:

مولانا احمد رضا خاں کی ہوشیاری اور جھوٹ ملاحظہ ہو، یہ نہیں کہا وہ (وقوع کذب کا) فتویٰ خود اُن کے پاس ہے۔۔۔ مولانا احمد رضا خاں نے اس فرضی فتوے کے جو الفاظ تصنیف کئے وہ بھی ملاحظہ ہوں:

"میں نے کب کہا میں وقوع کذب باری کا قائل نہیں ہوں" یعنی وہ شخص اس کا قائل ہے کہ خدا بالفعل جھوٹا ہے۔ جھوٹ بولا یا جھوٹ بولتا ہے۔۔۔۔ فتویٰ کی فوٹو بھی مدینہ میں ہے۔ وہ فرضی فتویٰ جو مولانا گنگوہی کے نام سے گھڑا گیا کہاں سے مل سکے گا۔[1] وغیرہ۔

[1] مطالعہ بریلویت ص۳۲۹

امکان کذب کا اقرار اور وقوع کذب کا انکار

مصنف مانچسٹروی نے ص۳۲۳

سے لے کر پانچ چھ صفحات آگے تک جو کچھ لکھا ہے وہی مکھیاں ماری ہیں جو اس کے اکابر مار گئے ہیں امکان کذب میں پارہ ۵ النسآء۔ پارہ ۷ الانعام۔ پارہ سولہ مریم۔ پارہ ۱۷ الانبیآء۔ پارہ ۱۹ الفرقان پارہ ۲۱ السجدہ۔ پارہ ۲۳ الزمر کی صرف وہی آیات نقل کی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا بیان ہے۔ امکان کذب یا وقوع کذب باری تعالیٰ کا ان میں کوئی ذکر نہیں۔ تفسیر بیضاوی۔ مکتوبات شیخ یحییٰ منیری۔ شرح مواقف۔ فوائد الفرقان۔ تفسیر کبیر کے حوالے بھی قطعاً بے محل ہیں اور موضوع زیر بحث سے متعلق نہیں ہیں اگر موضوع زیر بحث سے ان حوالہ جات کی کچھ مطابقت ہوتی تو ضرور اُن کا تعاقب ہوتا اور جواب دیا جاتا۔ قارئین کرام اس موضوع پر سیدنا اعلیٰحضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی کتاب لاجواب سُبحان السُبُّوح اور علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ کی کتاب تسبیح الرحمٰن ملاحظہ فرمائیں جو انشآء اللہ العزیز مدت مدید سے لاجواب ہیں اور تا قیام قیامت لاجواب رہیں گی اور اکابر و اصاغر دیوبند ان کی گرد راہ کو بھی نہ پاسکیں گے چونکہ اس موضوع پر سُبحان السُبُّوح اور تسبیح الرحمٰن دو اہم و مفصل کتابیں موجود ہیں لہٰذا اب مزید کچھ لکھنے کی حاجت نہیں کہ اس موضوع پر اکابر دیوبند علمآء اہلسنت کے کافی مقروض ہیں۔ ایک بات کے بار

بار اعادہ کی حاجت نہیں ویسے بھی یہ دوسری جلد پہلی جلد کی نسبت زیادہ
طویل ہو گئی ہے اگر اس موضوع پر ہم مانچسٹروی کے لایعنی دلائل کا زیادہ
تعاقب کریں تو یہ ایک مستقل کتاب بن جائے گی جو کئی سو صفحات پر
محیط ہو گی۔ اکابر دیوبند کے امکان کذب کے فتاویٰ براہین قاطعہ۔
یکروزہ۔ الجہد المقل۔ فتاویٰ رشیدیہ میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ باقی
رہا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا وقوع کذب باری تعالیٰ کا فتویٰ
تو وہ گنگوہی صاحب نے ضرور دیا تھا

وقوع کذب کا گنگوہی فتویٰ

یہ فتویٰ تھا یا نہیں تھا، ہے یا نہیں
ہے؟ اس کی تلاش میں آسمان
پر جانے کی ضرورت نہیں آج کل کے نومولود دیوبندی مصنفین و مناظرین
کی علمی تحقیق اور معلوماتی استعداد اتنی ہے کہ نہ انہیں علمائے اہلسنت کے
عقیدہ و مسلک کا پتہ نہ اپنے اکابر کے خود ساختہ گھڑ منتر و عقیدہ مسلک
کا پتہ لہٰذا آج کل کے دیوبندی امکان کذب پر تو اپنے اکابر کی الٹی
سیدھی نقالی کر لیتے ہیں مگر وقوع کذب کے مسئلہ میں بھاگتے اور راہ فرار
اختیار کرتے ہیں صاف انکار کر دیتے ہیں مگر یہ امر واقعی ہے کہ
دیوبندی مذہب کے امام دوم مولوی رشید احمد گنگوہی کا وقوع کذب
کا فتویٰ بالیقین تھا۔ اور یہ فتویٰ مولوی رشید احمد گنگوہی کی زندگی میں بار
بار چھپا مگر انہوں نے انکار کیا نہ تاویل کی۔ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت
قدس سرہٗ العزیز آج سے ۹۲ سال پہلے لکھتے ہیں:

"وہ فتویٰ جس میں اللہ تعالیٰ کو صاف صاف کاذب جھوٹا مانا
ہے اور جس کی اصل مہری و دستخطی اس وقت محفوظ ہے
اور اس کے فوٹو بھی لئے گئے جن میں سے ایک فوٹو کہ
علمائے حرمین شریفین کو دکھانے کے لئے مع دیگر کتب
دشنا میاں لے گیا تھا سرکار مدینہ میں بھی موجود ہے۔ یہ
تکذیبِ خدا کا ناپاک فتویٰ اٹھارہ برس ہوتے ربیع الآخر
۱۳۰۸ھ میں رسالہ صیانۃ الناس کے ساتھ مطبع
حدیقۃ العلوم میرٹھ میں مع رد کے شائع ہو چکا تھا پھر
۱۳۱۸ھ میں مطبع گلزار حسنی بمبئی میں اس کا اور مفصل
رد چھپا پھر ۱۳۲۰ھ میں پٹنہ عظیم آباد مطبع تحفہ حنفیہ میں
اس کا اور قاہر رد چھپا اور فتویٰ (وقوع کذب کا) دینے
والا (مولوی رشید احمد گنگوہی) جمادی الآخر ۱۳۲۳ھ میں مرا
اور مرتے دم تک ساکت رہا نہ یہ کہا کہ وہ فتویٰ میرا
نہیں حالانکہ خود چھاپی ہوئی کتابوں سے فتویٰ کا انکار
کر دینا سہل تھا نہ یہی بتایا کہ مطلب وہ نہیں جو علمائے
اہلسنت بتا رہے ہیں بلکہ میرا مطلب یہ ہے نہ کفر صریح
کی نسبت کوئی سہل بات تھی جس پر التفات نہ کیا۔ زید
سے اس کا ایک مہری فتویٰ اس کی زندگی و تندرستی میں اعلانیہ
نقل کیا جائے اور وہ قطعاً یقیناً صریح کفر ہو اور سالہا

سال اس کی اشاعت ہوتی رہے لوگ اس کا رد چھاپا کریں زید کو اس کی بنا پر کافر بتایا کریں۔ زید اس کے بعد پندرہ برس جیئے اور یہ سب کچھ دیکھے سنے اور اس فتویٰ کی اپنی طرف نسبت سے انکار اصلاً شائع نہ کرے بلکہ دم سادھے رہے یہاں تک کہ دم نکل جائے، کیا کوئی عاقل گمان کر سکتا ہے کہ اس کی نسبت سے اُسے انکار تھا۔ ۱؎

سب سے پہلے تو ہم یہ بتا دیں کہ اس عبارت کے نقل کرنے میں مانچسٹروی نے خیانت دجل و بے ایمانی سے کام لیا ہے اور ایک عبارت میں حالانکہ خود چھاپی ہوئی کو خود نہ چھاپی ہوئی بنا دیا یعنی نہ کا اضافہ کر کے اپنے محرف ہونے کا ثبوت دیا۔ ۲؎

حق اور انصاف پسند قارئین کرام خود سمجھ لیں کہ مولوی رشید احمد گنگوہی ۱۵ برس زندہ رہے کہ سنتا دیکھتا رہا کہ ان سے منسوب ہو کر وقوع کذب باری تعالیٰ کا فتویٰ بار بار چھپ رہا ہے۔ جگہ جگہ سے علماء اہلسنت اس کا رد چھاپ کر شائع کر رہے ہیں مگر گنگوہی صاحب مسلسل خاموش رہے انکار کر کے اپنی برآت و صفائی پیش نہ کی۔ اپنی جان نہ چھڑائی نہ کسی قسم کی کوئی تاویل و وضاحت کی توفیق ہوئی اور حد یہ کہ اُس وقت یا ان کے یعنی گنگوہی صاحب کے مرنے کے بعد مولوی خلیل احمد انبیٹھوی یا مولوی اشرف علی تھانوی

۱؎ تمہید ایمان وحسام الحرمین ص۳۸-۳۹ ، ۲؎ مطالعہ بریلویت ص۳۳۰ ،

صاحب، مولوی محمود الحسن دیوبندی، مولوی انور کاشمیری جیسے مسلمہ اکابرین وہابیہ نے وقوع کذب کے فتویٰ سے انکار نہ کیا۔ کیا یہ سب کے سب بھی انگریزوں کا مال کھا کر اُن کے اشارہ ابرو پر قربان ہو رہے تھے؟ یا وقوع کذب کے اس گنگوہی فتویٰ کا انکار کرانے کے لئے سب کے سب اکابر دیوبند مولوی خالد محمود مانچسٹروی کی ولادت کا انتظار کر رہے تھے۔

فتویٰ کی فوٹو کاپی مانچسٹروی حاصل کر سکتا ہے

فوٹو کاپی کے لئے مانچسٹروی نے خود ہی کوشش نہ کی ورنہ مفتیٔ اعظم پاکستان استاد العلماء علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رضوی اشرفی علیہ الرحمۃ کے دار العلوم حزب الاحناف لاہور سے مل سکتی تھی امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد قدس سرہٗ کے مرکزی جامعہ رضویہ مظہر اسلام سے مل سکتی تھی اور آج سے کم و بیش پینتیس ۳۵ سال پہلے مولانا علامہ غلام مہر علی صاحب گولڑوی اپنے معرکۃ الآراء کتاب "دیوبندی مذہب" میں ص۲۶۷ و ص۲۷۳ کے درمیان وقوع کذب کے اس گنگوہی فتویٰ کا فوٹو شامل کر چکے ہیں۔ ہندوستان میں یہ فوٹو مرکز اہلسنت بریلی شریف کے علاوہ شیر بیشۂ اہل سنت مولانا حشمت علی خاں صاحب علیہ الرحمۃ کے کتب خانہ سے اُن کے صاحبزادہ مولانا محمد مشاہد رضا خاں صاحب سلمہ سے دیکھا جا سکتا ہے اور آج سے تقریباً پینتیس ۳۵ چھتیس ۳۶ سال

پہلے علامہ سید محمود احمد رضوی، مہتمم دار العلوم حزب الاحناف لاہور و مدیر
اعلیٰ ماہنامہ رضوان لاہور اپنے رسالہ رضوان میں "چراغ سنت"
نامی دیوبندی کتاب کے جواب میں اور پھر اپنی مستقل کتاب چراغ
ہدایت بجواب چراغِ سنت میں اس کا واضح ثبوت بدیں الفاظ
و چیلنج بعنوان "مولوی رشید احمد کا فتویٰ" دے چکے ہیں جو کہ
یہ ہے:۔

"مولوی رشید احمد گنگوہی کا اصل فتویٰ جس پر اُن کے
دستخط اور مہر بھی ثبت ہے بریلی کے کتب خانہ میں
موجود ہے اور اس فتویٰ کا فوٹو ہمارے پاس بھی ہے
جس کا جی چاہے دفتر رضوان اندرون دہلی دروازہ لاہور
میں آکر اپنی آنکھوں سے دیکھ کر تصدیق کر سکتا ہے نیز
اس کے جعلی نہ ہونے کی ایک بہت بڑی دلیل ہمارے
پاس یہ ہے کہ اس فتویٰ کے خط کو مولوی رشید احمد کے
خط سے ملا کر دیکھ لیجئے۔ "تذکرۃ الرشید" جو مولوی رشید احمد
کی سوانح حیات ہے اور جو دیوبندیوں نے لکھی ہے
اس میں انہوں نے مولوی رشید احمد کے خط کے نمونے
کا بلاک بھی کتاب میں دے دیا ہے۔ آپ
اس بلاک کے خط کو ملا لیجئے اگر دخط مل جاتے تو ہم
سچے اور اگر نہ ملے تو مصنف چراغ سنت سچا، ہاتھ کنگن

کو آرسی کیا، اس کا فیصلہ تو بڑا آسان ہے"۔ [1]

۲۵ / ۴۶ سال قبل جب کہ مولوی احمد علی لاہوری۔ مولوی حسین احمد
ٹانڈوی۔ مولوی خیر محمد جالندھری۔ مولوی قاری طیب مہتمم مدرسہ دیوبند۔
مولوی غلام خاں راولپنڈی وغیرہ بھی زندہ و موجود تھے کسی نے اس
چیلنج کو قبول کیا نہ اس دلیل کو جھٹلایا۔ وقوع کذب باری تعالیٰ کے
اس گنگوہی فتویٰ کو جھٹلانے اور تہمت قرار دینے کے لئے آج
خالد محمود مانچسٹروی پیدا ہوا ہے۔

خیانت و بددیانتی چوری اور سینہ زوری

ملاحظہ ہو کہ وقوع کذب کے اس گنگوہی فتویٰ کو
تہمت قرار دے کر معاذ اللہ امام اہلسنت اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ
کے ذمہ لگاتے ہیں جب علمآ اہلسنت نے چیلنج کیا کہ گنگوہی فتویٰ
کی فوٹو کاپی دیکھ لو اور تذکرۃ الرشید میں گنگوہی صاحب کی تحریروں
کے نمونوں سے ملا لو اور مطابقت کر لو تو اس دلیل سے عاجز آکر
اب تذکرۃ الرشید کے جدید ایڈیشنوں نئے چھاپوں میں مولوی رشید احمد
گنگوہی صاحب کی تحریروں کے نمونے ہی نکال دیئے، نہ رہے
بانس نہ بجے بانسری۔ بتاؤ اس سے زیادہ اور کیا ثبوت پیش
کیا جا سکتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چاند کے ٹکڑے
فرماتے پتھروں کو کلمہ پڑھوایا جس (ابوجہل، ابولہب وغیرہ) کو نہیں

[1] چراغ ہدایت بجواب چراغ سنت ص۸۳

ماننا تھا آنکھوں سے معجزات دیکھ کر بھی نہیں مانے۔

ایک شدید مغالطہ کا ازالہ

دیوبندیت ایک پُرفریب چکر باز قوم ہے۔ برسہابرس کا تجربہ مجرّبہ اور بار بار کا مشاہدہ ہے۔ چونکہ کفریات ولغویات سے توبہ اور رجوع ان کے مقدر میں نہیں ہے اس لئے شیطان ان کو حیلوں، بہانوں، جعلسازیوں کی ترغیب دیتا ہے اور اپنی جان میں یہ لوگ عقل کُل بن کر جعلسازی کرتے وقت اپنے اکابر کو تکفیر شرعی سے بچانے کے لئے ہیرا پھیری تو کر لیتے ہیں مگر جھوٹ، جھوٹ ہی ہوتا ہے کسی نہ کسی طریقہ سے ان کا راز افشا ہو جاتا اور پول کھل جاتا ہے۔ اس کی مثال نقد موجود ہے اور وہ یہ کہ جب مولوی رشید احمد گنگوہی کے وقوع کذب کے بقلم خود فتویٰ پر عرب و عجم حرمین طیبین سے حکم تکفیر لگا تو ان "عقل مندوں" نے گنگوہی صاحب کے فتاویٰ رشیدیہ میں خود جعل سازی کر کے۔ ایک فتویٰ انکار کذب شامل کر دیا۔ سیدھے دل و دماغ سے توبہ نہ کی۔ یہ چکر چلایا مگر کہتے ہیں کہ ایک غلطی کو نبھانے کے لئے کئی کئی غلطیاں کرنی پڑتی ہیں ماحصل اس گفتگو کا یہ ہے کہ مانچسٹروی صاحب نے اپنی جان میں کوئی بڑا تیر مارا اور ص۳۳۲ پر مولوی گنگوہی صاحب کا وقوع کے خلاف ایک فتویٰ فتاویٰ رشیدیہ ص۳۸۹ سے بدیں الفاظ نقل کر دیا۔ "ذات پاک حق تعالیٰ جل جلالہ کی پاک و منزہ ہے اس سے

کہ متصف کذب کیا جائے معاذ اللہ اس کے کلام میں ہرگز ہرگز شائبہ کذب کا نہیں قال اللہ تعالیٰ ومن اصدق من اللہ قیلا جو شخص حق تعالیٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے کہے کہ وہ کذب بولتا ہے وہ قطعاً کافر ہے اور مخالف قرآن وحدیث اور اجماع امت کا وہ ہرگز مومن نہیں تعالیٰ عما یقول الظالمون علواً کبیرا"

دیوبندیوں نے ہیرا پھیری کے تمام ریکارڈ توڑ دیئے اور مانچسٹروی صاحب ان سب میں سبقت لے گیا جواباً گزارش ہے کہ:

- **اوّل** تو مانچسٹروی نے یہ فتویٰ پورا نقل نہیں کیا۔ یہ فتویٰ صفحہ ۳۸۹ فتاویٰ رشیدیہ سے شروع ہو کر صفحہ ۳۹۰ پر واللہ اعلم بالصواب پر ختم ہوتا ہے مصنّف نے چند الفاظ اپنی پسند کے نقل کر دیئے۔
- **دوم** یہ کہ مصنف نے ارادی یا غیر ارادی طور پر اپنی پکی ہوئی عادت و فطرت کے مطابق اس عبارت میں متصف بصفت کذب میں بصفت کا لفظ کاٹ دیا کیونکہ تحریف و خیانت کی عادت پڑی ہوئی ہے۔
- **تیسری** بات یہ ہے کہ مصنف مانچسٹروی تقریباً ستر پچھتر سال بعد کراچی سے شائع شدہ فتاویٰ رشیدیہ کامل مبوب بطرز جدید کا حوالہ دے رہا ہے یہ بطرز جدید اور مکمل کا لفظ بتا رہا ہے کہ کراچی کے ناشر نے کافی جوڑ توڑ کر کے جدید انداز میں شائع کیا ہے۔

ہم مانچسٹروی صاحب کو چیلنج کرتے ہیں کہ اگر ان کے پاس فتاویٰ رشیدیہ کا پہلا یا دوسرا ایڈیشن ہو تو ہمیں اس میں وقوع کذب کے خلاف گنگوہی صاحب کا یہ فتویٰ دکھائے اور انعام پائے۔ مانچسٹروی گنگوہ اور دیوبند چلا جائے اور ہمیں فتاویٰ رشیدیہ کے پہلے اور دوسرے ایڈیشن میں یہ فتویٰ دکھا دے ہم اس کے دیوبند اور گنگوہ آنے جانے کے تمام مصارف ادا کریں گے ساتھ ہی ساتھ مانچسٹروی اس جگہ کی زیارت بھی کر آئے گا جہاں اندرا گاندھی نے بیٹھ کر تقریر کی تھی۔

○ **چوتھی** اہم ضروری بات یہ ہے کہ جب منظور سنبھلی اور مرتضیٰ در بھنگی یا در پردہ بھنگی نے وقوع کذب کے قائل گنگوہی صاحب کا دلائل سے عاجز آکر دجل و فریب سے دفاع کرنا چاہا تو اہل دیوبند نے بہت غور و فکر کے بعد یہ چال چلی کہ فتاویٰ رشیدیہ میں وقوع کذب کے خلاف ایک فتویٰ خود گنگوہی صاحب کے نام سے شامل کردیا جائے تاکہ گنگوہی صاحب کے وقوع کذب کے حقیقی فتویٰ کا توڑ اس فرضی فتویٰ سے کیا جائے تاکہ لوگوں کو آسانی سے گمراہ کیا جاسکے کہ گنگوہی صاحب تو وقوع کذب باری تعالیٰ کے قائل کو کافر کہہ رہے ہیں مگر جلدی اور بدحواسی میں اس فتویٰ کی تاریخ ۱۳۰۷ھ لکھ بیٹھے جبکہ وقوع کذب باری تعالیٰ کے

اقرار کا فتویٰ ۱۳۰۸ھ کا ہے۔ پہلا فتویٰ اس بعد والے سے منسوخ ہوگیا جیسے سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان لانے سے پہلے کا حوالہ دینا بے کار کہ وہ تو رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ قتل کرنے کا ارادہ رکھتے تھے اسی طرح یہ حوالہ بے کار و منسوخ ہے۔ گنگوہی صاحب ساری عمر تہجد میں گزار دیں اور مرتے وقت بت کو سجدہ کرلیں اللہ اور معبود مان لیں ساری تہجدیں بے کار ہیں۔

○ **پانچویں** بات یہ کہ وقوع کذب کے قائل گنگوہی صاحب کے نام سے کفر کا یہ شائع شدہ فتویٰ خود ان پر پڑا وقوع کذب باری تعالیٰ کے قائل بھی وہ اور وقوع کذب کے قائل کو کافر کہنے والے بھی وہ خود ہی ہیں۔ اپنا فتویٰ اپنے ہی کام آگیا اور اس سے ثابت ہوگیا کہ حسام الحرمین میں اعلیحضرت امام اہلسنت اور علماء حرمین شریفین کا فتویٰ حق ہے۔ مانچسٹروی صاحب اور بھگت صفت دیوبندی مصنفین و نام نہاد مناظرین کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ شہزادہ اعلیحضرت مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب نوری بریلوی قدس سرہٗ العزیز نے فتاویٰ رشیدیہ میں خیانت سے درج کئے گئے اس نام نہاد فرضی فتویٰ کفر کی جعلسازی کا طلسم اسی زمانہ میں توڑ دیا تھا۔

(دیکھو کشفِ ضلال دیوبند ص۱۷۴)

مولویوں کو بھی رحمۃ للعالمین مانتے ہیں

مولوی مانچسٹروی کذب و دجل کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوئے "شیطانی فیض" سے مخمور ہو کر لکھتا ہے: "مولانا احمد رضا خاں نے جب دیکھا کہ خدا تعالیٰ کو جھوٹا کہنے کا فرضی فتویٰ اور اس کے فوٹو کا قصہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی پر چسپاں نہیں ہو سکا تو ایک اور الزام تراشا۔۔۔۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین نہیں مانتے"۔[1] مانچسٹروی نے سرخی یوں لگائی۔ "حضور کو رحمۃ للعالمین نہیں مانتے"۔

ہم کہتے ہیں کہ ثابت کرو کہ اعلیٰحضرت امام اہلسنت نے یہ کہاں لکھا ہے؟ کہ رحمۃ للعالمین نہیں مانتے۔ او بے وقوفی کی جڑ، ہم تو کہتے ہیں کہ رحمۃ للعالمین ہونا صفت خاصہ[2] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں مانتے۔ یعنی رحمۃ للعالمین ہونا صرف حضور ہی کی صفت اور خاصہ نہیں بلکہ دیوبندیوں وہابیوں کے مولوی ملاں بھی رحمۃ للعالمین ہو سکتے ہیں۔ گنگوہی صاحب نے صاف لکھا ہے۔ "اولیاء و انبیاء اور علماء ربانیین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں۔ اگر دوسرے پر اس لفظ (رحمۃ للعالمین) کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے۔"[3]

یہ اعلیٰحضرت امام اہلسنت کا الزام نہیں، کسی سُنّی بریلوی کا افترا نہیں خود مولوی رشید احمد گنگوہی کا اپنا قول ہے جو فتاویٰ رشیدیہ میں

[1] مطالعہ بریلویت ص ۲۳۵، [2] فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۰۰، [3] فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۰۰

منقول و موجود ہے۔ مولوی مانچسٹروی میں اگر دم خم تھا تو وہ اس کا جواب یوں دیتا کہ جس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے قرآن عظیم میں اللہ تعالیٰ جل وعلا نے ارشاد فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اسی طرح اولیاء و علماء اور دیوبندی مولویوں کے لئے رحمۃ للعالمین ہونا قرآن عظیم سے ثابت کرتا مگر مانچسٹروی صاحب نے بے ہودی خرافات کے ساتھ اپنے ایک بھارتی ملاں رہبر صاحب کی "مقامع الحدید" کے مضامین نقل کر ڈالے اور نہ دیکھا کہ مقامع الحدید کے العذاب الشدید میں مولانا محمد محبوب صاحب اشرفی مبارک پوری نے پرخچے اڑا دیئے تھے مانچسٹروی نے ڈھٹائی سے وہی تردید شدہ مضامین نقل کر دیئے۔ لہٰذا ہمارا مطالبہ اب بھی یہی ہے کہ وہ اولیاء و علماء اور دیوبندی مولویوں کے رحمۃ للعالمین ہونے کا ثبوت قرآن عظیم سے پیش کرے اور پھر کہے کہ یہ صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے۔ ان دو لفظوں پر ہی یہ بحث ختم ہو سکتی ہے اور صفت اور خاصہ کی بحث محض دل کا دلاسا اور بھول بھلیاں ہیں۔ اس لفاظی اور چکر بازی کی مطلقاً کوئی ضرورت ہی نہیں اگر رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے اور دیوبندی مولوی بھی رحمۃ للعالمین قرار دیئے جا سکتے ہیں تو نص قطعی سے ثابت کریں۔ باقی اگر آپ یہ کہیں کہ مولوی رشید احمد گنگوہی نے تو یہ کہا تھا کہ اولیاء اور علماء ربانیین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں۔ آپ علماء دیوبند کو بدنام کرنے کے لئے دیوبندی

علما کو رحمۃ للعالمین کہنے کی تہمت لگا رہے ہیں تو جواباً گزارش ہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی نے درحقیقت دیوبندی مولویوں کو ہی رحمۃ للعالمین بنانے کے لئے یہ جال بُنا تھا اور مولانا محمد عمر صاحب اچھروی رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ غلط نہیں کہا جیسا کہ تم نے مطالعہ بریلویت ص۲۳۶ پر مقیاس حنفیت ص۱۹۸ سے حوالہ نقل کیا ہے کہ "دیوبندیوں کے نزدیک دیوبندی مولوی رحمۃ للعالمین ہو سکتے ہیں" مناظر اسلام علامہ محمد عمر اچھروی علیہ الرحمۃ نے یہ کچھ الزام نہیں لگایا تھا۔ انہوں نے تو یہ تحریر فرمایا تھا ہو سکتے ہیں اور اب ہم بحوالہ ثابت کرتے ہیں کہ تمہارے نزدیک ہو چکے ہیں، ثبوت یہ ہے۔

دیوبندیوں کے نزدیک حاجی امداد اللہ رحمۃ للعالمین | دیوبندی فرقہ کے امام اوّل

بانی مدرسہ دیوبند قاسم نانوتوی نے تو نبوت کا دروازہ کھولا تھا اور دیوبندی فرقہ کے امام دوم بانی ثانی مدرسہ دیوبند مولوی رشید احمد گنگوہی رحمۃ للعالمین ہونے کا دروازہ کھولتے ہوئے کہتے ہیں:

"حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ العزیز نے شیخ العرب و العجم اعلیٰحضرت حاجی (امداد اللہ) صاحب قدس سرہ العزیز کو بعد وفات حضرت حاجی صاحب ممدوح یاد فرمایا تھا یعنی بار بار فرماتے تھے ہائے رحمۃ للعالمین ہائے رحمۃ للعالمین الحمد للہ حضرت والا میں بھی وہی شان

(رحمۃ للعالمین) نمایاں ہے"۔ [۱]

لیجئے صاحب نہ صرف حاجی امداد اللہ صاحب، مولوی اشرف علی تھانوی بھی رحمۃ للعالمین قرار پا گئے۔ اس عبارت میں حضرت والا سے مراد مولوی اشرف علی تھانوی ہیں۔

ع۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

مولوی مفتی محمد حسن دیوبندی بھی رحمۃ للعالمین (معاذ اللہ)

پہلے حاجی امداد اللہ صاحب کو رحمۃ للعالمین قرار دیا پھر اسی عبارت کے اسی جملے میں حضرت والا (تھانوی) کو رحمۃ للعالمین قرار دیا اور پھر مولوی اشرف علی تھانوی کے خلیفہ کو رحمۃ للعالمین قرار دے ڈالا لکھتے ہیں:

"آج نماز جمعہ پر یہ خبر جانکاہ سن کر دل حزیں پر بے حد چوٹ لگی کہ رحمۃ للعالمین (مفتی محمد حسن اشرفی دیوبندی) دنیا سے سفر آخرت فرما گئے ہیں"۔ [۲]

یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ پہلے تو دیوبندی وہابی مولوی اپنی ساری توانائیاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے جیسا بشر بڑا بھائی۔ بندہ عاجز۔ ذرہ ناچیز سے کمتر۔ فقط انسان وغیرہ قرار دینے

---

[۱] اشرف السوانح جلد ۳ صفحہ نمبر ۱۵۵/۱۵۶، [۲] تذکرۃ حسن بحوالہ تجلی دیوبند نوری کرن فروری ۱۹۶۲ء

پرصرف کرتے تھے دیکھو تقویۃ الایمان اور یہاں تک کہ انبیاء علیہم السلام سے اُمتیوں کو عمل میں برابر بلکہ بڑھا ہوا قرار دیتے تھے اور ہر طرح اپنی سطح پر ظاہر کرتے تھے۔ اور اب انبیاء علیہم السلام بلکہ حضور سید الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کی صفات میں خود حصّہ دار بننے اور شامل ہونے لگے ہیں جیسا کہ مذکورہ بالا حوالوں میں گزرا جن میں اپنے بزرگوں کو رحمۃ للعالمین کہا گیا ہے۔

○ رسالہ الامداد تھانہ بھون میں اشرف علی رسول اللہ اور اللھم صل علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی کہا گیا۔

○ کہیں مولوی قاسم نانوتوی کے متعلق یہ شوشہ چھوڑا کہ "تم سے حق تعالیٰ کو وہ کام لینا ہے جو نبیوں سے لیا جاتا ہے" [۱]

○ کہیں مولوی الیاس دیوبندی بانی تبلیغی جماعت کے متعلق یہ مشہور کیا گیا کہ "تم مثل انبیاء علیہم السلام کے ظاہر کئے گئے ہو" [۲]

الغرض صرف رحمۃ للعالمین ہی نہیں منصب رسالت و منصب نبوت کی طرف دیوبندی مولویوں کی بے تابانہ پیش قدمی جاری ہے۔

---

۱ سوانح قاسمی جلد ۱ صفحہ ۲۵۹ ، ۲ ملفوظات مولوی الیاس صفحہ ۵۰

مری ہوئی تاویلیں

مولوی رشید احمد گنگوہی کی مذکورہ بالا گمراہ کن عبارت کی مولوی مانچسٹروی نے بالکل مری ہوئی چند بے جان تاویلیں بھی کی ہیں اپنے مولویوں سے دیوبندی قوم کو ایسا قلبی ذہنی فکری لگاؤ ہے کہ اپنے مولویوں کے مقابلہ میں ان کو عظمت وشان رسالت سے کوئی سروکار نہیں۔ واقعی دیوبندی حکیم الامت تھانوی صاحب نے الافاضات الیومیہ جلد چہارم میں صحیح کہا تھا کہ "جو کسی کو نہ سوجھتی تھی وہ ہم دونوں بھائیوں کو سوجھتی تھی" [۱] بہر حال رحمۃ للعالمین کے اطلاق کی تاویل کرتا ہوا لکھتا ہے:۔

(۱) قرآن حکیم میں اللہ رب العزت پر بھی رحیم کا اطلاق کیا گیا ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی رحیم کا لفظ موجود ہے پس ایسے ہی یہاں پر سمجھنا چاہیئے کہ اگر بتاویل دیگر انبیاء وغیرہ پر رحمۃ للعالمین کا اطلاق کیا جائے۔۔۔۔۔۔ **اوّل** تو مانچسٹروی لفاظی کی داد ہی میں کودنے سے پہلے یہ بتائے کہ قرآن عظیم میں کس نے اللہ تعالیٰ پر رحیم کا اطلاق کیا ہے؟ بلا شک وشبہ یقیناً اللہ تعالیٰ رحیم ہے اور ہمیشہ سے ہے مگر اطلاق کرنا کیا معنی؟ کیا مانچسٹروی کو اپنے استعمال کردہ الفاظ کا معنی ومطلب بھی معلوم نہیں ہوتا؟ آگے چل کر مرے ہوئے دل سے دُکھ پا کر لکھتا ہے "حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی رحیم کا لفظ موجود ہے" جواباً گزارش ہے کہ بدھو مانچسٹروی کو کیا یہ بھی معلوم نہیں کہ

---

۱ الافاضات الیومیہ جلد ۴ صفحہ ۲۳۰

اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو قرآن عظیم میں رحیم کا لفظ موجود ہے اور قرآن مجید میں ہونے کی وجہ سے ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رحیم کہہ سکتے ہیں مگر اس دلیل سے دیوبندی مولویوں کو تو رحیم نہیں کہہ سکتے۔

○ اسی طرح قرآن عظیم میں صرف اور صرف ہمارے پیارے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رحمۃ للعالمین کی فضیلت وعظمت کا ذکر ہے دیگر انبیاء، اولیاء، علماء ربانیین اور دیوبندی مولویوں کے لئے نہیں تو پھر ان کو کیوں رحمۃ للعالمین کہا جائے؟ تمہاری اس دلیل سے تو ہمارا مدعا ثابت ہوا۔

○ یہاں یہ بات بھی دریافت طلب ہے کہ جب قرآن عظیم میں اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رحیم کا لفظ موجود ہے تو عبد الرحیم نام رکھنا جائز ہوگا یا ناجائز ہوگا؟ کہیں عبد الرحیم نام رکھنے میں شرک کا شائبہ تو نہیں اور کہیں یہ موہم شرک تو نہیں؟

(۲) مانچسٹروی صاحب قرآن عظیم سے استدلال کرتے ہوئے لکھتا ہے وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ۔

ترجمہ۔ اور قرآن میں ہم ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں کہ وہ مومنین کے حق میں شفا اور رحمت ہیں۔[1]

[1] مطالعہ بریلویت ص ۲۳۷/۱

اس کو کہتے ہیں ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تو فرماتا ہے قرآن مومنین کے لئے شفا اور رحمت ہے مگر مانچسٹروی عقل سے پیدل مومنین اور عالمین میں کچھ فرق نہیں سمجھ رہا، کیا عالمین اور مومنین ایک ہی چیز ہیں؟ اور پھر دیوبندی مولوی کیا قرآن کے برابر ہیں ثبوت تو یہ دیا جائے کہ قرآن مومنین کے لئے شفا ورحمت ہے اور اس سے دیوبندی مولویوں کو رحمۃ للعالمین قرار دیا جائے یہ کیا قرینہ ہے کیسا استدلال ہے؟ اور یہ بھی مصنف کی خرد ماغی اور پرلے درجے کی بے بصیرتی ہے کہ ثبوت تو قرآن عظیم سے مومنین کے لئے شفا اور رحمت ہونے کا دیا جائے اور اس دلیل سے قرآن عظیم کو رحمۃ للعالمین بنا دیا جائے اور پھر الٹا سوال کیا جائے کہ کیا قرآن عظیم کے رحمۃ للعالمین ہونے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رحمۃ للعالمین ہونے کی نفی نہیں ہوتی ؎

اُلٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

(۳) مانچسٹروی صاحب نے ص ۲۳۷/۲۳۸ پر بوستان شیخ سعدی سے بادشاہ کی تعریف میں یہ شعر بھی اپنے ناپاک دعویٰ کی دلیل بنا کر پیش کیا ہے ؎

؎ توئی سایۂ لطف حق بر زمین ∴ پیمبر صفت رحمۃ للعالمین

مانچسٹروی کے دل ودماغ میں اپنے اکابر دیوبند کو رحمۃ للعالمین

بنانے کا سودا سمایا ہوا ہے اس لئے اس کو یہ بھی معلوم نہ ہوسکا یہاں کس سلسلہ میں کلام ہے اور کس باب میں گفتگو ہے۔ دعویٰ تو لفظ رحمۃ للعالمین کے جواز کا ہے اور بوستان کے شعر میں وہ لفظ ہی نہیں بلکہ رحمۃ للعالمین ہے اسی کو دلیل بنالیا حالانکہ دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ پھر اس شعر میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ بے چارے مانچسٹروی کی ناقص عقل و فہم سے بہت دور ہے۔

اس شعر کا قرار واقعی معنی توصرف یہ ہے کہ اے بادشاہ تو زمین پر عنایت الٰہی کا سایہ ہے اور تو پرتو ہے اس نبی کا جس کی صفت رحمۃ للعالمین ہے۔ اس شعر میں جو ایک احتمال بعید تھا اس احتمال سے استدلال کرنا اصولی غلطی ہے احتمال سے استدلال ہوتا ہے یا احتمال استدلال کو باطل کردیتا ہے؟ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔ مصنف مطالعہ بریلویت بتائیں کہ اس شعر سے دیوبندی مولویوں کو رحمۃ للعالمین کہنے کا جواز کہاں سے کود آیا؟ مانچسٹروی صاحب نے بوستاں کے اس شعر کا ترجمہ یوں کیا ہے "تو زمین پر کرم خداوندی کا سایہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت رحمت کی طرح کے تمام جہانوں کے لئے رحمت ہے" اگر مانچسٹروی کا یہ دل پسند ترجمہ مان لیا جائے تو بتاؤ ایک بادشاہ تمام جہانوں (اٹھارہ ہزار عالم) کے لئے رحمت کس طرح ہوسکتا ہے؟ اور شیخ سعدی اس معنی میں یہ بات کس طرح کہہ سکتے ہیں؟ بادشاہ کا عالمین اور اٹھارہ ہزار عالم سے

کیا تعلق ہے کیا یہ سب بادشاہ کے قلمرو میں شامل ہیں؟

(۴) مانچسٹروی صاحب نے ص۳۳۹ پر تڑپتے پھڑ کتے ہوئے ایک اور دلیل دی ہے اور وہ یہ کہ "مولوی غلام جہانیاں اپنے پیر صدرالدین کی مدح کرتے ہوئے لکھتے ہیں ؎

برائے چشم بینا از مدینہ بر سر ملتان
بہ شکل صدر دین خود رحمۃ للعالمین آمد

مانچسٹروی صاحب کی اتنی عقل ماری گئی ہے کہ اُسے کچھ پتا نہیں کہ وہ کیا لکھ رہا ہے نہ حضرت مولانا مولوی علامہ غلام جہانیاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مخدوم صدرالدین صاحب علیہ الرحمۃ کے مرید ہیں نہ مخدوم صدرالدین صاحب اُن کے پیر ہیں اور نہ اس شعر میں حضرت صدرالدین کو رحمۃ للعالمین کہا گیا ہے۔ عقل سے پیدل عقل سے کورے عقل کے دشمن مانچسٹروی نے اس شعر کا ترجمہ بھی یوں کیا ہے۔ "جن کی باطن کی آنکھ کھلی ہے (وہ جانتے ہیں) کہ حضور رحمۃ للعالمین ہی مدینہ سے صدرالدین کی صورت میں ملتان پہنچے ہیں۔"

خود تسلیم کر رہا ہے کہ حضور رحمۃ للعالمین ہی صدرالدین کی صورت میں ملتان پہنچے ہیں۔ حضرت صدرالدین علیہ الرحمۃ کو یہاں رحمۃ للعالمین کہا ہی نہیں گیا۔ باقی رہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ملتان تشریف لانا تو سرکار کہیں بھی تشریف لے جاسکتے، جلوہ آرائی فرما سکتے ہیں" تاریخ دارالعلوم دیوبند اور دیگر کتب و رسائل دیوبند میں خود دیوبندیوں نے مدرسہ

دیوبند کی تعمیر کے موقع پر حضور علیہ السلام کا تشریف لانا اور چھڑی مبارک (عصا شریف) سے نشان لگانا تحریر کیا ہے اور سوانح قاسمی میں مولوی قاسم نانوتوی صاحب اور اشرف السوانح میں مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کے متعدد مقامات پر جانے کا تذکرہ موجود ہے۔ بہرحال اس شعر میں حضرت صدر الدین صاحب علیہ الرحمۃ کو ہرگز ہرگز رحمۃ للعالمین نہیں کہا گیا۔

(۵) مصنّف نے صفحہ ۳۳۸ پر ایک حوالہ حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے المنتخبات من المکتوبات ص۱۹۹ کا نقل کیا ہے والانبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات رحمات عالمین بعثہم اللہ سبحانہ لھدایۃ الخلق ودعی عبادہ بتوسط ھٰؤلاء الاکابر الی جناب قدسہ وھداھم الی دار السلام۔ ترجمہ "اور انبیاء کرام سب کے سب رحمۃ للعالمین تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے خلق کی ہدایت کے لئے بھیجا اور اپنے بندوں کو ان اکابر کے واسطہ سے اپنے دربار مقدس میں بلایا اور انہیں سلامتی کے گھر کی راہ دی۔" [1]

اصل کتاب سے عبارت کی مطابقت کئے بغیر خود مانچسٹروی کے نقل کردہ اور ترجمہ شدہ الفاظ سے بھی نہ مولوی رشید گنگوہی کی گمراہ کن عبارت کی تائید و تصدیق ہوئی نہ مانچسٹروی کا مدعا ثابت

[1] ترجمہ مانچسٹروی ص۳۳۸

ہوتا ہے، مجدد الف ثانی شیخ سرہندی قدس سرہٗ کی یہ عبارت بھی قطعاً بے محل و بے ربط نقل کی گئی ہے۔ عبارت کا حاصل تو یہ ہے کہ انبیاء کرام سب کے سب رحمۃ للعالمین تھے اس کے متعدد جوابات ہیں۔ یہ کہ مجدد صاحب سے منسوب اصل عبارت میں رحمات ہے رحمۃ للعالمین نہیں ہے تو رحمۃ للعالمین کا دوسروں پر اطلاق کہاں ثابت ہوا اس کی مثال یہ ہے کہ جیسا کہ عامہ کتب میں مرقوم ہے کہ غیر انبیاء و رسل و غیر ملائکہ کو علیہ السلام لکھنا کہنا مکروہ و ممنوع ہے اور کوئی مانچسٹروی جیسا بدھو یہ دلیل پیش کر دے کہ ہم ایک دوسرے کو بھی تو السلام علیکم کہتے ہیں ان کے معنوں میں کچھ زیادہ فرق نہیں ہر فوت ہونے والے عامی شخص کو علیہ السلام کہہ سکتے ہیں تو اس دلیل سے ہر ایرے غیرے کو علیہ السلام کہنا اور اطلاق کرنا ثابت نہ ہوگا اسی طرح رحمات کے لفظ سے کسی کو رحمۃ للعالمین کہنے کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔

مصنّف کے نقل کردہ الفاظ کا اس کا اپنا ترجمہ تو یہ ہے کہ "انبیاء کرام سب کے سب رحمۃ للعالمین ہوتے ہیں" ان سب کے سب میں ہمارے نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہوئے لہٰذا مانچسٹروی صاحب کو چاہیئے کہ کسی فرد تنہا کے لئے لفظ رحمۃ للعالمین کا اطلاق و استعمال ثابت کرے۔

مصنّف ثابت تو یہ کرنا چاہتا ہے کہ اولیاء و علماء اور دیوبندی مولوی بھی رحمۃ للعالمین ہو سکتے ہیں لیکن حوالہ ایسا پیش کر رہا ہے جس میں صرف جملہ انبیاء کرام علیہم السلام کو رحمات عالمین لکھا ہے لہٰذا اس انوکھی دلیل سے دیوبندی مولویوں کو رحمۃ للعالمین کہنے کا جواز کہاں سے کود پڑا۔؟

مولوی خلیل انبیٹھوی کی توہین آمیز گستاخ عبارت

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی وہابی کی گستاخانہ اور شدید توہین آمیز عبارت یہ ہے۔

"الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ (قرآن و حدیث) کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصّہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔"[1]

یہاں ہمیں یہ بتانا ہے کہ اوّل تو مانچسٹروی جیسا نام نہاد مصنّف اور خود ساختہ دلے ہودہ اثر خامہ جس توہین آمیز گستاخانہ عبارت پر بحث کرنا چاہتا ہے وہ مذکورہ بالا پوری عبارت ہی نقل نہیں کرتا اور اہلسنت پر الزام لگاتا ہے کہ انبیٹھوی جی کی عبارت آگے پیچھے سے چھوڑ دی "مولانا احمد رضا خان صاحب نے صفحہ ۴۴، صفحہ ۴۶

[1] براہین قاطعہ ص۵۱ مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی بامر مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی وہابی۔

اور صفحہ ۴۷ کی عبارات...... یکسر چھوڑ دیں۔"[1] مگر خود اس جاہل دیوبندی وکیل نے صفحہ ۵۱ کی عبارت پوری نقل ہی نہیں کی جس پر بحث کا دارو مدار تھا کیونکہ پول کھل جانے کا ڈر تھا کیونکہ ہر خاص و عام جانتا ہے اور معمولی اُردو پڑھا لکھا بھی سمجھ جاتا ہے یہ گستاخانہ عبارت چمکتا ہوا کفر خالص ہے لہٰذا اپنے بابا کی عبارت کو خود ہی کاٹ چھانٹ دیا اور چکر چلانے کے لئے آگے پیچھے کی عبارات بے مقصد نقل کر دیں اور پھر اس ڈھیٹ مصنّف کا کمال یہ ہے کہ اکابر دیوبند کی بحوالہ کتب بقید صفحہ و سطر نقل کی ہوئی گستاخانہ کفریہ عبارات کو کہے گا بہتان۔ یہاں بھی صفحہ ۳۳۹ پر سرخی لکھی ہے "حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوری پہ بہتان" ہر کفریہ عبارت کو بزعم جہالت بُہتان قرار دیتا ہے۔ خدا نہ کرے کسی بدمذہب کی کنواری لڑکی کے بچہ پیدا ہو جائے اور کوئی اس کو حرامی قرار دے تو غالباً مانچسٹروی یہی کہے گا بہتان بہتان بہتان۔ ساری کتاب میں بہتان بہتان کا وظیفہ رٹا ہے کنواری لڑکی اور حرامی بچّہ سامنے ہو تو کوئی پرلے درجے کا احمق اور علم و عقل سے کورا ہی اس کو بہتان قرار دے گا۔ اسی طرح تقویۃ الایمان، تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان جیسی گستاخانہ کتب اور ان کی توہین آمیز کفریہ عبارات سامنے نقد موجود ہیں۔ مشاہدہ عین الیقین ہے پھر بھی بہتان بہتان کا وظیفہ گرم کر رکھا ہے

[1] مطالعہ بریلویت جلد اوّل ص۳۴۵

عبارت براہین قاطعہ پر مختصر معروضات

مصنف براہین قاطعہ کی گستاخانہ عبارت

کی کوئی معقول مدلل بحوالہ کتب قرار واقعی تاویل نہیں کی چند مغالطے دیئے ہیں چند شوشے چھوڑے ہیں جو محض بھول بھلیاں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔

نمبر ۱: مصنف نے انبیٹھوی صاحب کی ص۵۱ کی اصل کفریہ عبارت تو نقل نہیں کی اور مطالعہ بریلویت ص۳۴۰ پر مولوی مرتضی احسن دربھنگی کی دھونس جمانا شروع کردی کہ "مولانا احمد رضا خاں اور اُن کے پیرو آج تک اس سوال کا جواب نہیں دے سکے...... یہ سوال مولانا مرتضے احسن صاحب نے مولانا احمد رضا خاں سے ۱۳۲۶ھ میں کیا تھا" جی ہاں کیا تھا، کیوں کیا تھا کس لئے کیا تھا وہ مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہ اکابر دیوبند کی جان چھڑانے کے لئے مداریوں اور بھانڈوں کے انداز میں کیا تھا دیوبند کی نجس ترین غلیظ و پلید تہذیب کا مظاہرہ کیا تھا یہ وہ زمانہ تھا جب گنگوہی صاحب، تھانوی صاحب، انبیٹھوی صاحب، اعلیٰ حضرت امام اہلسنت سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے نام نامی اسم گرامی سے تھر تھر کانپتے لرزتے تھے اور ہیبت حق سے لرزہ براندام تھے۔ ۱۳۲۰ھ سے ۱۵ صفر المظفر ۱۳۲۹ھ تک کا زمانہ اکابر دیوبند پر بہت بھاری تھا بار بار کے چیلنجوں اور تقاضوں اور رجسٹریوں کے باوجود

گنگوہی، تھانوی، انبیٹھوی وغیرہ میں سے کوئی بھی مرد میدان بن کر سامنے نہ آیا دیکھو "ابحاث آخیرہ"، "دافع الفساد عن المراد آباد" وغیرہ دیوبند میں سناٹا چھایا ہوا تھا اکابر دیوبند لب باندھے دم سادھے بیٹھے تھے آخر تھک ہار کر مولوی مرتضی احسن دربھنگی کو بے ہنگم یاوہ گوئی کے لئے تیار کیا تھا۔ اس نے خالص بازاری انداز میں بھانڈوں کے طریقہ پر جھک جھک بک بک شروع کی تھی جس کی سرکوبی و دندان شکنی ملک العلما سلطان الفضلا بحر العلوم مولانا محمد ظفر الدین قادری رضوی فاضل بہاری قدس سرہ العزیز نے فرمائی تھی اور مرتضی بھنگی چوکڑی بھول گئے تھے۔ مصنف مانچسٹروی تو اہل توہین کی محبت میں مستغرق ہے۔ توبہ اس کے مقدر میں نہیں۔ انصاف پسند قارئین کرام انصاف کی نظر سے تحقیق حق کے لئے "ظفر الدین الجید"، "ظفر الدین الطیب"، کا مطالعہ فرمادیں اور دیکھیں مرتضی احسن دربھنگی تو دربھنگی اس کٹھ پتلی کی ڈور پکڑنے والے اصل محرکوں کو کیسے مدلل و مسکت جوابات دیئے گئے تھے۔ سُنّی رضوی بریلوی علما اس سلسلہ میں ادھار کرنے کے قائل نہیں ہیں نقد اور فوری جوابات دیتے ہیں، مرتضی احسن دربھنگی چاندپوری کو ہم خوب اچھی طرح جانتے ہیں اس کا طول و عرض ہمیں بخوبی معلوم ہے۔ کیا پدی کیا پدی کا شوربا، بھیڑ کی لات گھٹنے سے نیچے نیچے۔ یہ وہی دربھنگی چاندپوری ہے جس نے ایک دفعہ بمبئی میں دیوبند کا کودکمانڈر بن کر اعلان کیا تھا کہ "میں نے سات بار خانصاحب (اعلحضرت)

بریلوی کے دروازے پر جاکر زنجیر ہلائی کہ مناظرہ کے لئے باہر نکلئے لیکن انہوں نے دروازہ اندر سے بند کر لیا۔" بمبئی کے سنیوں نے امام اہلسنت اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قدس سرہٗ کو بریلی شریف تار دے کر بلایا اور شیر بیشۂ اہل سنت مولانا حشمت علی خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی دعوت دی اور یہ دونوں حضرات بمبئی میں رونق افروز ہوتے۔ مرتضیٰ در بھنگی کو اڑے ہاتھوں لیا اور اِدھر سے جواب دیا گیا کہ اگر مرتضیٰ احسن در بھنگی یہی بتا دے کہ اعلیحضرت امام اہلسنت کے مکان کا دروازہ کس سمت کس رُخ پر ہے تو ہم اپنی شکست مان لیں گے۔ در بھنگی میں اتنی حیا کہاں تھی، سانپ سونگھ گیا، گوشۂ عافیت میں بیٹھ گیا۔[1]

ہاں در بھنگی کی لن ترانیوں اور بھکڑ بازیوں سے مصنف مانچسٹروی جیسے اونے پونے لوگ ضرور متاثر ہوتے ہوں گے اور بغلیں بجاتے ہوں گے مگر در بھنگی نہ تو اہل علم سے تھے اور نہ مرد میدان تھے۔

در بھنگی کا لا یعنی سوال اور اس کا مسکت جواب

مصنف مانچسٹروی نے مطالعہ بریلویت جلد اوّل صد ۳۴۰ پر مرتضیٰ احسن در بھنگی کا جہالت و حماقت سے مزیّن اور علم و تحقیق سے کوسوں دور اور گنواروں کی سی بلا مقصد لفاظی سے بھرپور جو سوال نا قابل تسخیر سمجھ کر لکھا ہے وہ ہمارے پہلے سے علم

[1] نوری کرن مطابق مارچ و اپریل ۱۹۶۳ء صد ۴۶ ملخصاً۔

میں ہے اور یہ نام نہاد سوال مرتضیٰ در بھنگی صاحب کی کتاب اِسکاتُ المعتدی صد ۵۲ پر موجود ہے۔ مانچسٹروی صاحب کی خام خیالی میں علمآ اہلسنت سے اس سوال کا جواب ہو ہی نہیں سکا۔ غالبًا مانچسٹروی کے علم و مشاہدہ میں جو چیز نہ ہو وہ دنیا میں ہے ہی نہیں۔ کاش وہ ظفر الدین الجید و ظفر الدین الطیب اور اِسکات میں ملک العلمآ مولانا محمد ظفر الدین صاحب علیہ الرحمہ کے جوابی خطوط دیکھ لیتے۔ مگر کیوں دیکھ لیتے۔ ان کو یقین ہے توبہ کے دروازے ان پر بند ہو چکے ہیں۔ آئیے ملاحظہ ہو در بھنگی کا بے ہودہ لا یعنی سوال۔

سوال:۔ " اگر کسی اذل خلائق کو کسی ادنیٰ شئ کا علم یا قدرت کسی نص سے ثابت ہو اور کسی ولی یا نبی کی نسبت وہ خاص شئ منصوص بہ علم یا قدرت نہ ہو تو اگر اس شئ کا علم اوّل کو ثابت کیا جائے نہ ثانی کو تو کیا اس میں اوّل کی تعظیم و توقیر اور ثانی کی ذلت و توہین ہو گی۔؟ اور وہ تمام علم و فضل اور کمالات ولایت و نبوت اب جاتے رہیں گے۔؟ اگر ذلیل پیشوں یا ناجائز علموں کو جو آج کل مزدور و ضاع چور ڈاکو جانتے ہیں ان کو تو ثابت کیا جائے اور اولیآ کرام اور انبیائے عظام علیہم الصلوٰۃ والتسلیم سے نفی کی جائے یا سکوت کیا جائے تو یہ لوگ اولیآ کرام اور انبیآ عظام سے بڑھ جائیں گے۔؟ اس میں اولیآ اور انبیآ علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کی توہین لازم آئے گی اور نافی یا ساکت کافر ہو جائے گا؟"[1]

[1] مطالعہ بریلویت صد ۳۴۰

قارئین یہ ہے وہ سوال اور یہ ہے وہ علم وفضل اور یہ ہے وہ تحقیق وتدقیق جو دیوبند کے جہالت نگر میں لٹ رہی ہے۔ دربھنگی اور مانچسٹروی کو نہ الفاظ کے معنی واستعمال کا پتہ نہ جملہ اور فقرہ بنانے کی تمیز وسلیقہ۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

ع۔ خود غلط املا غلط انشا غلط

بتایا جائے اس میں دربھنگی صاحب نے کون سے علم وتحقیق کے دریا بہا دیئے تھے۔؟ ہم تو چونکہ ان کی پھڑکتی ہوئی نبض سے واقف ہیں کہ یہ اپنے آقا شیطان ملعون ومردود کے لئے علم محیط زمین کی ڈگری اور سند حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ مگر کیا یہ جاہلانہ بے تکی لفاظی سوال کہلانے کی حقدار ہے پہلے اپنی مبہم لفاظی کو سوال تو بناؤ۔ قارئین کرام ذرا پہلا جملہ ملاحظہ کریں۔

"اگر کسی اذل خلائق کو کسی ادنی شئی کا علم یا قدرت نص سے ثابت ہو"

اس جملہ کو سوال بنانے کے لئے ہمارے چند سوالات کا جواب پہلے ضروری ہے تاکہ یہ جملہ سوال بن جائے اور بات مبہم نہ رہے۔ اذل خلائق میں اذل کا معنی ذلیل اور خلائق خلق کی جمع ہے جس کا معنی ہے مخلوقات۔ اب پہلا سوال تو یہ ہے کہ ذرا واضح کیا جائے کہ ذلیل مخلوقات کون کونسی ہیں؟ کیونکہ انبیٹھوی صاحب نے محض شیطان کو نہیں بلکہ حضرت ملک الموت علیہ السلام کو علم

محیط زمین کا مانا۔ کیا دربھنگی اور مانچسٹروی کے نزدیک معاذ اللہ حضرت ملک الموت علیہ السلام ذلیل مخلوقات سے ہیں۔؟ حضرت ملک الموت مقرب فرشتوں کی مقدس جماعت سے ہیں۔ دربھنگی اور مانچسٹروی نے اپنے زعم جہالت ولفاظی میں مقرب فرشتوں کو معاذ اللہ اذل (ذلیل) خلائق (مخلوقات) مانا یہ پرلے درجہ کی بددینی ہے یا نہیں؟

دوسرا سوال یہ ہے کہ انبیٹھوی صاحب نے براہین قاطعہ میں شیطان اور ملک الموت کو علم محیط زمین مانا ہے اور دربھنگی اور مانچسٹروی مذکورہ بالا زیر بحث فقرہ میں علم محیط زمین کو ادنی شئے کا علم کہہ رہے ہیں تو کیا یہ علم ادنی علم ہے؟ اس کی دلیل کیا ہے؟

سوال ۳۔ پھر آپ نے اور دربھنگی صاحب اس کو ادنی علم کہہ کر یہ علم محیط زمین نص (قرآن وحدیث) سے شیطان اور ملک الموت علیہ السلام کے لئے ثابت مانا ہے، بتایا جائے کہ قرآن وحدیث کی وہ کون سی نصوص ہیں؟

سوال ۴۔ یہ کہ آپ نے اپنے فقرہ میں ادنی شئے کا علم کہا ہے تو کیا شیطان یا ملک الموت کو محض علم محیط زمین میں سے صرف ادنی شئے کا علم ہے؟ اس کی تصریح براہین قاطعہ میں کہاں ہے؟

سوال ۵۔ یہ کہ اگر شیطان اور حضرت ملک الموت کو صرف ادنی شئی کا علم ہے تو شیطان صرف سور۔ کتا۔ گدھا اور کافر ومرتدو

مشرک، چور، زانی و بدکار قسم کے لوگوں ہی کو گمراہ نہیں کرتا بلکہ اولیاء و
علماء، نیک، صالح، متقی، پرہیزگار مسلمانوں کو بھی گمراہ کرنے کی کوشش
کرتا ہے تو کیا یہ سب ادنیٰ اشئے ہیں؟ اسی طرح حضرت ملک
الموت علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہے کہ کس کی، کس وقت
کس جگہ روح قبض کرنی ہے تو ملک الموت علیہ السلام حضرات
انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرام، اولیاء عظام وغیرہم، بزرگان
دین کی روح بھی قبض کرتے ہیں اور ان سب کا ملک الموت کو علم
ہے تو کیا یہ سب ادنیٰ شئے ہیں؟

سوال ۶: مولوی خلیل انبیٹھوی نے تو براہین قاطعہ میں یہ
وضاحت بالتصریح نہیں کی تھی کہ شیطان و ملک الموت کو صرف ادنیٰ
شئے کا علم دیا گیا ہے وہاں تو "علم محیط زمین" کا ذکر ہے مگر جناب
مانچسٹروی صاحب آپ کو اور آپ کے ممدوح مرتضیٰ احسن دربھنگی
کو یہ کیسے معلوم ہوا، یہ آپ کا کون سا کشف تھا جس سے پتہ چل گیا کہ
شیطان اور ملک الموت کو صرف ادنیٰ شئے کا علم دیا گیا ہے؟

سوال ۷: مذکورہ بالا زیر بحث عبارت کے دوسرے فقرہ میں
آپ نے لکھا ہے:۔

"کسی ولی یا نبی کی نسبت وہ خاص شئے منصوص یہ علم یا قدرت نہ
ہو تو اس شئے کا علم اوّل کو ثابت کیا جائے نہ ثانی کو، تو کیا اس میں
اوّل کی تعظیم و توقیر اور ثانی کی ذلت و توہین ہو گی؟"

اصل بات یہ ہے کہ براہین قاطعہ میں صاف صاف فخر عالم کہہ
کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شیطان اور ملک الموت علیہ السلام کے
علم محیط زمین کا ذکر اور اثبات کیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم
محیط زمین کی نفی کی ہے لیکن آپ نے انبیٹھوی صاحب کے
برعکس اپنی نام نہاد مثال میں فخر عالم (یعنی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم) کی جگہ اولیاء و انبیاء کر دیا اور اس بنیاد پر سوال کیا تو دریافت طلب یہ
بات ہے کہ اس ترمیم و تحریف کی آپ کو کیوں ضرورت محسوس ہوئی اور
اس تحریف و خیانت اور گستاخانہ عبارت میں ردو بدل کا کیا جواز
ہے اور اس ہیرا پھیری سے آپ کیا نکالنا چاہتے ہیں؟ اس ردو بدل
یا تحریف و خیانت سے تو ثابت ہوا کہ درحقیقت براہین قاطعہ کی
عبارت آپ کے اور دربھنگی کے نزدیک بھی گستاخانہ اور کفریہ ہے۔ مگر
توبہ کی توفیق اس لئے نہیں کہ شیطان آپ کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہے
اُس مردود نے ابھی آپ سے بہت کام لینے ہیں۔

سوال ۸: جب آپ علم محیط زمین کو ادنیٰ شئے ثابت نہیں کر
سکے ورنہ علم محیط زمین کو ادنیٰ شئے ثابت کر کے سوال کرتے۔ اب
چونکہ ثابت نہیں کر سکے تو محیط زمین کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
(آپ کے گمراہ کن سوال کے انداز میں نہ ثانی کو) تو ہم کہتے ہیں اور
واضح کرتے ہیں کہ آپ کے انداز میں ثانی اور براہین قاطعہ کے الفاظ
میں فخر عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی یقیناً توہین اور گستاخی ہو گی کہ آپ نے

اور در بھنگی نے اور انبیٹھوی صاحب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
علم کو محیط زمین نہ مان کر اور شیطان اور ملک الموت کے علم کو محیط زمین
مان کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس باب میں بڑھایا اور برتر قرار
دیا جو بلا شبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت اور رفعت شان
کا انکار اور بغض رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مبنی اور توہین کا باعث اور تکفیر
کا موجب ہے۔ اسی طرح آپ کے سوال نمبر ۲ کا جواب یہ ہے کہ
اگر آپ اپنے رہنما شیطان اور حضرت ملک الموت کا علم خواہ وہ علم
محیط زمین ہی کیوں نہ ہو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یا آپ کے اپنے
الفاظ میں اولیاؑ و انبیاؑ کے علم سے بڑھائیں گے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
یا انبیاؑ و اولیاؑ کے علم فضل اور کمالات ولایت و نبوت تو نہیں جاتے
رہیں گے مگر ایسا کرنے اور ماننے والے کا اپنا دین و ایمان و اسلام
جاتا رہے گا۔ اسی طرح آپ کے سوال نمبر ۳ کہ اگر ذلیل پیشوں یا
ناجائز علموں کو جو آج کل کے مزدور و وضاع چور ڈاکو جانتے ہیں ان کو
ثابت کیا جائے اور اولیائے کرام، انبیائے عظام سے نفی کی جاتے یا
سکوت کیا جائے تو یہ لوگ اولیاؑ کرام، انبیاؑ عظام سے بڑھ جائیں گے
کا جواب یہ ہے کہ آپ کے یا در بھنگی صاحب کے یا انبیٹھوی گنگوہی
صاحبان کے محض یہ کہہ دینے سے ذلیل پیشوں یا ناجائز علموں کو محض
علم یا معلومات کے طور پر جاننا بُرا نہیں بلکہ ناجائز پیشوں کو اختیار کرنا
یا ناجائز علموں پر عمل کرنا بروئے عمل لانا بُرا ہے مگر علم کسی چیز کا بُرا

نہیں مثلاً ہر شخص کو علم ہے کہ گدھا ایک جانور ہے جو گھوڑے اور خچر
سے چھوٹا ہوتا ہے۔ بکرے اور دُنبے سے بڑا ہوتا ہے۔ گدھا کے دو
کان اور ایک دُم ہوتی ہے۔ وہ بہت بُری طرح بڑی خبیث آواز
میں چیخ کر انتہائی بے ہودہ انداز میں بولتا ہے۔ وہ بار برداری کے
کام میں لایا جاتا ہے۔ گھاس پھونس توڑی چھلکے، گلے سڑے پھل سبزیاں
اس کی خوراک ہیں۔ گدھے کے منہ میں لگام ڈالا جاتا ہے۔ پیٹھ پر پالان
یا کاٹھی رکھی جاتی ہے، تو گدھے سے متعلق یہ علم ناجائز نہیں مگر اس
کو ذبح کر کے کھانا، اس کا دودھ پینا ناجائز و حرام ہے اسی طرح
اور بہت سی اشیاؑ ایسی ہیں جن کا علم بُرا نہیں۔ چوری کرنا حرام و
گناہ اور بُرا ہے مگر اس چیز کا علم سب کو ہے کہ چور چوری کس طرح
کرتے ہیں۔ ڈاکو ڈاکہ کس طرح مارتے ہیں، بہت لوگوں کو علم ہے
شراب کس چیز کی بنتی ہے، کیسے بنتی ہے۔ ہیروئین کس چیز کی بنتی
ہے، کیسے بنتی ہے۔ ان باتوں کا محض علم ہونا یا معلوم ہونا گناہ نہیں،
چوری کرنا، ڈاکہ مارنا، شراب بنانا یا پینا۔ ہیروئین استعمال کرنا یا بنانا
حرام و گناہ یا ناجائز وغیرہ ہے، وہ یقیناً ہے اور بہت بُرا ہے۔ اگر بُری
باتوں اور ناجائز پیشوں کا علم بُرا ہے تو پھر اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْم
اللہ تعالیٰ ہر شے (چیز) کا عالم ہے۔ اس آیت کا کیا مطلب ہے؟
یہی نام نہاد مذکورہ بالا تاویل مصنف مانچسٹروی نے اپنے اکابر کی نقل
مارتے ہوئے صفحہ ۳۴۲ پر کی ہے اور لکھا ہے۔

"حضرت مولانا سہارنپوری نے شیطان کے لئے جس علم کی وسعت مانی ہے وہ مطلق علم نہیں بلکہ اس کے اپنے دائرہ کار کا علم تھا اور وہ علم رذیل ہے جیسے وہی (شیطان) یا اسی طبقہ کے لوگ جانتے ہیں"۔[1]

حالانکہ یہ مانچسٹروی صاحب اور اس کے بڑوں کا سراسر جھوٹ فریب اور مغالطہ و دھوکہ ہے، یہ کیا تاویل ہے محض بیوند کاری ہے۔ اوّل تو مولوی خلیل انبیٹھوی صاحب نے صرف اکیلے شیطان کے لئے نہیں بلکہ ملک الموت کے علم کو بھی محیط زمین مانا ہے تو کیا معاذ اللہ ثم معاذ اللہ حضرت ملک الموت علیہ السلام کو بھی علم رذیل حاصل ہے؟ دوم یہ کہ مولوی انبیٹھوی صاحب نے رذیل و خبیث اور طیب و طاہر علم کی تفریق نہیں کی نہ اُن کی تحریر میں علم رذیل کا ذکر ہے بلکہ محض علم محیط زمین کا ذکر ہے جس کو وہ شیطان اور ملک الموت کے لئے مانتا اور تسلیم کرتا ہے اور یہی علم محیط زمین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ماننا شرک قرار دیتا ہے۔ مانچسٹروی سے پھر وہی سوال ہے وہ اور اس کے بڑے بتائیں کہ ان اللہ بکل شئی علیم کا کیا معنی اور کیا مطلب ہے؟ اللہ تعالیٰ کو ہر شئی کا علم ہے یا نہیں، اگر ہے تو تم اللہ تعالیٰ کے لئے رذیل علم مان کر اپنے ہی فتویٰ سے کیا ہوئے۔؟ اور جہنم کے کونسے

[1] مطالعہ بریلویت ص ۳۴۲

طبقہ میں پہنچے؟ ابھی گزرا کہ بری رذیل و ذلیل و خبیث چیزوں کا علم بُرا نہیں، اُن پر عمل اُن کا استعمال بُرا ہے۔ بتاؤ تھانوی صاحب گنگوہی صاحب اور اوپر تک نانوتوی صاحب اور مولوی اسماعیل قتیل صاحب کو جہنم کا اور اس کے طبقوں کا اور مختلف طبقوں میں مختلف النوع عذابوں کا، آتش جہنم کی ہولناک تپش کا علم ہے یا نہیں، اگر نہیں تو وہ کیسے عالم اور مسلمان؟ اگر ہے تو یہ علم طیب و طاہر ہے یا خبیث و رذیل ہے۔ اور پھر خبیث و رذیل علم انہوں نے کیوں حاصل کیا؟ مصنف مانچسٹروی پر لازم ہے کہ وہ قرآن و حدیث سے ثابت کریں کہ کون کون سے علم خبیث اور رذیل اور شیطان کی صفات میں شامل ہیں؟

نئے دلائل اور مقیس علیہ

مصنف مانچسٹروی کے دل و دماغ میں چونکہ بے دینیت اور تنقیص رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا لاوا پک رہا ہے اس لئے ایسی عقل شکن دلیلیں اپنے آپ کو تکفیر کے حکم شرعی کی مار سے بچانے کے لئے پیش کرتا ہے کہ خود عقل و انصاف ماتم کر کے رہ جاتے ہیں۔ ص ۳۴۱ کی ایک سرخی ہے "نئے موضوع پر نئے دلائل" اس کے تحت لکھتا ہے مقیس علیہ بھی کس کو بنایا؟ شیطان کو۔ اس کے بعد حضرت مولانا عبد السمیع صاحب رامپوری رحمۃ اللہ علیہ صاحب الانوار الساطعہ کا ملخصاً حوالہ دیا ہے کہ "شیطان بیک وقت مشرق و مغرب میں لوگوں کو گمراہ کرتا ہے، ملک الموت

بیک وقت مشرق و مغرب میں روحیں قبض کرتا ہے" یہاں مصنف نے ملخصاً لکھ کر اپنی پسند کے الفاظ لے لئے پوری عبارت نقل نہیں کی حالانکہ ابھی پچھلے اوراق میں سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے متعلق خود معترض رہا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں نے تحذیر الناس، براہین قاطعہ، صراط مستقیم، تقویۃ الایمان کی پوری عبارات نقل نہیں کیں اور اب خود مصنّف مانچسٹروی نے انوار ساطعہ کی پوری عبارت نقل نہیں کی جہاں تک دیوبندیوں کے مشفق و محسن شیطان کا تعلق ہے تو مولانا عبد السمیع صاحب رامپوری نے صرف شیطان کا ذکر ہی اپنی عبارت میں نہیں کیا، شیطان اور ملک الموت دونوں کا ذکر انوار ساطعہ اور خود مانچسٹروی کے خیانت شدہ حوالہ میں موجود ہے تو پھر مانچسٹروی کو اپنا شیطان ہی کیوں یاد رہا اور "شیطان کو مقیس علیہ بنانا" کی سرخی کیوں جمائی؟ کیا شیطان سے اپنے اندرونی گہرے روحانی رشتہ کا ثبوت فراہم کرنا تھا؟ باقی یہ بھی واضح رہے کہ مولانا رامپوری نے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ شیطان پر قیاس نہ کیا مگر چونکہ دیوبندیوں کا شیطان سے گہرا روحانی رابطہ ہے وہ شیطان کے علم کو انبیآ اور حضور سید الانبیآ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علوم سے زیادہ مانتے ہیں اس لئے مولانا رامپوری نے بطور مثال فرمایا کہ تمہارا "شیطان بیک وقت مشرق و مغرب میں لوگوں کو گمراہ کرتا ہے"۔ مصنّف کو غالباً یہ بات بُری لگی کہ شیطان کو گمراہ کرنے والا کہہ دیا وہ تو بڑا پکا موحد تھا، توحید پر بڑا پختہ ایمان تھا اس لئے

شیطان کی محبت و عقیدت میں خود رفتہ ہو کر مانچسٹروی نے بے دھڑک مولانا عبد السمیع علیہ الرحمہ پر شیطان کو مقیس علیہ بنانے کا الزام لگا دیا ورنہ مولانا رامپوری کی اصل عبارت میں حضرت ملک الموت کا نام بھی موجود ہے۔ اگر مولانا عبد السمیع صاحب کی یہ بات غلط ہے کہ "شیطان بیک وقت مشرق و مغرب میں گمراہ کرتا ہے" تو پھر اپنے حکیم الامت تھانوی صاحب کو کیا کہیں گے وہ شیطان کی قصیدہ خوانی کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "دیکھو ابلیس مشرق سے مغرب تک ایک لحظہ میں قطع کر جاتا ہے"۔[1]

فرق صرف اتنا ہے کہ مولانا عبد السمیع رامپوری علیہ الرحمۃ نے یہ لکھ دیا کہ شیطان مشرق و مغرب میں لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔ تھانوی اور مولانا رامپوری کی عبارت اور اس کا مطلب ایک ہی ہے لیکن مولانا رامپوری نے اِن کے قابلِ تعظیم پیشوا کو گمراہ کرنے والا لکھ دیا۔ اگر پھر بھی مولانا عبد السمیع صاحب پر اعتراض ہے تو علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ کو کیا کہیں گے۔ وہ فرماتے ہیں:۔

واقدرہ علی ذلک کما اقدر ملک الموت علی نظیر ذلک یعنی اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اس بات کی قدرت دی ہے جس طرح ملک الموت کو ہر جگہ موجود ہو جانے پر قادر کر دیا ہے۔

کیا مانچسٹروی یہاں بدزبانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ کہے گا کہ

---

[1] حفظ الایمان ص۹

علامہ شامی نے اللہ تعالیٰ پر افترا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو یہ قدرت دی۔ یہ قدرت نہیں یہ تو علم رذیلہ ہے؟ علامہ شامی نے شیطان کو ملک الموت پر قیاس کیوں کیا وغیرہ؟ الغرض دیوبندی مولوی عموماً اور مصنّف مانچسٹروی خصوصاً اپنی لایعنی و بے ہودہ تاویل میں خود بُری طرح پھنس کر رہ جاتے ہیں یہ گستاخیٔ رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی نحوست کا اثر ہے۔ رکیک و ذلیل تاویلات سے عاجز آکر بے بس ہو کر پھر اپنے آقا مربّی و محسن انگریز مردُود کو یاد کرتے ہیں لہٰذا ص۳۴۰ پر اس کو انگریز کی یاد آئی مگر کوئی حوالہ کوئی دلیل اور کوئی ثبوت نہیں لہٰذا جواب کس خرافات کا دیا جائے۔

مولوی خلیل انبیٹھوی کا جھوٹا جواب
اپنے آپ اور تھانوی پر فتویٰ کفر

مصنّف لکھتا ہے مرتضیٰ حسن دربھنگی نے اس سلسلے میں حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری سے استفسار کیا، حضرت سہارنپوری۔ نے جو جواب تحریر فرمایا اسے ہم یہاں نقل کرتے ہیں:۔

"میں اور میرے اساتذہ ایسے شخص کو کافر و مرتد و ملعون جانتے ہیں جو شیطان علیہ اللعنہ کو کیا کسی مخلوق کو بھی جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے علم میں زیادہ کہے۔"[1]

مصنّف بار بار مولوی خلیل انبیٹھوی کو سہارنپوری لکھ رہا ہے کیونکہ

[1] مطالعہ بریلویت ص۳۴۳

مولوی انبیٹھوی کا نام و نسبت گستاخِ رسُول کے طور پر اہل علم و عوام میں بدنام ہو چکی ہے بہرحال یہاں موضوع زیر بحث ہے "علم محیط زمین" مگر مولوی مانچسٹروی صاحب ہاتھ کی صفائی دکھا رہے ہیں اور اپنے محدث سہارنپوری سے فتویٰ کفر و ارتداد لگوا رہے ہیں مطلق علم میں زیادتی کے قائل پر اور کمال عیاری سے خلیل احمد سہارنپوری سابقہ انبیٹھوی صاحب کا کفر و ارتداد اور ملعون ہونے کا فتویٰ تو نقل کر دیا مگر مولوی مرتضیٰ دربھنگی کا استفسار یا استفتا نقل نہیں کیا، یہ کیا ہے۔ اگر یہاں مانچسٹروی اصرار کرے کہ اُن کے "محدث" سہارنپوری کا یہ فتویٰ کفر صرف علم میں نہیں بلکہ "علم غیب" میں اور علم "محیط زمین" میں ہے تو سبحان اللہ کفر و ارتداد اور ملعون ہونے کا یہ فتویٰ جناب "محدث" سہارنپوری صاحب نے اپنے آپ ہی پہ دیا اور بیک جنبش قلم تھانوی صاحب کو بھی لپیٹ لیا۔ قارئین کرام مولوی خلیل احمد انبیٹھوی یا سہارنپوری کا محولہ بالا فتویٰ کفر و ارتداد بھی پیش نظر رکھیں اور خود ان کی اپنی براہین قاطعہ کی اور تھانوی صاحب کی حفظ الایمان کی عبارت بھی دیکھ لیں۔

"الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصّہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت (زیادتی علم) نص (قرآن و حدیث) سے ثابت ہوئی، فخر عالم

کی وسعتِ علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔" [1]

انبیٹھوی صاحب نے اپنے آپ ہی کے عقیدہ پر کفر وارتداد اور ملعون ہونے کا فتویٰ دیا۔ مولوی اشرف علی تھانوی کی عبارت بھی ملاحظہ ہو۔

"پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہے تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمر بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔" [2]

لیجئے صاحب! انبیٹھوی صاحب نے اپنے آپ پر تو کفر وارتداد کا فتویٰ لگایا ہی تھا مولوی اشرفعلی تھانوی کے بھی بیڑے پار کردیئے اور گھر بیٹھے کفر وارتداد وملعون ہونے کا فراخدلی سے حصہ دے دیا۔

"یہ وسعت" میں لفظ "یہ" فیصلہ کُن ہے
مولوی مانچسٹروی صـ۳۴۷ پر فریب وفراڈ کا ایک اور

چکر چلاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ انبیٹھوی صاحب کی براہین قاطعہ کی عبارت میں "یہ وسعت" کا لفظ فیصلہ کُن ہے۔ یہ مانچسٹروی صاحب

[1] براہین قاطعہ از مولوی خلیل انبیٹھوی صـ۵۱، [2] حفظ الایمان صـ۹ از مولوی اشرفعلی تھانوی۔

کا اپنا ایک انداز ہے۔ اس سے قبل تحذیر الناس کی عبارات میں بھی یہ ہوائیاں اڑائی تھیں کہ یہاں لفظ بالذات فیصلہ کُن ہے۔ بظاہر کا لفظ فیصلہ کُن ہے وغیرہ وغیرہ۔ چونکہ مصنف مطالعہ بریلویت کے دل و دماغ میں دیوبندی وہابی کتابوں کی گستاخیاں رچی بسی ہوئی ہیں اس لئے اِس کو اُن کا ایک ایک لفظ فیصلہ کُن نظر آتا ہے۔ مگر یہ خود غور نہیں کرتا بلکہ جس کی حمایت میں یہ قلمی جنگ لڑ رہا ہے وہ کچھ بھی سمجھنے نہیں دیتا۔ وہ اپنے مخصوص دائرہ کار میں اس کے افکار پر غلبہ اور قبضہ کئے ہوئے ہے۔ ورنہ اِس کی "یہ وسعت" کا اشارہ اور ربط بھی علم محیط زمین ہی سے ہے۔ یعنی یہ وسعت علم، علم محیط زمین شیطان اور ملک الموت کے لئے نص (قرآن وحدیث) سے ثابت ہے۔ باقی صـ۳۴۸ پر یہ پھانس پھنسانا کہ "اس جزوی وسعت سے یہ کیسے لازم آگیا"۔۔۔۔ ہم کہیں گے مانچسٹروی صاحب لوگوں کی آنکھوں میں مرچیں نہ ڈالیں، ساری دنیا گنگوہی صاحب کی طرح بصیرت وبصارت سے محروم نہیں۔ براہین قاطعہ میں آپ کی اس خود ساختہ ومن گھڑت "جزوی وسعت" کا کہیں نام ونشان نہیں ہے۔ چلو بالفرض ایک لمحہ کے لئے آپ کی اس جھک بازی کو تسلیم کرلیں کہ یہ جزوی وسعت علم ہے جو شیطان اور ملک الموت کو نص قطعی سے ثابت ہے تو کیا آپ اور آپ کے اکابر حضور علیہ الصلواۃ و السلام کے کُلی وسعت علم محیط زمین کے قائل ہیں؟ دل کھول کر

اقرار کریں اور دل کھول کر جواب دیں۔

اُردو زبان علمائے دیوبند کے تعلق سے آنے کی گستاخی

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی نے لکھا ہے: "ایک صالح، فخرِ عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو) اُردو میں کلام کرتے دیکھا تو پوچھا کہ آپ کو یہ (اُردو) کلام کہاں سے آ گئی آپ تو عربی ہیں، فرمایا کہ جب سے علمائے مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آ گئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔"[1]

یہ گستاخانہ عبارت اور گستاخانہ خواب بحوالہ کتب دیوبند نقد سامنے موجود ہے لیکن اس کے باوجود مولوی مانچسٹروی صاحب نے صفحہ ۳۵۰ پر یہ سرخی جمائی ہے۔ "حضرت مولانا خلیل احمد صاحب پر ایک اور تہمت، اُردو زبان سیکھنے کا الزام" گویا حوالہ نقد سامنے ہونے کے باوجود بھی یہ تہمت ہے اور الزام ہے۔

براہین قاطعہ کی اس خبیث مردود عبارت کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ معاذ اللہ جب سے دیوبندی مولویوں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معاملہ ہوا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اُردو زبان بولنا آ گئی یعنی یہ دیوبندی مولویوں اور مدرسہ دیوبند کا فیض ہے اور پھر فخر و ناز کے ساتھ فرحت و مسرت سے جھوم کر یہ بھی کہہ رہے ہیں سبحان اللہ

۱؎ براہین قاطعہ صفحہ ۲۶ و مطالعہ بریلویت صفحہ ۳۵۰/۱

اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔ اس گستاخی کو خود مانچسٹروی صاحب اپنے الفاظ میں ذرا کھل کر یوں واضح کرتے ہیں۔ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل میں اُردو زبان اگر اس وقت سے آئی ہو جب سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا علمائے دیوبند سے ملنا جلنا ہوا تو اس میں تعجب کی کون سی بات ہے۔"[1]

مانچسٹروی کا یہ بیان اقبالی ڈگری ہے۔ اس کے بعد دیوبندی تاویلی طائفہ ہزار تاویلیں کرے اس عنوان پر مغالطہ اور دھوکہ نہیں دے سکتے۔ یہاں یہ بھی یاد رہے کہ نام نہاد علمائے دیوبند کی اُردو اتنی گھٹیا اور لوگس ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔ اُردو کے بے موقعہ بے محل ایسے الفاظ لکھتے اور بولتے ہیں جیسے اُردو کا منہ چڑا رہے ہوں۔ لنگڑی لولی اُردو کی اسی عبارت میں ایک لفظ معاملہ بھی ہے جس کو مولوی خلیل انبیٹھوی صاحب نے یوں استعمال کیا ہے۔ "جب سے علمائے مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا" معاملہ کے لغوی معنی ہیں۔ کاروبار۔ لین دین۔ جھگڑا۔ مالگزاری لگان وغیرہ۔[2]

معاملہ کے لغوی معنی بہت سے ایسے ہیں جو خلافِ واقع ہونے کے باعث زیادہ گستاخانہ اور توہین آمیز ہیں، دیوبندی مولویوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا کاروبار کیا ہے؟ کیا لین دین کی ہے؟ کیا جھگڑا کیا ہے؟ جھگڑا کرنا مزید کفر و ارتداد اور بے دینی ہے۔ اسی طرح

۱؎ مطالعہ بریلویت صفحہ ۳۵۱/۱، ۲؎ فیروز اللغات صفحہ ۹۳۳ وغیرہ

مالگزاری اور لگان بھی بے محل و ہتک آمیز ہیں۔ الغرض معاملہ کے زیادہ معنی خلاف واقع و مبنی بر توہین و تنقیص ہیں۔ مانچسٹروی نے لکھا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اردو زبان اُس وقت سے آئی جب سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا علمائے دیوبند سے ملنا جلنا ہوا۔ یہ ملنا جلنا کے الفاظ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کی نسبت اُن کے قلبی مفہوم زیادہ واضح کر رہے ہیں مگر مانچسٹروی صاحب یہ تو بتائیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کون کون سے علمائے دیوبند سے ملتے جلتے رہے ہیں ہم اپنے دین دھرم جو کچھ بھی ہے کی قسم سے سچ سچ بتائیں کہ کس کس دیوبندی مولوی سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ملنا جلنا تھا یا ہے؟ اور اگر یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر معاذ اللہ افترا اور تہمت ہے اور فی الواقع افترا ہے تو پھر مانچسٹروی اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔ حدیث شریف میں واضح ہے:۔

من کذب علی متعمداً فلیتبوا مقعدہ من النار۔ جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھے اُسے چاہیئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔"[1]

اور پھر یہ ملنا جلنا روح مع الجسد سے متعلق و ممکن ہے حیات ظاہری دنیاوی کا متقاضی ہے۔ اگر بقول مانچسٹروی علمائے دیوبند سے ملنا جلنا تھا یا ہے تو عقیدہ مولوی اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹی کے ایمان و عقیدہ سے معارض و متصادم ہے کیونکہ انہوں نے ایک قطعی غیر متعلق حدیث شریف

[1] مشکوٰۃ شریف صـ۳۲

کا بہانہ بنا کر ف لکھ کر فائدہ کے طور پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ ناپاک الفاظ منسوب کئے ہیں کہ

"یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔"[1]

اے دیوبندیو! اب تقویۃ الایمان کو مانو یا براہین قاطعہ کو مانو۔ تقویۃ الایمان کہتی ہے کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ مر کر مٹی میں مل گئے۔ اور براہین قاطعہ کہتی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جب سے علمائے دیوبند سے ملنا جلنا ہوا حضور کو اُردو آ گئی۔

کس کا یقین کیجئے کس کا نہ کیجئے
آتی ہیں دیوبند سے خبریں الگ الگ

مانچسٹروی صاحب نے صفحہ ۳۴۴ پر سیدنا اعلحضرت کی کتاب خالص الاعتقاد صـ۲۲ کا جو حوالہ دیا ہے وہ قطعی بے محل ہے، عبارت زیر بحث سے اِس کا کوئی تعلق و ربط نہیں ہے۔

مانچسٹروی عبارت براہین قاطعہ کی کچھ تاویل نہ کر سکے

صفحہ ۳۵۰ تا ۳۵۲۔ مانچسٹروی صاحب نے زبانی کلامی جمع خرچ میں ضائع کر دیئے اور کوئی ادنیٰ سی بھی تاویل نہ کر سکے۔ بڑے پچھتاوے کے ساتھ افسردگی کے عالم میں صرف اتنا لکھا ہے:۔

"ہم نے مولانا خلیل احمد صاحب (براہین قاطعہ) کی عبارت

[1] تقویۃ الایمان صـ۵۰

کو بار بار پڑھا اس میں ہمیں کوئی لفظ ایسا نہیں ملا جس سے ثابت ہو کہ حضور نے اُردو علمائے دیوبند سے سیکھی"۔ صفحہ ۳۵

یہاں مصنف نے سیکھی کا لفظ اپنی طرف سے گھسیڑ دیا ورنہ براہین قاطعہ میں صاف لکھا ہے۔

"جب سے علمائے مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ (تعلق یا ملنا جلنا) ہوا ہم کو یہ (اُردو) زبان آگئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔"

بتایا جائے مفہوم و معنی کے اعتبار سے ان دونوں میں کیا فرق ہے؟ بہرحال انبیٹھوی صاحب کے الفاظ میں جب سے علمائے مدرسہ دیوبند سے معاملہ یہ کہیں یا مانچسٹروی صاحب کے الفاظ میں جب سے علمائے مدرسہ دیوبند سے ملنا جلنا ہوا جب سے اُردو آگئی ہر حال میں گستاخی ہے اور اس کا صاف صریح اور قطعی مطلب یہ ہے کہ دیوبندی مولویوں کے تعلق سے، دیوبندی مولویوں سے سیکھ کر دیوبندی مولویوں کی دیکھا دیکھی، دیوبندی مولویوں کی صحبت و رفاقت سے الغرض کچھ بھی مطلب لیا جائے بہرحال بے ادبی اور گستاخی ہے اور یہ کلمات عظمت و شانِ رسالت سے فروتر ہیں۔ قرآن عظیم میں ہے وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اور اللہ تعالیٰ نے آدم (علیہ السلام) کو تمام اشیاء کے نام سکھائے پھر سب اشیاء ملائکہ پر پیش کیں۔ اس آیت مبارکہ کے تحت تفسیر خازن میں ہے

وَقِيْلَ عَلَّمَ اٰدَمَ اَسْمَاءَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَقِيْلَ اَسْمَاءَ ذُرِّيَّتِهٖ وَقِيْلَ عَلَّمَهُ اللُّغَاتِ كُلَّهَا۔ یعنی کہا گیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام فرشتوں کے نام سکھا دیئے اور کہا گیا ہے کہ ان کی اولاد کے نام اور کہا گیا ہے کہ اُن کو تمام زبانیں سکھلائیں۔ اسی طرح تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی اور تفسیر روح البیان میں علامہ امام اسماعیل حقی قدس سرہما نے ارقام فرمایا۔ اور مختلف زبانیں سکھانے کا ذکر فرمایا گیا۔ قرآن عظیم میں ایک دوسری جگہ ہے نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ قرآن مجید ہی میں ہے وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ اور لوح محفوظ میں جو کچھ لکھا ہے قرآن سب کی تفصیل ہے اور اس میں کچھ شک نہیں۔ اور قرآن عظیم ہی میں ہے اَلرَّحْمٰنُ۔ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۔ رحمان نے اپنے محبوب (علیہ السلام) کو قرآن سکھایا۔ جب ہر چیز کا روشن بیان قرآن مجید میں ہے اور جو کچھ لوح محفوظ میں لکھا ہے وہ قرآن میں ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب و محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن سکھا دیا تو پھر کون سا علم اور کون سی زبان اور کون سی بولی آپ کے علم سے باہر ہوتی۔ قرآن عظیم ہی میں ہے وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اُن کی قوم کی زبان میں۔ جب ہر رسول و نبی اُن کی قوم کی زبان میں آیا اور ہمارے نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت اور رفعتِ شان یہ ہے۔ قرآن عظیم نے فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً

لِلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ اور اے
محبوب ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام انسانوں (آدمیوں)
کو گھیرنے والی ہے۔ خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا لیکن بہت لوگ نہیں
جانتے جب حضور علیہ السلام نسل انسانی نوع البشر کے لئے رسول بنا کر
بھیجے گئے تو لازماً ہر خطہ و ہر علاقہ کی ہر زبان سے یقیناً واقف ہوئے۔
قرآن عظیم میں مزید فرمایا قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ
جَمِيْعًا اے محبوب تم فرماؤ کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا
رسول ہوں۔ یہاں پوری انسانیت کو خطاب ہے خواہ کسی علاقہ یا خطہ
کی ہو اور کوئی سی زبان بولنے والے ہوں کسی خاص علاقہ اور زبان تک
مختص و محدود نہیں ہے۔

مولوی شبیر عثمانی کی تائید و توثیق

مولوی خلیل انبیٹھوی کے برعکس مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی
کو بھی ماننا پڑا اور اس کے بغیر چارہ ہی نہ تھا۔ کہتے ہیں ع۔ نکل جاتی
ہے سچی بات منہ سے مستی میں۔ لکھتا ہے "نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم نے ساری عمر کسی مخلوق کے سامنے زانو تلمذ طے نہیں کیا"
بلاشبہ آپ سکھلاتے ہوتے تھے"۔[1]
لیکن مولوی انبیٹھوی کا کہنا ہے کہ دیوبندی مولویوں سے معاملہ
(ملنا جلنا) ہوا تو اردو آ گئی۔ یہ صریح گستاخی ہے اور آگے لکھا ہے

[1] تفسیر عثمانی ص ۲۲۵

اس سے رتبہ مدرسہ دیوبند کا معلوم ہوا۔ (براہین قاطعہ)

حفظ الایمان کی گستاخانہ عبارت میں دیوبندی تحریفات

مصنف مانچسٹروی چونکہ مغالطہ اور عبارات سے غلط تاثر دینے
میں اپنی مثال آپ ہے۔ اس لئے جب کسی گستاخانہ عبارت کی
بے مقصد تاویلات کرتا کرتا تھک جاتا ہے تو نئی عبارت پر قیل و قال
کرنے سے بیشتر یہ ضرور لکھتا ہے "بریلوی حضرات نے جب دیکھا
کہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب پر یہ الزام ثابت نہیں ہو سکا تو
ایک اور الزام تراشا۔[1]
"مولانا احمد رضا خاں صاحب اور اُن کے پیروں نے جب دیکھا
کہ حضرت مولانا اسماعیل، حضرت مولانا نانوتوی، حضرت مولانا گنگوہی اور
حضرت محدث سہارنپوری کے خلاف کوئی الزام ثابت نہیں ہوا تو انہوں
نے اسی جماعت کے ایک بزرگ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی پر
ایک نیا الزام تراشا"۔[2]
اس قسم کے چکر مانچسٹروی صاحب نے کئی جگہ چلائے ہیں
اور دل ہی دل میں راضی ہوا ہے۔ یہ صرف مانچسٹروی جیسا گم دماغ
مایوس دل ہی سوچ سکتا ہے۔ دنیا پر ان دلاسوں کا کچھ اثر نہیں قارئین
کرام ایک تضاد ملاحظہ کریں۔ مانچسٹروی صفحہ ۳۵۲ پر تو لکھتا ہے

[1] مطالعہ بریلویت ص ۳۵۰، [2] مطالعہ بریلویت ص ۳۵۲

"تھانوی پر ایک نیا الزام تراشا"۔

اور صفحہ ۳۵۲ پر لکھا ہے کہ "حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کی خدمت میں ۱۳۱۹ھ میں تین سوال آئے" اُن کے جواب میں حفظ الایمان لکھی گئی۔

گویا آج سے تقریباً سو سال پہلے چھپنے والی پرانی کتاب جس پر ۱۳۲۴ھ میں علمائے عرب و عجم نے فتویٰ کفر و ارتداد لگایا وہ نیا الزام ہے مصنف جیسا کہ دو چار ماہ کی بات کر رہا ہے اور پھر جب حفظ الایمان سامنے موجود ہے تو پھر الزام کہنے کا کیا مقصد؟ اور پھر صفحہ ۳۵۳ پر یہ سرخی لگانے کا کیا مطلب "حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی پر بہتان"۔ اپنے اکابر دیوبند کی کتابیں اور گستاخانہ عبارتیں سامنے نقد موجود دیکھ کر بہتان۔ بہتان۔ الزام۔ الزام۔ تہمت۔ تہمت کیا ان کا پرانا سبق، پرانا وظیفہ ہے۔ جھوٹ بول بول کر اس کا ورد کرتے ہیں۔ بہر حال مصنف مانچسٹروی صاحب کی خردماغی کا چراغ گل ہوتا نظر آرہا ہے وہ یوں کہ اپنے اکابر کے گستاخانہ کفریہ کلمات اور توہین آمیز عبارتوں کا لایعنی و بے معنی و بے مقصد و بے محل جھوٹی تاویلیں کرتا کرتا مصنف گر پڑ کر مولوی اشرفعلی تھانوی کی حفظ الایمان تک آپہنچا اب جب اس نے دیکھا میری کوئی تاویل کارگر اور موثر نہیں تو اس نے تاویل کرنا ہی چھوڑ دی اور حفظ الایمان کی ناپاک و مردود عبارت در تھانوی صاحب کے کفریہ کلمات پر مطالعہ بریلویت کے صفحہ ۳۵۳ سے لے کر

صفحہ ۳۶۶ تک حفظ الایمان کی عبارت کی تاویل میں اپنی طرف سے ایک لفظ بھی نہیں لکھا اور جھوٹ کے چکر چلا چلا کر اس کے دم ٹوٹ گئے۔ اب نئی کارستانی اور نیا حربہ یہ بروئے عمل لایا کہ اس نے خود اپنے آپ ہی حفظ الایمان میں تحریفات و ترمیمات کا ریکارڈ پیش کر دیا۔ عبارت حفظ الایمان میں دھوکہ دینے کے لئے جو رد و بدل اور تحریف و خیانت کی وہ بہت پہلے سے ہمارے علم میں ہے۔ اس نے اس موضوع پر لکھنے کے لئے ایک نیا عنوان دے دیا۔ قارئین کرام، اہل علم و انصاف غور فرمائیں کہ دیوبندی وہابیوں نے خود اپنی کتابوں میں دل کھول کر کس قدر ہولناک تحریفات کی ہیں۔

عالم الغیب کا اطلاق

قارئین کرام! مانچسٹروی صاحب نے اپنی دیانت کی ارتھی جلاتے ہوئے مطالعہ بریلویت کے صفحہ ۳۵۲ پر یہ ذیلی عنوان قائم کیا ہے اور حفظ الایمان کی عبارت کا حلیہ بگاڑتے ہوئے لکھا ہے۔ "عالم الغیب کا اطلاق" حفظ الایمان کی عبارت میں یہ زبردست تحریف خیانت ہے جو خود دیوبندیوں نے دلائل و براہین سے عاجز آکر کی ہے حالانکہ مولوی اشرفعلی تھانوی کی زندگی میں اُن کے زیر اہتمام چھپنے والی پرانی حفظ الایمان میں عبارت کے الفاظ یوں ہیں۔

"پھر یہ کہ آپ (یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت

طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب؟ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔“[1]

○ دیوبند ہی میں چھپنے والے ایک پرانے ایڈیشن میں بھی یوں ہے ”پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔۔۔۔[2]

○ دہلی کے ایک دیوبندی کتب خانہ سے چھپنے والی حفظ الایمان کے الفاظ بھی یہ ہیں کہ ”پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔۔۔۔[3]

○ صدر و شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند مولوی حسین احمد ٹانڈوی کانگریسی اس عبارت کو یوں لکھتے ہیں۔ ”پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو“۔۔۔۔[4]

مولوی حسین احمد ٹانڈوی نے پرانے چھاپوں اور قدیم ایڈیشنوں کے مطابق لکھا۔

○ مولوی سرفراز گکھڑوی نے یوں لکھا۔ ”آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو۔۔۔۔“[5]

[1] حفظ الایمان ص۹ مطبع امدادیہ دیوبند، [2] حفظ الایمان ص۵ مطبوعہ کتب خانہ اعزازیہ دیوبند یوپی زیر اہتمام مولوی سید احمد دیوبندی، [3] حفظ الایمان ص۵ شائع کردہ سید عبد العلیم مدیر مطبع علمی محلہ چوڑی والان دہلی

[4] الشہاب الثاقب ص۹۰ مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند، [5] عبارات اکابر ص۱۸۶،

○ مشہور دیوبندی مولوی خلیل احمد انبیٹھوی صاحب معمولی تحریف کے ساتھ اس عبارت کو اشرفعلی تھانوی کی وکالت کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں۔ ”حضرت کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا اطلاق اگر بقول سائل صحیح ہو۔۔۔۔[1]

انبیٹھوی صاحب نے اپنے زور قلم سے آپ کی ذات مقدسہ کو حضرت کر دیا اور حکم کی جگہ اطلاق کا لفظ لے آئے اور بقول زید کی جگہ بقول سائل فٹ کر دیا۔ اب جوڑ توڑ کا دور شروع ہوا اور دیوبندی مولوی ایک سے بڑھ کر ایک جھُرلو چلاتے رہے کیونکہ حفظ الایمان کی اس گستاخانہ عبارت کی کوئی معقول تاویل کرنے سے عاجز و قاصر تھے۔ حفظ الایمان کا کفر منہ سے بول رہا تھا۔ تھانوی صاحب اپنی اس گستاخانہ عبارت میں ایک لفظ تو کیا زیر زبر تک کم کر کے توبہ کرنے کو تیار نہ تھے۔ سنہ ۱۳۱۹ھ میں حفظ الایمان کی گستاخانہ کفریہ عبارت پر سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے علمی سوالات اور تحقیقی اعتراضات تھانوی صاحب کے پاس بھیجے تو دیوبندی حکیم الامت تھانوی نے یہ کہہ کر جان چھڑائی اور صاف صاف کہہ دیا ”میں مباحثے کے واسطے نہیں آیا نہ مباحثہ چاہتا ہوں۔ میں اس فن میں جاہل اور میرے اساتذہ بھی جاہل ہیں، معقول بھی کر دیجئے

[1] المہند علی المفند مسمی بہ عقائد علمائے دیوبند ص۱۴

تو وہی کہے جاؤں گا۔"[1]

تھانوی صاحب اڑیل ٹٹو کی طرح وہیں اڑے رہے کہ مجھے دلائل سے قائل کردو، معقول کرلو، عاجز کردو تو پھر بھی وہی کہے جاؤں گا یعنی جو کچھ حفظ الایمان میں لکھ چکا ہوں۔ اب جب علمائے اہلسنت کی طرف سے علمی تحقیقی مار پڑی اور دیوبندی مناظرین اور دیوبندی مصنفین دلائل سے عاجز آگئے۔ جتنی تاویلیں کرتے گئے اتنے پھنستے گئے۔ تاویلات کے چکر کا یہ انجام ہوا کہ تاویلات کے تضاد سے تھانوی صاحب پر کفر کی اقبالی ڈگری ہوگئی، دیکھو ہماری کتاب دیوبندی شاطر اپنے منہ کافر۔ بہر حال جب ان تھانویوں کا کچھ زور نہ چلا اور بے بس ہوگئے تو اب حفظ الایمان کی اس ناپاک عبارت کی تکہ بوٹی کرنی شروع کی۔ توبہ تو مقدر میں نہیں تھی۔ دنیا کو گمراہ کرنے کے لئے حفظ الایمان کے ہر نئے آنے والے ایڈیشن میں الفاظ کی کاٹ پیٹ شروع کردی گئی۔ اس کھیل کے چیمپئن مولوی منظور سنبھلی مدیر الفرقان اور مولوی مرتضیٰ حسن در بھنگی چاندپوری تھے اور اپنے دیوبندی وہابی اکابر کی کتابوں میں تحریف و خیانت اور جوڑ توڑ کرنے کا ورلڈ کپ حاصل کیا خالد محمود مانچسٹروی نے۔ اس قلمی خیانت اور تحریری بددیانتی کا افتتاح مولوی خلیل احمد انبیٹھوی صاحب کر چکے تھے۔ مولوی منظور سنبھلی اس دجل کو چار چاند لگاتے ہوئے حفظ الایمان کی عبارت کا حلیہ یوں بگاڑتے ہیں:۔

[1] حسام الحرمین ص۳۹، واسکات المعتدی ص۵۹ از در بھنگی چاندپوری۔

"مولانا (اشرف علی تھانوی) فرماتے ہیں، آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنا اور آپ کی ذاتِ قدسی صفات پر عالم الغیب کا اطلاق کرنا) اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد (یعنی اس غیب سے جس کی وجہ سے وہ عالم الغیب کہتا ہے مراد) بعض غیب ہے یا کل غیب ہے۔۔۔۔۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں ۔۔۔۔ تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا (بعض) علم غیب (کہ جو عالم الغیب کہنے کے لئے تمہارے اس اصول پر کافی ہو یعنی کچھ نہ کچھ غیب کا علم) تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔"[1]

عبارت حفظ الایمان کا یوں حلیہ بگاڑنے سے بہتر یہ نہیں تھا کہ سچے دل سے سراسر گستاخانہ عبارت اور کفریہ کلمات سے علی الاعلان توبہ اور رجوع کرکے قبول حق کی مثال قائم کرتے۔ مگر توبہ مقدر میں نہیں تھی ہیرا پھیری کو مناسب سمجھا گیا۔ بریکٹ بند الفاظ اگر حفظ الایمان کی کفریہ عبارت کا بدل تھے یا اس کے گمراہ مفہوم کو واضح کرتے تھے تو پھر تھانوی صاحب نے ابتدا ہی سے یہ الفاظ کیوں نہیں تحریر کئے۔ کیا یہ الفاظ کفر کو اسلام ثابت کرنے کے لئے محفوظ رکھ چھوڑے تھے؟ تحریف و خیانت

[1] نام نہاد فتح بریلی کا دلکش نظارہ ص۵۸

اور عبارتِ حفظ الایمان میں کتر بیونت کی یہ بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی تھانوی صاحب کے یہ دیوبندی وکیل ایک سے بڑھ کر ایک حفظ الایمان کی حجامت کرنے کے خبط میں مبتلا ہیں مگر کفرِ اسلام بنتا نظر نہیں آتا توہین پر تعریف کا لیبل چسپاں نہیں کیا جا سکتا۔

منظور سنبھلی اور مرتضیٰ در بھنگی نے تھانوی صاحب کو تحریف کی راہ پر ڈال دیا

مولوی منظور سنبھلی اور مولوی مرتضیٰ در بھنگی چاندپوری سوال گندم جواب چنے قسم کے علم و عقل سے کورے اڑیل قسم کے مولوی تھے۔ ہٹ دھرمی اور بے حیا ضد کا عنصر طبیعت میں بدرجہ اتم موجود تھا۔ ان کو دیوبندیوں وہابیوں نے مناظر کہنا شروع کر دیا۔ حضور نبی اکرم رسول محترم شفیع معظم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے تھانوی، نانوتوی قسم کے مولویوں کی محبت میں مستغرق ہو کر بحث مباحثہ کا پیشہ اختیار کیا۔ علماء اہلسنت بالخصوص امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد محدث بریلوی شیر بیشہ اہلسنت علامہ ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں صاحب لکھنوی قدس سرہما جیسے اکابر محققین کہنہ مشق مناظرین سے علمی مار کھا کھا کر بدحواس رہتے تھے۔ چیلنج دینے میں سب سے آگے مگر میدانِ مناظرہ میں چوکڑی بھول جاتے ہیں۔ اسکات المعتدی میں حضرت ملک العلماء فاضل بہاری قدس سرہٗ کے ساتھ مرتضیٰ در بھنگی کی خط و کتابت ہی پڑھ لیں یا النصرت خداداد مناظرہ بریلی کی مفصل روداد ہی دیکھ لیں۔ یہ

لوگ جب حفظ الایمان کی گستاخانہ عبارات کی بے جا تاویلات کرتے کرتے تنگ آ گئے۔ علماء اہلسنت کے آگے ان کا بس نہ چلتا تھا ساکت و مبہوت رہتے تھے بالآخر ان لوگوں نے عاجز آ کر مناظروں سے تنگ آ کر تھانوی صاحب پر زور دینا شروع کیا حضرت! اب ہم بے بس ہیں۔ معاملہ قابو سے باہر ہے۔ حفظ الایمان کی وضاحت فرمائیں۔ کفریہ عبارت کا صحیح مطلب بیان کریں۔ تھانوی نے ان کی بے بسی و لاچاری دیکھ کر حفظ الایمان کی وضاحت میں بسط البنان تحریر کی پھر مرتضیٰ در بھنگی کی پُر زور فرمائش پر بسط البنان لکف اللسان من کاتب حفظ الایمان لکھی پھر مولوی منظور سنبھلی اور مولوی معین حیدر آبادی دکنی کی فرمائش پر حفظ الایمان کی ضمنی تاویل در تاویل میں تھانوی صاحب کو تغییر العنوان فی بعض عبارات حفظ الایمان لکھنا پڑی اور وہ کفر پر دلیر تھانوی جو کسی زمانہ میں کہتا تھا "مجھے معقول بھی کر دیجئے تو پھر بھی وہی کہوں گا" (یعنی جو پہلے حفظ الایمان میں لکھ چکا ہوں) تھانوی صاحب حفظ الایمان کی پیوند کاری کر کر کے تھک گئے، ٹاکیاں لگا لگا کر بے بس ہو گئے اور دلدل میں پھنستے گئے یعنی ؏ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔

آخر ان لوگوں نے خود تھانوی صاحب کو اپنی عبارت میں کتر بیونت جوڑ توڑ پہ آمادہ کر ہی لیا۔ حفظ الایمان میں اس کاٹ چھانٹ کا سہرہ مولوی منظور سنبھلی اور مرتضیٰ در بھنگی کے سر ہے۔ چار سو بیسی کی یہ پوری سرگزشت مولوی منظور سنبھلی خود بیان کرتے ہیں اور اس کو

اپنی بڑی کامیابی سمجھتے ہیں۔ لکھتے ہیں :۔

"اس کے بعد حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۲۹ھ میں حفظ الایمان کی اپنی اس عبارت کے مطلب کی وضاحت میں ایک ایک مستقل مضمون بھی ۵۔ ۶ صفحہ کا لکھ دیا جو بعد میں حفظ الایمان کے ساتھ بسط البنان کے عنوان سے شائع ہوتا رہا۔ پھر اس کے ۱۲۔ ۱۳ سال بعد ۱۳۴۲ھ کے شروع میں بعض مخلصین کے توجہ دلانے پر حضرت (تھانوی) علیہ الرحمۃ نے حفظ الایمان کی اس (متنازعہ کفریہ) عبارت کے الفاظ میں ایک ایسی لفظی ترمیم فرما دی۔۔۔۔

اس ترمیم کا پورا واقعہ اور حضرت مصنّف رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے اس کا اعلان بھی حفظ الایمان کے ضمیمہ کے طور پر تغیر العنوان کے نام سے اس کے ساتھ شامل کر دیا۔۔۔

اس کے بعد جمادی الآخرہ ۱۳۵۴ھ میں خود راقم سطور (محمد منظور نعمانی) نے حضرت مصنّف (تھانوی صاحب) رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تھانہ بھون حاضری کے ایک موقعہ پر حفظ الایمان کی اس عبارت میں ایک اور لفظی ترمیم کے لئے عرض کیا تو حضرت نے وہ ترمیم بھی فرما دی اور اس ترمیم کا اعلان حضرت (تھانوی) کی طرف سے رجب ۱۳۵۴ھ کے الفرقان میں اسی زمانہ میں کر

دیا گیا۔ چاہیئے تھا کہ ان ترمیموں کے اعلان کے بعد حفظ الایمان ان ترمیموں اور متعلقہ ضمیموں کے ساتھ شائع ہوتی۔ لیکن اب سے کچھ ہی دن پہلے بعض ناشرین کتب نے ان باتوں سے بے خبری اور ناواقفی کی وجہ سے "حفظ الایمان" حضرت مصنّف (تھانوی) کی ترمیمات اور متعلقہ ضمیموں کے بغیر ہی شائع کیا۔ یہ کوتاہی اور غلطی ان ناشرین سے اگرچہ لاعلمی کی وجہ سے اور نادانستہ ہوئی لیکن ظاہر ہے کہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے یہ بڑی سنگین غلطی ہے اور حضرت مصنّف پر ایک طرح کا ظلم ہے۔ ابھی مجھے معلوم ہوا کہ جناب مولانا قاری محمد طیب صاحب فیض آبادی مالک کتب خانہ نعمانیہ دیوبند حفظ الایمان چھاپنا چاہتے ہیں تو میں نے ان کو مشورہ دیا کہ وہ حفظ الایمان ان تمام ترمیموں اور متعلقہ ضمیموں کے ساتھ شائع فرمائیں۔ میری گزارش ہے کہ جو کتب خانہ بھی حفظ الایمان شائع کرے وہ حضرت مصنّف کی ترمیموں اور متعلقہ ضمیموں کے ساتھ شائع کرے۔"[1]

(محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ، ۴ ذیقعدہ ۱۳۸۱ھ ۱۰ اپریل ۱۹۶۲ء مہمانخانہ دار العلوم دیوبند۔)

---

[1] حفظ الایمان ص ۲ شائع کردہ مکتبہ نعمانیہ دیوبند یوپی نیشنل پرنٹنگ پریس دیوبند۔

قارئین کرام! آپ نے حفظ الایمان میں بار بار ترمیموں اور ضمیموں کی داستان ملاحظہ فرمائی۔ اب حفظ الایمان کی وہ عبارت بھی ملاحظہ ہو جو منظور سنبھلی اور اشرفعلی تھانوی کے جوڑ توڑ سے ایجاد کی گئی اور مکتبہ نعمانیہ دیوبند نے شائع کی۔

ترمیموں اور ضمیموں والی عبارت حفظ الایمان

چونکہ توبہ تو ان کے مقدر میں نہیں تھی لہٰذا کمال مکاری سے حفظ الایمان کی یہ عبارت معرضِ وجود میں لائی گئی۔ ملاحظہ ہو:۔

"پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر عالم الغیب کا اطلاق کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔"[۱]

اس عبارت کے ابتدا میں "علم غیب کا حکم" کی جگہ "عالم الغیب کا اطلاق" کر دیا لیکن اس سے کفر کون سا ہلکا ہوتا تھا۔ اس عبارت میں "مراد بعض غیب" اور "ایسا علم غیب" تو بدستور موجود تھے جو گستاخی کی جڑ اور بنیاد شروع کرتے ہیں لہٰذا بات وہیں کی وہیں

[۱] حفظ الایمان صنا ترمیموں، ضمیموں والی مکتبہ نعمانیہ دیوبند

رہی اور گستاخی زائل ہوئی نہ کفر ہلکا ہوا۔ مولوی منظور سنبھلی کی یہ کارستانی اور ہیرا پھیری بھی ناکام ہو گئی کیونکہ عبارت میں "اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے" کے ایمان سوز کفر افروز الفاظ وہیں کے وہیں موجود تھے لہٰذا مسلمانوں کا اضطراب بدستور برقرار رہا اور اس کارستانی کو کسی نے بھی قبول نہ کیا۔

دیوبندی حکیم الامت تھانوی صاحب کے اپنے مخلصین اور متعلقین میں بھی سخت اضطراب پھیلا ہوا تھا دیکھو تغیر العنوان ص۲۰ حیدر آباد دکن کے مخلصین و متوسلین کے پیہم تقاضا و اصرار پر تھانوی صاحب کو دل پہ گھونسا مار کر حفظ الایمان کی عبارت کا ایک بار پھر حلیہ بگاڑنا پڑا، اور سچے دل سے توبہ کرنے اور رجوع الی الحق کی بجائے الٹی چال چلتے ہوئے حفظ الایمان کی ناپاک عبارت اور کفریہ کلمات کو یوں کر دیا۔ تھانوی صاحب خود لکھتے ہیں:۔

جواب:۔ "جزاکم اللہ تعالیٰ بہت اچھی رائے ہے... لہٰذا قبولاً للمشورہ اس کو لفظ اگر کے بعد سے عالم الغیب کہا جاوے تک اس طرح بدلتا ہوں اب حفظ الایمان کی اس عبارت کو جو کہ اس سوال کے بالکل شروع ہی میں مذکور ہے اس طرح پڑھا جاوے اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص

بے مطلق بعض علوم غیبیہ تو غیر انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل
ہیں چاہیئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے۔ واللہ الموفق
اشرف علی ۱۸ر صفر ۱۳۴۲ھ؛ [1]

یہاں ہم جمہور مسلمانان اہل ایمان و اہل علم و انصاف سے عظمت شانِ رسالت کے نام پر اپیل کریں گے کہ وہ غور کریں اور دیکھیں جب خود دیوبندی مولوی بلکہ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب بار بار متعدد بار حفظ الایمان کی عبارت میں کھلم کھلا تحریف و خیانت یا اُن کے اپنے الفاظ میں ترمیم نہیں بلکہ ترمیمات کر رہے ہیں ضمیموں سے آراستہ و پیراستہ کر رہے ہیں بلکہ کھلم کھلا اقراری طور پر عبارت کو بدل رہے ہیں تو اُن کو اس کفر صریح سے توبہ کرنے میں کیا امر مانع تھا؟ گستاخانہ عبارت کے کلمات کفریہ سے کھلم کھلا توبہ تجدید ایمان و نکاح کرنے کے بعد پھر عبارت کو بدلا جاتا۔ نئے الفاظ شامل کئے جاتے، جدید عبارت گھڑی جاتی تو کسی کو بھی اعتراض نہ ہوتا اور یہ فتنہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتا۔ ایک بے ٹکٹ آدمی ریل گاڑی میں سوار ہو کر چلا آرہا ہے اور وہ نصف سے زائد سفر کرنے کے بعد ٹی ٹی ای ریلوے کی گرفت میں آجاتا ہے تو وہ جرمانہ و سزا کا حق دار ہے یا نہیں یا وہ بغیر ٹکٹ یہ کہہ کر کسی دوسری گاڑی میں سوار ہو جائے کہ میں دوسری گاڑی میں جا رہا ہوں۔ دوسری گاڑی بدلنے سے اس کی سزا اس کا جرم

[1] تغیر العنوان صـ۲۲ شائع شدہ نیشنل پرنٹنگ پریس دیو بند۔

ختم تو نہیں ہو سکتا۔ پس اسی طرح تھانوی صاحب اور اُن کے وکیلوں کو پہلے اپنے جرم گستاخی، توہین و تنقیص سے توبہ کرنی چاہیئے تھی پھر عبارت حفظ الایمان میں رد و بدل کرتے۔ کاٹ چھانٹ کرتے۔ آخر انہوں نے بار بار متعدد بار جو عبارت حفظ الایمان کو بدلا ہے اور الفاظ میں کمی بیشی کی ہے انہیں اپنی غلطی اور گستاخی کا کم و بیش احساس ہوا ہے تو عبارت بدلی ہے۔ آخر عبارت بدلنے کا اور کیا مقصد تھا؟

کیا بنے بات جہاں بات بنائی نہ بنے
تنقیص رسالت کی نحوست کا اثر

اگرچہ مولوی منظور سنبھلی مدیر الفرقان نے حفظ الایمان کی رسوائے زمانہ گستاخانہ عبارت سے تھانوی صاحب سے توبہ کرانے کی بجائے رنگ برنگ کئی ٹاکیاں لگوائیں مگر پھر بھی بات نہ بنی۔ یہ گستاخیٔ رسول کی نحوست کا اثر ہے۔ مولوی منظور نے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر حفظ الایمان کی ناپاک عبارت کی پہلی سطر کے الفاظ میں "پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا" الخ میں علم غیب کا حکم کیا جانا تو بدلوا کر عالم الغیب کا اطلاق کروا دیا لیکن اس پیوندکاری کے باوجود بھی کتب خانہ نعمانیہ دیوبند یوپی کی شائع شدہ حفظ الایمان کے صفحہ نمبر ۱۱ پر اصل متنازعہ گستاخانہ الفاظ جوں کے توں موجود ہیں اور صاف صاف لکھا ہے۔۔۔۔۔ "اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا

تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و
بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔“ [1]

بات پھر وہیں کی وہیں رہی۔ عبارت میں ٹاکیاں لگانے پیوند کاری
کرنے سے یہ مسئلہ حل ہونے والا نہ تھا۔ اس کا صرف ایک علاج کفریہ
کلمات سے کھلم کھلا توبہ اور رجوع تھا اس میں ترمیمات تحریفات کا
گھونگٹ کرنے کی ضرورت نہ تھی بہرحال مکتبہ نعمانیہ دیوبند کی شائع کردہ
حفظ الایمان میں بھی قابلِ اعتراض الفاظ اپنی اصل شکل و صورت میں
موجود ہیں۔ اب ہم اپنے قارئین کو تھانہ بھون لئے چلتے ہیں۔

تھانہ بھون کی مطبوعہ حفظ الایمان میں بھی پہلی سطر کے الفاظ اصل شکل و صورت میں موجود ہیں ملاحظہ
ہوں لکھا ہے:۔

”پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا
اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے، اس غیب
سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ
مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے
(عبارت کے آخری الفاظ یوں کر دیئے) ”مطلق بعض علوم
غیبیہ تو غیر انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل ہیں۔“ [2]

اس عبارت میں پہلی سطر کے پرانے الفاظ ”پھر یہ کہ آپ کی

[1] حفظ الایمان ص۱۷ مطبوعہ کتب خانہ نعمانیہ دیوبند یوپی، [2] حفظ الایمان اشرف المطابع فی تھانہ بھون ص۹

ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا“ موجود ہیں جب کہ کتب خانہ نعمانیہ
دیوبند کی شائع کردہ حفظ الایمان میں ص۳ پر مولوی منظور سنبھلی کا دعویٰ [1] در
رسالہ ”الفرقان“ مطابق ماہ رجب ۱۳۵۴ھ میں تھانوی صاحب سے
منسوب اعلان ہے کہ تھانوی صاحب نے ”علم غیب کا حکم“ کی
بجائے ”عالم الغیب کا اطلاق“ کے الفاظ شامل کر دیئے مگر اشرف
المطابع تھانہ بھون کی حفظ الایمان اس بات کی تکذیب و تردید کرتی
ہے۔ البتہ اشرف المطابع تھانہ بھون کی شائع شدہ حفظ الایمان میں حضور
کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم کا اضافہ کیا گیا ہے اور عبارت حفظ الایمان
کے آخری الفاظ ”ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ
جمیع حیوانات و بہائم“ کی جگہ یوں کر دیا گیا ہے ”مطلق بعض علوم غیبیہ
تو غیر انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل ہیں۔“ [1]

لاہور کی ایک دیوبندی وہابی تنظیم انجمن ارشاد المسلمین نے بھی
اپنے زیر اہتمام حفظ الایمان شائع کرنے کا فرض ادا کیا ہے اور حفظ الایمان
کی مذکورہ زیر بحث عبارت کی خوب مرہم پٹی کر کے مولوی اشرف علی تھانوی
صاحب کی اصل عبارت کی جگہ سوال سوئم قائم کیا ہے اور یہاں پر اس
سوال کے جواب کی بجائے مولوی منظور سنبھلی دیوبندی کا ایک پرانا مضمون
(سوال سوئم اور اس کے جواب کا پس منظر، فیصلہ کن مناظرہ سے نقل
کر دیا ہے اور حفظ الایمان کے نام سے حفظ الایمان کا حلیہ بگاڑ کر

[1] حفظ الایمان مطبوعہ تھانہ بھون ص۹

حفظ الایمان عن الزیغ والطغیان۔ بسط البنان لکف اللسان عن کاتب حفظ الایمان۔ تغییر العنوان فی بعض عبارات حفظ الایمان وغیرہ خود تھانوی صاحب کے ضمنی و وضاحتی رسالوں، مولوی منظور سنبھلی کے ماہنامہ الفرقان و فیصلہ کن مناظرہ اور مولوی مرتضیٰ در بھنگی چاند پوری کے تاویلی مضامین کے ساتھ جعلسازیوں و مغالطہ آمیزیوں کے پلستر چڑھا کر شائع کی ہے۔ گویا انجمن ارشاد المسلمین نے حفظ الایمان شائع نہیں کی بلکہ فریب کاری کا جال بُنا ہے اور وہ اس لئے کہ مولوی اشرف علی تھانوی گویا ان کے نزدیک معصوم فرشتے اور غلطیوں لغزشوں سے پاک تھے۔ تو یہ کرنا بڑا مشکل کام تھا اب ان تمام تاویلات تحریفات ترمیمات اور ضمیموں کے علاوہ مولوی مرتضیٰ احسن در بھنگی کی توضیح البیان، مولوی منظور سنبھلی کا فتح بریلی کا دلکش نظارہ، مولوی حسین احمد کانگریسی کے الشہاب الثاقب، مولوی خلیل انبیٹھوی کے المہند وغیرہ کو سامنے رکھا جائے اور ان تاویلات کے تضادات کو کھنگالا جائے تو تکفیر کے حکم شرعی کا آفتاب نصف النہار پر چمکتا ہوا نظر آتا ہے۔ ایک جھلک ملاحظہ ہو۔

عبارت حفظ الایمان پر علمائے دیوبند کی خانہ جنگی

عبارت حفظ الایمان کی علماء و مناظرین دیوبند نے مختلف النوع و متضاد تاویلات کی ہیں۔ چند تاویلات کا تضاد ملاحظہ ہو:۔

مولوی مرتضیٰ احسن در بھنگی چاند پوری لکھتے ہیں:۔

”واضح ہو کہ (حفظ الایمان میں) ایسا کا لفظ فقط مانند اور مثل ہی کے معنی میں مستعمل نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے معنی اس قدر اور اتنے کے بھی آتے ہیں جو اس جگہ متعین ہیں“۔ [1]

”عبارت متنازعہ فیہا میں لفظ ایسا بمعنی اس قدر اور اتنا ہے۔ پھر تشبیہ کیسی؟ (توضیح البیان)

گویا ایسا اگر تشبیہ کے معنی میں ہوتا تو قابل اعتراض اور کفر تھا۔ لیکن اتنا اور اس قدر میں کوئی اعتراض کی بات نہیں۔

مولوی حسین احمد صدر دیوبند لکھتے ہیں:۔

”حضرت مولانا (تھانوی) عبارت میں ایسا فرما رہے ہیں لفظ اتنا تو نہیں فرما رہے۔ اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو اور چیزوں کے برابر کر دیا۔۔۔۔۔۔ اس سے بھی اگر قطع نظر کریں۔ تو لفظ ایسا تو کلمہ تشبیہ کا ہے“۔ [2]

صدر مدرسہ دیوبند کے اس قول سے ثابت ہوا کہ عبارت حفظ الایمان میں لفظ ایسا تشبیہ کے لئے ہے۔ اور اگر ایسا، اتنا یا اس قدر کے معنی میں ہوتا تو قباحت تھی۔ اور اس کو توہین رسالت اور کفر قرار دیا جا سکتا تھا۔

---

[1] توضیح البیان فی حفظ الایمان ص۸ مطبع قاسمی دیوبند، [2] الشہاب الثاقب ص۱۰۲

ماحصل۔ مولوی مرتضیٰ احسن دربھنگی چاندپوری اور مولوی حسین احمد ٹانڈوی کی تاویلات کا خلاصہ اور ماحصل یہ ہے کہ دربھنگی صاحب کے بقول اگر ایسا تشبیہ کے معنی میں ہوتا تو کفر تھا۔ جس سے تشبیہ کا اقرار کرنے والے مولوی حسین احمد صاحب کافر قرار پاتے اور بقول صدر دیوبند لفظ ایسا اتنا اور اس قدر کے معنی میں ہوتا تو کفر ہوتا۔ اس تاویل سے بقول مولوی حسین احمد صاحب، مولوی مرتضیٰ احسن دربھنگی ایسا کا اتنا اور اس قدر معنی کر کے کافر قرار پاتے۔ ان دونوں کی تاویل سے تھانوی کافر قرار پاتے ہیں۔

مولوی منظور سنبھلی اور حسین احمد ٹانڈوی کا معرکہ

آپ ابھی "الشہاب الثاقب" کے حوالے سے پڑھ چکے ہیں کہ مولوی حسین احمد صدر دیوبند کے نزدیک لفظ ایسا تشبیہ کے لئے ہے لیکن اس کے برعکس مولوی منظور کچھ اور ہی کہتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

"حفظ الایمان کی عبارت میں بھی ایسا تشبیہ کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ وہ یہاں بدوں تشبیہ کے اتنا کے معنی میں ہے"۔[1]

"حفظ الایمان کی اس عبارت میں بھی ایسا تشبیہ کے لئے نہیں ہے"۔[2]

"اگر بالفرض اس عبارت کا وہ مطلب ہو جو مولوی سردار احمد صاحب بیان کر رہے ہیں جب تو

[1] فتح بریلی کا دلکش نظارہ صد ٣٢ ، [2] فتح بریلی کا دلکش نظارہ صد ٣٤

ہمارے نزدیک بھی موجب کفر ہے"۔[1]

نوٹ: یہ کتابچہ بریلی شریف کے اس عظیم الشان تاریخی مناظرہ کی دیوبندی روداد ہے۔ جو سلطان العلوم، امام المناظرین، محدث اعظم، استاذ الاساتذہ حضرت مولانا محمد سردار احمد صاحب بانی جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف، وفیصل آباد اور مولوی منظور سنبھلی مدیر الفرقان لکھنؤ کے درمیان حفظ الایمان کی عبارت پر ہوا تھا۔ سیدی محدث اعظم حضرت علامہ محمد سردار احمد صاحب قبلہ قدس سرہٗ کا فرمانا تھا کہ لفظ ایسا تشبیہ کے لئے ہے۔ مولوی منظور نے کہا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا کہ لفظ ایسا اتنا کے معنی میں ہے۔ اور یہ کہ اگر بالفرض اس عبارت کا وہ مطلب ہو جو مولوی سردار احمد صاحب بیان کر رہے ہیں۔ تو ہمارے نزدیک بھی کفر ہے۔ گویا کہ ایسا کو تشبیہ کے طور پر استعمال کرنا مولوی منظور سنبھلی کے نزدیک کفر ہے اور مولوی حسین احمد صاحب صدر دیوبند برملا کہہ رہے ہیں کہ لفظ ایسا تو کلمہ تشبیہ کا ہے (الشہاب الثاقب صد ١٠٢) ثابت ہوا کہ دیوبندی سلطان المناظرین مولوی منظور سنبھلی کے فتوے کے مطابق مولوی حسین احمد صدر دیوبند کافر ہیں اور ان سب کے فتویٰ سے تھانوی صاحب پر حکم ارتداد لگتا ہے۔

کافر ہوئے جو آپ تو میرا قصور کیا
جو کچھ کیا وہ تم نے کیا بے خطا ہوں میں

[1] فتح بریلی کا دلکش نظارہ صد ٣٥

عالم الغیب کہا کس نے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عالم الغیب کس نے کہا جو مصنّف نے مطالعۂ بریلویت صفحہ ۲۵۳ پر یہ سرخی جمائی۔ تھانوی صاحب نے بقول منظور سنبھلی جو ترمیم کی وہ بھی علم غیب کی جگہ عالم الغیب کا لفظ لائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے علم غیب عطائی تو بکثرت آیات و احادیث سے ثابت ہے مگر عالم الغیب کس نے کہا اور کہاں لکھا ہے؟ دیکھیے امام اہلسنت سیدنا مجدد اعظم اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:۔

"مخلوق کو عالم الغیب کہنا مکروہ ہے۔" [1]

امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب قدس سرہٗ العزیز مناظرہ بریلی میں مولوی منظور سنبھلی کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔

"آپ نے اعلیٰحضرت قبلہ قدس سرہٗ العزیز پر افترا کیا ہے کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عالم الغیب کہنا عرفاً جائز بتایا ہے۔ اگر آپ میں ذرا سی بھی سچائی ہے تو زیادہ نہیں ایک ہی کتاب پیش کر دیجئے لفظ عالم الغیب کا اطلاق ہم بھی عرفاً غیر خدا پر نہیں کرتے ہیں۔" [2]

[1] الامن والعلیٰ صفحہ ۳۰ مطبوعہ لاہور، [2] نصرت خداداد صفحہ ۱۰۶

اہلسنت کے ایک اور مقتدر عالم محقق اجل فاضل بے بدل مفتی سنبھل مولانا شاہ محمد اجمل قادری رضوی سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "لفظ عالم الغیب کے اطلاق میں احتیاط کی جاتی ہے یہی ہمارا مسلک ہے۔" [1]

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علمائے اہلسنت میں سے کسی نے عالم الغیب کہا ہی نہیں تو اس لفظ کو موضوع سخن بنانا ہی سراسر بے بنیاد ہے البتہ اللہ عزوجل کی عطا سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب حاصل ہے وہ ابتدائے آفرینش سے قیام قیامت تک ہو یا زمین وزماں، عرش بریں ولامکاں کا علم ہو مگر تھانوی صاحب کہتے ہیں:۔

"ایسا علم غیب تو زید وعمر ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔"

یہ توہین وبے ادبی اور شدید گستاخی وموجب کفر وارتداد ہے۔ اس سے کھلم کھلا توبہ لازم تھی، عبارت کفریہ میں بے توبہ ترمیم سراسر دھوکہ فریب ہے اور اس سے کفر زائل نہیں ہوتا۔ قرآن عظیم میں پسندیدہ محبوب رسولوں کو علم غیب عطا کئے جانے کا ذکر ہے مگر زید وعمر ہر صبی ومجنون، حیوانات وبہائم کو علم غیب دیئے جانے کا ذکر نہیں، فرمایا:۔

عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول [2]

[1] ردّ سیف یمانی صفحہ ۹۱، [2] پارہ ۱۹، سورہ الجن۔ ع ۲

ترجمہ: اللہ جل جلالہٗ عالم الغیب ہے، اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

مگر زید و عمر، صبی و مجنون حیوانات بہائم کے لئے کوئی نص قطعی نہیں کہ انہیں علم غیب دیا گیا ہو یہاں پسندیدہ رسُولوں کو علم غیب دیئے جانے کا ذکر ہے۔

مصنّف مانچسٹروی کا اقرار و اعتراف جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

کج بحثی کرتے کرتے بالآخر مانچسٹروی میاں کو اعتراف کرنا ہی پڑا اور اس کے بغیر چارہ ہی نہیں تھا۔ تھانوی صاحب کی حفظ الایمان میں کی گئی جعلسازی و مجرمانہ ترمیم کا اعتراف کر ہی لیا۔ لکھتا ہے "مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے اس سوال کے جواب میں (پہلے) یہ الفاظ تھے "آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا (بریکیٹ میں مانچسٹروی نے یہ دجل کیا کہ آپ کو عالم الغیب کہنا کا اضافہ کر دیا) اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب (پھر بریکیٹ میں مطلق بعض کا اضافہ) تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔"[1]

[1] مطالعہ بریلویت ص ۳۶۱ ج ۱

بہر حال یہاں اقرار و اعتراف کر لیا کہ حفظ الایمان کی عبارت پہلے اس طرح تھی۔ مانچسٹروی صاحب نے یہاں خود تھانوی صاحب کی ترمیم اور اضافہ ایک طرف اٹھا کر رکھ دیا اور دو جگہ بریکیٹ بند کر کے دو جملے اپنے گھسیڑ دیئے۔ ایک جگہ "آپ کو عالم الغیب کہنا" اور دوسری جگہ "مطلق بعض" کا اضافہ کر دیا۔ اور کفریہ عبارات کو مذموم تاویلات کا سہارا دیتے وقت ہر عبارت کی تاویل کے وقت یہ کہنا بھول گیا مراد متکلم کا اعتبار کیا جائے۔ لیکن مانچسٹروی صاحب نے خود مراد متکلم کا اعتبار نہ کیا اور اپنے وضاحتی الفاظ سے اس عبارت کو سہارا دینا چاہا۔

اقرار گستاخی

مانچسٹروی، تھانوی صاحب کی طرف سے کی گئی ترمیمات اور اس عبارت کے الفاظ میں تبدیلیوں کو مبنی بر حق قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے "اب بھی جو لوگ اسے (عبارت حفظ الایمان کو) غلط رنگ (اپنے اصلی پرانے الفاظ) میں پیش کر کے اس کی تشریح خلاف مراد متکلم کرتے ہیں وہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کر رہے ہیں۔"[1]

یعنی تھانوی صاحب نے اب جب کہ عبارت حفظ الایمان کے اپنے پرانے الفاظ بدل دیئے ہیں تو جو لوگ اب حفظ الایمان کی پرانی عبارت کا حوالہ دیتے ہیں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

[1] مطالعہ بریلویت ص ۳۶۵ ج ۱

گستاخی ہے۔ جب یہ حوالہ دینا گستاخی ہے تو پھر جس کے ایمان و عقیدہ میں یہ عبارت صحیح ہے وہ یقیناً گستاخ ہوا۔ گستاخی کا مرتکب ہوا اور گستاخ رسول کی تکفیر شرعی حق بجانب ہوئی۔

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

اکابرِ اُمت کی تصریحات کا ڈھونگ

مانچسٹروی نے اپنی بلا دوسروں کے سر ڈالنے کے لئے اور بزرگانِ دین کو معاذ اللہ کفریات میں حصہ دار بنانے کے لئے شرمناک مغالطے دیئے ہیں۔ حفظ الایمان کی گستاخانہ عبارت کے الفاظ قارئین کرام کو ازبر ہو گئے ہوں گے۔ ہم پچھلے صفحات پر بار بار نقل کر چکے ہیں۔ مانچسٹروی صاحب نے تھک ہار کر حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی متوفی ۹۴۴ھ کے مکتوب نمبر ۱۴۳ ص ۲۷۸ کے حوالہ سے ایک عبارت نقل کی ہے۔ اس جگہ اولیاء و انبیاء خواص و عام سب برابر ہیں (ترجمہ) اور ایک عبارت امام ربانی مجدد الف ثانی م ۱۰۳۵ھ کے مکتوب دفتر اوّل ص ۳۲۹ کے حوالہ سے نقل کی ہے جس کا فارسی سے اُردو میں ترجمہ مانچسٹروی کے اپنے قلم سے یہ ہے۔ ترجمہ ”کیا تم نہیں دیکھتے کہ انبیائے کرام عام لوگوں کے ساتھ انسان ہونے میں برابر کے شریک ہیں اور حقیقت ذات میں سب متحد ہیں فضیلت ان میں صفات کاملہ کے پہلو سے آئی ہے۔“ [1]

[1] مطالعہ بریلویت ص ۲۵۵

اس کا جواب یہ ہے کہ **اوّل** تو یہ دونوں عبارات علم غیب کے موضوع پر نہیں۔ **دوئم** ان عبارتوں میں حفظ الایمان کا گستاخانہ مضمون نہیں، بتایا جائے ان دونوں عبارتوں میں یہ کہاں ہے۔ ”ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔“ یہ الفاظ ان عبارات میں کہاں ہیں؟

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی م ۱۸۲۴ھ کی عبارت بھی قطعی بے ربط و بے محل اور موضوع زیر بحث سے قطعاً غیر متعلق ہے ہم اس بحث کو سمیٹتے ہوئے مانچسٹروی صاحب کے اپنے الفاظ میں اس کا ترجمہ پیش کر کے اہل علم و انصاف کو دعوت غور و فکر دیتے ہیں۔ لکھتا ہے۔ ”ترجمہ۔ ایک وہ نعمت ہیں جو عام ہیں امیر و غریب، چھوٹا و بڑا، تندرست و مریض، عالم و جاہل، مومن و کافر، صالح و فاسق ان میں ایک جیسے اور برابر ہیں۔“ [1]

یہ عبارت بھی نہ علم غیب کے موضوع سے متعلق ہے نہ ان میں حفظ الایمان جیسے مردود الفاظ ہیں۔ باقی یہ کہ اس میں یہ کہا گیا ہے ایک وہ نعمتیں ہیں ۔۔۔۔۔ (جن میں فلاں فلاں) ۔۔۔۔۔ برابر ہیں۔۔

یہاں نعمتوں کی بات ہے صفات یا اوصاف کی بات نہیں نہ فضائل کمالات میں برابر کہا گیا نہ صفات میں باہم مشترک مانا گیا۔ وہ نعمتیں کیا ہیں جن میں سب برابر ہیں سب کو ہاتھ پاؤں

[1] مطالعہ بریلویت ص ۲۵۵ بحوالہ تفسیر فتح العزیز ص ۲۷۱

آنکھ کان ناک منہ دیا گیا۔ رزق دیا گیا۔ پانی اور ہوا سے سب مستفید ہوتے ہیں اس عبارت میں یہ کہاں ہے جو حفظ الایمان کی نجس عبارت کا توڑ قرار پائے کہ "ایسا علم غیب تو زید و عمر ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات بہائم کے لئے بھی حاصل ہے" (حفظ الایمان) حوالہ میں کچھ تو ربط و تعلق و مطابقت ہونی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے تو سبھی مستفید ہیں سبھی استفادہ کر رہے ہیں۔ اسی طرح ص۳۵۹ پر امام اہلسنت اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کی حیات الاموات ص۱۸ کا حوالہ کہ

"ایک نکتہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جو بات شرک ہے اس میں حکم ہے احیاء و اموات و انس و جن و ملک وغیرہ تمام مخلوق الٰہی یکساں ہیں غیر خدا کوئی ہو خدا کا شریک نہیں ہو سکتا" [1]

معلوم ہوتا ہے کہ مانچسٹروی صاحب کی عقل جواب دے گئی ہے اب وہ پاگل خانہ کا متلاشی و متمنی ہے۔ بھلا اس حوالہ کا عبارت حفظ الایمان سے کیا تعلق ہے؟ بہر حال یہ حوالہ اکابر امت کی تصریحات کے ذیل میں نقل کیا ہے گویا مانچسٹروی صاحب نے مجدد دین و ملت سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "اکابر امت" میں تسلیم کر لیا ہے۔

[1] مطالعہ بریلویت ص۳۵۹ بحوالہ حیات الاموات ص۱۸

مانچسٹروی صاحب نے

مطالع الانظار و شرح مواقف کے حوالے

بدحواسی کے عالم میں

مطالع الانظار شرح طوالع الانوار ص۴۰۸ اور شرح مواقف جلد۲ ص۱۷۵ کے حوالہ جات بھی مطالعہ بریلویت ص۳۶۶ پر دیئے ہیں۔ یہ ایسے ہی ہیں جیسے کوئی کسی دکاندار سے گندم کا ریٹ دریافت کرے اور وہ اُسے باجرے کے آٹے کا بھاؤ بتائے، لکھتا ہے، "راس المحققین شیخ شمس الدین ابو الثناء اصفہانی (۷۴۹ھ) قاضی بیضاوی کی کتاب طوالع الانوار کی شرح میں لکھتے ہیں:۔

و ان اراد به الاطلاع علی بعضها فلا یکون ذلك خاصة النبی اذ ما من احد الا ویجوز ان یطلع علی بعض الغائبات

ترجمہ:۔ "اور اگر وہ اس سے بعض غیب پر مطلع ہونا مراد لیں تو اس میں نبی کی کوئی تخصیص نہیں رہتی کیونکہ بعض غیبی امور پر تو ہر ایک کو (کچھ نہ کچھ) اطلاع ہوتی ہے" [1]

قارئین کرام! ہم یہاں یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ قطعی بے محل و بے موقع حوالے دینا نہ صرف مانچسٹروی صاحب بلکہ خود تھانوی صاحب اور دوسرے اکابر دیوبند کی دیرینہ عادت اور دائمی فطرت ہے۔ اس عبارت کے متعدد جواب ہیں:۔

نمبر۱۔ اس میں علم غیب کی بات نہیں کی گئی بعض غیبی امور

[1] مطالعہ بریلویت ص۳۶۶ بحوالہ مطالع الانظار ص۴۰۸

کی اطلاع کا ذکر ہے علمِ غیب اور بعض غیبی امور کی اطلاع میں بڑا فرق

نمبر ۲۔ اس عبارت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بالخصوص ایسا نہیں کہا جیسا تھانوی صاحب نے لکھا ہے کہ "ایسا علمِ غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔" (حفظ الایمان)

بتایا جائے مطالع الانظار اور حفظ الایمان کی عبارت میں کیا قدر مشترک ہے۔؟

نمبر ۳۔ مصنّف یہاں غیر انبیاؑ کو علمِ غیب ثابت کرنا چاہتا ہے لیکن اکابر دیوبند تو انبیاؑ و رسل علیہم السلام کو علمِ غیب کے قائل نہیں۔ بابائے وہابیت مولوی اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹ لکھتا ہے "اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی انبیاؑ و اولیاؑ یا امام و شہیدوں کی جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں بلکہ حضرت پیغمبر کی جناب میں بھی یہ عقیدہ نہ رکھے۔" [1]

○ بانی ثانی مدرسہ دیوبند مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی لکھتے ہیں: "عقیدہ کہ آپ (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو علمِ غیب تھا صریح شرک ہے۔" [2]

"علمِ غیب خاصہ حق تعالیٰ کا ہے اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ایہامِ شرک سے خالی نہیں۔" [3]

○ پھر لکھتے ہیں "جب انبیاؑ علیہم السلام کو علمِ غیب نہیں تو یا رسول اللہ

[1] تقویۃ الایمان صـ۳۳، [2] فتاوی رشیدیہ جلد دوم صـ۱۰، [3] فتاوی رشیدیہ حصہ سوم صـ۲۹

کہنا بھی ناجائز ہوگا۔ اگر یہ عقیدہ کرکے کہے کہ وہ دور سے سنتے ہیں بسبب علمِ غیب کے تو خود کفر ہے۔" [1]

تھانوی صاحب اور مانچسٹروی صاحب! غیر انبیاؑ و رسل بلکہ زید و عمر، صبی و مجنون حیوانات و بہائم کو علمِ غیب مان کر مولوی اسماعیل دہلوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی کے ان فتاویٰ کی رُو سے کافر و مُشرک قرار پاتے۔ اور عبارت مطالع الانظار کا حوالہ ان کے کچھ کام نہ آیا۔

باقی رہا شرح مواقف کا حوالہ کہ علامہ سید شریف جرجانی (۸۱۶ھ) لکھتے ہیں:۔

"قلنا ما ذکرتم مردود اذ الاطلاع جمیع المغیبات لا یجب للنبی اتفاقاً منا ومنکم والبعض ای الاطلاع علی البعض فلا یختص به النبی۔"

"**ترجمہ**:۔ ہم کہتے ہیں جو کچھ تم کہتے ہو لائق رد ہے کیونکہ ہمارا اور آپ کا اتفاق ہے کہ غیب کی تمام باتوں پر مطلع ہونا نبی کے لئے ضروری نہیں اور بعض پہ مطلع ہونا اس میں نبی کی کوئی تخصیص نہیں یعنی مطلق بعض گو کتنا ہی کم کیوں نہ ہو ہر ایک کو حاصل ہے۔" [2]

ہم یہاں بھی وہی گزارش کریں گے کہ اس عبارت میں بھی حفظ الایمان کی طرح "ایسا علمِ غیب تو زید و عمر ہر صبی و مجنون

[1] فتاوی رشیدیہ حصہ سوم صـ۹، [2] مطالعہ بریلویت صـ۳۱۶ بحوالہ شرح مواقف موقف سادس صـ۱۷۵

بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے"۔ کے الفاظ نہیں ہیں۔
حفظ الایمان اور شرح مواقف کی عبارت علیحدہ علیحدہ عبارت و
الفاظ اور علیحدہ علیحدہ مفہوم معنی رکھتی ہیں اور علامہ شریف جرجانی
فلاسفہ کے استدلال کا رد کر رہے ہیں۔ مطالع الانظار کی طرح شرح
مواقف میں بھی غیب کی بعض باتوں پر مطلع ہونا مذکور ہے۔ علم غیب
حاصل ہونے یا علم غیب دیئے جانے کے الفاظ نہیں ہیں۔ اگر
مصنّف محض ضد پالنے کے لئے اپنے جنون اور خبط میں ہٹ دھرمی
سے کہتا ہے کہ یہ علم غیب ہی ہے جو "ہر ایک" کو حاصل ہے تو
مانچسٹروی بتائے تم خود بھی ہر ایک میں شامل ہو یا نہیں اور تمہیں یہ
بعض اور یہ کچھ نہ کچھ علم غیب حاصل ہے یا نہیں؟ یا زید و عمر
صبی و مجنون حیوانات و بہائم تمہارے سے بڑھ گئے؟ کیونکہ اس
عبارت کی رو سے مطلق بعض علم غیب تو تم کو بھی ہونا چاہیئے۔
بتاؤ یہ راقم الحروف ۲۲ ستمبر ۱۹۹۴ء کے دن گیارہ بجے کیا کر رہا
تھا؟ اگر نہیں بتا سکتے تو صبی و مجنون پاگل اور دیوانے، گدھے، گھوڑے
کتے اور سور تم سے بڑھ گئے۔ شرح مواقف پر کچھ عمل بھی تو کرو۔ باقی رہا
یہ کہ اگر بقول مصنّف شرح مواقف بعض علم غیب ہر ایک کو
حاصل ہے تو پھر اکابر دیوبند مولوی اسماعیل دہلوی، مولوی رشید احمد
گنگوہی کے مذکورہ بالا فتاویٰ کی روشنی میں تمہارے نزدیک کافر و
مشرک ہوتے یا نہیں؟ تقویۃ الایمان ص۳۳ فتاویٰ رشیدیہ ص ۱/۲ و

فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۷/۲ و فتاویٰ رشیدیہ ص ۹/۳ کی عبارات و فتاویٰ
دوبارہ پڑھ کر جواب دیں۔ بے محل عبارات نقل کرنے کا یہ انجام
ہوتا ہے۔

لا الٰہ الا اللّٰہ اشرف علی رسول اللّٰہ	مانچسٹروی صاحب کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ بوکھلا گیا ہے

لکھتا ہے مولانا احمد رضا خاں کے خلیفہ مولانا احمد سعید کاظمی نے
الحق المبین کے نام سے ایک کتاب لکھی اس میں لغلی سرخی "دیوبندیوں
کا مذہب" باندھ کر آپ نے لکھا: "اشرف علی تھانوی نے نہ صرف
خواب بلکہ بیداری کی حالت میں لا الہ الا اللّٰہ اشرف علی رسول اللّٰہ
پڑھنے کو اپنے متبع سنت ہونے کا اشارہ غیبی قرار دے کر پڑھنے
والے کی حوصلہ افزائی کی ہے"۔ [1]

اوّل تو پی ایچ ڈی مانچسٹروی کو یہ معلوم ہی نہیں علامہ کاظمی
صاحب سیدنا اعلیٰحضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے خلیفہ نہیں بلکہ
اعلیٰحضرت کے مسلک حق کے علمبردار ہیں اور مرید و خلیفہ فخر المحدثین
علامہ قاری سید محمد خلیل کاظمی محدث امروہوی رحمۃ اللّٰہ علیہ کے ہیں اور
شہزادہ اعلیٰحضرت مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب بریلوی
قدس سرہٗ سے اجازت و خلافت اور سند حدیث شریف حاصل ہے
پھر علامہ کاظمی صاحب نے جو کچھ لکھا کیا غلط لکھا؟ جس وقت الحق المبین

---

[1] مطالعہ بریلویت ص ۳۶۷/۱

لکھی چھپی شائع ہوئی۔ ملتان میں اکابر دیوبند مولوی خیر محمد جالندھری خلیفہ تھانوی اور "مفتی" محمود دیوبندی وغیرہ موجود تھے انہوں نے الحق المبین کا کوئی جواب کیوں نہیں دیا؟ اُن میں دم خم نہیں تھا تو مولوی مانچسٹر دی کس کھیت کی مولی ہیں۔ آج مانچسٹر دی صاحب علامہ کاظمی صاحب کی تحریروں کا جواب دے رہے ہیں

ع ہوا مینڈکی کو زکام اللہ اللہ

لکھتا ہے، کاظمی صاحب الزام باندھنے میں مولانا احمد رضا خان سے بھی آگے نکل گئے۔ آپ نے یہاں تین کھلی خیانتوں کا ارتکاب کیا ہے:-

(۱) بیداری کے ساتھ بے اختیاری کے الفاظ نہیں لکھے۔

(۲) مولانا تھانوی نے بے اختیاری سے صادر ہونے والے ان الفاظ کو آئندہ پڑھنے اور اختیار سے پڑھنے کی کہیں تلقین نہیں کی مولانا احمد سعید کاظمی کا اسے پڑھنے والے کی حوصلہ افزائی قرار دے کر کھلا جھوٹ بولا ہے۔

(۳) اس خواب کے واقعہ کو اور بیداری کے غیر اختیاری سانحہ کو ایک فرقے کا مذہب قرار دینا اور اس پر دیوبندیوں کا مذہب کی سی جلی سرخی باندھنا انتشار پسندی اور اندرونی شقاوت کا واضح پتا دیتی ہے۔ [1]

[1] مطالعہ بریلویت ص ۳۶۸/۱

جواباً گزارش ہے دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی صاحب کا رسالہ الامداد چھپا ہوا موجود ہے کہیں ناپید نہیں ہو گیا۔ کوئی بھی شخص ہم سے فوٹو کاپی منگوا سکتا ہے جس میں صاف صاف لکھا ہے کہ تھانوی صاحب کا ایک مرید کہتا ہے کہ خواب میں لا الٰہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور (اشرف علی تھانوی) کا نام لیتا ہوں۔ اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں، اس کو صحیح پڑھنا چاہیئے۔ اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں۔ دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے اشرف علی نکل جاتا ہے حالانکہ مجھ کو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے۔ دو تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور (یعنی تھانوی صاحب) کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں۔۔۔۔۔۔ پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں اللھم صل علیٰ سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں، مجبور ہوں۔ زبان اپنے قابو میں نہیں۔۔ اس واقعہ پر جو خواب اور بیداری پر مشتمل ہے تھانوی صاحب لکھتے ہیں۔

"**جواب** اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ

بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔ ۲۴ شوال ۱۳۳۵ھ۔ [1]

مرید تھانوی اقرار کرتا ہے تھانوی صاحب کا کلمہ پڑھنے کے بعد "بیدار ہوں خواب نہیں ہے لیکن بے اختیار ہوں، مجبور ہوں، زبان قابو میں نہیں" بتایا جاوے یہ کون سی بے اختیاری کیسی مجبوری ہے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کس وجہ سے اور کیوں زبان قابو میں نہیں؟ اس طرح تو بہت سے بے دین اپنی بے اختیاری، مجبوری اور زبان کے قابو میں نہ ہونے کا بہانہ بنا کر کلمہ کفر بولتے جائیں گے۔ کل کو خود مانچسٹروی صاحب بھی کہہ دے گا کہ مطالعہ بریلویت کی تدوین کے وقت بے اختیاری تھی مجبوری تھی، قلم قابو میں نہیں تھا۔ کوئی مانچسٹروی صاحب کا کیا کرے گا۔ کیا تھانوی صاحب کے پاس اپنے مرید کے پاگل پن اور دماغی توازن کی خرابی کے طبی معائنہ کا سرٹیفکیٹ تھا؟ کیا کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے بھی عالم بے خودی و بے اختیاری میں زبان کے بے قابو ہونے کا عذر بنا کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق و محبت میں مستغرق ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معاذ اللہ الٰہ اور معبود و خالق کائنات مانا اور عشق و محبت کے عالم بے خودی و بے اختیاری میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کیا؟ آخر اس نام نہاد بے اختیاری و مجبوری کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ پھر تھانوی صاحب تو خواب میں نہیں تھے تھانوی صاحب پر تو بے اختیاری طاری نہیں تھی۔ تھانوی صاحب

[1] رسالہ الامداد تھانہ بھون عدد ۸۔ جلد ۳۔ بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۳۶ھ صفحہ ۳۵

پر تو مجبوری کا غلبہ نہیں۔ تھانوی صاحب کی زبان و قلم تو بے قابو نہیں تھی۔ تھانوی صاحب نے ایسا حوصلہ افزا جواب کون سے شرعی ضابطہ سے دیا کہ:۔

"اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے"

تھانوی صاحب کو اپنا کلمہ پڑھوا کر اپنے پر درود پڑھوا کر کیوں تسلی اور تسکین ہوئی اور کیوں اپنا کلمہ اور اپنا درود پڑھوانے کے لئے اپنے کو متبع سنت بنا کر پیش کیا؟ کیا جو شخص متبع سنت ہو اس کا کلمہ پڑھنا اس پر درود پڑھنا شرعاً جائز ہے؟ اگر تھانوی صاحب کو اپنا کلمہ پڑھنا اپنے پر درود پڑھنا رتی کے برابر بھی بُرا لگا ہوتا تو فوراً کہتے یہ شیطانی خیال ہے شیطانی دھوکہ ہے۔ تجھ پر شیطان کا غلبہ ہے تو خواب میں میرا کلمہ پڑھ کر اور بیداری میں مجھ پر درود پڑھ کر مجھے نبینا کہہ کر نبی و رسول کہہ کر بے ایمان ہو گیا۔ سچے دل سے فوری توبہ کر نئے سرے سے کلمہ پڑھ کر تجدید ایمان و نکاح کر۔ تھانوی صاحب نے تو کھلم کھلا اس کی حوصلہ افزائی کی کہ "اس واقعہ میں تسلی تھی جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے" بتایا جائے کہ حضرت علامہ کاظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کیا افترا کیا۔ کیا بہتان باندھا؟

علامہ کاظمی پر خیانتوں کا الزام جہالت و شقاوت ہے	مانچسٹروی صاحب جیسے سینکڑوں علامہ کاظمی

صاحب کے علم وفضل کی گرد راہ کو بھی نہیں پاسکتے۔ علامہ کاظمی پر علی الترتیب تین خیانتوں کا نمبروار جواب حاضر ہے۔

① "بیداری کی حالت کے ساتھ بے اختیاری کے الفاظ نہیں لکھے"

جواباً عرض ہے اہل علم کے نزدیک اس قسم کی بے اختیاری ایک ڈھکوسلا ہے کیونکہ ائمہ دین تو ایسی جگہ زبان بہکنے، بے قابو ہونے کا عذر بھی تسلیم نہیں کرتے اور پھر زبان بہکے یا بے اختیار ہو بھی تو ایک دو لفظ نہ گھنٹوں پہروں بہکتی رہے اور بے اختیاری طاری رہے ہرگز ہرگز مقبول درکنار معقول ہی نہیں۔

جامع الفصولین میں ہے ابتلی بمصیبات متنوعۃ فقال اخذت مالی وولدی واخذت کذا وکذا فماذا تفعل ایضا وماذا بقی لم تفعلہ وما اشبھہ من الالفاظ کفر کذا احکی عن عبد الکریم فقیل لہ ارأیت لو ان المریض قالہ وجری علی لسانہ بلا قصد لشدۃ مرضہ قال الحرف الواحد یجری ونحوہ قد یجری اما العبارۃ الطویلۃ مثل ھذا علی اللسان بلا قصد اشار الی انہ یحکم بکفرہ ولا یصدق یعنی ایک شخص طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا ہوا اور بولا تو نے میرا مال اور میرا بچہ اور یہ، یہ لے لیا اب اور کیا کرے گا۔ اب کرنے کو کیا رہ گیا ہے اور اسی قسم کے الفاظ کہے کافر ہو گیا۔ یہ حکم عبد الکریم سے منقول ہوا ان سے کہا گیا دیکھیے تو اگر مریض کہے اور سختی مرض

کے باعث یہ کلمہ بلا قصد اُس کی زبان سے نکلے' فرمایا دو ایک حرف زبان سے بے قصد کبھی نکل جاتے ہیں (نہ کہ اتنی عبارت) اس میں امام نے ارشاد فرمایا کہ اسی کے کفر کا حکم دیا جائے گا اور زبان بہکنے (بے قابو ہونے) کا عذر نہ مانا جائے گا۔۔ انتہی۔

فتاویٰ امام قاضی خاں میں ہے:۔ انما یجری علی لسانہ حرف واحد ونحو ذلک اما مثل ھذہ الکلمات الطویلہ لا تجری علی لسانہ من غیر قصد فلا یصدق یعنی زبان سے ایک آدھ لفظ (سبقتُ لسانی میں) بے مقصد نقل جاتا ہے اتنے الفاظ بلا قصد نہیں نکلتے لہٰذا یہ دعویٰ تسلیم نہ ہو گا۔

شفا شریف میں امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لا یعذر احد فی الکفر بدعوی زلل اللسان کفر میں زبان بہکنے کے دعویٰ سے کوئی معذور نہ رکھا جائے گا۔ [1]

ایضاً عن محمد بن ابی زید لا یعذر بدعوی زلل اللسان فی مثل ھذا ایسی بات میں زبان بہکنے (بے قابو ہونے) کے دعویٰ پر معذور نہ رکھیں گے۔ [2]

ایضاً وافتی ابو الحسن القابسی فی شتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سکرۃ یقتل لانہ یظن انہ یعتقد ھذا ویفعلہ فی صحوہ یعنی ایک شخص نے نشے کی حالت میں شان اقدس حضور

[1] شفا قاضی عیاض ص۲۳۱ ، [2] شفا شریف ص۲۳۱

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں کلمۂ گستاخی کہا، امام ابوالحسن قابسی نے اس کے قتل کا فتویٰ دیا کہ اس سے سمجھا جاتا ہے کہ اس کے دل میں یہی خباثت ہے اور اپنے ہوش میں بھی ایسا ہی بکتا تھا۔ یعنی ہوش کے وقت چھپاتا تھا نشے میں چھپانے کی سمجھ نہ رہی کھل کھیلا۔

دیکھ لیجئے آئمہ دین نے زبان بہکنے، بے اختیار ہونے کا عذر نہ سُنا لہٰذا ایسے ہی شواہد کی بنا پر (جو علامہ کاظمی صاحب کے ذہن میں ہوں گے) بے اختیاری کے فرضی الفاظ کو اہمیت نہ دی۔

نمبر ۲ یہ کہ "تھانوی صاحب نے بے اختیاری سے صادر ہونے والے ان الفاظ کو آئندہ پڑھنے اور اختیار سے پڑھنے کی کہیں تلقین نہیں کی مولانا احمد سعید کاظمی نے اسے پڑھنے والے کی حوصلہ افزائی قرار دے کر جھوٹ بولا ہے۔"

جواباً عرض ہے کہ زبان کی بے اختیاری کا عذر تو ہم نے ائمہ کرام کے واضح اقوال سے توڑ کر رکھ دیا، باقی رہی تھانوی کی آئندہ تھانوی کلمہ پڑھنے کی تلقین نہ کرنا تو یہ غلط ہے بلکہ خود مانچسٹروی کا جھوٹ ہے کیونکہ تھانوی صاحب نے یہ کہہ کر

"اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔"

اپنے مرید کی حوصلہ افزائی کی ہے، یہ حوصلہ افزائی نہیں تو کیا حوصلہ شکنی ہے؟ حوصلہ شکنی کرنے والے ہوتے تو بیداری میں نبیّنا کہنے والے اور

کلمہ جپنے والے پر ارتداد کا حکم شرعی لگاتے۔ توبہ و رجوع تجدید ایمان کی تلقین نہ کرنا فی الحقیقت حوصلہ افزائی ہی ہے اور پھر مصنّف جھوٹا خود ہے اور علامہ کاظمی صاحب پر معاذ اللہ جھوٹ بولنے کا الزام لگا رہا ہے جھوٹ و کذب کا بہتان تو یہ نسل اللہ سبحان سبوح وقدوس پر لگانے سے باز نہیں آتی، علامہ کاظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جھوٹا کہیں تو کیا تعجب ہے۔

نمبر ۳ یہ کہ خواب کے واقعہ کو اور بیداری کے غیر اختیاری واقع کو دیوبندیوں کا مذہب کہا گیا ہے۔

تھانوی کلمہ اور بیداری کے نام نہاد واقعہ تھانوی درود اور نبیّنا کہنے کی اقوال ائمہ سے بھرپور تردید ہو چکی، باقی رہا یہ کہنا کہ علامہ کاظمی صاحب علیہ الرحمۃ نے اس کو دیوبندیوں کا مذہب کہہ دیا تو جواباً عرض ہے کہ تھانوی کلمہ، تھانوی درود اگر تمہارا مذہب نہیں تو پھر کیوں اس کی تاویل کے چکر میں پڑے ہو۔ کیوں تھانوی صاحب اور کیوں اس کلمہ و درود کی وکالت پر زور دے رہے ہو؟ اور الامداد کی اس عبارت کے خلاف ایک لفظ سننا گوارہ نہیں کرتے، یہ سب کچھ اس ہی لئے تو ہے کہ یہ تمہارا مذہب ہے ورنہ تمہیں تڑپنے پھڑکنے کی کیا ضرورت تھی؟

سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گستاخی کی وکالت	مصنّف مانچسٹروی صاحب نے صـ۳۶۹ تا صـ۳۷۱ پر

حضرت امّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شانِ اقدس میں

ایک گستاخانہ کشف کی بھرپور وکالت کی مگر کوئی جاندار دلیل پیش کرسکا نہ معقول تاویل کرسکا جس طرح پہلے گستاخانہ عبارات کی تاویل و وکالت میں فیل ہوا یہاں بھی فیل ہے مگر عادت و فطرت سے مجبور ہے۔ حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام، صحابہ کرام و اہلبیت اطہار و ازواج مطہرات کی بجائے اس کو اپنے اکابر دیوبند سے عقیدت و مودت ہے اس لئے اُن کی عزت و ناموس کا تحفظ و دفاع کرنے کی بجائے مولویان دیوبند کی انگریزی شان و شوکت کا دفاع کرتا اور اُن کی معاندانہ گستاخیوں پر پردہ ڈالتا ہے۔ کفر کو اسلام، توہین کو تعریف قرار دینا اس کی روح کی غذا اور دل کا قرار ہے۔ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شانِ اقدس میں جو ایک نام نہاد و خود ساختہ کشف کے نام سے غلیظ گستاخی کی وہ تھانوی کے اپنے ماہواری الامداد میں بدیں الفاظ موجود و مرقوم ہے کہ:۔

"ایک ذاکر صالح کو مکشوف (یعنی کشف) ہوا کہ احقر (اشرف علی تھانوی) کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا، میرا ذہن معاً اس طرف منتقل ہوا کمسن عورت ہاتھ آئے گی اس مناسبت سے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے نکاح کیا تھا تو حضور کا سن شریف پچاس سے زیادہ تھا اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں وہی قصہ یہاں ہے۔" [1]

[1] رسالہ الامداد صفر ۱۳۳۵ھ

تاویل و تحریف کا جنازہ

قارئین کرام! دیوبندی حکیم الامت تھانوی کی یہ اصل عبارت ہے۔ اس مختصر سی گستاخانہ عبارت کا بوجھ کم کرنے کے لئے پہلے تو مانچسٹروی صاحب نے عبارت میں مجرمانہ تحریف کی اور سطر نمبر ۲ میں "کمسن عورت ہاتھ آئے گی" کا "کمسن بیوی ملے گی" کر دیا۔ [1] "کمسن عورت ہاتھ آئے گی" کے گستاخانہ الفاظ دیوبندی حکیم الامت تھانوی کے عیاش ذہن کی عکاسی کر رہے تھے اور آوارگی فکر کا پتہ دے رہے تھے جن کو مانچسٹروی نے اپنے کمال دجل سے "کمسن بیوی ملے گی" کر دیا۔ بیوی اور ملنے کا کیا مطلب؟ بیوی تو ہے ہی بیوی۔ بیوی تو ملی ہوئی ہے ہی۔ مانچسٹروی نے عبارت میں خیانت تو کی مگر اپنی جہالت اور اردو ادب و لغت سے ناواقفیت کے سبب متبادل معقول الفاظ نہ لا سکا اور "کمسن عورت ہاتھ آئے گی" کا "کمسن بیوی ملے گی" کر دیا۔ گویا وہ کمسن عورت پہلے سے تھانوی صاحب کی بیوی تھی مگر ملی ہوئی نہیں تھی۔ واہ رے مانچسٹروی تیری املا دانی۔ یہ توہین و تحریف کی نحوست کا اثر ہے۔ قارئین کرام یہ ناپاک کشف اور اس کی تعبیر سراسر بے ادبی و گستاخی ہے مانچسٹروی صاحب نے کمال عیاری اور اپنے حُسن مکاری سے اس کشف کو خواب بنا کر پیش کیا ہے حالانکہ کشف اور خواب میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ کشف اور چیز ہے، خواب اور چیز ہے' خواب کا معنی ہے سپنا اور کشف کا معنی ہے کھولنا، غیب

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۳۷۰

کی باتوں کا اظہار۔ [1] مکاشفہ کا معنی ہے غیب کی باتوں کا معلوم ہو جانا۔ [2]

الامداد میں تھانوی صاحب کشف پر ایمان لا رہے ہیں اور اس کو فخریہ نقل کر رہے ہیں اور مانچسٹروی صاحب اس کشف کی وکالت کر رہے ہیں لیکن بابائے وہابیت مولوی اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹی کا فتویٰ کچھ اور ہی لکھتا ہے:۔

"جو یہ دعویٰ کرے کہ میں ایسا علم جانتا ہوں جس سے غیب معلوم کر لیتا ہوں اور ماضی و مستقبل کی باتیں بتا سکتا ہوں وہ جھوٹا ہے۔ الوہیت (خدائی) کا دعویٰ کرتا ہے۔ اگر کسی نبی یا ولی یا جن یا فرشتے یا امام یا بزرگ یا پیر شہید یا نجومی یا رمال یا جفار یا فال کھولنے والا یا پنڈت یا بھوت پریت یا پریوں کو ایسا مان لیا جائے تو ماننے والا مشرک ہوتا ہے۔ [3]

○ "غیب دانی کا دعویٰ کرنے والے سب جھوٹے ہیں۔ کشف، کہانت، رمل، نجوم، جفر، فالیں سب جھوٹ، مکر اور شیطانی جال ہیں" [4]

اس سے معلوم ہوا کہ تھانوی صاحب اور مانچسٹروی صاحب کشف

[1] فیروز اللغات ص۹۰۵، [2] فیروز اللغات ص۱۲۴۶، [3] تقویۃ الایمان ص۸۳ مطبوعہ جدہ، [4] تقویۃ الایمان ص۸۶ مطبوعہ جدہ و مطبوعہ کراچی ص۳۰

اور غیر خدا کی بتائی ہوئی غیب کی باتوں پر ایمان لا کر کشف پر یقین کر کے شیطانی جال میں پھنس گئے تھے اور مشرک ہو گئے۔ شہید لیلیٰ نجد کا فتویٰ گھر کا، گھر میں ہی کام آ گیا۔ بہر حال مولوی اسماعیل دہلوی کے تقویۃ الایمانی فتویٰ کی رو سے تو تھانوی اور مانچسٹروی صاحب کو حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق اس کشف کا یقین کرنا ہی نہیں چاہیئے تھا مگر اپنی شان و شوکت دکھلانے اور یہ بتلانے کے لئے کہ وہی قصہ یہاں ہے شائد کوئی اس گستاخانہ کشف پر ایمان لے آئے۔ مصنف مانچسٹروی کی بانکی ذہانت کو دیکھو کہ کیا سے کیا بنا دیا۔ کشف کی بات کو خواب کے سانچے میں ڈھال کر شیخ عبد الغنی نابلسی کی یہ عبارت نقل کر دی من راٰی من الرجال احدًا من ازواج النبی وکان اعزب تزوج امراۃ صالحۃ [1]

اسی طرح امام ابن سیرین کی تعبیر الرویا کا حوالہ محض خواب کا ہے مانچسٹروی صاحب نے خواب اور کشف کو خلط ملط کر کے مغالطہ دینا چاہا۔ شیخ عبد الغنی نابلسی کی کتاب ہمارے پاس نہ تھی ورنہ مطابقت کرتے تو شائد مانچسٹروی کے مزید کسی دجل کا ظہور ہوتا۔ مگر یہ بھی یاد رہے کہ اکابر دیوبند کے نزدیک شیخ عبد الغنی نابلسی معتبر نہیں اور مولوی محمد قاسم نانوتوی کے پوتے قاری محمد طیب مہتمم مدرسہ دیوبند نے صاف صاف لکھا ہے کہ "مسئلہ میں پیچیدگی اس سے پیدا ہوئی کہ میں نے شیخ عبد الغنی

[1] مطالعہ بریلویت ص۲۷۰

نابلسی کے کلام کو (جو اہلسنت کے موقف سے ہٹا ہوا تھا) اس موقف سے قریب کرنے اور باہمی تطبیق دینے کی سعی کی اُن کا کلام مخالف اہلسنت والجماعۃ نہ رہے۔؎[1]

جب علامہ نابلسی کا کلام تمہارے نزدیک اہلسنت کے خلاف ہے تو پھر اُن کو اپنے دعویٰ کی دلیل کیوں بنا رہے ہو؟

ایک سوال اور اس کا جواب

مانچسٹروی اپنے اکابر کی گستاخانہ عبارات کی تاویلات اور صفائی کرنے میں تو بُری طرح ناکام رہا، جگہ جگہ ٹھوکریں کھاتا رہا۔ آخر ص۳۷۲ ص۳۷۶ علمائے اہلسنت بریلی شریف و علمائے اہلسنت بدایوں کے بعض اختلافات کا نکتہ اٹھایا ہے اور کچھ اشعار کا سہارا لیا ہے اور رسالہ سد الفرار اور رسالہ شمس العلوم بدایوں کا حوالہ دیا مگر صفحہ نہیں لکھ سکا اور مصنف مانچسٹروی کو یہ بھی معلوم نہیں کہ "سد الفرار" اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف نہیں بلکہ شیخ الانا سیدنا امام حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہٗ العزیز کی تالیف ہے اور علمائے بریلی و علمائے بدایوں کے پہلے دور کے اکابر علماء میں نہیں پچھلے دور کے بعض علماء میں جو علمی تحقیقی اختلاف ہوا تو یہ ہماری حقانیت کی دلیل ہے کہ ہم صرف دیوبندیوں وہابیوں کی ہی غلط باتوں کو غلط نہیں کہتے بلکہ خود

؎[1] ماہنامہ تجلی دیوبند، مارچ و اپریل ۱۹۶۳ء ص۹ زیر ادارت برادرزادہ مولوی شبیر احمد عثمانی، مولوی عامر عثمانی دیوبندی فاضل دیوبند

ہمارے اپنے سنی بریلوی علماء بھی غلطی کریں تو ان کو بھی جواب دیتے ہیں، غلط باتوں کی تردید کر کے اصلاح کرتے ہیں۔ دیوبندیوں کی طرح اپنے مولویوں کی غلطیوں بلکہ کفریات سے چشم پوشی نہیں کرتے اور غلط باتوں پر پردہ نہیں ڈالتے۔ مصنف ص۳۷۲ پر ایک جگہ لکھتا ہے:۔

"علمائے بدایوں مولانا فضل رسول بدایونی کی پیروی میں مولانا احمد رضا خاں کے ہم خیال اور ہم مسلک تھے، پاکستان میں مولانا عبد الحامد بدایونی کا مسلک کس سے ڈھکا چھپا ہے۔"

بس ٹھیک ہے اور مصنف کو بھی اعتراف ہے کہ علمائے بریلی، علمائے بدایوں کا مسلک ایک ہی تھا اور علمائے بدایوں مولانا احمد رضا خاں کے ہم خیال اور ہم مسلک تھے۔ اور پھر وہ اختلاف ختم بھی ہو گیا تھا اس کا ثبوت خود حضرت علامہ عبد الحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ سے حاضرِ خدمت ہے ملاحظہ ہو:۔

"حضرت ابو المحامد مولانا سید محمد صاحب اشرفی محدث کچھوچھوی مدظلہ العالی اور حضرت استاذ العلماء مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی نے اپنے اخلاص اور اپنے اجتماعی مفادات کی خاطر علمائے بدایوں و بریلی کے دیرینہ اختلافات کے مٹانے اور ایک نقطہ نظریہ پہ لانے کی تحریک شروع فرمائی اور ہر دو بزرگوں کی مخلصانہ جدوجہد نے عرصہ دراز کے افتراق و اختلاف کو مٹا دیا۔ علمائے بدایوں جماعتی تنظیم۔ اہلِ سنت کی ترقی و سربلندی کی تحریک کے مؤید ہو گئے اور (علمائے بریلی)

کے شانہ بشانہ تنظیم اہلسنت کی تحریکات میں شریک ہوکر متحرک ہوگئے"۔[1]

مانچسٹروی صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ علمآ بدایوں کے جن عظیم القدر رفیع المرتبت شیخ الشیوخ مولانا شاہ فضل رسول صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کا آپ نے صفحہ ۳۷۲ پر تذکرہ کیا ہے۔ انہوں نے تقویۃ الایمان کے رد میں سوط الرحمٰن تالیف فرمائی تھی اور ۱۲۶۵ھ میں وہابیت کے رد میں ایک تاریخی کتاب سیف الجبار تحریر فرمائی تھی اور نجدی کی کتاب التوحید اور قتیل کی تقویۃ الایمان کا سخت رد فرمایا تھا۔ آپ اور آپ کے خلف اکبر خلیفہ اعظم تاج الفحول محب الرسول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ سیدنا اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے پیر بھائی اور خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ شریف سے شرف بیعت و خلافت رکھتے تھے۔ امام اہلسنت سیدنا اعلیحضرت قدس سرہٗ ان کے ہمراہ مارہرہ شریف حاضر ہوکر نور العارفین، بدر الکاملین سیدنا سید شاہ آل رسول قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت ہوئے تھے۔ اعلیحضرت نے مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی کے متعلق لکھا ہے ؎

؎ نہ تو مجھ سے جدا نہ میں تجھ سے ؛ میں تیرا تو میرا محب رسول
اور تو اور شیخ تجھ سے ملا ؛ اس سے بڑھ کر ہے کیا محب رسول
غافل اس سے کہ ایک سنی ہے ؛ فوج حق میں ہوں یا محب رسول

[1] حیات صدر الافاضل و ہفت روزہ سواد اعظم جلد ۲ نمبر ۲۳/۲۴ بیان مولانا علامہ عبدالحامد قادری بدایونی [illegible]

خلد میں زیر ظل غوث کریم ؛ رہیں یکجا رضا محب رسول[1]

اختلاف کیسا وہ تو خلد میں بھی ایک جگہ ہیں۔

الغرض مانچسٹروی صاحب کے سوال و جواب میں کچھ جان نہیں حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کے وضاحتی بیان سے ثابت ہوگیا کہ علمآ بریلی اور علمآ بدایوں میں اختلافی امور پر تصفیہ ہوگیا تھا جس کا ایک واضح ثبوت یہ بھی ہے کہ پاکستان میں مسلک اعلیحضرت کے ایک عظیم پاسبان نائب اعلیحضرت محدث اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سابق محدث بریلی شریف کی نماز جنازہ میں آرام باغ کراچی میں مولانا عبدالحامد بدایونی بھی شریک ہوئے اور حضرت سیدی محدث اعظم پاکستان کے عرس چہلم میں لائل پور میں مولانا بدایونی تشریف لائے اور محدث اعظم کی عظمت پر روح پرور بیان فرمایا۔

تزویر الاصاغر لاصلاح الاکابر اس عنوان کے تحت مانچسٹروی صاحب نے چند حوالہ جات سے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ مفتی پاکستان علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رضوی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز کی عبارات میں کمی بیشی کی ہے اور ترمیم سے کام لیا ہے۔ یہ بحث صفحہ ۳۷۷ سے صفحہ ۴۴۰ تک چند حوالوں کے سوا محض لفاظی کے بل بوتے پر پھیلائی ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کی اصلاح حضرت

[1] قصیدہ "چراغ انس" صفحہ ۲۲ صفحہ ۲۳

امام ربانی مجدّد الف ثانی کی ایک اور اصلاح کے عنوانات قائم کئے ہیں اور پھر کسی ماسٹر بندہ غلام نبی مدرس کارپوریشن ہائی سکول مزنگ لاہور ساکن ۲۷ کرامت سٹریٹ مسلم پارک لاہور سکول ٹیچر اور مولانا مفتی ابوالریحان محمد رمضان صاحب نائب مفتی مدرسہ دارالعلوم حزب الاحناف کی قلمی خط و کتابت کو صہ۴۰ تک شائع کیا ہے۔ فقیر راقم الحروف کے پاس نہ ماسٹر غلام نبی کے خطوط ہیں نہ اُن کو وصول ہونے والے مولانا مفتی ابوالریحان محمد رمضان صاحب کے خطوط ہیں۔ "رسالہ حزب الاحناف" بھی نہیں لہٰذا مانچسٹروی صاحب یا ماسٹر غلام نبی صاحب سکول ٹیچر زندہ ہوں تو وہ ہمیں ہر دو طرف کے تمام خطوط اصل یا فوٹو کاپیاں فراہم کریں اور رسالہ حزب الاحناف فراہم کریں تاکہ ہم جواب دے سکیں اور مانچسٹروی کا گھر لوٹا کر سکیں۔ کیونکہ وہ خطوط ماسٹر غلام نبی ہی کے پاس ہوں گے متعلقہ خطوط کی فوٹو کاپیاں ملنے پر ہم آئندہ آنے والی جوابی جلد میں اس کا جواب بھی شامل کر دیں گے کتاب میں چھاپ کر تحریری وعدہ کر رہے ہیں۔

مجدد الف ثانی اور اعلیٰحضرت، مانچسٹروی کی جعلسازی، چکّر بازی

مانچسٹروی نے اپنی خام خیالی میں سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور سیدنا اعلیٰحضرت مجدّد دین و ملّت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ میں اختلاف ثابت کرنے کی ناپاک کوشش اور

مذموم سازش کی ہے۔ صہ۳۷۸ صہ۳۸۰ اسی خبط و خُبث میں اپنے نامۂ اعمال کی طرح سیاہ کئے ہیں اور بلاوجہ خوامخواہ شکوک و شبہات پیدا کرنے کی شیطانی کوشش کی ہے۔ نمبروار جوابات ملاحظہ ہوں۔

ایک جگہ "تمام خاندان دہلی کے آقائے نعمت" یہ سرخی لگا کر لکھتا ہے۔ گویا ان (مولانا احمد رضا خاں) پر حضرت امام ربانی کا کوئی احسان نہیں؟

جواب! جی ہاں یہ اس لئے لکھا ہے کہ حضرت سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے عہد کے علما مشائخ اُن سے فیض یاب تھے اور روحانی نسبت رکھتے تھے۔ بعد کے بعض ڈانواں ڈول حضرات پر اتمام حجت کے لئے فرمایا گیا جو سیدنا مجدّد الف ثانی سے بظاہر اپنی نسبت اور تعلق بھی ظاہر کرتے تھے اور تصوّر شیخ کے مسئلہ میں حضرت شیخ سرہندی قدس سرہٗ سے روگردانی بھی کرتے تھے۔ سیدنا اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ نے اُن پر اتمام حجت کرتے ہوئے فرمایا "تمام خاندان دہلی کے آقائے نعمت خداوند دولت و مرجع و منتہیٰ و مفرغ و ملجا سیّد و مولیٰ جناب شیخ مجدّد صاحب کے مکتوبات مطبوعہ لکھنؤ جلد دوم سیم ۳۰ صہ۴۶ پر ہے - - - - این قسم دولت سعادت مندان را میسر است ...... الخ"[1]

ترجمہ: یہ (تصوّر شیخ کی) دولت سعادتمندوں کو ملتی ہے

اتنے والہانہ عقیدت و محبّت سے بھرے القاب سے سیدنا شیخ مجدّد رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی ذکر فرمانا معاذ اللہ ثم معاذ اللہ بغض حسد کا نتیجہ ہے

[1] مکتوبات جلد دوم سیم ۳۰ صہ۴۶

؎ آدمی اپنے ہی احوال پہ کرتا ہے قیاس

مولوی مانچسٹروی میں اگر شرم وحیا اور غیرت ہے اور سیدنا مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سے عقیدت و محبت کا دعویدار ہے تو تصور شیخ کے مسئلہ میں حضرت مجدد الف ثانی کی تائید اور مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی کی واضح تردید کر دکھائے، ہم بھی دیکھ لیں اور دنیا بھی دیکھ لے کہ مانچسٹروی صاحب کو مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت و محبت ہے یا تھانوی حکیم الامت سے زیادہ عقیدت و محبت ہے اشرفعلی تھانوی زیادہ عالم تھے یا سیدنا شیخ مجدد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ زیادہ عالم و بزرگ تھے کس کا پلڑا بھاری تھا۔

تھانوی کا مجدد الف ثانی سے کھلم کھلا اختلاف

مولوی اشرفعلی تھانوی کہتا ہے اور حضرت شیخ مجدد سے کھلم کھلا اپنا اختلاف ظاہر کرتا ہے: "ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ تصور شیخ کا مسئلہ کبھی جی (یعنی دل) کو نہیں لگا اس سے طبیعت اُلجھتی ہے بلکہ اچٹتی ہے میں حرمت کا فتوی تو نہیں دیتا یہ تو مولانا (اسماعیل دہلوی) شہید رحمۃ اللہ علیہ ہی کا منصب تھا مگر ایسا حلال سمجھتا ہوں جیسے اوجھڑی کو حلال سمجھتا ہوں مگر کھا نہیں سکتا، اسی درجہ میں سمجھتا ہوں تصور شیخ کو گو حضرت مجدد صاحب نے اس کے نافع اور محمود ہونے پر بڑا زور دیا ہے مگر میں (تھانوی) امر فطری میں کیا کروں۔ [1]

[1] الافاضات الیومیہ جلد ۴ صفحہ ۹۳

اس جگہ مولوی اشرف علی تھانوی نے مولوی اسماعیل دہلوی کو شہید اور رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے لیکن حضرت مجدد الف ثانی کو رحمۃ اللہ علیہ لکھنے کی توفیق نصیب نہیں ہوئی۔ اب اگر مانچسٹروی صاحب کو حضرت مجدد شیخ سرہندی رحمۃ اللہ علیہ سے حقیقی اور واقعی محبت و عقیدت ہے اور وہ مولوی اسماعیل دہلوی اور مولوی اشرف علی تھانوی کی بجائے حضرت شیخ مجدد قدس سرہ کو زیادہ عالم و عارف و امام مانتا ہے تو پھر کھلم کھلا اسماعیل دہلوی کے تصور شیخ کی حرمت (حرام ہونے) کے فتوی اور تھانوی جی کے تصور شیخ کے مسئلہ میں مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سے اختلاف کی تردید کرے اور اس مسئلہ تصور شیخ میں سیدنا مجدد الف ثانی کی تائید و حمایت اور توثیق کرے۔ کیونکہ قتیل دہلوی یا تھانوی کی مجدد صاحب الف ثانی کے مقابلہ میں کیا حیثیت اور اوقات ہے؟

نقشبندیوں پر بدعات کا تھانوی الزام

مولوی اشرفعلی تھانوی کو سیدنا حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی ذات اور آپ کے عقیدہ و مسلک اور آپ کے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے کتنا بغض و عناد تھا مانچسٹروی خوردبین کے شیشہ والی عینک لگا کر پڑھے، لکھا ہے:-

"ایک صاحب نے سوال کیا کہ کیا نقشبندی سلسلہ میں بھی بدعات ہیں اور مروجہ پیرزادگی کا سلسلہ ہے؟ (تھانوی نے) فرمایا ہاں، بہت (سے نقشبندی) لوگ بدعات میں مبتلا ہیں

ان (نقشبندی) لوگوں نے محض چشتیوں کو بدنام کرنے کو بدعت
کو صرف سماع میں منحصر کردیا ہے ورنہ آج کل نقشبندیوں
میں کثرت سے بدعات ہوتی ہیں"۔ [1]

○ مانچسٹروی ایک جگہ لکھتا ہے: "افسوس ہے کہ مولانا احمد رضا خاں نے کہیں آپ (مجدّد الف ثانی) کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ بھی نہیں لکھا نہ اس کی اعلحضرت کو کبھی توفیق ہوئی"۔ [2]

حالانکہ مانچسٹروی گنگوہی صاحب کی طرح اندھے نہ ہوتے تو اعلحضرت امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک کتاب تمہید ایمان دیکھ لیتا صاف لکھا ہے۔۔۔۔۔۔ "پھر جو پورے ہی حد حیا سے اونچے گزر گئے وہ یہاں تک بڑھتے ہیں عیاذاً باللہ عیاذاً باللہ حضرت شیخ مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو (کافر) کہہ دیا غرض جسے جس کا زیادہ معتقد پایا اُس کے سامنے اُسی کا نام لے دیا کہ انہوں نے اُسے کافر کہہ دیا"۔ [3]

مختلف مقامات پر چھپنے والی تمہید ایمان کے چھ ایڈیشن ہمارے پاس موجود ہیں جن میں حضرت شیخ مجدّد الف ثانی کو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھا ہوا ہے مانچسٹروی کو نظر نہیں آتا تو آنکھ بنوائے، آپریشن کرائے حالانکہ خود تھانوی صاحب نے مولوی اسماعیل دہلوی کو شہید اور رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] الافاضات الیومیہ جلد ۲ ص ۱۷۱، [2] مطالعہ بریلویت ص ۳۷۹، [3] تمہید ایمان مطبوعہ لاہور ص ۴۰ اشرفی کتب خانہ اندرون دہلی دروازہ لاہور و تمہید ایمان ص ۴۷/۴۸ مطبوعہ رضا پبلی کیشنز لاہور و مطبوعہ رضا اکیڈمی دودھ بازار بمبئی ص ۱۵ و تمہید ایمان مطبوعہ سکھر سندھ۔ پاکستان

لکھا ہے مگر حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو بغیر رحمۃ اللہ علیہ کے صرف حضرت مجدّد صاحب لکھا ہے۔ [1]

مانچسٹروی کا اپنے حکیم الامت سے خونریز تصادم

مانچسٹروی لکھتا ہے "نقشبندی حضرات بدعات کے سخت مخالف ہیں اور بدعات کو روکنے میں سر دھڑ کی بازی لگانے والے ہیں"۔ [2]

○ مولوی اشرفعلی تھانوی کہتے ہیں "آج کل نقشبندیوں میں کثرت سے بدعات ہوتی ہیں"۔ [3]

کس کا یقین کیجیے کس کا نہ کیجئے
آئی ہیں دیوبند سے خبریں الگ الگ

مانچسٹروی دراصل نقشبندیوں کو اس طرح خراجِ تحسین پیش کر کے صراط مستقیم سے ہٹا کر اپنے ساتھ ملانا اور اپنا ہمنوا بنانا چاہتا ہے اس لئے فریب کاری سے نقشبندیوں کی زبانی کلامی تعریف کر رہا ہے حالانکہ مانچسٹروی صاحب بھی تو شدید توہین آمیز گستاخانہ عبارات کی وکالت اور کفر کی دلالی میں سر دھڑ کی بازی لگاتے ہوتے ہے۔

مجدّد الف ثانی کی عبارات اور مفتی محمد رمضان و ماسٹر غلام نبی کی خط و کتابت

کاش کہ "رسالہ حزب الاحناف"، اور مدرسہ دار العلوم حزب الاحناف لاہور

---

[1] الافاضات الیومیہ جلد ۴ ص ۹۴ مطبوعہ کراچی و مطبوعہ ملتان ص ۴۹۵ جلد ۴، [2] مطالعہ بریلویت جلد ۸ ص ۲۸۳، [3] الافاضات الیومیہ جلد ۲ ص ۱۷۱

کی طرف سے شائع کردہ "چالیس ارشادات امام ربانی" اور مفتی محمد رمضان صاحب نائب مفتی حزب الاحناف لاہور اور ماسٹر غلام نبی سکول ٹیچر کی خط وکتابت کے تمام خطوط ہمارے سامنے ہوتے تو ہم مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی سے ان سب کی مطابقت کر کے صحیح فیصلہ اور حتمی تجزیہ کرتے مگر وہ خطوط ماسٹر غلام نبی کے پاس ہیں یا نہیں ماسٹر غلام نبی زندہ ہے یا فوت ہو گیا ہے، حضرت سید صاحب علیہ الرحمۃ نے کیا تحریر فرمایا تھا مفتی ابو الریحان مولانا محمد رمضان صاحب سے کیا خط وکتابت ہوئی تھی کچھ پتہ نہیں نہ اصل مسودہ خط وکتابت ہمارے سامنے ہے ہم کیسے معلوم کریں کہ مانچسٹروی صاحب نے کتنا پانی ملایا اور کتنا جھوٹ بولا کیونکہ ہمارا بارہا کا تجربہ مجرب اور مشاہدہ ہے کہ دیوبندی مولوی اور مصنف مانچسٹروی جیسے دیوبندی ڈھنڈورچی جھوٹ کے بغیر چل ہی نہیں سکتے اور ہم اس جھوٹ کے موضوع پر حوالہ جات کا طوفان مچا سکتے ہیں۔ اس لئے ہمیں قطعی یقین ہے کہ مانچسٹروی صاحب نے اپنے مسلکی پیشہ جھوٹ کے اعتبار سے ان خطوط اور رسالہ حزب الاحناف و چالیس ارشادات امام ربانی و مکتوبات امام ربانی میں ضرور ضرور جھوٹ کا سہارا لیا ہو گا اور ہیرا پھیری کی ہو گی جس کا پردہ فاش ہم اصل خطوط سامنے آنے پر ہی کر سکتے ہیں۔ مانچسٹروی کو چاہیئے کہ جن خطوط کو ص ۲۸ تک شائع کیا ہے وہ ہمیں رجسٹری سے بھجوا دے ہم دستخط کر کے رجسٹری وصول کریں گے اور پھر رجسٹری سے وہ خطوط واپس کر دیں گے۔ رسالہ حزب الاحناف

اور چالیس ارشادات ہم خود منگوا لیں گے۔ البتہ ان خطوط وحوالہ جات سے چند باتوں کی وضاحت اس وقت عرض کر رہے ہیں۔

چند وضاحتیں

مصنف مانچسٹروی کی اپنی پیش کردہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مکتوبات جلد ا ص ۳۷۱ مکتوب نمبر ۲۸۵ کا اُردو ترجمہ خود اس نے یوں کیا ہے۔

ترجمہ۔ "روح لامکانی چیز ہے مکان میں نہیں سماتی، روح کو ماوراء عرش ثابت کرتا تجھے اس وہم میں نہ ڈالے کہ روح تم سے دور ہے اور تم میں اور روح میں دور دراز کی مسافت ہے۔ ایسا نہیں روح کی نسبت تمام جگہوں کے ساتھ لامکانی ہونے کے باوجود ایک سی ہے۔ عرش سے ورے (ادھر) بتلانا اس کی حقیقت کچھ اور ہے جب تک اس مقام پر نہ پہنچے تو اس بات کو پا نہیں سکتا۔"[1]

حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ سے اس نے یہ ثابت کیا کہ "انبیاءؑ و اولیاءؒ کی پاک روحوں کو عرش سے فرش تک ہر جگہ برابر کی نسبت ہوتی ہے کوئی چیز ان سے نزدیک و دور نہیں۔"[2] انبیاءؑ و اولیاءؒ کا نام آنے سے مصنف مانچسٹروی کے تن بدن میں آگ لگ گئی کہ مجدد الف ثانی کی عبارت میں انبیاءؑ و اولیاءؒ کا کہیں ذکر نہ تھا یہ سب مولانا (علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب) کی اپنی ایجاد و افتراء ہے

---

[1] مطالعہ بریلویت ص ۳۸۲ ، [2] مطالعہ بریلویت ص ۳۸۳ ،

اور اعلیٰحضرت امام اہلسنت کے ملفوظات حصّہ اوّل صہ ۹۱ کے حوالے سے علامہ ابوالبرکات قدس سرہٗ کی عبارت کو غلط ثابت کرنے لگا کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب بھی ایک جگہ فرماتے ہیں "مرنے کے بعد روح کا ادراک بے شمار بڑھ جاتا ہے خواہ مسلمان کی ہو یا کافر کی" مانچسٹروی صاحب کے بقول مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے ہر کسی کی محض روح کی بات کی تھی کہ روح لامکانی چیز ہے مکان میں نہیں سماتی۔ وہ آزاد ہے مقید نہیں ہر جگہ آ۔ جا سکتی ہے۔ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ سے وہ یہ ثابت کرتا ہے کہ روح مسلمان کی ہو یا کافر کی، روح آزاد ہے، لامکانی ہے۔ روح کو ماورائے عرش کے اس طرف تصوّر کرنا غلط ہے۔ روح میں اور تم میں دور دراز کی مسافت ہو ایسا نہیں ہے۔ روح کی نسبت تمام جگہوں کے ساتھ لامکانی ہونے کے باوجود یکساں ہے یعنی ہر جگہ ہے مسلمان اور کافر ہر کسی کی روح کو مانچسٹروی ایسا مانتا ہے۔ جب ہر کسی کی روح کو مانچسٹروی ایسا مانتا تو کیا حضرات انبیاؑ و اولیاؒ ان سب سے باہر اور علیحدہ ہیں یا اُن میں روح نہیں یا دل و دماغ میں بدعقیدگی کی نحوست ہے جو انبیاؑ و اولیاؒ کا نام آتے ہی ماتھے پر بل پڑ جاتے ہیں جب وہ یہ بات سب کی ارواح کے لئے مانتا اور تسلیم کرتا ہے تو پھر حضرت علامہ سید صاحب قبلہ قدس سرہٗ نے کیا بُرا کیا جو اِن سب میں سے صرف حضرات انبیاؑ و اولیاؒ کو ایسا لکھ دیا گویا یہ کہنا تو جائز ہے کہ تمام انسان یا سب آدمی کھانا کھاتے ہیں اور یہ کہنا غلط ہے کہ انبیاؑ و اولیاؒ کھانا کھاتے ہیں جب تمام

ارواح کو من جملہ مانچسٹروی صاحب یہ فضیلت مانتے ہیں تو ان سب میں بعض کو یعنی انبیاؑ، اولیاؒ کی ارواح کو یہ فضیلت ماننا باعث اذیت کیوں ہے؟

آگے چل کر مانچسٹروی نے دل کا دکھ اور اندرونی مرض خود بتا دیا کہ "مولانا (علامہ ابوالبرکات) کی اس تحریف سے غرض یہ تھی کہ کسی طرح انبیاؑ و اولیاؒ کا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا ثابت کر سکیں" لہ

مانچسٹروی کی کیا حقیقت ہے وہ حاضر و ناظر کے معنی و مفہوم کو کیا جانے، اس موضوع پر اس کے بڑے بڑے ٹھوکریں کھا گئے البتہ یہ لوگ سوانح قاسمی میں مولوی قاسم نانوتوی اور اشرف السوانح مولوی اشرفعلی تھانوی کو متعدد جگہ ہونے کی طاقت و قدرت و فضیلت مان چکے ہیں۔ حضرت سید صاحب علیہ الرحمۃ نے تو یہاں صرف اور صرف ارواح کی بات کی تھی۔ مانچسٹروی کو لینے کے دینے پڑ گئے، حاضر و ناظر کے خطرہ کا لاوا دماغ میں پکنے لگا اور اس کو حضرت امام ربانی مجدّد الف ثانی کی اصلاح کا نام دے دیا۔

؎ جو چاہے آپ کا حُسنِ تجدیت ساز کرے

حدیث کی اصلاح کا افترا

مصنف مانچسٹروی صاحب نے صفحہ ۳۸۰ و ۳۸۱ پر اور پھر صفحہ ۳۸۷ پر بار بار اس بات کا اعادہ کیا ہے کہ مولانا ابوالبرکات نے حضرت امام ربانی کے مکتوبات کے حوالہ میں درج حدیث قدسی کے الفاظ میں وما اُنا

لہ مطالعہ بریلویت صہ ۳۶۲

کی جگہ و انا لکھ دیا ما کا لفظ ہضم کر گئے۔۔۔۔۔۔ مولانا ابوالبرکات کو
جب اس طرف توجہ دلائی تو فرمایا کہ تفسیر حسینی میں یہ حدیث اس طرح لکھی
ہے۔ مصنف کہتا ہے تفسیر حسینی کے مصنف ملاں معین کاشفی شیعہ تھے
(ملخصاً ص ۳۸۱/۳۸۲) اس بحث کو ص۳۸۰ تک بہت طول دیکر لکھا ہے حالانکہ
بات وہی ہے جو ص۳۸۰ و ص۳۸۱ پر ہے اور پھر کمال یہ کہ خود تسلیم
بھی کر رہا ہے کہ جب مولانا ابوالبرکات سے رجوع کیا۔۔۔۔۔۔ مدرسہ
حزب الاحناف لاہور کے نائب مفتی مولانا ابوالریحان محمد رمضان صاحب
نے اس خط کے جواب میں۔۔۔۔۔ مندرجہ ذیل وجوہ تحریر فرمائی ہیں۔
جواب (۱) اصل مکتوب کی عبارت غلط چھپی ہے کیونکہ معنی بنتا نہیں اس
لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکتوب کی عبارت کے بموجب اللہ تعالیٰ
سے عرض کی اللّٰھم انت وما انا اس کا معنی یہ ہوا، یا اللہ تو ہے
اور میں نہیں ہوں حالانکہ مطلب یہ تھا کہ یا اللہ تو ہے اور میں ہوں اور
تمام ماسوی اللہ کو میں نے تیری وجہ سے چھوڑ دیا ہے اور تفسیر حسینی میں
بھی چالیس ارشادات کے موافق ہے اگرچہ لفظ بدلے ہوئے ہیں لیکن
مفہوم وہی ہے اس میں یوں ہے کہ حق سبحانہٗ نے فرمایا اے محمد
انا وانت وما سوی ذالک خلقتہ لاجلک آپ نے اس کے
جواب میں فرمایا یارب انا وانت وما سوی ذالک ترکتہ
لاجلک البتہ چالیس ارشادات میں فرق ضرور ہے کہ مکتوبات
(امام ربانی) کی اصل عبارت میں اللہ تعالیٰ کا قول پہلے ہے اور

چالیس ارشادات میں ترجمہ کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول
پہلے ہے لیکن مفہوم میں کچھ فرق نہیں اور اس قسم کی غلطی کتابت میں
ہو جاتی ہے اور صحت (تصحیح) کرتے وقت خیال نہیں رہا۔ [1]

قارئین کرام! ایک طرف مانچسٹروی کی خر دماغی اور دریدہ دہنی
دیکھیں اور دوسری طرف مفتی محمد رمضان صاحب کی وضاحت کے
یہ الفاظ خط کشیدہ عبارت میں ملاحظہ کریں۔

(۱) مکتوبات میں عبارت غلط چھپی ہے۔ اس کا معنی بنتا نہیں۔
(۲) تفسیر حسینی میں چالیس ارشادات کے موافق ہے۔
(۳) ترجمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول پہلے ہے۔ یہ کتابت کی غلطی
ہے۔ صحت (یعنی تصحیح) کرتے وقت خیال نہیں رہا۔

ان تینوں معقول وجامع وضاحتوں کے بعد کیا مصنف مانچسٹروی صاحب
اپنے منہ پر تھکوانا چاہتے تھے؟ لیکن مصنف نے اس بات کو حدیث
کی اصلاح۔ مجدد الف ثانی کے قول کی اصلاح۔ حدیث شریف میں
تحریف وغیرہ کے عنوانات دے کر کئی صفحات پر پھیلا دیا اور اندھا
ہو کر محض اپنی بات بالا کرنے کے لئے تفسیر حسینی والے کو شیعہ قرار
دے دیا۔ حالانکہ تفسیر حسینی کے کئی حوالے تھانوی کے ترجمہ وتفسیر میں
موجود ہیں۔ مصنف انتہائی ڈھیٹ بن کر لکھتا ہے۔
"اس میں کاتب کی بھول کہاں سے آ گئی"۔ مصنف کے
لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے۔

[1] مطالعہ بریلویت ص ۳۰۹

حدیث میں تھانوی تحریف

کہتے ہیں دائی سے پیٹ چھپا ہوا نہیں ہوتا اسی طرح بفضلہ تعالیٰ ہم دیوبندیت نانوتویت ۔ تھانویت ۔ گنگوہیت کو بہت اچھی طرح جانتے ہیں ان کے اکابر کے سیاہ اعمالناموں سے پوری طرح واقف ہیں ، مصنف اس قسم کے لہجے سوال اٹھاکر ہم سے اپنے اکابر کی داستاں سننا چاہتا ہے تو لیجئے ہم دکھاتے ہیں کہ حضرت سید صاحب علیہ الرحمۃ نے نہیں بلکہ دیوبندی حکیم الامت تھانوی صاحب نے حدیث شریف میں علی الاعلان تحریف وخیانت کا ارتکاب کیا ہے ملاحظہ ہو ، دیوبندی حکیم الامت تھانوی صاحب نے ابن ماجہ شریف کی حدیث پاک میں حضور نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلقین فرمائی ہوئی دعا کے الفاظ میں سے "یَا مُحَمَّدُ اِنِّی قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّی" کے الفاظ نکال دیئے اور بقول شخصے عذر گناہ بدتر از گناہ لکھ دیا کہ اختصرته لان النداء الوارد فيه لا دليل على بقائه بعد حياته عليه السلام یعنی میں نے صیغہ ندا اور خطاب کی تمام عبارت نکال کر اس حدیث کو اس لئے مختصر کردیا کہ اس حدیث میں (یا محمد کے الفاظ) جو ندا اور خطاب کے الفاظ وارد ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کے بعد ان کے باقی رہنے پر کوئی دلیل نہیں ہے۔[1]

اس موقع پر ہمیں بھی مانچسٹروی کے انداز بیاں میں یہ کہنے کا حق

[1] مناجات مقبول ص۱۴۲ مطبوعہ اصح المطابع از مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی

حاصل ہے کہ مولوی اشرفعلی تھانوی کو یہ حق حاصل تھا کہ وہ اپنا ایمان وعقیدہ اور خود ساختہ مسلک کو جس انداز میں چاہتے لکھتے لیکن انہیں حدیث میں تحریف کرنے، حدیث کے مبارک الفاظ کاٹ ڈالنے، ابن ماجہ کی اصلاح کرنے کا حق کس نے دیا تھا اور یہ مجرمانہ تحریف کیوں کی؟

ع الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

حدیث شریف میں تحریف وخیانت اور جارحانہ تصرف کا صرف ایک حوالہ نقل کیا ہے اگر مانچسٹروی صاحب زیادہ پھڑکے تو اس قسم کے درجنوں حوالہ جات سے اس کی ضیافت طبع کا سامان فراہم کیا جائے گا۔

مولود شریف سے مانچسٹروی کا بغض وعناد

مصنف کو مولود شریف یا مجلس میلاد شریف ذکر ولادت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنا بغض وعناد ہے کہ مکتوبات سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جلد سوم سے دھوکہ ومغالطہ دیتا ہوا اپنے من پسند الفاظ کا من پسند ترجمہ کرتا ہوا لکھتا ہے۔ "حضرت امام ربانی (مجدد الف ثانی) کا جواب یہ تھا۔۔۔ ۔۔۔۔۔" (ترجمہ) مخدوم! فقیر کے دل میں یہی بات آتی ہے کہ جب تک اس (میلاد شریف) کا دروازہ مطلقاً بند نہ کیا جائے گا بوالہوس لوگ باز نہ آئیں گے اگر اس کی (مولود کی) کچھ بھی اجازت دے دی جائے تو اس سے بات بڑھ جائے گی

تھوڑی بات زیادہ تک پہنچاتی ہے مشہور بات ہے۔[1]

مانچسٹروی صاحب نے حضرت مجدد صاحب کی عبارت ص۳۸۴ و ص۳۸۸ اور دوبار خطوط کی صورت میں نقل کی ہے اور حضرت سید صاحب علیہ الرحمۃ پر الزام عائد کیا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی نے میلاد شریف مجلس مولود شریف کو مطلقاً بند کرنے کا لکھا ہے جبکہ علامہ ابوالبرکات نے عبارت حضرت مجدد الف ثانی کا یہ ترجمہ کیا ہے جو غلط ہے وغیرہ وغیرہ۔

"مجلس میلاد شریف میں اگر اچھی آواز کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کی جائے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت شریف اور صحابہ کرام و اہل بیت عظام و اولیائے اعلام رضی اللہ عنہم المنام کی منقبت کے قصیدے پڑھے جائیں تو اس میں کیا حرج ہے؟ ناجائز بات تو یہ ہے کہ قرآن عظیم کے حروف میں تغیر و تحریف کر دی جائے اور قصیدے پڑھنے میں راگنی اور موسیقی کے قواعد کی رعایت و پابندی کی جائے اور تالیاں بجائی جائیں جس مجلس میلاد مبارک میں یہ ناجائز باتیں نہ ہوں اس کے ناجائز ہونے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ ہاں جب تک راگنی اور تال سُر کے ساتھ گانے اور تالیاں بجانے کا دروازہ بالکل بند نہ کیا جائے بوالہوس لوگ باز نہ آئیں گے اگر ان نامشروع باتوں کی ذرا سی بھی اجازت دے دی جائے گی تو اس کا نتیجہ بہت ہی خراب نکلے گا۔"[2]

اس عبارت کو مجدد الف ثانی کی عبارت میں تحریف قرار دے کر

---

[1] مطالعہ بریلویت جلد ۱ ص ۳۸۴/۳۸۵ ، [2] مطالعہ بریلویت ص۳۸۵ بحوالہ رسالہ حزب الاحناف۔

کسی ماسٹر غلام نبی سکول ٹیچر نے حضرت سید صاحب علیہ الرحمۃ سے وضاحت چاہی تو دارالعلوم حزب الاحناف کے نائب مفتی محمد رمضان صاحب نے یہ جواب دیا جو ص۲۹۰ پر مرقوم و موجود ہے۔ جب کسی عبارت کا ترجمہ کیا جائے گا تو حرفوں میں تو ضرور فرق پڑے گا اور اس عبارت کے ترجمہ میں معناً فرق نہیں کیونکہ ترجمہ یہی کیا گیا ہے کہ جس میلاد مبارک میں یہ ناجائز باتیں نہ ہوں اس کے ناجائز ہونے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ یعنی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی، ایسا میلاد شریف جائز ہے جس میں قرآن کے حروف کو بدلا نہ گیا ہو اور منقبت و قصائد پڑھنے میں فن موسیقی کے قواعد کی پابندی نہ کی جائے وغیرہ وغیرہ اور یہی مجدد صاحب فرما رہے ہیں۔۔۔ یعنی نغمہ اور گلہ پھرانا اور تالیاں وغیرہ نہ ہوں اس میں کچھ مانع نہیں۔ تا سد ایں باب مطلق نہ کنند سے دھوکا لگ سکتا ہے کہ آپ (مجدد صاحب) کا مطلب یہ ہے کہ بالکل میلاد شریف کرنے کی اجازت ہی نہ دیں ایسا سمجھنا غلط فہمی پر مبنی ہے۔۔۔۔۔۔ اس امر کی تائید شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مدارج النبوۃ کی عبارت سے ہوتی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے اس جگہ میلاد شریف کرنے والوں کے لئے سند ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی رات خوشی کریں اور مالوں کو خرچ کریں ولیکن محرمات شرعیہ سے بچیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے میلاد شریف کرنے کی اجازت دی محرمات سے روکا اسی طرح مجدد علیہ الرحمۃ اس میلاد شریف کو جائز فرما رہے ہیں جس میں نغمہ

اور گانا اور تالیاں اور تحریف قرآن نہ ہو" اندک تجویز کردند" سے بھی پتہ چلتا ہے کہ اگر نغمہ، تالیاں اور موسیقی وغیرہ میں سے کسی ایک چیز کی تھوڑی سی اجازت دے دی تو اس کے بعد زیادہ کرنے لگ جائیں گے لہٰذا ان چیزوں کی اجازت بالکل مت دو واللہ اعلم مولوی ابو الریحان محمد رمضان حزب الاحناف لاہور۔

اس جواب کے بعد اس کی معقولیت کو سمجھتے ہوئے ماسٹر جی اور مانچسٹروی جی کو منہ بند کر لینا چاہیئے تھا کج بحثی سے باز آتے مگر خط و کتابت میں کئی صفحے سیاہ کر دیئے۔ اس موقع پر ہم یہ بتا دیں کہ ماسٹر غلام نبی سکول ٹیچر اور مانچسٹروی جی سکول پروفیسر کون اور کیا ہوتے ہیں جو سید صاحب علیہ الرحمۃ جیسے علوم و فنون حدیث و فقاہت کے بحر بے کنار کے منہ آتے، لاہور میں مولوی احمد علی شیر انوالوی اور مولوی محمد حسن اشرفی خلیفہ تھانوی وغیرہ رہتے تھے وہ حضرت سید صاحب کی گردِ راہ کو نہ چھو سکے تو یہ بیچارے جن کے علم و تحقیق کا نہ سر پاؤں یہ لوگ سید صاحب کا کیا مواخذہ کر سکتے ہیں؟

اکابر دیوبند اور میلاد شریف

مانچسٹروی نے اپنے جنون و خبط اور زعم جہالت میں حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات سے ہر صورت میں میلاد شریف کو ناجائز ثابت کر دیا۔ لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ امام ربانی مجدد الف ثانی کی عبارت کے برعکس دیوبندی مولوی میلاد شریف کو جائز کیوں لکھتے اور بتاتے رہے۔ کیا انہیں حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات کی اس عبارت کا پتہ نہ تھا؟ یا وہ اس کو

سمجھنے سے عاجز و قاصر تھے یا وہ اور حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمۃ باہم مختلف و متضاد عقائد و نظریات کے حامل تھے؟

○ اکابر دیوبند مولوی نانوتوی صاحب، مولوی گنگوہی صاحب۔ مولوی تھانوی صاحب وغیرہم کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ فرماتے ہیں " ایسے امور سے منع کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے جیسے قیام مولد شریف اگر بوجہ آنے نام آنحضرت کے کوئی شخص تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے ۔۔۔۔۔۔۔ البتہ اہل ہنود (ہندو لوگ) مولد شریف میں اکثر ایسے اشعار پڑھتے ہیں جن میں پیغمبروں کی اہانت ہوتی ہے یہ بڑا گناہ ہے" [1]

○ حضرت (حاجی امداد اللہ صاحب) سے کسی نے پوچھا کہ قیام مولود کیسا ہے؟ " فرمایا مجھے تو لطف آتا ہے" [2]

○ بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم صاحب نانوتوی کے نام سے دیوبندی وہابی نسل کا بچہ بچہ واقف ہو گا ان کے متعلق لکھا ہے " ایک صاحب نے میرٹھ میں مولانا (قاسم نانوتوی) سے دریافت کیا کہ مولوی عبد السمیع صاحب تو مولود شریف کرتے ہیں آپ کیوں نہیں کرتے؟" ۔۔۔۔۔۔ امام کبیر (مولوی نانوتوی صاحب) کی زبان مبارک سے یہ کہتے سنا گیا تھا کہ " بھائی! انہیں (مولوی عبد السمیع صاحب) کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبت معلوم ہوتی ہے۔ مجھے بھی اللہ تعالیٰ محبت نصیب کرے" [3]

[1] شمائم امدادیہ ص ۶۵ از حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، [2] [illegible] ص ۳۲، [3] قصص [illegible] ص ۳۱ / ۵۲ و سوانح قاسمی جلد اول ص ۴۷۱ / ۴۷۲

○ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی وہابی اپنی رسوائے زمانہ کتاب المہند علی المفند میں بعنوان "عقیدہ دربارہ میلاد شریف" رقمطراز ہے "حاشا للہ ہم تو کیا کوئی مسلمان بھی ایسا نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت شریفہ کا بلکہ آپ کے جوتوں کے غبار اور آپ کی سواری کے گدھے کے پیشاب کا تذکرہ بھی قبیح و بدعت سیئہ یا حرام کہے وجملہ حالات جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذرا سا بھی علاقہ ہے اُن کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے خواہ وہ ذکر ولادت شریف (یعنی میلاد شریف یا مجلس مولود شریف) ہو۔۔۔۔۔۔ چنانچہ شاہ محمد اسحاق صاحب دہلوی مہاجر مکی کے شاگرد مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری کا فتویٰ عربی میں ترجمہ کر کے ہم نقل کرتے ہیں تاکہ سب کی تحریرات کا نمونہ بن جائے مولانا سے کسی نے سوال کیا تھا کہ مجلس (میلاد) شریف کس طریق سے جائز ہے اور کس طریق سے ناجائز تو مولانا (احمد علی محدث سہارنپوری) نے اس کا یہ جواب لکھا کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت شریف کا ذکر صحیح روایات سے اُن اوقات میں جو عبادات واجبہ سے خالی ہوں اُن کیفیات سے صحابہ کرام اور ان اہل قرون ثلثہ کے طریقہ کے خلاف نہ ہوں جن کے خیر ہونے کی شہادت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ ۔۔۔۔۔ان مجالس میں جو منکرات شرعیہ سے خالی ہوں سب خیر و برکت ہے۔۔۔۔۔ پس جب ایسا ہوگا تو ہمارے علم میں کوئی مسلمان بھی اس کے ناجائز بدعت ہونے کا حکم نہ دے گا۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ ہم ذکر ولادت

شریفہ (یعنی مجلسِ میلاد شریف) کے منکر نہیں بلکہ اُن ناجائز امور کے منکر ہیں جو اس (محفلِ میلاد شریف) کے ساتھ مل گئے ہیں"۔[1] ملخصاً

مانچسٹروی صاحب خود بتائیے کہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کی یہ تحریر علامہ ابو البرکات سید احمد قادری علیہ الرحمۃ کے عین مطابق ہے یا نہیں؟ اور یہ بھی بتائیے کہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کا میلاد شریف کے متعلق یہ ایمان و عقیدہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے (تمہارے اپنے بقول) سراسر خلاف ہے یا نہیں؟ مانچسٹروی صاحب تم نے تو حضرت مجدد سرہندی علیہ الرحمۃ کی عبارت سے یہ ثابت کرنا چاہا تھا "ترجمہ مخدوما فقیر کے دل میں یہی بات آتی ہے کہ جب تک اس (میلاد شریف) کا دروازہ مطلقاً بند نہ کیا جائے گا بوالہوس لوگ باز نہ آئیں گے اگر اس کی (مولود کی) کچھ بھی اجازت دے دی جائے تو اس سے بات بڑھ جائے گی تھوڑی بات زیادہ تک پہنچاتی ہے مشہور بات ہے۔[2]

مانچسٹروی صاحب تمہیں تو مولود شریف کسی صورت کسی قیمت گوارا نہ تھی مجلسِ میلاد شریف کو تم موت سمجھتے تھے اور یہ بات حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے ذمہ لگاتے تھے مگر یہ کیا ہوا کہ مولوی خلیل انبیٹھوی تمہارا محدث سہارنپوری کیوں مجدد صاحب سے ٹکرا گیا اور علامہ ابو البرکات صاحب کا اس سلسلہ میں کیوں مقلد بن گیا اور میلاد دشمنی میں تمہارے پلے روسیاہی کے سوا کیا پڑا؟ اب انبیٹھوی صاحب پر کیا فتویٰ لگاؤ گے

[1] المہند ص ۱۵/۱۶ ، [2] مطالعہ بریلویت جلد اوّل ص ۳۸۴/۳۸۵

انبیٹھوی صاحب کو جہنم کے کون سے طبقہ میں پارسل کراؤ گے؟

؎ اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

یا پھر یوں سہی ؎

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر ؛ اپنے بیگانے ذرا پہچان کر

تمہارا دین دھرم ہے کیا؟

؎ جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہو گا

مانچسٹروی صاحب تم نے اپنے زعم جہالت اور میلاد شریف دشمنی میں حضرت مجدّد الف ثانی کے مکتوبات سے جو غلط نتیجہ اخذ کیا تھا اس کی زد میں تو مسلمہ اکابر دیوبند آگئے لیکن انبیٹھوی صاحب نے میلاد شریف میں جو چند قیود اور شرائط لگائی ہیں یہ نہ ہو وہ نہ ہو، ایسے نہ ہو ویسے نہ ہو، ہمارا بھی اعلان ہے سیدنا امام اہلسنت اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے بھی متعدد تصانیف اور فتاویٰ مبارکہ میں ایسے ہی فرمایا ہے کہ میلاد میں منکرات و بدعات نہ ہوں، بے عمل، بدکردار لوگ نہ پڑھیں، تال سُر راگنی موسیقی کی طرز پہ نہ ہو ہم بھی ایسا ہی کہتے ہیں مگر انبیٹھوی صاحب نے المہند میں جو اسی نوع کی متعدد شرائط اور قیود لگائی ہیں آپ یہ واضح کریں کہ یہ سب شرائط اور قیود صرف محفل میلاد شریف ہی کے لئے ہیں یا سیرت النبی کے دیوبندی جلسوں، دیوبندی مدرسوں کے دستاربندی کے جلسوں اور کانفرنسوں کے لئے بھی؟ کہ اِن تقریبات میں بھی بدعات و منکرات نہ ہوں، مردوں عورتوں کا اختلاط نہ ہو، فضول خرچی نہ ہو، یہ نہ ہو وہ نہ ہو وغیرہ

وغیرہ۔ اپنے دینی جلسوں میں تو تم بلکہ تمہارے مرکز دیوبند کے علماء ڈاکٹر راج اندر پرکاش اور اندرا گاندھی جیسے کھلے مشرکوں اور عورتوں تک کو بلا لیتے ہیں اور ان کا خطاب کرتے ہو۔ اگر دیوبند اور دیوبندیوں کے جلسوں میں ہنود و یہود کھلے مشرکوں اور بددینوں، بدمذہبوں اور داڑھی منڈوں، بے نمازوں بے عمل و بدکرداروں کی تشریف آوری کے اعداد و شمار پیش کئے جائیں تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہو سکتی ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ تمہارے زاویۂ نگاہ کے مطابق حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات میں مذکور قول کا اطلاق صرف میلاد شریف پر ہی ہوتا ہے؟ یا دیوبند کی تقریبات اور دیوبندی سیرت النبی کے جلسوں، سیرت النبی کانفرنسوں، دستاربندی کے دیوبندی مدارس کے جلسوں پر بھی ہوتا ہے؟

یاد رہے کہ "المہند، عرف عقائد علماء دیوبند جس میں چند شرائط کے ساتھ میلاد شریف کو جائز مانا ہے مطلقاً بند کرنے کا مانچسٹروی طرز کا فتویٰ نہیں دیا اس کتاب پر ان کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن مدرس اوّل مدرسہ دیوبند۔ مولوی احمد حسن امروہوی دیوبندی، مولوی عزیز الرحمٰن مفتی دیوبند۔ مولوی حبیب الرحمٰن نائب مہتمم مدرسہ دیوبند۔ مولوی محمد احمد مہتمم مدرسہ دیوبند۔ مولوی اشرفعلی تھانوی۔ مفتی کفایت اللہ دہلوی۔ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی مصنف تذکرۃ الرشید، مولوی مسعود احمد ولد رشید احمد گنگوہی وغیرہ جیسے متعدد اکابر دیوبند کی تائید و تصدیقات موجود ہیں مانچسٹروی صاحب بتائے کہ یہ سب لوگ حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک سے

کیسے پھر گئے؟ یا مجدّد الف ثانی کا مسلک صرف تنہا مانچسٹروی کے دماغ میں فٹ ہوا ہے آخر اتنے اکابر دیوبند اور ان کے علاوہ مولوی قاسم نانوتوی اور اُن کے پیر حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکّی وغیرہ حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ کا مسلک کیوں چھوڑ گئے تھے یا وہ مجدّدی مسلک کو سمجھ نہ سکے تھے؟ محفل عید میلاد شریف کی یہ بحث اگرچہ ہم نے بھی پوری تفصیل کے ساتھ بیان کی ہے مگر مانچسٹروی صاحب نے ماسٹر غلام نبی سکول ٹیچر اور مفتی ابو الریحان مولانا محمد رمضان کے خطوط چھاپ کر اور اپنی طرف سے ایک ایک بات کو کئی کئی دفعہ اچھال کر اور بے مقصد حاشیہ آرائی کر کے اس بحث کو صفحہ نمبر ۴۰۰ تک پھیلا دیا ہے لیکن بفضلہٖ تعالیٰ ہم نے بکثرت حوالجات سے اس کے عقلی نقلی ڈھکوسلوں کا توڑ کیا ہے۔ اس نے حقائق کو مسخ کیا، مفہوم کو بدلا، غلط معنی اخذ کئے، عبارات میں اپنے مفہوم داخل کئے اور یہ نہ دیکھا کہ سیدنا شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہٗ کے نام سے غلط تاثر دے کر علامہ ابو البرکات مولانا سید احمد قادری کا رد کرتے ہوئے درحقیقت اپنے ہی اکابر دیوبند کے گلے پر الٹی چھری پھیر رہا ہوں۔

میلاد خوانی کے بعد نعت خوانی کے خلاف ناپاک جسارت اور حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کے نام پر جعلسازی

مجموعۂ بغض و عناد مولوی مانچسٹروی نے پہلے تو مولود خوانی یعنی محفلِ میلاد شریف کے خلاف اپنے اندرونی بغض و عناد کا اظہار کیا اور صفحہ ۴۰۰ تک

اس موضوع کی لسی بناتا رہا سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے نام سے شدید دھوکہ دیتا رہا اور اب صفحہ ۴۰۰ سے صفحہ ۴۰۸ تک حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے نعت خوانی کے خلاف زہر اگلا ہے۔ اس مردود الفطرت کو لکھتے وقت اپنے اکابر اصنام دیوبند کا عقیدہ بھی بھول جاتا ہے۔ بغض و عنادِ مصطفوی میں مستغرق ہو کر سراپا جہل مجموعہ بغض و عناد بن کر جو دل میں آتا ہے لکھتا چلا جاتا ہے۔ شرقپور شریف کے وابستگان نقشبندیوں کے دل میں گھر بنانے اور اُن میں دیوبندیت وہابیت کے انجکشن لگانے کے لئے مرے ہوئے دل سے حضرت میاں شیر محمد صاحب قدس سرہٗ کی تھوڑی بہت دکھاوے کی تعریف کر کے حضرت میاں صاحب کے نام پر اپنی جعلسازی کا دام یوں بچھاتا ہے

"آپ (میاں شیر محمد صاحب) پہلے نعت خوانی اور مولود کی طرف کچھ مائل تھے لیکن جوں جوں حضرت مجدّد الف ثانی کا مسلک آپ پر کھلتا گیا آپ اس نعت خوانی اور مولود خوانی سے کنارہ کرتے گئے"۔۔۔۔۔۔۔آپ کا سوانح نگار لکھتا ہے: "پہلے آپ کی مسجد میں نعت خوانی غزل خوانی ہوا کرتی تھی اور آپ سُنا کرتے تھے اور خود بھی بہت شعر پڑھا کرتے تھے"۔۔۔۔۔۔۔جب آپ کا مشرب عالی ہو گیا آپ کی مجلس شعر و اشعار سے خالی ہو گئی اور آپ ہر وقت قال اللہ اور قال الرسول ہی

فرمایا کرتے تھے اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف نظموں میں نہیں بلکہ حال میں ہے۔"[1]

جواباً گزارش ہے افسوس کہ ہمارے پاس کتاب "خزینۂ معرفت" نہیں ہے ورنہ ہم دیکھ لیتے کتنا دودھ ہے کتنا پانی ہے بہر حال چلو اس کے نقل کردہ الفاظ ہی کا جائزہ لے کر تجزیہ کرتے ہیں۔

اوّل تو یہ جاننا چاہیئے کہ یہ خزینۂ معرفت حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری قدس سرہٗ کی اپنی کتاب نہیں ہے نہ آپ کی خزینۂ معرفت پر تائید و تصدیق ہے کسی کا عقیدہ و مسلک اُس کی اپنی کتاب سے لکھا جاتا ہے جیسے دیوبندیوں کے گستاخانہ عقائد ہم نے اور ہمارے اکابر نے خود اکابر دیوبند و نجد مولوی اسماعیل دہلوی، مولوی قاسم نانوتوی مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، مولوی اشرفعلی تھانوی وغیرہ کی اپنی مستند کتابوں تقویۃ الایمان، صراط مستقیم یک روزہ۔ تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ حفظ الایمان وغیرہ سے نقل کئے یہ بات کسی طرح بھی مناسب نہیں کہ ایمان و عقیدہ یا مسلک تو بیان کریں ہم مانچسٹروی کا مگر حوالہ دیں مودودی یا غلام احمد پرویز کا۔

دوئم یہ کہ اس کتاب خزینۂ معرفت پر آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے کسی بھی سجادہ نشین کی تائید و تصدیق نہیں، نہ یہ کتاب حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حیات ظاہری میں چھپی بعد وصال کے سوانح عمری یا سوانح حیات تو کوئی بھی لکھ سکتا ہے اور اس میں

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۴۲

کمی بیشی کر سکتا ہے، کتابت کی غلطی بھی ہو سکتی ہے، بدعقیدہ کاتب اپنی طرف سے بھی کچھ نہ کچھ لکھ سکتا ہے جیسا کہ بعض دیوبندیوں، وہابیوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت شریف ۱۲ ربیع الاوّل کا انکار کر کے آٹھ اور بعض نے ۹ ربیع الاوّل تاریخ ولادت لکھ دی یا جس طرح اعلحضرت امام اہلسنت اور دیگر شعراء کے کلام کے مجموعہ حدائق بخشش حصہ سوم میں اشعار کی ترتیب بدل دی یا ملفوظات اعلحضرت کے پاکستانی چھاپوں میں کافی الفاظ بلکہ عبارات بدل دی گئی ہیں۔ اور دیوبندی تو وہ مکّار و عیّار قوم ہے کہ اکابر علماء اہلسنت کے نام سے فرضی کتابیں بھی شائع کرتی رہی ہے، خود سوانح قاسمی، تذکرۃ الرشید اور ارواح ثلٰثہ کی روایات میں کافی تضاد ہے تو کیا عجب ہے کہ کسی کاریگر نے خزینۂ معرفت میں بھی کاریگری فرمائی ہو۔

سوئم یہ کہ مانچسٹروی میاں صاحب شرقپوری علیہ الرحمۃ سے بند تو کرانا چاہتا ہے مولود شریف اور نعت شریف و نعت خوانی کو مگر صفحہ ۱۰۴ پر خزینۂ معرفت کے جو الفاظ نقل کئے ہیں اور ہم نے اُن پر لکیر لگا دی ہے اس میں غزل خوانی، شعر، مجلس شعر و اشعار، تعریف نظموں میں، قسم کے الفاظ زیادہ ہیں، ممکن ہے حضرت قبلہ میاں صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے غزل خوانی، شعر و اشعار اور نظموں وغیرہ کو ترک فرمایا ہو اور خزینۂ معرفت والے نے نعت خوانی کو بھی ساتھ ہی لپیٹ لیا ہو یا کسی وہابی کو نعت نہ پڑھنے دی ہو یا کسی نعت کے خلاف شرع الفاظ کو یہ کہہ کر روک دیا ہو یہ

نعت نہ پڑھو اور مانچسٹروی نے اپنی افتاد طبع کے تحت بات کا بتنگڑ بنا لیا
ہو۔ بہر حال اس حوالہ میں کافی احتمال ہیں اور پھر یہ بات ہماری سمجھ سے
بالاتر ہے کہ حضرت میاں صاحب شرقپوری قدس سرہٗ کے عقیدہ و مسلک سے
اُن کے اوّلین سجادہ نشین اور برادر محترم حضرت ثانی صاحب اور موجودہ
سجادہ نشین حضرت شیخ طریقت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری
مدظلہٗ اور ان کی تمام اولاد امجاد سب کے سب منحرف ہو گئے یا معاذ اللہ
لاعلم و بے خبر رہے اور مانچسٹروی کو انگلینڈ بیٹھے میاں صاحب شرقپوری علیہ الرحمۃ
کے عقیدہ و مسلک کا پتہ چل گیا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

نعت خوانی اور پاکیزہ اشعار کا اثبات

مانچسٹروی صاحب نے اپنے زعم جہالت اور
دل و دماغ میں چھپی ہوئی بدعقیدگی کی نحوست کے تحت نعت خوانی اور
شعر و اشعار سے سراسر غلط تاثر دیا ہے حالانکہ قرآن عظیم میں اللہ عزوجل کا
ارشاد ہے ان من الشعر لحکمۃ وان من البیان لسحر یعنی
بے شک بعض شعر سراسر حکمت و دانائی ہوتے ہیں اور بے شک بعض
بیان جادو کی طرح اثر رکھتے ہیں۔ نعت خوانی اور پاکیزہ شعر و شاعری منع
ہوتی تو قرآن عظیم میں خدا تعالیٰ اس کو حکمت و دانائی قرار نہ دیتا۔ قرآن
عظیم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت ہے پاکیزہ شعر و نظم کا انداز
ملاحظہ ہو الحمد للہ رب العالمین ٥ الرحمٰن الرحیم ٥ ملک
یوم الدین۔ الخ

نظم قرآن عظیم کا ایک اور پاکیزہ انداز ملاحظہ ہو اَلرَّحمٰنُ عَلَّمَ القُرآنَ
خلق الانسان عَلَّمَهُ البَیَان .... الخ سورۃ الرحمٰن آخر تک تلاوت
کرتے جائیں۔

فرمایا لا اُقسمُ بھذا البلد وانت حلٌّ بھذا البلد۔
.... الخ۔

فرمایا والضحیٰ والیل اذا سجیٰ ما ودعک ربک وما قلیٰ..... الخ

فرمایا والعدیت ضبحًا فالموریت قدحًا..... الخ

فرمایا انا اعطینٰک الکوثر۔ فصل لربک وانحر..... الخ

وغیرہ بکثرت آیات مبارکہ بڑے حسین و دلنشین انداز میں نظم ہیں۔
پاکیزہ نظم کے عدم جواز کی قطعاً کوئی وجہ نہیں ہے۔ کتب سیر و تواریخ
سے پتہ چلتا ہے کہ "مَاهُوَ شَاعِرٍ" کے مصداق حضور جان نور سرکار
ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے لئے مسجد نبوی شریف میں ممبر کا اہتمام فرماتے اور ان کے رجز
اور نعت و حمد سے مزین اشعار پہ داد تحسین فرماتے اور نعت پڑھنے پر
اللھم ایدہ بروح القدس اور وقاک اللہ من حر النار
کی دلنواز دعاؤں سے نوازتے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ
کے یہ اشعار بہت مشہور و معروف ہیں ؎

خلقت مبرّا من کل عیبٍ
کانک قد خلقت کما تشاءُ

اور حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت کعب ابن زبیر رضی اللہ کے
مبارک اشعار چودہ سو سال سے شرق و غرب میں گونج رہے ہیں
حضرت کعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کا شہرۂ آفاق نعتیہ قصیدہ تو اہل علم
میں مقبول و محبوب ہے

ع بانت سعاد فقلبی الیوم متبول

سلطان الہند خواجہ غریب نواز اجمیری سیدنا امام شرف الدین
بوصیری، مولانا جامی مولانا رومی، شیخ سعدی، فرید الدین عطار، خواجہ قطب جمال
ہانسوی، امیر خسرو وغیرہم قدست اسرارہم کے نعتیہ اشعار دنیا بھر میں علمی
دینی حلقوں میں مقبول عام ہیں حضرت امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ
علیہ کے روح پرور نعتیہ قصیدہ بردہ کی شرح خود اکابر دیوبند میں سے ایک
صاحب مولوی ذوالفقار علی دیوبندی نے تحریر کی ہے، کیا قصیدہ بردہ نعتیہ
نظم اور نعتیہ درود شریف نہیں ہے؟ اور پھر مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ
دیوبند کے متعلق خود صدر مدرسہ دیوبند مولوی حسین احمد کانگریسی لکھتے ہیں اور
نعت شریف لکھنے پڑھنے کا کھلے دل سے اقرار و اعتراف کرتے ہیں۔

قصیدہ بہاریہ قصائد قاسمی مصنفہ مولوی قاسم نانوتوی کے بارے میں
لکھا ہے "قصیدہ بہاریہ میں جو کہ نعت
حضور سرور کائنات علیہ السلام حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر
فرمایا ہے اور قصائد قاسمی میں شائع ہو چکا ہے۔۔۔۔۔ بعض
اشعار پر قناعت کرتا ہوں ؎

تو فخر کون و مکاں زبدہ زمین و زماں ✧ امیر لشکر پیغمبراں شہ ابرار
جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں ✧ ترے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار
مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا ✧ نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار [1]

؎ اُمیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی اُمید ہے یہ
کو ہو سگان مدینہ میں میرا نام شمار
جیوں تو ساتھ سگان حرم کے تیرے پھروں
مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مور و مار [2]

صدر دیوبند لکھتا ہے "اس قصیدہ نعتیہ کو تو ایک نظر دیکھ لیں [3]
وہ حضرات ان اشعار کے مضامین پر غور فرما دیں" [4]
"اور مولانا رشید احمد گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز کو ہمیشہ توسل
اولیائے طریقت کا ارشاد فرماتے رہے اور منظوم شجرہ طیبہ
خاندان چشتیہ قدوسیہ امدادیہ ان کو عطا فرماتے تھے۔۔۔۔۔
شجرہ کو بطور اختصار ان الفاظ سے نظم فرماتے ہیں" [5]
مانچسٹر دی صاحب ذرا آنکھیں پھاڑ کر پڑھو مولوی حسین احمد ٹانڈوی
صدر و شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند اور نانوتوی صاحب اور گنگوہی صاحب
کے کلام میں نظم، اشعار اور نعت، نعتیہ کے الفاظ ہیں یا نہیں؟ ذرا
بتاؤ تو سہی کہ تمہارے اکابر بقول حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ

---

۱ الشہاب الثاقب ص۴۵، ۲ الشہاب الثاقب ص۵۱، ۳ الشہاب الثاقب ص۴۹ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند، ۴ الشہاب الثاقب ص۵۱، ۵ دیکھئے امداد السلوک ص۳۴،

اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدہ و مسلک سے کیوں پھر گئے تھے یا ان بزرگوں کے مسلک کو قبول ہی نہیں کیا تھا؟ ان دیوبندی مولویوں نے میاں صاحب شرقپوری کی طرح قال اللہ و قال الرسول کی طرف رغبت کیوں نہیں کی۔ کیا قرآن و حدیث پڑھتے ہوئے دل دکھتا تھا یا منہ سوکھتا تھا؟

معلوم ہوتا ہے مصنف مانچسٹروی نے "کریما" شیخ سعدی شیرازی اور پند نامہ حضرت شیخ فریدالدین عطار بھی نہیں پڑھا نہ گلستان بوستان دیکھی جس میں نظم و اشعار کی صورت میں حمد اور نعت بھی منظوم ہیں کریما میں ہے:۔

○ کریما بہ بخشائے بر حال ما ؞ کہ ہستم اسیر کمند ہوا

حبیب خدا اشرف انبیاء ؞ کہ عرش مجیدش بود متکا [۱]

○ حضرت شیخ فریدالدین عطار علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:۔

؎ حمد بے حد مر خدائے پاک را ؞ آنکہ ایماں داد مشت خاک را [۲]

○ بوستاں میں در نعت سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ ہے

کریم السجایا جمیل الشیم ؞ نبی البرایا شفیع الامم [۳]

○ گلستان سعدی میں ہے:۔

بلغ العلیٰ بکمالہٖ ؞ کشف الدجیٰ بجمالہٖ

حسنت جمیع خصالہٖ ؞ صلو علیہ و آلہٖ [۴]

۱؎ کریما شیخ سعدی ص۲، ۲؎ پند نامہ، ۳؎ بوستان ص۵، ۴؎ گلستان ص۳،

مانچسٹروی کو چاہیئے کہ دیوبندی مدرسوں کے کورس سے کریما۔ پند نامہ۔ گلستاں۔ بوستاں کو خارج کرادے کیونکہ ان میں نعت و اشعار ہیں۔

نعت پر اکابر دیوبند کے مزید حوالے

مانچسٹروی صاحب کو نعت نظم۔ اشعار زہر قاتل نظر آتے ہیں مگر اکابر دیوبند نے بار بار نعت شریف نعتیہ کلام لکھنے پڑھنے سننے کا دعویٰ کیا ہے۔ نظم و اشعار اور قصیدہ کا تذکرہ اپنی کتابوں کے متعلق کیا ہے مثلاً

○ مولوی انور کاشمیری (جن کے متعلق مانچسٹروی نے لکھا ہے کہ وہ میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ سے پیٹھ ٹھکوا کر تھاپی لگوا کر گیا تھا) کے متعلق لکھا ہے "جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں آپ نے بہت سے عربی اور فارسی قصیدے لکھے ہیں اور آپ کے ابتدائی زمانہ کے اردو کے نعتیہ اشعار بھی ملے ہیں، چند اشعار ملاحظہ فرمائیے

الغرض از جملہ عالم مصطفیٰ و مجتبیٰ ؞ خاتم دور نبوت تا قیامت بے مرا

افضل و اکمل ز جملہ انبیاء نزد خدا ؞ نعت اوصاف کمال او فزوں تر از عدید

مستغیث ست الغیاث اے سرور عالم مقام ؞ در صلہ از بارگاہ ہمت و رشید ایں قصیدہ [۱]

انور کاشمیری کی دوسری نعت کے اشعار یہ ہیں ؎

شاہ جانباز گر ہمارا ہے ؞ کیا ہے غم جبکہ وہ سہارا ہے

گر وہ نہیں تو کچھ نہیں میرا ؞ وہ اگر ہے تو میرا سارا ہے

اپنے در سے نہ کھید انور کو ؞ حلقہ در گوش جب تمہارا ہے [۲]

۱؎ انوار انوری ص۱۲، بارگاہ رسالت اور بندگان دیوبند ص۲۵ ۲؎ ماہنامہ قاسم آباد ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ، بارگاہ رسالت اور بندگان دیوبند ص۲۵

آپ (انور کاشمیری) کا ایک شعر ہے۔ جب یہ شعر ایک مجلس میں حضرت امیر شریعت (عطاء اللہ شاہ بخاری) رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے پڑھا گیا تو انہوں نے فرمایا "اس سے معلوم ہوا کہ حمدِ خدا پوری نہیں ہوتی جب تک نعتِ رسول نہ کہی جائے۔" وہ شعر یہ ہے:۔

قہوہ حمد را سزد انور ⁂ دار چینی ز نعمتِ پیغمبر [۱]

○ مولوی حسین احمد صدر و شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند کے والد حبیب اللہ صاحب کے متعلق لکھا ہے "حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا کچھ نعتیہ کلام بھی "نقشِ حیات" میں نقل کیا ہے۔"

اے بہارِ باغِ رضواں کوئے تو ⁂ بلبلِ سدرہ اسیرِ موئے تو

○ اے رسولِ عربی آپ کی فرقت کے قتیل
پل محشر سے سبک پار اُتر جاتے ہیں [۲]

نعتیہ شعروں کی بدولت زیارتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ

لکھا ہے "ایک دن آپ اُردو شعروں کی کتاب پڑھ رہے تھے کہ آپ کے سامنے یہ مصرعہ آیا ع

ہاں اے حبیب رُخ سے ہٹادو نقاب کو۔ یہ آپ کو بہت بھلا معلوم ہوا روضہ اطہر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قریب پہنچ کر صلوٰۃ وسلام کے بعد نہایت بے قراری کے عالم میں یہ مصرعہ پڑھا اور شوقِ دیدار میں رونا شروع کیا۔ کچھ دیر کے بعد آپ کو اسی بیداری میں نظر آیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[۱] انوار انوری ص۲۰، بارگاہ رسالت اور بزرگان دیوبند ص۲۶، [۲] بارگاہ رسالت اور بزرگان دیوبند ص۲۶-۲۷

سامنے ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں آپ کا چہرہ مبارک سامنے ہے وہ بہت چمک رہا ہے۔" [۱]

اس واقعہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بحیاتِ حقیقی دنیوی زندہ ہونا اور آپ کا علمِ غیب اور نداؤں کو سننا ثابت ہوا اور یہ واقعہ مانچسٹروی صاحب کے منہ پر زناٹے دار تھپڑ بھی ہے کیونکہ اس کے نزدیک شعر و نعت و مصرعہ وغیرہ پڑھنا مسلک امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کے منافی ہے۔ مانچسٹروی صاحب کو چاہیئے کہ یا تو نعت اور نعتیہ اشعار پر ایمان لائے ورنہ مولوی حسین احمد کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے اس گڑھے ہوئے واقعہ کی کھلم کھلا تردید کرے اور اس کو جھوٹ قرار دے یا پھر نعت شریف و میلاد شریف پر ایمان لائے۔

○ مشہور دیوبندی شیخ المشائخ مولوی عبد القادر رائے پوری کے متعلق لکھا ہے:۔

"آپ (مولوی عبد القادر دیوبندی رائے پوری) کبھی کبھی ذوق اور محبت سے نعتیہ کلام سُنا کرتے تھے۔ کوئی پنجابی زبان کا شاعر بھی آجاتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعریف کلام (شعر) سنانے کا حکم ہوتا بعض اشعار سے آپ پر گریہ طاری ہوجاتا۔ دیر تک طبیعت پر اثر

[۱] مقدمہ مکتوبات شیخ الاسلام و بارگاہ رسالت اور بزرگان دیوبند ص۲۸

چھوڑنے کا قصہ جلد اوّل ہی میں صفحہ ۴۰ پر دوبارہ لکھا تھا اس کا جواب تمام ہوا۔

○ اسی طرح مصنف نے مطالعہ بریلویت جلد اوّل کے صفحہ ۱۵۶ پر دیوبند میں چار نوری وجود کو حضرت میاں صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے سر تھوپا تھا اور ہم محاسبۂ دیوبندیت حصہ اوّل کے صفحہ ۴۲۰ تا ۴۲۲ پر اس کا مفصل و جامع جواب دے چکے ہیں۔ مصنف کو ایک بات کو بار بار لکھنے کی عادت نہیں بلکہ مرض ہے اب دوبارہ مطالعہ بریلویت کے صفحہ ۱۰۴ پر پھر وہی بات "دیوبند میں چار نوری وجود" کی سرخی لگا کر لکھ دی۔ خدا جانے یہ شخص پروفیسر اور پی ایچ ڈی ہو کر اتنا ڈھیٹ اور بے شرم کیوں ہے۔ دیوبند کے گستاخ ملاؤں کو چاند سورج میں بٹھانا چاہتا ہے اور عظمت و شان رفعت نبوت و رسالت سے اس کو جدی لشتی بلکہ ازلی ابدی بغض و عناد ہے۔ "دیوبند میں چار نوری وجود" ہم اس کا دندان شکن جواب اپنی کتاب برق آسمانی بر فتنہ شیطانی میں صفحہ ۴۰ تا ۴۱ پر پہلے بھی دے چکے ہیں۔ یہ لوگ ہمارے جواب کا جواب تو دینے کی سکت و ہمت نہیں رکھتے اپنے انہی تردید شدہ الزامات کا اعادہ کرتے رہتے ہیں۔ "دیوبند میں چار نوری وجود" کے عنوان سے اس کے دل میں لڈو پھوٹ رہے ہیں چلو کر وحضرت شیر ربانی پر دل کھول کر افترا و جی بھر کر جھوٹ بولو مگر یہ تو بتاؤ دیوبند میں اس وقت مولوی قاسم نانوتوی۔ مولوی محمد یعقوب نانوتوی مولوی رفیع الدین دیوبندی، مولوی محمود الحسن دیوبندی۔ مولوی انور کاشمیری دیوبندی۔ مولوی حسین احمد ٹانڈوی دیوبندی، مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی۔ مولوی ذوالفقار علی دیوبندی۔ مولوی محمد احمد مہتمم مدرسہ دیوبند مولوی حبیب الرحمان

نائب مہتمم مدرسہ دیوبند۔ مولوی مرتضیٰ احسن دربھنگی چاندپوری ناظم تعلیمات دیوبند کتنے ہی اکابر دیوبند تھے مانچسٹروی صاحب! اپنے بقول ان میں سے چار عدد نوری مولوی علیحدہ چھانٹ لو۔ باقیوں کے متعلق بتاؤ کہ ان میں ناری کون کون سے ہیں؟ باقی مانچسٹروی جی یہ بھی بتائیں کہ جیسا کہ اکثر اکابر دیوبند حضور نبی اکرم رسُول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور نہیں مانتے اس کو شرک قرار دیتے ہیں۔ اِن چار عدد مولویوں کو بھی نور ماننے سے شرک لازم ہوگا یا نہیں؟ اور جو جو سوالات و اعتراضات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور ہونے پر دیوبندی مولوی کرتے ہیں وہ ان چار نوری مولویوں پر بھی ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

○ کیا یہ چار نوری مولوی اللہ تعالیٰ کے نور کا جزو و حصہ یا ٹکڑا تھے؟

○ انسان یا بشر کا رتبہ نوری سے زیادہ ہے، انسان اشرف المخلوقات ہے تم نے اپنے چار مولویوں کو انسانیت کے رتبہ سے گرا کر کم تو نہیں کر دیا؟

○ ان چار دیوبندی نوری مولویوں کے بیوی، بچے، اولاد تھی یا نہیں کیونکہ فرشتے نوری ہیں بیوی بچوں اور اولاد سے پاک ہیں تمہارے مولوی کیسے نوری ہیں ان کی بیویاں بھی ہیں اور اولاد بھی ہے؟

○ ملائکہ نوری مخلوق ہے۔ کھانے پینے اور بشری لوازمات سے پاک ہے تمہارے یہ چار نوری مولوی کچھ کھاتے پیتے تھے یا نہیں؟

غرض کہ تم نے اپنے دیوبندی مولویوں کو انسانیت سے دستبردار کروا کر اور نوری قرار دلوا کر اپنے آپ کو بہت بُرے جال میں پھنسوا لیا جب تمہارے انگریزی ایجنٹ کانگریسی پٹھو مولوی نور ہو سکتے ہیں تو پھر وہ عظیم المرتبت

نبی و رسول صلی اللہ علیہ وسلم جن کا وجود باعث ایجاد عالم ہے وہ کیوں نور نہیں ہو سکتے؟ باقی دیوبند کے ان چار نام نہاد نوری وجودوں کے مفروضہ کا مفصل جواب محاسبۂ دیوبندیت کے حصہ اوّل ص۴۲۰ تا ص۴۲۳ پر موجود ہے۔

غلطی و اصلاح مصنّف مانچسٹروی نے ص۴۰۲ پر لکھا ہے حضرت میاں (شیر محمد شرقپوری) صاحب کے بھائی میاں غلام اللہ خان صاحب ۔۔۔ حالانکہ آپ خان نہیں جس طرح مانچسٹروی نے میاں کو خان صاحب لکھ دیا بھول یا غلطی ہو گئی کیونکہ ان کا دل و دماغ راولپنڈی والے وہابی غلام خان کے ساتھ ہے لہٰذا اسی وارفتگی میں غلطی سے حضرت میاں صاحب شرقپوری علیہ الرحمۃ کے بھائی کو بھی غلام اللہ خاں صاحب لکھ دیا۔ اسی طرح مطالعہ بریلویت کے ص۳۹۶ پر مولانا ابو الریحان کو غلطی سے عبد الریان لکھ دیا ہے۔ اور اسی صفحہ ۳۹۶ کے حاشیہ میں غلطی سے تفسیر حسینی کو تفسیر حسین لکھ دیا اور ص۴۰۷ پر صاحبزادہ محمد عمر بیربلوی کو بریلوی لکھ دیا ہے۔ اسی طرح "خزینۂ معرفت" اور "معدن کرم" میں غلطی سے لکھا گیا جس کو مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں خلاف واقع ہوتے ہوئے دلیل نہیں بنایا جا سکتا اور اس کی اصلاح یا تصحیح کو تحریف قرار نہیں دیا جا سکتا۔

محاسبۂ دیوبندیت میں کتابت کی لفظی غلطیاں قارئین کرام تصحیح فرما لیں اور مانچسٹروی کو معلوم ہو کہ فقیر راقم الحروف کی اسی کتاب جلد اوّل کے حصہ اوّل میں چند یہ غلطیاں رہ گئی ہیں:۔

ص۱۲ پر واضح کی بجائے واضع لکھا ہے۔
ص۱۶ پر واضح کی بجائے واضع لکھا ہے۔
ص۲۰ پر دو بار اصرار کی بجائے اسرار لکھا ہے اور واضح کی بجائے واضع لکھا ہے۔
ص۲۵ کی آخری سطر میں ارتداد کا حکم کی بجائے ارتداد حکم لکھا ہے۔
ص۳۶ پر علمبرداران کی بجائے علمبردارین لکھا ہے۔
ص۵۹ پر چیٹ پٹے کی بجائے چیٹ پٹ لکھا ہے۔
ص۹۳ پر جاں نثار کی بجائے جانثار لکھا ہے۔
ص۹۴ پر دعوتوں میں شریک ہونے پر کی بجائے دعوتوں میں ہونے پر لکھا ہے۔
ص۱۱۲ پر شعر میں وہ میزاب کی بجائے اب لکھا ہے۔
ص۱۳۱ پر تلقین کر کے کی بجائے تلقین کر لکھا ہے۔
ص۱۲۷ پر سہ منی کی بجائے سر منی لکھا ہے۔
ص۱۳۲ پر شیطان صفت کی بجائے شیطان مصنّف لکھا ہے۔
ص۱۳۵ پر رشید و قاسم کو ماوئے جہاں کی بجائے رشید و قاسم ماوائے جہاں لکھا ہے۔
ص۱۳۴ پر عصر حاضر کے بھگوڑے کی بجائے عصر کے بھگوڑے لکھا ہے۔
ص۱۳۹ پر رسول اللہ کی بجائے رسول لکھا ہے۔

ص۱۹۸ پر کون سی طریقت کی بجائے کوئی سی طریقت لکھا ہے۔

ص۲۰۴ پر شعر پاؤں جب طوف حرم میں کی بجائے پاؤں جب طواف حرم تھک لکھا ہے۔

ص۲۵۵ پر حامل کی بجائے عامل لکھا ہے۔

ص۲۵۸ پر ناطقہ کی بجائے ناطہ لکھا ہے۔

ص۲۳۸ پر عطائی کی بجائے عطا سماع لکھا ہے۔

ص۲۳۹ پر ایک جگہ ہے صحیح نہیں اور ایک جگہ فاصلہ صحیح نہیں چھپا۔

ص۲۹۶ پر سب کی بجائے شب لکھا ہے۔

اسی طرح کئی جگہ کتابت کی غلطیاں رہ گئی ہیں تو کیا اب ان کی تصحیح نہ کی جائے۔ خزینہ معرفت یا معدن کرم میں اگر کچھ غلط چھپ گیا ہے تو اس کی تصحیح بھی بڑی بات نہیں ہے۔ ایسی غلطیاں بلکہ کھلم کھلا تحریفات حفظ الایمان تحذیر الناس۔ فتاوی رشیدیہ۔ الافاضات الیومیہ وغیرہ دیوبندی کتب میں بہت ہیں۔ ان کے چار چار۔ پانچ پانچ ایڈیشن لے کر بیٹھ جائیں اور دجل و تحریفات کا قارئین کرام خود مشاہدہ کرتے جائیں یا ہمارے پاس آکر دیکھ لیں۔ کچھ ہم اسی جلد کے اسی حصہ میں نقل کر چکے ہیں۔

حضرت کرمانوالہ

مصنف بڑا اچھا واسا کرتے ہوئے لکھتا ہے "جناب محمد اکرم صاحب، جناب سید محمد اسماعیل شاہ صاحب المعروف حضرت کرمانوالہ کے حالات میں ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں، ابتدائی کتابیں پڑھ لینے کے بعد آپ تقریباً بیس سال

کی عمر میں اعلیٰ دینی علوم کے حصول کی طرف متوجہ ہوئے۔ سہارنپور میں مدرسہ مظاہر العلوم ان دنوں تشنگان علم دین کے لئے ایک چشمہ فیض تھا آپ نے وہیں کا قصد کیا۔"

بتایا جائے کہ محض اتنی سی بات سے کہ آپ نے وہیں کا قصد کیا، کیا مسئلہ حل ہوا۔ براہین قاطعہ کی کفریہ عبارات عین ایمان و عین اسلام بن گئیں؟ اکابر دیوبند پر سے کفر اٹھ گیا آپ کے قصد کے ارادہ کی برکت سے توہین اور تنقیص تعریف و توصیف میں بدل گئی۔ آخر محض قصد سے ہوا کیا؟ کیا محض قصد سے دستار بندی ہو گئی؟ انبیٹھوی کی سند حدیث اور سند خلافت مل گئی؟ یا خدا نہ کرے آپ نے وہاں پہنچ کر براہین قاطعہ۔ تحذیر الناس حفظ الایمان وغیرہ کتب کی گستاخانہ عبارات پر مہر تصدیق ثبت فرمادی۔ قصد تو شیخ القرآن علامہ عبد الغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دہلی کے دیوبندی مدرسہ میں حدیث پڑھنے کا کیا تھا۔ قصد تو استاذ العلماء مولانا عبد الرشید رضوی جھنگوی نے دیوبند میں حدیث پڑھنے کا کیا تھا۔ آخر اس قصد سے کیا چار چاند لگے؟ قصد سے بڑھ کر یہ کہ حضرت مولانا علامہ محمد حشمت علی خاں صاحب لکھنوی قدس سرہٗ لکھنؤ کے دیوبندی مدرسہ میں مولوی اشرفعلی تھانوی کے مرید و خلیفہ دیوبندی مولوی سے پڑھتے رہے ہیں مگر آخر ہوا کیا؟ ابلیس لعین بھی معلم الملائکہ تھا۔ کیا کوئی ہوش مند شیطان کو عزت و عظمت و احترام کی نظروں سے دیکھے گا کہ یہ مردود فرشتوں کا استاذ تھا؟ کیا حضرت

کرمانوالہ سے مولوی خلیل انبیٹھوی نے المہند علی المفند پر تصدیق کرالی تھی کیا تحذیرالناس۔ براہین قاطعہ، حفظ الایمان وغیرہ گستاخانہ کتب کی کفریہ عبارت کو آپ نے درست تسلیم کرلیا تھا؟ اگر بالفرض کوئی شخص دیوبند یا سہارنپور یا قادیان سے تحصیل علم کی سند حاصل کرلے تو کیا ضروری ہے کہ وہ مرتے دم تک کفروارتداد کی اسی دلدل میں پھنسا رہے گا شیعوں کا مناظرِ اعظم مولوی اسماعیل گوجروی بھی دیوبند کا فاضل اور مولوی اشرفعلی تھانوی کے خلیفہ مولوی خیر محمد جالندھری دیوبندی کا شاگرد تھا۔ غیر مقلدین وہابیہ کا مناظرِ اعظم مولوی ثناءاللہ امرتسری بھی دیوبند کا پڑھا ہوا تھا۔ مگر کیا یہ آخر وقت تک دیوبند کی زلف کے اسیر رہے؟ وہ اِس کا شاگرد تھا وہ اُس کا شاگرد تھا، وہ وہاں گیا تھا وہ وہاں سے آیا تھا یہ بھی کوئی دلیلیں ہیں؟ فقیر راقم الحروف بھی کرمانوالہ گیا تھا۔ رات کا کھانا بھی اُن کے پاس کھایا تھا۔ آپ نے دریافت فرمایا کس کے مرید ہو کہاں بیعت ہو، عرض کیا گیا امام اہلسنت محدث اعظم مولانا محمد سردار احمد لائلپوری کا۔ فرمانے لگے وہ تو شمشیرِ بے نیام ہیں۔ گستاخ دیوبندی مولویوں کے متعلق کہا وہ تو۔۔۔سے بھی بدتر ہیں کیونکہ کسی خنزیر نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی نہیں کی۔ بتاؤ اب ہم اپنے مشاہدہ کو دیکھیں یا محمد اکرم کی باتوں اور مانچسٹروی صاحب کی کہانیوں کا اعتبار کریں۔ دل چاہتا ہے کہ حضرت کرمانوالہ کا ایک حوالہ لکھ کر دیوبندیت کے تابوت میں ایک اور کیل ٹھونک دوں، لکھا ہے:۔

"یکم ذی الحجہ ۱۳۷۱ھ کو مرشد عالم قبلہ عالم خواجہ نور محمد

(بہاروی) رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرس شریف پر فخر الاولیا مخزنِ جود و کرم حضرت صاحب کرمانوالہ ۹ بجے کی گاڑی سے تشریف لائے۔ اس گناہ گار خادم (غلام مہر علی) و دیگر اراکین انجمن حزب الرسول کو شرفِ خدمت نصیب ہوا۔ اے کہ آمدت باعث آبادی ما۔۔۔۔۔۔۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیاء اللہ بھی بالعلم و لقدرۃ حاضر و ناظر ہیں اور فرمایا بے ادبوں (یعنی دیوبندیوں وہابیوں وغیرہ) کا رد کرنے والے کچھ سخت آدمی بھی ہونے چاہئیں (فرمایا)، وہابیوں، دیوبندیوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔

۳۔ ذوالحجہ کی شب کو صوفی نور محمد صاحب مرید خاص حضرت صاحب (کرمانوالہ) بوجہ شدت گرمی کے پنکھا ہلا رہے تھے تو صوفی صاحب نے عرض کی کہ حضور! علمائے اہلسنت کہتے ہیں وہابیوں، دیوبندیوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ حضرت صاحب (کرمانوالہ) نے فرمایا کہ ہمارے حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ بے ادبوں (دیوبندیوں وہابیوں) کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ صوفی صاحب نے مزید وضاحت کے لئے دوبارہ عرض کیا کہ حضرت! اگر کوئی دیوبندی، وہابی بظاہر بے ادبی نہ کرتا ہو پھر اس کے پیچھے نماز پڑھ لیا کریں؟ حضرت صاحب نے فرمایا کہ بزرگانِ دین کے معمولات کو بدعت و شرک

کہہ دینا تھوڑی بے ادبی ہے تو آج کل کون سا دیوبندی بے ادبی نہیں کرتا۔" [1]

مفتی اعظم آستانہ عالیہ شرقپور شریف کا فتویٰ

یاد رہے کہ جامعہ حضرت میاں صاحب شرقپور شریف میں ہمیشہ سُنی بریلوی عالم صدر مدرس و شیخ الحدیث و مفتی رہے ہیں۔ محدّث اعظم پاکستان امام اہلسنت مولانا محمد سردار احمد صاحب قدس سرہٗ کے تلمیذ ارشد و داماد محترم اور شہزادہ اعلیٰحضرت سیدنا مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفٰے رضا خانصاحب بریلوی قدس سرہٗ العزیز کے خلیفہ استاذ الاساتذہ استاذ العلماء علامہ غلام رسول صاحب رضوی مدظلہ سابق شیخ الحدیث مرکزی دار العلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور فیصل آباد حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری قدس سرہٗ کے جامعہ حضرت میاں صاحب میں صدر مدرس و مفتی رہے اور پھر استاذ العلماء مولانا مفتی محمد عبد السبحان صاحب ہزاروی مرحوم صدر مدرس و مفتی رہے مولانا مفتی عبد السبحان صاحب مرحوم کا فتویٰ ملاحظہ ہو:۔

"وہابیہ نجدیہ غیر مقلد اور وہابیہ دیوبندیہ اور وہابیہ نجدیہ نیچریہ غلام خانیہ ایسے عقائد مذکورہ بالا رکھنے والے جو کہ باقی تمام اہل اسلام کو مشرک و کافر کہتے ہیں۔۔۔۔۔ ایسے لوگوں کی اقتدا کرنا نماز میں ہرگز جائز نہیں۔۔۔۔۔ ایسے لوگوں کے کفر

[1] کتاب دیوبندی مذہب ص ۵۱۱/۵۱۲

میں شک کرنا بھی کفر ہے۔۔۔۔ الخ ملخصاً

حررہ محمد عبد السبحان عفی عنہ المنان مفتی مدرسہ جامعہ حضرت ولی برحق میاں شیر محمد صاحب قدس سرہٗ العزیز مجددی نقشبندی شرقپور شریف۔ مہر

(مہر: جامعہ حضرت میاں صاحب شرقپور شریف)

مفتی کی بھول بھلیاں

مصنف نے دیوبندیت کی ڈوبتی کشتی کو سہارا دینے کے لئے حضرت میاں صاحب شرقپوری قدس سرہٗ کے متوسلین قاضی محمد رضا صاحب مہتمم دار العلوم عطائیہ نلی ضلع سرگودھا اور صاحبزادہ محمد عمر صاحب کے ص ۴۰۷/۴۰۸ پر واقعات بیان کئے ہیں اور اُن سے خود اپنی خالد محمود مانچسٹروی کی تعریف بیان کروائی اور صفحہ ۴۰۸/۴۰۹ پر حضرت میاں صاحب عبد الرحمٰن قصوری صاحب کا ایک واقعہ بیان کیا ہے مگر کوئی حوالہ نقل نہیں کیا کہ وہ دیوبند میں چار نوری وجود پر ایمان لائے مگر چونکہ کوئی حوالہ نہیں اور اس بات کا پہلے مفصل جواب دیا جا چکا ہے لہٰذا ہم اس کو مجذوب کی بڑ نہیں دیوانے کی بک بک سمجھ کر نظر انداز کرتے ہیں زبانی کلامی بات میں کچھ وزن نہیں۔

لاہوری کتب فروشوں نے اصلاح کر دی

مانچسٹروی نے بھاگتے بھاگتے لاابالی کے انداز میں ص ۴۰۹ پر ایک یہ سرخی بھی لگائی ہے کہ "لاہوری کتب فروش نے

بریلوی مشائخ کی اصلاح کر دی"

لکھتا ہے۔ "مولانا احمد رضا خاں کے بارے میں مولانا حسنین رضا خاں لکھتے ہیں۔ زہد و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ میں نے بعض مشائخ کرام کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ عنہ کے اتباع سنت کو دیکھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کا شوق کم ہو گیا تھا" اس پر لکھتا ہے "نوری کتب خانے کا اصلاحی اقدام" اصلاحی اقدام اس نے یہ بتایا ہے کہ نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب لاہور نے یہ عبارت یوں کر دی "اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ عنہ کے اتباع سنت کو دیکھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کا شوق اور زیادہ ہو گیا تھا" [1]

معلوم نہیں کہ مانچسٹروی اس اصلاحی اقدام سے کیا نکالنا اور کیا ثابت کرنا چاہتا ہے؟ مانچسٹروی کو یہ اقدام نوری کتب خانہ کا نظر آتا ہے حالانکہ مانچسٹروی صاحب کو معلوم نہیں کہ جب اعلیحضرت قدس سرہٗ کے انتقال کے بعد پہلی بار وصایا شریف چھپا اور وصایا شریف کے مرتب حضرت علامہ مولانا حسنین رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس غلطی کو ملاحظہ فرمایا تو دوسرے ایڈیشن میں ہی اس غلطی کی خود ہی تصحیح فرما دی تھی اور فقیر جب اجمیر شریف، بریلی شریف اور دہلی و ہانسی شریف ضلع حصار بھارت گیا تو وہاں پر وصایا شریف کے متعدد ایڈیشنوں میں "شوق

[1] مطالعہ بریلویت ص۲۱۰

اور زیادہ ہو گیا" کے الفاظ ہی پائے۔ یہاں پاکستان میں مکتبہ نعیمیہ چوک داگراں لاہور کا شائع کردہ پُرانا وصایا شریف بھی راقم الحروف کے پاس ہے جس میں شوق اور زیادہ ہو گیا کے الفاظ ہیں۔ حضرت علامہ حسنین رضا خاں صاحب قدس سرہٗ مرتب وصایا شریف نے ایک وضاحت بھی اُسی زمانہ میں فرما دی تھی کہ یہ کسی بدعقیدہ کاتب کی کارستانی ہے اور اس عبارت کو اس طرح پڑھیں کہ "صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کا شوق اور زیادہ ہو گیا تھا"

فقیر نے مانچسٹروی کے کتابچہ دھماکہ کے جواب قہر خداوندی میں بھی ص۲۱۴ پر اس بات کا جواب دیا تھا۔ اب مانچسٹروی صاحب نے اُس تردید شدہ الزام کو دوبارہ مطالعہ بریلویت ص۲۱۰ پر نقل کر دیا۔ ہمیں اس وقت اس جگہ یہ بتانا ہے کہ دیوبندی تو اپنے مولویوں کو خود معاذ اللہ صحابہ کرام کے برابر و مماثل سمجھتے اور جانتے ہیں۔ چند حوالے ملاحظہ ہوں۔

- مولوی الیاس کاندھلوی بانی دیوبندی تبلیغی جماعت کے متعلق لکھا ہے "امی بی کو آپ سے حد درجہ شفقت تھی فرمایا کرتیں اختر مجھے تجھ سے صحابہ کی خوشبو آتی ہے کبھی پیٹھ پر محبت سے ہاتھ رکھ کر فرماتیں کیا بات ہے کہ تیرے ساتھ مجھے صحابہ کی سی صورتیں چلتی پھرتی نظر آتی ہیں"۔ [1]
- حضرت مولانا کے اندر ابتدا ہی سے صحابہ کرام کے والہانہ شان کی ادا اور دینی بے قراری کی جھلک تھی۔۔۔۔ خود حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن

[1] سوانح مولانا محمد یوسف ص۱۳۲

صاحب دیوبندی فرمایا کرتے تھے کہ میں مولوی الیاس کو دیکھتا ہوں مجھے صحابہ یاد آجاتے ہیں۔" ؎۱ گویا صحابہ جیسے تھے معاذ اللہ۔

○ مولوی محمد یعقوب نانوتوی کے حالات میں مولوی اشرفعلی تھانوی لکھتے ہیں "مثل صحابہ کے آپس میں بے تکلّف تھے۔"

○ ایک دفعہ مولانا گنگوہی کھانا کھا رہے تھے حضرت مولانا محمد یعقوب تشریف لے آئے۔۔۔۔ بچا ہوا ٹکڑا دے کر کہہ گئے کہ آپ شروع کیجئے۔ سبحان اللہ صحابہ کی سی شان تھی ؎۲

○ مولوی الیاس بانی تبلیغی دیوبندی جماعت کے حالات میں لکھا ہے، "تیرے ساتھ مجھے صحابہ کی سی صورتیں چلتی پھرتی نظر آتی ہیں۔ ؎۳ (یعنی تبلیغی جماعت کے سادہ لوح جاہل مطلق جو ساتھ ساتھ پھرنے والے تھے وہ صحابہ جیسی شکل والے تھے معاذ اللہ۔

○ مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ (شیخ الہند) بھی فرمایا کرتے تھے "مولوی الیاس کو دیکھتا ہوں تو مجھے صحابہ یاد آجاتے ہیں،" گویا مولوی الیاس کو دیکھنا صحابہ کو دیکھنا تھا (معاذ اللہ) ؎۴

○ "یہ اکابر و اسلاف دیوبند بھی چونکہ خلوت و جلوت میں نمونہ صحابہ تھے" ؎۵ یہاں مسلمہ اکابر دیوبند اپنے مولویوں کو صحابہ کرام ہی قرار دے رہے ہیں، مثل، نمونہ، شکل و صورت ہر لحاظ سے صحابہ بنایا جا رہا ہے۔

؎۱ سوانح مولانا محمد یوسف ص۱۳۳، ؎۲ قصص الاکابر ص۹۳، ؎۳ دینی دعوت ص۲۳، ؎۴ دینی دعوت ص۲۲، ؎۵ سوانح قاسمی جلد اول ص۵۰۴ حاشیہ مولوی قاری طیب قاسمی مہتمم مدرسہ دیوبند۔

یہاں یہ بات بھی یاد رہے کہ سوانح مولانا محمد یوسف۔ دینی دعوت۔ قصص الاکابر اور سوانح قاسمی کے حوالوں میں کسی ایک جگہ بھی صحابہ کرام کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ نہیں لکھا جب کہ مانچسٹروی نے ص۳۷۹ پر لکھا تھا کہ مولانا احمد رضا خاں نے حضرت مجدد الف ثانی کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ نہیں لکھا حالانکہ لکھا ہوا تھا یہاں جملہ اکابر دیوبند نے صحابہ کرام کے ساتھ رضی اللہ عنہ نہیں لکھا۔

○ اور پھر دیوبندیوں کو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی عظمت شان سے کیا واسطہ جب کہ دیوبندیوں کے امام دوم مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کا ایمان و عقیدہ تو یہ ہے کہ:

"جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے (یعنی صحابہ کرام کو معاذ اللہ کافر کہے) وہ اپنے اس کبیرہ کے باعث سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔" ؎۱

○ خود مولوی مانچسٹروی کی جہالت و حماقت اور اس سے بڑھ کر ضلالت یہ ہے کہ اس نے اپنی دھماکہ نامی کتاب میں معاذ اللہ ثم معاذ اللہ حضرت سیّدنا عثمان غنی ذُوالنورین رضی اللہ عنہ جیسے عظیم المرتبت صحابی خلیفہ رسول سوئم، و داماد رسُول کو مرزائیوں قادیانیوں کی مسجد کا زاہد قرار دے دیا تھا۔ سیدنا اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کے مشہور عالم سلام "مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام" میں ایک شعر یہ بھی ہے:

؎۱ فتاویٰ رشیدیہ حصہ ۲ ص۱۶

؎ زاہد مسجد احمدی پر درود ؛؛ دولتِ جیشِ عسرت پہ لاکھوں سلام [۱]

مانچسٹروی مردود، سیدنا اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے سیدنا عثمانِ غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شانِ اقدس میں لکھے ہوئے اس ایمان افروز شعر کی اپنی دھماکہ نامی مردود کتاب میں یہ گستاخانہ وجاہلانہ تشریح کی تھی۔

تشریح: "احمدیوں (قادیانیوں) کی مسجد کے جو زاہد ہیں اُن پر بھی درود ہو اور لشکرِ عسرہ کے جو سردار تھے اُن پر لاکھوں سلام ہوں"[۲]

گستاخ مانچسٹروی نے اس شعر کی اِس ناپاک تشریح میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مرزائیوں، قادیانیوں احمدیوں کی مسجد کا زاہد کہہ کر صحابیٔ رسول خلیفۂ رسول، دامادِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہ) کی شانِ اقدس میں غلیظ ترین گستاخی اور سنگین ترین بے ادبی کی اور ابدی جہنم الاٹ کرائی یہ کس منہ سے وصایا شریف کی عبارت پر اعتراض کر سکتا ہے؟ حالانکہ اعلیٰحضرت کے اس شعر کے مصرعہ ثانی میں دولت "جیشِ عسرۃ" کے الفاظ موجود ہیں اور پھر اس شعر سے اگلا شعر یوں وضاحت کر رہا ہے ؎

یعنی عثمان صاحب قمیص ہدیٰ ؛؛ حلہ پوش شہادت پہ لاکھوں سلام [۳]

مگر مانچسٹروی اپنے معاندانہ دجل سے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو احمدیوں، قادیانیوں کی مسجد کا زاہد کہہ کر اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ سے سیاہ تر کر کے جہنم کا ایندھن بن رہا ہے۔ حالانکہ جب ہم نے دھماکہ میں مانچسٹروی کی اس ذلیل تشریح کی قرار واقعی اور جامع وضاحت کر دی تھی کہ یہ شعر

۱؎ حدائق بخشش جلد ۲ صفحہ ۳۶، ۲؎ دھماکہ مصنف خالد محمود مانچسٹروی صفحہ ۵۳، ۳؎ حدائق ۲ صفحہ ۳۶

سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شان اقدس میں ہے دولت جیش عسرۃ اس کا واضح ثبوت ہے۔ [۱]

مانچسٹروی نے اس ذلیل ترین وغلیظ ترین ونجس ترین گستاخی وکجروی سے توبہ کیوں نہیں کی؟ قہرِ خداوندی بر دھماکہ دیوبندی کا نجد سے دیوبند تک پوری نسل وہابیت کے پاس کیا جواب ہے؟ الحمدللہ ثم الحمدللہ ۵ ۲ سال سے مانچسٹروی دھماکہ کا جواب قہرِ خداوندی بر دھماکہ دیوبندی لاجواب ہے اور ان شاء اللہ لاجواب رہے گی۔

؎ رضا کے سامنے کی تاب کس میں ؛؛ فلک وار اس پہ تیرا ظل ہے یا غوث رضی اللہ عنہ

مولانا نعیم الدین کی اصلاح سے مغالطہ

مصنف مانچسٹروی نے اپنی عادت و آبائی فطرت سے مجبور ہو کر صفحہ ۱۴ و صفحہ ۱۵ پر پھر یہ مغالطہ دیا ہے کہ مولانا نعیم الدین صاحب کا عقیدہ تھا کہ سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بشر تھے۔ آپ نے اپنے اس عقیدہ کو اپنے حاشیہ قرآن میں کئی مقامات پر تحریر کیا ہے۔ آپ نے ایک مختصر سی کتاب "کتاب العقائد" کے نام سے بھی تحریر کیا ہے۔۔۔۔۔۔ الخ

مانچسٹروی پھر لکھتا ہے "نوری کتب خانہ والے پبلشر نے اس کتاب کے تیسرے ایڈیشن میں وہ بشر ہیں کے الفاظ کو وہ نور ہیں سے بدل دیا"

اگر بالفرض ایسا ہی ہے کہ یہ الفاظ بدل دیئے ہیں تو صحیح نہیں مگر نوری کتب خانہ کے پبلشر یا کسی عام آدمی کے بدل دینے سے تو کسی جماعت

۱؎ قہرِ خداوندی بر دھماکہ دیوبندی صفحہ ۲۰۲، ۲۰۳

کے مسلمہ اکابر پہ اعتراض نہیں کیا جاسکتا نہ اس کو صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی کی غلطی کہا جاسکتا ہے نہ سیدنا اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کو موردِ الزام ٹھہرایا جاسکتا ہے نہ صرف صدر الافاضل مراد آبادی بلکہ ہم سب کا یہ ایمان و عقیدہ ہے کہ سب انبیاؑ علیہم السلام بے مثل بشر ہیں، انبیاؑ علیہم السلام بلکہ حضور سید الانبیاؑ سیدنا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثل بشریت مقدسہ کا انکار خود اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی کسی کتاب میں نہیں فرمایا مگر یہاں یہ بات بھی قابل غور و فکر ہے کہ مانچسٹروی کو "وہ نور ہیں" کہنے سے کیوں درد ہوا۔ کیا تکلیف ہوئی اگر نوری کتب خانہ والوں نے انبیاؑ کو نور کہہ دیا تو مانچسٹروی تڑپ اٹھا لیکن وہ خود دیوبند میں چار نوری وجود کا قائل ہے۔ دیوبندی مولوی نور ہو سکتے ہیں تو کیا انبیاؑ علیہم السلام کو نور نہیں کہہ سکتے ہیں؟ مصنف مانچسٹروی نے صفحہ ۴۰۳ پر اپنے چار دیوبندی مولویوں کو نور مانا اور اس سے بڑھ کر مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی نے مولوی رشید احمد گنگوہی کو نور مجسم مانا اور صاف لکھا ہے:۔

"بھلا جس نور مجسم اور سرتا پا کمال کا عضو عضو اور رواں رواں ایسا حسین ہو کہ عمر بھر ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے سے بھی سیری نہ ہو سکے اُس کے کوئی محاسن بیان کرے تو کیا کرے"۔[1]

مولوی محمود الحسن دیوبندی اس سے بھی آگے چھلانگ لگا کر کہتے ہیں:

[1] تذکرۃ الرشید حصہ اوّل صفحہ ۳

چھپائے جامہ فانوس کیونکر شمع روشن کو
تھی اس نور مجسم کے کفن میں وہ ہی عریانی[1]

مولوی رشید احمد گنگوہی کے متعلق مولوی عاشق الٰہی لکھتے ہیں "انسان کی شکل میں فرشتہ دیکھا"۔[2]

"جی ہاں حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نرالی شان تھی چہرہ سے انوار برستے تھے"۔[3]

انبیاؑ کرام کی بشریت پر پختہ ایمان و عقیدہ رکھنے والے دیوبندی مولویوں نے بیک جنبش قلم اپنے اکابر کی بشریت کا سر قلم کر کے رکھ دیا اور اُن سے انسانیت کا شرف چھین کر مجسم نور اور نوری وجود قرار دے دیا۔ خدا جانے اب یہ اولادِ آدم سے ہیں یا نہیں؟

سیال شریف کی گدی کی طرف سے انبیاؑ کرام کی بشریت کے اعلان کو بھی مانچسٹروی صاحب نے جھوم جھوم کر بسر و چشم قبول کیا ہے مگر اس کو کیا کہیئے کہ دیوبند کی گدی نے اکابر دیوبند کی بشریت چھین کر اُن کی نورانیت کا اعلان کر دیا۔

مطالعہ بریلویت صفحہ ۴۱۲ پر ماہنامہ ضیائے حرم جنوری ۱۹۸۳ء کے صفحہ ۵۷، ۵۸ و صفحہ ۱۷۱ کے حوالوں کا مانچسٹروی نے خواہ مخواہ تکلّف کیا ہے اور بلا ضرورت نقل کئے ہیں یہ حوالے تو اُس وقت کارگر و موثر تھے جب علمائے اہلسنت میں سے کسی نے حضرات انبیاؑ علیہم السلام کی بے مثل بشریت اور مقدس

[1] مرثیہ گنگوہی از محمود الحسن دیوبندی صفحہ ۹، [2] تذکرۃ الرشید جلد دوم صفحہ ۲۹، ۹۹، [3] قصص الاکابر صفحہ ۳۰

عبدیت کا انکار کیا ہوتا۔ اعلحضرت فرماتے ہیں ؎

لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیا ۔ خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

مصنف نے صـ۴۱۲ پر فرحت و مسرت سے جھوم کر لکھا ہے کہ

یہاں علمائے دیوبند کو بھی مسلمان لکھا ہے

"یہاں علمائے دیوبند کو بھی مسلمان لکھا ہے"

خواہ مخواہ مسلمانوں میں گھسنے کی سعیٔ لاحاصل کرتے ہیں ذرا صـ۴۱۱ کی عبارت ملاحظہ ہو جس کی بنا پر مصنف نے یہ الفاظ لکھے کہ "یہاں علمائے دیوبند کو بھی مسلمان لکھا ہے"

الفاظ یہ ہیں "دونوں (سُنی بریلوی اور دیوبندی وہابی) کا یہ اعتقاد ہے جس طرح مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ انبیاً بشر ہیں اور ابوالبشر آدم علیہ السلام کی ذریت ہیں" بتایا جائے یہاں ضیائے حرم نے یا سیال شریف کی گدّی نے کہاں دیوبندیوں کو مسلمان کہا ہے۔؟ یہ بات اس عبارت کے کون سے لفظ سے ثابت ہے؟ ضیائے حرم جنوری ۱۹۸۳ء کا صـ۱۷ تو یہ بتا رہا ہے، بریلوی دیوبندی دونوں کا یہ اعتقاد ہے جس طرح مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ انبیاً بشر ہیں۔ یعنی سُنی بریلوی اور دیوبندیوں وہابیوں دونوں کا اعتقاد مسلمانوں جیسا کہ یہ دونوں اس مسئلہ میں متفق ہیں کہ انبیاً بشر ہیں یہ نہیں کہا کہ دیوبندی مسلمانوں کا یہ اعتقاد ہے یا دیوبندی بریلوی مسلمانوں کا یہ اعتقاد ہے۔ نہیں بلکہ دونوں مکاتب فکر کا اعتقاد اس مسئلہ میں مسلمانوں جیسا بتایا ہے مسلمان نہیں مانا۔ صبر کر کے گھر بیٹھ جائیں۔

بریلوی عوام کی پریشانی یا دیوبندی مولویوں کی بدگمانی

مانچسٹروی بھی عجیب شئے ہے مفہوم کو مسخ کرنے میں ید طولیٰ رکھتا ہے اور کچھ نہیں تو صفحہ ۴۱۲ پر یہ سرخی لگائی "بریلوی عوام کی پریشانی" لکھتا ہے۔ بریلوی حضرات کی اس روش سے اِن کے عوام سخت پریشان ہیں وہ اپنے واعظین اور مقررین کو دن رات انبیاً کی بشریت کی نفی کرتے سنتے ہیں اور پھر یہ بھی دیکھتے ہیں کہ جب ضرورت لاحق ہوئی اِن حضرات نے کھلے بندوں انبیاً کی بشریت کا اقرار کر لیا"۔ ؎۱

مانچسٹروی صاحب نے بریلوی عوام کی پریشانی کا گھر بیٹھے یہ اندازہ لگا لیا۔ یہ بریلوی عوام کی پریشانی نہیں دیوبندی مولویوں کی بدگمانی ہے۔ کوئی بھی سُنی بریلوی واعظ و مقرر و مبلغ حضرات انبیاً کرام علیہم السلام کی بے مثل بشریت کا ہرگز ہرگز انکار نہیں کرتا۔ بشر بشر کہہ کر پکارنے، ذکر کرنے اور اپنے جیسا بشر کہنے کو گستاخی قرار دیتے ہیں۔ دیوبندیوں، وہابیوں نے بہت سی کتابوں میں انبیاً علیہم السلام کو اپنے جیسا بشر اور بڑا بھائی لکھا ہے بلکہ یہاں تک لکھا ہے۔

"یعنی کسی بزرگ (نبی ولی) کی تعریف میں زبان سنبھال کر بولو
اور جو بشر کی سی تعریف ہو سو وہی کرو، سو اِن میں بھی اختصار کرو"۔ ؎۲

○ یعنی کسی بزرگ (نبی ولی) کی شان میں زبان سنبھال کر بات کرنی

؎۱ مطالعہ بریلویت صـ۴۱۲ ، ؎۲ تقویۃ الایمان صـ۵۹ مطبوعہ آرام باغ کراچی۔

چاہیئے۔ اس کی انسان ہی کی سی تعریف کرو بلکہ اس میں بھی کمی کرو۔" [1]

دیوبندی عوام کی پریشانی

دیوبندی وہابی عوام اپنے مصنفین اور واعظین و مقررین کی اس دورنگی روش پر حیران و پریشان ہیں کہ ایک طرف تو وہ انبیاء و رسل علیہم السلام کے عظیم معجزات اور عطائی فضل و کمال اور حقیقی اولیاء کاملین بزرگانِ دین کی کرامات و تصرفات اور فیوض و برکات کا شرک شرک اور بدعت بدعت کہہ کر علی الاعلان کھلم کھلا انکار کرتے ہیں اور اس کو قرآن و حدیث کے خلاف قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف وہ تمام باتیں اور اپنے بقول خدائی طاقتیں اور خدائی صفتیں اپنے دیوبندی اکابرین میں مانتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں اور شرک و بدعات کی حدود کو پھلانگ کر اپنے مولویوں کو نورِ مجسم نورِ خدا مانتے ہیں۔ اُن کو علم غیب اور حاضر و ناظر مانتے ہیں۔ اُن کو زندہ و جاوید قرار دیتے ہیں۔ اُن کو حاجت روا اور مشکل کشا تسلیم کرتے ہیں۔ اُن میں متعدد مقامات پر آنے جانے، امداد و اعانت کرنے کی قدرتیں تسلیم کرتے ہیں۔ اُن کے مرنے کے بعد اُن کا یوم اور دن مناتے ہیں اور شرک و بدعات کے فتوؤں کو یکسر بھول جاتے یا نظر انداز کر جاتے ہیں۔ دیوبندی عوام اپنے واعظین اور مقررین اور مانچسٹروی جیسے نام نہاد مصنفین کی ان حرکتوں پر از حد پریشان ہیں اور وہ یا تو سُنی بریلوی عقیدہ و مسلک قبول کرتے جا رہے ہیں یا پھر شرک و بدعت کے زیادہ دلدادہ بن کر غیر مقلدیت وہابیت و نجدیت کی آغوش ضلالت

[1] تقویۃ الایمان مطبوعہ جدہ ص ۱۶۸/۱۶۹

میں پناہ تلاش کر رہے ہیں۔ اس صورتِ حال پر ہر دیوبندی کی آنکھ اشکبار ہے اور مذکورہ بالا قسم کی دورنگی پالیسی اختیار کر کے خود دیوبندی مولوی آپ پریشان ہیں جیسا کہ قرآن عظیم میں ہے وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا [1] یعنی اس صورت کی طرح نہ ہو جانا جس نے اپنا سوت کاتنے کے بعد خود ہی ریزہ ریزہ کر دیا تھا یہی حال دیوبندی وہابی مولویوں کا ہے کہ عمر بھر شرک و بدعت کے فتوؤں کی آبیاری کی، نبیوں، رسولوں، محبوبانِ خدا و مقبولانِ خدا اولیاء اللہ کی خداداد عظمتوں، خداداد علم و تصرف کی قدرتوں اُن کے خداداد معجزات و کرامات و فیوض و برکات پہ بات بات پر شرک و بدعت کے فتاوی لگاتے اور مسلمانوں کو شرک و بدعت کے فتوؤں کی بوچھاڑ کر کے حضرات محبوبانِ خدا سے دور رکھنے کی کوشش کی اور انبیاء و اولیاء کو بے بس بے کس مجبور و لاچار ثابت کرنے میں دن رات ایک کیا، اور اب وہی خدائی طاقتیں اپنے بقول خدائی قدرتیں اور خدائی صفات اپنے اکابرین میں ثابت کر رہے ہیں اور شرک و بدعت کے سارے فتاوی اپنے ملاؤں کی عظمت و شان دکھانے اور ظاہر کرنے کے لئے فراموش و نظر انداز کر رہے ہیں۔

تمہاری تحقیق اپنے ہاتھوں سے خود ہی خودکشی کرے گی
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

[1] پارہ ۱۴۔ سورۃ النحل۔ آیت نمبر ۹۲

ذوقِ تحریف کی مار یا ذوقِ توہین کی پھٹکار

مصنف نے ص۲۱۴ پر ایک عنوان قائم کیا ہے

"ذوقِ تحریف کی مار" در اصل دیوبندیوں وہابیوں پہ ذوقِ توہین وتنقیص کی ایسی پھٹکار پڑی ہے کہ جو اس باختہ ہیں حسبِ حال و حسبِ ضرورت عنوان قائم کرنا سرخی لگانا بھی ان کے بس سے باہر ہے۔ بزعمِ خود ص۲۱۴ پہ مانچسٹروی ثابت تو کرنا چاہتا ہے کہ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے تضادات مگر سرخی قائم کر رہا ہے ذوقِ تحریف کی مار، وہ اس لئے کہ ان لوگوں کو تحریف وخیانت سے زیادہ واسطہ پڑتا ہے۔ اس کے بغیر اُن کا گزارا نہیں۔ بہر حال اعلیٰحضرت کے کچھ تضادات اس نے ثابت کرنے چاہے ہیں۔ مختصر جوابات حاضر ہیں۔

لکھتا ہے "ان حضرات کی ذوق تحریف کا کہاں تک ماتم کریں اور کس کے سامنے زخم کھولیں"

جواباً عرض ہے اگر آپ دیوبندی سے رافضی بن گئے ہیں اور ماتم کرنے پر دل آمادہ ہے تو اپنے اکابرین کے ذوقِ تحریف سے اپنا ماتم شروع کر دیں اور تقویۃ الایمان۔ تحذیر الناس۔ حفظ الایمان۔ الشہاب الثاقب فتاویٰ رشیدیہ۔ ان پانچ کتابوں کے چار چار ایڈیشنوں کے چار چار چھاپے لے کر بیٹھ جائیں اور اُن کی عبارات کی نئے پرانے چھاپوں سے مطابقت کرلیں اور وہیں سے ماتم شروع کر دیں مگر کیا کہیں گے یا حسین یا حسین کے تو آپ قائل نہیں یوں کہنا پڑے گا یا قاسم یا قاسم۔ یا اسماعیل یا اسماعیل مگر شاید یا آپ کے منہ سے نہ نکلے تو ماتم کے ساتھ یہ الفاظ پکاریں ہائے دہلوی

ہائے بالاکوٹی۔ ہائے قاسم۔ ہائے نانوتوی۔ ہائے تھانوی۔ ہائے تھانوی کیونکہ ان کتابوں میں جتنی تحریف خود دیوبندیوں نے کی ہے کسی مذہب کسی دین دھرم کے پیروکاروں نے اپنے اکابر کی کتابوں میں نہیں کی۔ ثبوت اسی زیرِ مطالعہ کتاب کے پچھلے اوراق میں بالتفصیل ملاحظہ کریں۔

پھر لکھتا ہے "مولانا احمد رضا خاں نہ صرف علمائے دیوبند پر جھوٹ باندھتے رہے ہیں بلکہ انہیں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنے میں بھی کچھ باک محسوس نہ ہوا"

جواباً عرض ہے کہ اس چکر بازی پر اب کوئی اعتبار نہ کرے گا۔ تقویۃ الایمان، تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان جیسی گستاخانہ کتابیں سب کے سامنے ہیں ہر کوئی دیکھ سکتا ہے ان میں اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی نقل کردہ عبارات گستاخانہ اور کفریہ کلمات ہیں یا نہیں اعلیٰحضرت امام اہلسنت نے دیوبندی مولویوں کو ہی باندھ کر رکھ دیا اُن کو جھوٹ باندھنے کی کیا ضرورت تھی۔ باقی رہا یہ کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اعلیٰحضرت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھتے میں کچھ باک محسوس نہ ہوا۔ اس پر بصمیم الجبر لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ دنیا گنگوہی کی طرح اندھی نہیں اعلیٰحضرت نے جو کچھ لکھا اکابر دیوبند کی اپنی کتابوں کے حوالوں سے ثابت کر دکھایا۔ اگر اعلیٰحضرت کے پیش فرمودہ دیوبندی کتب کے حوالے محض جھوٹ باندھے ہوئے تھے تو دیوبندیوں کو ان حوالوں کی تاویلات کرنے کی کیوں ضرورت پڑی۔ جب وہ حوالے تھے ہی جھوٹ تو پھر صاف کیوں نہیں کہہ دیا کہ یہ

عبارتیں ہماری کتابوں میں نہیں ہیں۔ ہم ایسے عقیدہ والوں کو کافر و مرتد سمجھتے ہیں مگر نہیں دیوبندیوں نے اپنے اکابر کی گستاخانہ عبارات اور کفریہ کلمات کی نوع بنوع تاویلیں کیں۔ یہ مطلب ہے وہ مطلب ہے۔ یہ معنی ہے وہ معنی ہے۔ ایسا ہے ویسا ہے وغیرہ وغیرہ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ تو مولوی اسماعیل قتیل بالاکوٹی نے باندھا تھا کہ معاذ اللہ حضور نے فرمایا:۔

"یعنی میں بھی ایک روز مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں" (تقویۃ الایمان)

باقی رہا یہ کہ کس کے سامنے زخم کھولیں۔ تو جواباً عرض ہے کہ آپ مانچسٹر میں بیٹھ کر برطانیہ میں انگریز کے زیر سایہ رہ کر یہ بات پوچھ رہے ہیں کہ کس کے سامنے زخم کھولیں۔ اُسی کے سامنے زخم کھولیں جن کے متعلق مولوی اسماعیل نے یہ کہا تھا "ایسی بے رو ریا اور غیر متعصب سرکار پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں۔"[۱] آپ اپنا زخم دل اسی انگریز بہادر کو دکھائیں جس کے مولوی رشید و قاسم دلی خیر خواہ تھے "تا زیست دلی خیر خواہ ہی ثابت رہے۔"[۲]

آپ اپنے زخم اُسی سرکار انگلشیہ کو دکھائیں جس کے متعلق مولوی رشید احمد گنگوہی نے کہا تھا۔ "جب میں حقیقت میں سرکار انگلشیہ کا فرمانبردار رہا ہوں تو جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیکا نہ ہوگا۔ اگر مارا بھی گیا تو سرکار (برطانیہ میری) مالک ہے اُسے اختیار ہے جو چاہے کرے۔"[۳]

مانچسٹروی صاحب آپ بے دھڑک اپنے زخم اُسی کے آگے کھولیں جن

۱؎ تواریخ عجیبہ ص۳۲ ، ۲؎ تذکرۃ الرشید ص۷۹ پہلا حصہ ، ۳؎ تذکرۃ الرشید حصہ اول ص۸۰

کے متعلق تھانوی صاحب کہتے رہے ہیں "انہوں نے ہمیں بہت آرام پہنچایا ہے"[۱] آپ انہیں اپنے زخم دل دکھائیں جو تھانوی صاحب کو چھ سو روپے ماہوار دیتے رہے ہیں۔[۲]

تعجب ہے کہ آپ مایوس ہو کر بے چارگی کے عالم میں یہ پوچھ رہے ہیں کس کے سامنے زخم کھولیں آپ کے محسن و مربی تو وہیں ہیں جہاں آپ رہتے ہیں۔ باقی رہا آپ کا یہ الزام کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اعلحضرت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھا تو کروڑوں مرتبہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور آپ کا یہ کہنا کہ اعلحضرت نے لکھا ہے "جاڑا، طاعون اور وبائی امراض جس قدر ہیں اور نابینائی، و یک چشمی، برص اور جذام وغیرہ وغیرہ کا مجھ سے میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ ہے کہ یہ امراض تجھے نہ ہوں گے۔"[۳]

اس عبارت سے تم نے اعلحضرت قدس سرہ کا یہ تضاد ثابت کرنا چاہا ہے کہ اعلحضرت نے خود لکھا ہے۔ "مجھے بخار آگیا اور میری عادت ہے کہ بخار میں سردی بہت معلوم ہوتی ہے۔"[۴]

اور پھر یہ تضاد اپنی خام خیالی میں سامنے لائے ہو کہ مولانا (احمد رضا) خود ہی فرماتے ہیں۔ "میری آنکھ پر آشوب آیا اور سوا پانچ مہینے تک لکھنا پڑھنا موقوف رہا۔۔۔۔۔۔۔ آنکھ پر اب تک بہت ضعف ہے۔"[۵]

جواباً گزارش ہے کہ اگر مانچسٹروی اپنے گھسے پٹے دماغ پر زور دیکر

۱؎ الافاضات الیومیہ حصہ چہارم ص۴۹۶ ، ۲؎ مکالمۃ الصدرین ، ۳؎ مطالعہ بریلویت ص۲۲۴ مجموعہ ملفوظات حصہ دوم ص۵۷ ، ۴؎ ملفوظات حصہ ۲ ص۷ ، ۵؎ حیات اعلحضرت ص۲۹۸ ،

غور کر لیتا تو اُس کو معلوم ہو جاتا کہ سیدنا اعلیحضرت امام اہلسنت کا نہ تضاد ہے نہ سرکار
رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر معاذ اللہ جھوٹ باندھا ہے کیونکہ بدھو مانچسٹروی کو
معلوم ہو کہ پہلا واقعہ کہ "مجھے بخار آگیا" ملفوظات حصہ دوم ص۲ کا ہے اور
جاڑا، طاعون اور نابینائی، برص وجذام وغیرہ نہ ہونے کے وعدہ کا واقعہ
ملفوظات حصہ چہارم ص۵۷ کا ہے جیسا۔ مانچسٹروی نے خود ص۲۱۴ پر لکھا ہے
جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بخار ہونے کا واقعہ نہ ہونے کے وعدہ سے پہلے
کا ہے، بخار پہلے ہو چکا تھا اور یہ وعدہ والا واقعہ بعد کا ہے اور پھر حصہ چہارم
ص۵۷ والے واقعہ میں نہ بخار کا نام ہے نہ بخار کا لفظ ہے لہٰذا تضاد ثابت
نہ ہوا۔ باقی رہا آشوب چشم کا واقعہ جو حیات اعلیحضرت ص۲۹۸ کے حوالہ سے
لکھا گیا تو یہ واقعہ کہ "میری آنکھ پر آشوب آگیا سوا پانچ مہینے تک لکھنا پڑھنا
موقوف رہا" ۱۳۲۹ھ کا ہے کیونکہ آشوب چشم والے اس واقعہ میں انہی دنوں
سیدنا اعلیحضرت علیہ الرحمۃ المحجۃ المؤتمنہ فی اٰیۃ الممتحنہ تحریر
فرمائی تھی جس کا سن تالیف اس نام سے ۱۳۲۹ھ نکلتا ہے اور اُوپر
بتایا جا چکا ہے کہ مختلف امراض نہ ہونے کے وعدہ والا واقعہ ملفوظات
حصہ چہارم ص۵۷ کا ہے اور الملفوظ کی تاریخ بحساب ابجد ۱۳۳۸ھ ہے اعلیحضرت
قدس سرہ خود فرماتے ہیں:۔

قطعہ تاریخ

میرے ملفوظ کچھ کئے محفوظ ⁂ نام تاریخی اس کا رکھتا ہوں
مصطفیٰ مصطفیٰ کا ہو ملحوظ ⁂ زبر و بینہ میں الملفوظ
۱۳۳۸ھ

اور وہ وعدہ یہ تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے جو کسی بلا رسیدہ کو
دیکھ کر یہ دعا پڑھ لے گا اُس بلا سے محفوظ رہے گا۔ دعا یہ ہے: الحمد للہ
الذی عافانی مما ابتلاک بہ وفضلنی علی......... لہٰذا ماننا پڑے گا کہ
آشوب چشم کا ۱۳۲۹ھ کا واقعہ بہت پہلے کا ہے اور مختلف امراض نہ ہونے
کے وعدہ والا واقعہ بہت بعد کا ہے لہٰذا التضاد نہ رہا اور نہ معاذ اللہ سرکار دو
عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھا گیا۔ مصنّف مانچسٹروی خود جھوٹا اور
فریب کار ثابت ہوا۔

○ ذوقِ تحریف کی مار کے تحت ایک تضاد مانچسٹروی صاحب نے یہ نقل
کیا ہے "بیہقی نے شعب الایمان حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت
کی کہ حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورہ بقرہ کو
اس کے حقائق و دقائق کے ساتھ بارہ سال میں پڑھ کر فارغ ہوئے۔[1]
پھر لکھتا ہے "اب دیکھیئے خاں صاحب نے کس طرح اس روایت
کو سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اٹھا کر حضرت عبد اللہ بن عمر پر لگا دیا یا
یوں کہیئے کہ اسے رہنے کو تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر ہی دیا مگر بارہ کو آٹھ سے
بدل کر اپنی عادت پوری کر لی"۔[2]

جواباً گزارش ہے کہ مانچسٹروی نے شاید کبھی خواب میں بھی روایت
بیہقی شعب الایمان میں نہ دیکھی ہو ورنہ وہ اس کے عربی الفاظ وعبارت نقل
کرتا اور ہم اُس کا جواب مفصّل دیتے۔ مانچسٹروی نے محض اعتراض بازی سے

[1] مطالعہ بریلویت ص۲۱۴، [2] مطالعہ بریلویت ص۲۱۵

معاندانہ عادت پوری کرلی۔ اگر مانچسٹروی کو امام اہلسنت اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ پر اعتراضات کا جنون اور خبط چین سے نہیں بیٹھنے دیتا تھا تو بیہقی کی روایت شعب الایمان سے حرف بحرف عربی عبارت کے ساتھ نقل کرتا۔ کیا بیہقی شعب الایمان اُردو میں ہے؟ یاد رہے مانچسٹروی نے یہ الفاظ حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مُراد آبادی علیہ الرحمۃ کے رسالہ "کشف الحجاب عن مسائل ایصال الثواب"، سے نقل کئے ہیں جب کہ صدر الافاضل علیہ الرحمۃ نے تفسیر فتح العزیز صفحہ ۸۶ سے نقل کیا ہے چونکہ مسئلہ ایصال ثواب ختم میں کھانا وغیرہ تقسیم کرنے کا تھا اس لئے حضرت صدر الافاضل نے تفسیر عزیزی کا مختصر حوالہ دیدیا۔ مگر مانچسٹروی نے تین دجل کئے۔

○ بیہقی، شعب الایمان کا نام لے کر دھونس جمائی جیسا کہ یہ شعب الایمان کا حافظ ہے۔

○ یہ کہ صدر الافاضل علیہ الرحمۃ کے ماخذ تفسیر فتح العزیز کا ذکر تک نہ کیا تاکہ خود اس کے محقق ہونے کا دبدبہ قائم رہے۔

○ تیسرا حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین علیہ الرحمۃ کے رسالہ مبارکہ کشف الحجاب کے حوالہ میں صفحہ نمبر نہیں دیا۔ اس جوڑ توڑ سے یہ تضاد تیار کیا گیا ہے گویا کہ بے ایمانی اور دجل کا تنکا تنکا اکٹھا کیا گیا۔

خود مانچسٹروی پر ذوقِ تحریف و خیانت کی مار

مصنف نے صفحہ ۴۱۵ پر اپنے فن بددیانتی سے ایک اور تضاد تیار کیا کہ پہلے تو اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے فتاویٰ افریقہ صفحہ ۳۷ سے

خودکشی کرنے والے پر یہ فتویٰ ثابت کیا کہ "فتویٰ اس پر ہے کہ اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی"۔ اور پھر مانچسٹروی اپنی خام خیالی میں بدترین تحریف و خیانت کا ارتکاب کرتے ہوئے ملفوظات سے یہ الفاظ سامنے لایا "خودکشی کرنے والے اور اپنے ماں باپ کو قتل کرنے والے اور باغی، ڈاکو، کہ ڈاکہ میں مارا گیا ان کے جنازہ کی نماز نہیں"۔ [1]

اس فن خیانت و دجل اور اپنے ذوقِ تحریف سے تضاد ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کی حالانکہ فتاویٰ افریقہ سے نقل کردہ فتویٰ خودکشی کرنے والے، اپنا گلا خود کاٹنے والے یا پھانسی کھا کر مرنے والے کے متعلق ہے کہ "اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی" اور ملفوظات میں مذکور سوال و جواب عرض و ارشاد کی صورت میں یوں ہے۔

عرض اس شخص پر جو قصاص میں قتل کیا گیا نماز پڑھی جائے؟

ارشاد۔ ہاں۔

اور پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ فتاویٰ افریقہ اعلیٰحضرت کا اپنا تحریر فرمودہ فتاویٰ ہے خود مصنف ہیں جب کہ ملفوظات کے مصنف تو کیا اعلیٰحضرت ملفوظات کے مرتب بھی نہیں اور ملفوظات فتویٰ کی کتاب بھی نہیں۔ اور ہم بار بار یہ واضح کر چکے ہیں کہ ملفوظات کے پاکستانی ایڈیشن میں کتابت کی غلطیاں بہت ہیں۔

○ اسی عنوان کے ذیل میں مانچسٹروی صاحب نے صفحہ ۴۱۵ پر لکھا ہے۔

---

[1] ملفوظات اعلیٰحضرت حصہ اوّل صفحہ ۹

"قرآن کریم میں ہے کہ اللہ رب العزت نے دو دن میں زمین پیدا کی اور پھر
دو دن میں اس کے پہاڑ، نباتات وغیرہ بنائے، کل چار دن ہوئے۔ پھر
اللہ تعالیٰ نے اگلے دنوں میں آسمان کو تکمیل بخشی"۔۔۔۔۔ پھر مطالعہ
بریلویت صفحہ ۲۱۶ پر لکھتا ہے۔" افسوس صد افسوس کہ خانصاحب
(یعنی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی) یہاں بھی بات بگاڑے بغیر نہ رہے
اور فرمایا۔۔۔۔۔ رب العزت تبارک و تعالیٰ نے چار روز میں آسمان
اور دو دن میں زمین یک شنبہ (اتوار) تا چہار شنبہ (بدھ) آسمان اور پنجشنبہ
(جمعرات) تا جمعہ زمین۔ نیز اس جمعہ میں بین العصر و المغرب آدم علیٰ نبینا و
علیہم الصلوٰۃ والسلام کو پیدا فرمایا۔" پھر لکھتا ہے" آسمانوں کی تخلیق میں دو اور
چار کا اختلاف قرآن کریم سے کتنا کھلا تصادم ہے" لہ

ہم محاسبہ دیوبندیت کی اسی زیر مطالعہ جلد میں ملفوظات اعلیٰ حضرت کی
کتابت کی شدید غلطیوں کی ایک طویل فہرست دے چکے ہیں حد یہ کہ اعلیٰ حضرت
کے پیر خانہ مارہرہ شریف کو مار ہرہ تشریف لکھا ہے۔ ملفوظات حصہ ۳ صـ ۳۵۱)

- ○ احمد مختار کا احمد افتخار لکھا ہے۔ صـ ۱۰
- ○ ۱۳۰۹ھ کی بجائے ۱۲۰۹ھ لکھا (حصہ اوّل صـ ۱۱۸)
- ○ حامد رضا کی بجائے احمد رضا لکھا ہے (ملفوظات حصہ ۲ صـ ۱۸۹)
- ○ محمد رضا کی جگہ محمد رمضان لکھا ہے (ملفوظات حصہ ۲ صـ ۱۷۲)
- ○ کہہ سکتے ہیں کی جگہ کر سکتے ہیں (ملفوظات حصہ اوّل صـ ۱۴۱)

لہ مطالعہ بریلویت صـ ۲۱۶

- ○ ابن حجر عسقلانی کی جگہ ابن حجر عقلانی صـ ۳۹۳۔

الغرض کتابت کی بے شمار غلطیاں ہیں جن کی تصحیح کے لئے پاک و ہند کے
علمائے راقم الحروف کو بار بار توجہ دلائی اور پھر زمین دو دن میں یا آسمان چار
دن میں۔ یا آسمان دو دن میں زمین چار دن میں بنایا جانا اہلسنت و جماعت اور
دیوبندیوں وہابیوں کے درمیان اختلافی مسئلہ نہیں ہے جو اس میں کوئی دانستہ
گڑبڑ کرتا اور پھر یہ کمی بیشی کامیاب بھی نہ ہوتی کیونکہ قرآن عظیم تو موجود ہے
چلو اس کا فیصلہ اعلیحضرت امام اہلسنت، مجدد دین و ملت فاضل بریلوی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے ترجمہ قرآن مجید سے کرتے ہیں۔ اگر خدانخواستہ اعلیحضرت قدس سرہ
نے کوئی دیدہ دانستہ تحریف کرنا ہوتی تو پھر ترجمہ قرآن میں بھی کرتے مگر اس
کا ہرگز ہرگز کوئی تصور بھی نہیں کیجئے۔ امام اہلسنت سیدنا اعلیحضرت قدس سرہ
کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔ قرآن پاک میں ہے :۔

قُلْ أَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُونَ
لَهُ أَندَادًا ذَٰلِكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِن فَوْقِهَا وَبَارَكَ
فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً لِّلسَّائِلِينَ ثُمَّ اسْتَوَىٰ
إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا
أَتَيْنَا طَائِعِينَ فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا

ترجمہ:۔ تم فرماؤ کیا تم لوگ اس کا انکار رکھتے ہو جس نے دو دن
میں زمین بنائی اور اس کے ہمسر ٹھہراتے ہو وہ ہے سارے جہان کا رب
اور اس میں برکت رکھی اور اس میں اس کے بسنے والوں کی روزیاں مقرر کیں

یہ سب ملاکر چار دن میں ٹھیک جواب پوچھنے والوں کو پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا اور وہ دھواں تھا تو اس سے اور زمین سے فرمایا کہ دونوں حاضر ہو خوشی سے چاہے ناخوشی سے دونوں نے عرض کی کہ ہم رغبت کے ساتھ حاضر ہوئے تو انہیں پورے سات آسمان کر دیا دو دن میں اور ہر آسمان میں اسی کے کام کے احکام بھیجے۔" لہ

ضروری وضاحت

سیدنا امام اہلسنت سرکار اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مذکورہ سورۃ میں نہ تو الفاظ بدلے نہ ترجمہ کے الفاظ بدلے نہ کسی بھی نوع کی جعلسازی کی نہ اس باب میں تفسیر بالرائے کے مرتکب ہوئے لیکن مانچسٹروی نے بیک جنبش قلم اس کو تحریف کا نام دے کر قرآن کریم کے ساتھ کھلم کھلا تصادم قرار دے کر اپنے مفتری ہونے کا ثبوت فراہم کر دیا ملفوظات میں تو یقیناً کتابت کی غلطی سے الفاظ آگے پیچھے ہوئے لیکن ہم دکھاتے ہیں کہ اکابر دیوبند قرآن عظیم میں لفظی تحریف تک کا ارتکاب بڑی دیدہ دلیری سے کر گزرتے ہیں چنانچہ مدرسہ دیوبند کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی اپنی کتاب ایضاح الادلہ میں لکھتے ہیں :۔

"یہی وجہ ہے کہ یہ ارشاد ہوا فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ وَاِلٰی اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ اور ظاہر ہے کہ اُولِی الْاَمْرِ سے مراد آیت میں سوائے انبیاء کرام علیہم السلام اور

لہ کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن پارہ ۲۴ حٰمٓ السجدۃ آیات ۸ تا ۱۲ ص۵۷۵ و ص۵۷۶

کوئی نہیں، سو دیکھیے اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرات انبیاء و جملہ اولی الامر واجب الاتباع ہیں۔" لہ

یاد رہے کہ مولوی محمود الحسن دیوبندی کی یہ کتاب مشہور دیوبندی مفتی مولوی اصغر حسین صاحب دیوبندی کی نگرانی میں شائع شدہ ہے مگر اس کتاب میں جو آیت لکھی قرآن عظیم کے تیسوں پاروں میں کہیں نہیں ہے اور حد یہ کہ اس پر خود فاضل دیوبند مولوی عامر عثمانی مدیر ماہنامہ تجلی دیوبند جو مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی کے برادر زادہ ہیں، بھی چیخ پڑے کہ "عجیب بات ہے کہ حضرت شیخ الہند نے بڑے حزم اور وثوق کے ساتھ الفاظ کے ایک ایسے مجموعے کو قرآن کی آیت قرار دے دیا جو تیس ۳۰ پاروں میں کسی جگہ بھی موجود نہیں ہے، حضرت موصوف نے نہ جانے کیسے ایک فقرہ (قرآن میں) بڑھا دیا جو حکام کو بجائے فریق کے جج بنائے دے رہا ہے۔" ٢ہ

اکابر دیوبند کی کتابوں میں تحریف و خیانت کا طوفان مچا ہوا ہے

قرآن عظیم کے الفاظ میں تحریف و تصرف کا مشاہدہ تو ہمارے ناظرین کرام نے فرما لیا اب ان کی احادیث گھڑت احادیث کے الفاظ میں کتر بیونت اور ترمیم و تحریف کا ثبوت بھی ملاحظہ ہو۔

لہ ایضاح الادلہ ص۹۷ از مولوی محمود الحسن شیخ الہند دیوبند، ٢ہ ماہنامہ تجلی دیوبند نومبر ۱۹۶۲ء ص۹۲

احادیث میں تحریف و اضافہ کی کاریگری

مصنف مانچسٹروی ملفوظات میں کتابت کی معمولی غلطی

پر باتیں بنا رہا ہے مگر اپنے اکابر کی سیاہ کاریوں کو دیکھیں کہ وہ احادیثِ مبارکہ میں بھی تحریف و اضافہ کی کاریگری تک بھی فرما لیتے ہیں اور اس پر ہم ان کے گھر کی شہادت خود دیوبند سے پیش کرتے ہیں۔ مدرسہ دارالعلوم دیوبند کا ترجمان دارالعلوم قاری محمد طیب قاسمی مہتمم مدرسہ دیوبند کی نگرانی میں شائع ہوتا تھا اور اس ماہنامہ دارالعلوم دیوبند کے ایڈیٹر مشہور دیوبندی محدث و عالم مولوی محمد انور کاشمیری کے صاحبزادے مولوی محمد ازہر صاحب دیوبندی کے متعلق مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی کے برادرزادہ مولوی عامر عثمانی دیوبندی مدیر ماہنامہ تجلی دیوبند یہ لرزہ خیز انکشاف کرتے ہیں اور لکھتے ہیں۔

"ہمارے مدیر دارالعلوم دیوبند حدیثوں تک میں اضافہ کی کاریگری فرما لیتے ہیں۔ نیز یہ بتانا ہے کہ بربنائے خیانت یا بربنائے جہل وہ کتابوں کا حوالہ تک جھوٹا دے دیتے ہیں۔ نیز یہ بتانا ہے کہ وہ ترجمہ میں صحت و ایمانداری کی پرواہ نہیں کرتے۔ گویا ہم تین جرم اُن کے ثابت کریں گے۔

(۱) خیانت فی الحدیث (۲) خیانت فی الحوالہ (۳) خیانت فی الترجمہ

علم سے عاری اور کینہ و بغض سے آلودہ لوگ جب جبہ و دستار پہن کر مسند رہنمائی پر بیٹھ جائیں اور خدا کے دین سے کھیل کھیلیں تو کسی صاحبِ ضمیر کے لئے یہ جائز نہیں کہ تا بحدِ استطاعت اُن کی قلعی نہ کھولے اور

امت کو گمراہی سے نہ بچائے۔[۱]

مہتمم مدرسہ دیوبند کا قرآن عظیم سے کھلا تصادم

مفتی دیوبند کا فتویٰ کفر و الحاد و بے دینی

استفتاء ملاحظہ فرمائیں جو ضلع بھاگلپور سے دارالعلوم ہی کے ایک فاضل جناب انیس الرحمان قاسمی نے دارالافتاء کو بھیجا تھا۔

استفتاء ۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ اگر کوئی عالمِ دین فَاَرْسَلْنَا اِلَیْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِیًّا کی تشریح اور اس سے درج ذیل نتائج اخذ کرتے ہوئے اس طرح لکھے:۔

اقتباس[۱]۔ "یہ دعویٰ تخیل یا وجدانِ محض کی حد سے گزر کر ایک شرعی دعویٰ کی حیثیت میں آجاتا ہے کہ مریم عذرا کے سامنے جس شبیہہ مبارک اور بشر سوی نے نمایاں ہو کر پھونک ماری وہ شبیہہ محمدی ﷺ تھی۔

اس ثابت شدہ دعویٰ سے یہ بیّن طریق پر خود بخود کھل جاتا ہے کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا اس شبیہہ مبارک کے سامنے بمنزلہ زوجہ کے تھیں جب کہ اس کے تصرف سے حاملہ ہوئیں"۔

اقتباس[۲] "پس حضرت عیسیٰؑ کی ابنیت کے دعویدار ایک

---

[۱] ماہنامہ تجلی دیوبند ماہ اپریل ۱۹۵۶ء

حد تک ہم بھی ہیں مگر ابن اللہ مان کر نہیں بلکہ ابن احمد کہہ کر خواہ وہ ابنیت تمثالی ہی ہو۔"

اقتباس ۳:۔ "حضور تو بنی اسمٰعیل میں پیدا ہو کر کُل انبیاؑ کے خاتم قرار پائے اور عیسٰی علیہ السلام بنی اسرائیل میں پیدا ہو کر اسرائیلی انبیاؑ کے خاتم کئے گئے جس سے ختم نبوت کے منصب میں ایک گونہ مشابہت پیدا ہو گئی۔ اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ۔"

اقتباس ۴:۔ بہر حال اگر خاتمیت میں حضرت مسیح علیہ السلام کو حضور سے کامل مناسبت دی گئی تھی تو اخلاق خاتمیت اور مقامات خاتمیت میں بھی مخصوص مشابہت و مناسبت دی گئی جس سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت عیسوی کی بارگاہِ محمدی سے خِلقاً و خُلقاً، رُتبتاً و مقاماً ایسی ہی مناسبت ہے جیسی کہ ایک چیز کے دو شریکوں میں یا باپ و بیٹوں میں ہونی چاہیے۔"

براہِ کرم مندرجہ بالا اقتباسات کے متعلق قرآن و حدیث کی روشنی میں دیکھتے ہوئے اس کی صحت و عدم صحت کو ظاہر کر کے بتائیں کہ ایسا "شرعی دعویٰ" کرنے والا اہلسنت والجماعت کے نزدیک کیا ہے؟ المستفتی

الجواب:۔ جو اقتباسات سوال میں نقل کئے ہیں ان کا قائل قرآن عزیز کی آیات میں تحریف کر رہا ہے، بلکہ در پردہ قرآنی آیات کی تکذیب اور ان کا انکار کر رہا ہے۔ جملہ مفسرین نے تفاسیر میں تصریح کی کہ وہ

جبرائیل علیہ السلام تھے جو مریم علیہا السلام کی طرف بھیجے گئے وہ شبیہہ محمدی نہ تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہما نے کبھی یہ نہ سمجھا بلکہ "مثل عیسٰی عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون، کلمۃ القاھا الی مریم وروح منہ" فارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشرا سویا (الی قولہ تعالٰی) فقال انما انا رسول ربک لاھب لک غلاما زکیا" قال ربک ھو علی ھین ولنجعلہ آیۃ للناس الی اخر الآیات ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" کے قائل تھے اور اس پر اجماع امت ہے کہ وہ فرشتہ تھا جو حضرت مریم کو خوشخبری سنانے آیا تھا۔ شخص مذکور ملحد و بے دین ہے، عیسائیت و قادیانیت کی روح اس کے جسم میں سرائیت کئے ہوئے ہے۔ وہ اس ضمن میں عیسائیت کے عقیدے عیسٰی ابن اللہ کو صحیح و ثابت کرنا چاہتا ہے جس کی تردید علی رؤس الاشہاد قرآن عزیز نے کی ہے۔ نیز لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ عیسی بن مریم الحدیث۔ بآنگ دہل شخص مذکور کی تردید کرتی ہے۔ الحاصل یہ اقتباسات قرآن و احادیث اور جملہ مفسرین اور اجماعِ امت کے خلاف ہیں مسلمانوں کو ہرگز اس طرف کان نہ لگانا چاہیئے، بلکہ ایسے عقیدے والے کا بائیکاٹ کرنا چاہیئے جب تک کہ توبہ نہ کرے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

سید مہدی حسن مفتی دار العلوم دیوبند۔

یہ استفتا اور جواب روز نامہ دعوت (دہلی) میں شائع ہوا اور ساتھ ہی یہ زلزلہ انگن راز بھی اسی میں بے نقاب کیا گیا کہ استفتا کے اقتباسات حضرت مہتمم صاحب کی کتاب "اسلام اور مغربی تہذیب" کے ہیں۔[1]

قارئین کرام! ملاحظہ فرمادیں کہ خود مفتی دیوبند مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کے پوتے اور مدرسہ دیوبند کے مہتمم قاری محمد طیب قاسمی کی عبارات پر قرآن عظیم کی تحریف، در پردہ قرآنی آیات کی تکذیب اور قرآنی آیات کے انکار کا فتویٰ لگا رہا ہے اور ملحد و بے دین قرار دے رہا ہے اور عیسائیت اور قادیانیت کی روح کو اُس کے جسم میں سرائیت کرتا بتا رہا ہے۔ اور بہر حال قرآن عظیم میں تحریف اور آیاتِ قرآنی کی تکذیب کا مرتکب ہوا تو ہم نے خود دیوبند کے مفتی کے فتویٰ اور دیوبند کے اپنے رسالہ سے ثابت کر دیا۔

اعلان عام! جو شخص ماہنامہ تجلّی دیوبند کے اس شمارہ کی فوٹو کاپی منگوانا چاہے پانچ روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال کر کے منگوا سکتا ہے۔

مدارج النبوۃ کے نام پر دھوکہ اور تحریف

ماننا پڑے گا اور اس کے بغیر چارہ ہی نہیں کہ دیوبندیت وہابیت کی بنیاد تحریف و خیانت پر ہے اور جعلسازی سے اس مکتب فکر کی آبیاری ہوتی ہے۔ مدارج النبوۃ حضرت شیخ المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرہ آفاق کتاب ہے، مانچسٹر کی طرح کوئی لونڈا موڈا

---

[1] ماہنامہ تجلّی دیوبند ص مطابق مارچ، اپریل ۱۹۶۳ء

نہیں بلکہ ان کا گھاگ اور گرو گھنٹال مولوی خلیل احمد انبیٹھوی محدث سہارنپور مدارج النبوۃ کے حوالہ میں دجل و فریب کرتا ہوا لکھتا ہے "اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو (یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو) دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔"[1]

حالانکہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مخالفین شان رسالت کے اشکال کا جواب دے رہے ہیں۔ اشکال اور اس کا جواب علیحدہ علیحدہ ملاحظہ ہوں۔

اشکال۔ "ایں جا اشکال می آرند کہ در بعضے روایات آمدہ است کہ گفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم من بندہ ام نمیدانم آنچہ در پس ایں دیوار است" یعنی "مخالفین شان رسالت ہمارے بیان پر یہ اشکال لاتے ہیں کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایک بندہ ہوں مجھے دیوار کے پیچھے کا علم نہیں ہے۔"

جواب۔ مدارج میں اس کا اسی جگہ جواب ہے کہ "جوابش آنست کہ ایں سخن اصلے ندارد و روایت بداں صحیح نشدہ است" یعنی "اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ نہ اس کی بیان کردہ بات کی کوئی اصل ہے اور نہ ہی یہ روایت صحیح ہے۔"[2]

لیکن مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے مولوی رشید احمد گنگوہی کی تصدیق شدہ اس کتاب میں عظمت و شانِ رسالت سے بغض و عناد کے باعث یہ

---

[1] براہین قاطعہ ص۵۱ مطبوعہ ساڈھورہ، [2] مدارج النبوۃ ص

یہ استفتا اور جواب روزنامہ دعوت (دہلی) میں شائع ہوا اور ساتھ ہی یہ دلزلہ انگن راز بھی اسی میں بے نقاب کیا گیا کہ استفتاء کے اقتباسات حضرت مہتمم صاحب کی کتاب "اسلام اور مغربی تہذیب" کے ہیں۔[1]

قارئین کرام! ملاحظہ فرمائیں کہ خود مفتی دیوبند مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کے پوتے اور مدرسہ دیوبند کے مہتمم قاری محمد طیب قاسمی کی عبارات پر قرآن عظیم کی تحریف، درپردہ قرآنی آیات کی تکذیب اور قرآنی آیات کے انکار کا فتویٰ لگا رہا ہے اور ملحد و بے دین قرار دے رہا ہے اور عیسائیت اور قادیانیت کی روح کو اُس کے جسم میں سرائیت کرتا بتا رہا ہے۔ اور بہرحال قرآن عظیم میں تحریف اور آیاتِ قرآنی کی تکذیب کا مرتکب ہونا تو ہم نے خود دیوبند کے مفتی کے فتویٰ اور دیوبند کے اپنے رسالہ سے ثابت کر دیا۔

اعلان عام! جو شخص ماہنامہ تجلّی دیوبند کے اس شمارہ کی فوٹو کاپی منگوانا چاہے پانچ روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال کر کے منگوا سکتا ہے۔

مدارج النبوۃ کے نام پر دھوکہ اور تحریف

ماننا پڑے گا اور اس کے بغیر چارہ ہی نہیں کہ دیوبندیت وہابیت کی بنیاد تحریف و خیانت پر ہے اور جعلسازی سے اس مکتب فکر کی آبیاری ہوتی ہے۔ مدارج النبوۃ حضرت شیخ المحدثین شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرہ آفاق کتاب ہے، مانچسٹر دی کی طرح کوئی لونڈا موڈا

[1] ماہنامہ تجلی دیوبند ص۷ مطابق مارچ، اپریل ۱۹۶۳ء

نہیں بلکہ ان کا گھاگ اور گرو گھنٹال مولوی خلیل احمد انبیٹھوی محدث سہارنپور مدارج النبوۃ کے حوالہ میں دجل و فریب کرتا ہوا لکھتا ہے "اور شیخ عبد الحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو (یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو) دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔"[1]

حالانکہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مخالفین شان رسالت کے اشکال کا جواب دے رہے ہیں۔ اشکال اور اس کا جواب علیحدہ علیحدہ ملاحظہ ہوں۔

اشکال۔ "ایں جا اشکال می آرند کہ در بعضے روایات آمدہ است کہ گفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم من بندہ ام نمیدانم آنچہ در پس ایں دیوار است۔" یعنی "مخالفین شان رسالت ہمارے بیان پر یہ اشکال لاتے ہیں کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایک بندہ ہوں مجھے دیوار کے پیچھے کا علم نہیں ہے۔"

جواب۔ مدارج میں اس کا اسی جگہ جواب ہے کہ "جوابش آنست کہ ایں سخن اصلے ندارد و روایت بداں صحیح نشدہ است۔" یعنی "اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ نہ اس کی بیان کردہ بات کی کوئی اصل ہے اور نہ ہی یہ روایت صحیح ہے۔"[2]

لیکن مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے مولوی رشید احمد گنگوہی کی تصدیق شدہ اس کتاب میں عظمت و شان رسالت سے بغض و عناد کے باعث یہ

[1] براہین قاطعہ ص۵۱ مطبوعہ ساڈھور، [2] مدارج النبوۃ ص۷

تحریف کی کہ سوال (یعنی اشکال) کو شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ کا مسلک قرار دے دیا اور جواب کو گول کر دیا، ذکر تک نہ کیا، مانچسٹروی صاحب غور کرو۔ آنکھیں کھولو۔ ہوش میں آؤ اور دیکھو یہ ہے تحریف و خیانت جس پر پردہ ڈالنے کی مذموم کوشش کی جاتی ہے اور اپنی بلا دوسروں کے سر ڈالتے ہو۔

حدیث میں تھانوی تحریف

دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے دیدہ دلیری کے ساتھ حدیث ابن ماجہ ص۱۰۰ کے الفاظ مبارکہ میں تحریف کرتے ہوئے حدیث شریف سے یہ الفاظ نکال دیئے یا محمد انی قد توجہت بک الی ربی۔ [1]

تحریف سے بڑھ کر حدیث کا مطلقاً انکار

دیوبندی مولوی اگر گھڑنے پر آئیں تو قرآن عظیم کے نام پر آیات تک گھڑ لیتے ہیں اور آیات قرآنی میں اپنے الفاظ شامل کر کے اُس کو آیت قرار دے دیتے ہیں جیسا کہ ابھی ایضاح الادلہ ص۹۷ کے حوالہ سے گزرا اور انکار کرنے پر آئیں تو احادیث مبارکہ کا صاف انکار کر دیتے ہیں کہ اس حدیث کا کہیں وجود ہی نہیں چنانچہ ہوا یوں کہ امام احمد و ابن عساکر کے حوالہ سے سیدنا امام اہلسنت اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے الامن والعلی میں حدیث مشورہ

[1] مناجات مقبول ص۱۱۴ از مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی۔

نقل فرمائی اِنَّ رَبِّیْ اسْتَشَارَنِیْ فِیْ اُمَّتِیْ مَاذَا اَفْعَلُ بِھِمْ یعنی بیشک میرے رب نے میری اُمت کے باب میں مجھ سے مشورہ طلب فرمایا کہ میں اُن کے ساتھ کیا کروں (الحدیث) اس حدیث شریف کا مولوی محمد کریم بخش مظفر گڑھی دیوبندی جن کو گوجرانوالہ میں عصر حاضر کے مشہور دیوبندی محقق و مصنف مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے ۲۸ سال پہلے کے عالم محقق حضرت مولانا الحاج محمد کریم بخش صاحب مظفر گڑھی...... بڑے محقق نکتہ رس دیانتدار اور خدا خوف بزرگ قرار دے کر اس کتاب "چہل مسئلہ بریلویہ" کو اپنے زیر اہتمام چھپوا کر گوجرانوالہ سے شائع کیا ہے۔ اُس "چہل مسئلہ بریلویہ" نامی دیوبندی کتاب میں صاف صاف لکھا ہے اور بدیں الفاظ حدیث کا انکار کیا ہے "مسند احمد میں اس صحابی (حذیفہ رضی اللہ عنہ) کی بے شمار روایتیں موجود ہیں مگر ایسی جھوٹی روایت (حدیث مشورہ) کا نام و نشان نہ درد" [1]

- دیوبندی وہابی ماہنامہ الصدیق ملتان میں انتہائی لایعنی و لغو گفتگو کے بعد ان الفاظ میں اس حدیث کا انکار کیا گیا۔ "اس صحابی (حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ) کی بہت سی روایات ہیں مگر ایسی جھوٹی روایات کا نام و نشان بھی نہیں (ضعیف اور وضعی احادیث بیان کرنا بھی اگرچہ جرم ہے مگر یہ تو نہ حدیث وضعی ہے نہ ضعیف بلکہ سرے سے اس کا کہیں ذکر ہی نہیں پھر سب سے بڑی بات یہ کہ اس جھوٹی حدیث کو مسند امام احمد میں بتانے والا ہمارے دوستوں کے نزدیک مجدد مأتہ حاضرہ بھی ہے اگر مجدد ایسے

[1] چہل مسئلہ بریلویہ ص۸

ہی ہوتے ہیں تو ہمارا ایسے مجددوں کو دور ہی سے سلام ہے۔" [1]

قارئین کرام نے دیکھ لیا کہ ان نام نہاد علمائے دیوبند نے کس جرأت دیدہ باکی اور دیدہ دلیری سے باربار اس حدیث شریف کو جھوٹا کہا اور صاف انکار کردیا کہ مسند امام احمد میں اس حدیث کا کہیں ذکر ہی نہیں اور یہ حدیث جھوٹی ہے (معاذ اللہ) یہ اندھے گنگوہی کا اندھا فیض ہے کہ کچھ نظر نہ آیا اور اپنے زعم جہالت وضلالت میں حدیث پاک کا انکار کردیا۔ حالانکہ یہ حدیث شریف مسند امام احمد جلد پنجم و کنز العمال جلد ششم اور خصائص کبریٰ جلد دوم میں پوری شان وشوکت سے موجود ہے۔ حدیث شریف کے دیوبندیت وہابیت شکن الفاظ مبارکہ ملاحظہ ہوں۔ اِنَّ رَبِّیْ اِسْتَشَارَنِیْ فِیْ اُمَّتِیْ مَاذَا اَفْعَلُ بِھِمْ فَقُلْتُ مَا شِئْتَ یَارَبِّ ھُمْ خَلْقُکَ وَعِبَادُکَ فَاسْتَشَارَنِی الثَّانِیَۃَ فَقُلْتُ لَہٗ کَذٰلِکَ فَاسْتَشَارَنِی الثَّالِثَۃَ فَقُلْتُ لَہٗ کَذٰلِکَ فَقَالَ تَعَالٰی اِنِّیْ لَنْ اُخْزِیَکَ فِیْ اُمَّتِکَ یَا اَحْمَدُ وَبَشَّرَنِیْ اَنَّ اَوَّلَ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَعِیَ مِنْ اُمَّتِیْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا لَیْسَ عَلَیْھِمْ حِسَابٌ ثُمَّ اَرْسَلَ اِلَیَّ اُدْعُ تُجَبْ وَسَلْ تُعْطَ فَقُلْتُ لِرَسُوْلِہٖ اَوَمُعْطِیْ رَبِّیْ سُؤْلِیْ قَالَ مَا اَرْسَلَ اِلَیْکَ اِلَّا لِیُعْطِیَکَ الحدیث [2]

لیکن اس کے باوجود چوٹی کے اکابر ومشاہیر دیوبند نے اپنے زعم جہالت

[1] ماہنامہ الصدیق ذی الحجہ ۱۳۷۸ھ ، [2] مسند امام احمد وابن عساکر جلد ۵ صـ ۳۹۳ کنز العمال جلد ششم صـ ۱۱۳ وخصائص کبریٰ جلد دوم صـ ۲۱۰۔

ضلالت میں حدیث پاک کے وجود کا ہی انکار کردیا۔

خود مانچسٹروی کی آیات قرآنیہ میں تحریف

خود مانچسٹروی صاحب کو عبارات میں کتر بیونت تحریف وترمیم کی بری لت گھٹیا عادت پڑی ہوئی ہے، عبارات کے الفاظ بدل کر مفہوم بگاڑ کر معنی بدل کر اپنی عادت پوری کرلیتا ہے، حد یہ کہ قرآن مجید کے مبارک الفاظ تک میں کمی بیشی کرکے بدترین تحریف کا مرتکب ہوتا ہے چنانچہ اس نام نہاد اثر خامہ نے پی ایچ ڈی کی ڈگری کا بوجھ اٹھانے کے باوجود ایک آیت مبارکہ کو یوں لکھا ہے۔ قد کانت لکم اسوۃ فی ابراھیم والذین معہ اذ قالو القومھم [1]

حالانکہ قرآن عظیم میں ہے:۔ قَدْ کَانَتْ لَکُمْ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ فِیْٓ اِبْرَاھِیْمَ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِھِمْ۔ [2]

اُسْوَۃٌ کے بعد اور فِیْ سے پہلے حَسَنَۃٌ ختم کردیا۔

○ ایک آیت مبارکہ کو یوں لکھا ہے قرآن کریم میں ہے لقد کان لکم فیھم اسوۃ حسنۃ۔۔۔۔۔۔ ومن یتول اللہ فان اللہ ھو الغنی الحمید [3]

حالانکہ آیت مبارکہ یوں ہے لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْھِمْ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ۔۔۔۔۔۔ وَمَنْ یَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللہَ ھُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ [4]

یَتَوَلَّ سے آگے فَاِنَّ سے پہلے اللہ کا لفظ اپنی طرف سے ڈال دیا۔

[1] مطالعہ بریلویت جلد اول صـ ۲۳۷ ، [2] پارہ ۲۸ ۔ الممتحنۃ آیت ۶ صـ ۶۵۳ ، [3] مطالعہ بریلویت صـ ۲۳۷ ، [4] پارہ ۲۸ ۔ الممتحنۃ آیت ۶ صـ ۶۵۴ ۔

○ ایک اور آیت کریمہ میں اپنی عادتِ تحریف پوری کرتا ہے اور لکھتا ہے
قرآن کریم میں ہے والذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ
منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ [1]

حالانکہ قرآن عظیم میں یوں ہے فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ زَیْغٌ
...... فَاَمَّا الَّذِیْنَ کا وَالَّذِیْنَ بناکر عادت پوری کرلی۔

آیات واحادیث میں دیوبندی تحریفات اور ترمیمات کی فہرست بہت طویل ہے اور اس عنوان سے مکمل رسالہ تیار ہوسکتا ہے۔ ہم اسی جلد کے گزشتہ اوراق میں بھی اکابر دیوبند کی تحریف وخیانت کی طویل داستان ان کی اپنی کتابوں کے حوالوں سے پیش کرچکے ہیں۔ بات صرف مانچسٹروی صاحب ہی کی نہیں بات بگاڑنے کا یہ مرض ان کے اکابر تک پھیلا ہوا ہے۔ ہمارے قارئین نے دیکھا کہ دیوبندی مولویوں نے آیات واحادیث میں تحریف وخیانت کی۔ اب دیکھیئے بابائے وہابیت مولوی اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹ اور دیوبندی حکیم الامت تھانوی صاحب بیت الخلا جانے کی دعا کا حلیہ بگاڑ کر اپنی عادت پوری کرتے ہیں دنیائے اسلام کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ بیت الخلا جانے کی دعا یہ ہے:۔
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ۔ دعام کتب دینیات،

دیوبندی وہابی چونکہ اپنے آپ کو عام مسلمانوں سے علیحدہ ایک اقلیتی فرقہ تصور کرتے ہیں اس لئے اُن کے اکابرین نے یہ نہیں کہا کہ مانچسٹروی کی

[1] مطالعہ بریلویت صــ۲۸۰

طرح ایک دو لفظ بدل دیئے بلکہ اپنے کلمہ لا الٰہ الا اللّٰہ اشرف علی رسول اللّٰہ اور اپنے درود اللّٰھم صل علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی [1] کی طرح اپنی بیت الخلا جانے کی دعا بھی علیحدہ ایجاد کرلی جس کا کتب احادیث و کتب دینیات وکتب فقہ میں کہیں نام ونشان نہیں ملتا۔ مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی مولوی اسماعیل دہلوی کی حکایات میں لکھتے ہیں وہ ایک صاحب بیتیں بہت پوچھا کرتے تھے اُن سے کہا تمہیں بیت الخلا جانے کی نیت معلوم ہے، میں بتاؤں یَآ اَیُّھَا النَّفَرَک لوٹا دھرک فِیْ مَقَامِ الْجَھَرَک والتَّرَک [2]

○ قرآن عظیم سے کھلے تصادم کی ایک دیوبندی مثال یہ ہے کہ قرآن عظیم کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مشرقین ومغربین کا رب ہے۔ رَبُّ الْمَشْرِقَیْنِ وَ رَبُّ الْمَغْرِبَیْنِ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ [3]

لیکن ہمارے قارئین حیران ہوں گے کہ مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی نے بڑے فخریہ انداز میں یہ واقعہ لکھا ہے "فرمایا ایک شخص نے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خط میں القاب کی جگہ یہ لکھا تھا کہ رب المشرقین والمغربین، حضرت نے وہ خط حاضرین (دیوبند مولویوں) کو پڑھنے کے لئے دیا اب جو دیکھتا ہنسی کی وجہ سے بے تاب ہو جاتا۔۔۔ میں نے ہنسی کو ضبط کرکے حضرت کو سنایا حضرت بڑے ہی حلیم تھے

[1] الامداد تھانہ بھون بابت ماہ صفر ۱۳۳۶ھ صــ۳۵، [2] ملفوظات ہفت اختر قصص الاکابر صــ۳۱

[3] پارہ ۲۷ سورۃ الرحمٰن صــ۶۳۲،

سُن کر فرمایا لاحول ولاقوۃ اِلّا باللہ جہل بھی کیا بُری چیز ہے"۔[1] دیکھیے اس خالص شرک پر حاجی صاحب نے تو لاحول بھی پڑھ دیا اور اس کو جہل بھی قرار دے دیا لیکن تھانوی صاحب بمعیت دیوبندی مولویوں کی زبان گنگ ہو گئی اور فتویٰ شرک لگانے والے ہنسنے لگے حالانکہ بات بات پر اہلسنت کے معمولات کو شرک شرک قرار دینا اُن کا دن رات کا وظیفہ ہے اور کمال یہ کہ تھانوی صاحب اس کو فخریہ طور پر قصص الاکابر میں نقل کر رہے ہیں اور شرک کا فتویٰ اپنائیت کی وجہ سے بھول جاتے ہیں اور یہ نہیں بتاتے کہ جو شخص کھلم کھلا حاجی صاحب کو رب المشرقین و المغربین کہہ رہا ہے اس پر حکم شرعی کیا ہے؟

○ یہ بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی بلکہ الحمدللہ رب العلمین کے مقابلہ میں ایک مجذوب کو رب العلمین کہا جا رہا ہے، علم غیب کا لفظ تو کسی بھی تاویل سے دوسرے پر لگانا شرک ہے کفر ہے مگر بالفرض مجذوب ہی سہی اس کو رب العلمین لکھنا کون سی دلیل شرعی سے شروع کیا ہے۔ یہ قرآن عظیم سے کھلم کھلا تصادم نہیں؟ پہلے بانی مدرسہ دیوبند نانوتوی صاحب نے تحذیر الناس میں ہر زمین میں ایک ایک خاتم النبیین کا مفروضہ چھوڑا پھر تھانوی صاحب کی بہشتی اشرف السوانح میں حاجی امداد اللہ کو رحمۃ للعالمین مانے رحمۃ للعالمین مانا اور اب رام پور کے ایک مجذوب کو رب العلمین لکھ دیا۔

لکھا ہے "رام پور میں ایک مجذوب رہتے تھے جو اپنے آپ کو رب

[1] قصص الاکابر صفحہ ۳۱

العلمین کہتے تھے۔۔۔۔۔۔ اثنائے تقریر فوں فوں شوں شوں بھی کرنے لگتے تھے۔۔۔۔۔ اور کہا کہ فلاں مرتبہ رب العلمین نے رب العلمین سے ملنا چاہا تو فلاں مانع ہوا اور فلاں مرتبہ رب العلمین نے رب العلمین سے ملنا چاہا تو فلاں مانع ہوا۔۔۔۔۔ ایک مرتبہ مجذوب نے اپنے خادم سے کہا کہ رب العلمین کو رب العلمین سے ملنے کا آج شوق غالب ہوا ہے۔[1]

ارواح ثلٰثہ کے مرتبین نے اپنے بقول اس "مجذوب" کو بار بار رب العلمین لکھا ہے مگر ایک مرتبہ بھی شرک کا فتویٰ نہیں لگایا۔

○ کیا غیر خدا کو رب العلمین کہنا یا لکھنا کھلا شرک نہیں؟

○ کیا یہ قرآن کریم سے کھلا تصادم نہیں؟

○ کیا مجذوب شریعت سے مقابلہ کرتے ہیں؟

سیدنا اعلیحضرت امام اہلسنت قدس سرہٗ فرماتے ہیں "سچے مجذوب کی یہ پہچان ہے کہ شریعت مطہرہ سے کبھی مقابلہ نہ کرے گا حضرت سیدی موسیٰ سہاگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مشہور مجاذیب سے تھے۔ شہر احمد آباد میں مزار شریف ہے۔ میں زیارت سے مشرف ہوا ہوں، زنانہ وضع رکھتے تھے۔۔۔۔۔ ایک دن نماز جمعہ کے وقت بازار میں جا رہے تھے ادھر سے قاضی شہر کہ جامع مسجد کو جاتے تھے، آئے انہیں دیکھ کر امر بالمعروف کیا کہ یہ وضع مردوں کو حرام ہے، مردانہ لباس پہنیے اور نماز کو چلیے اس پر انکار اور مقابلہ نہ کیا، چوڑیاں زیور اور زنانہ لباس اتارا اور مسجد کو ساتھ

[1] ارواح ثلاثہ ملخصاً صفحہ ۲۱۹ و صفحہ ۲۲۱

ہو لئے ۔ [1]

یہ ہیں سچے مجذوب کہ شریعت کا نہ خلاف کریں نہ شریعت کا مقابلہ کریں مگر حاجی امداد اللہ صاحب کو رب العلمین لکھنے والے تو مجذوب نہ تھے اور پھر تھانوی صاحب وغیرہ دیوبندی مولویوں کو رب العلمین لکھنے پر سننے کا کیا موقع تھا۔ امر بالمعروف کیوں نہ کیا، مطلب یہ کہ انہیں رب العلمین کہنے پر خوشی ہوئی اور ہنسی آئی اسی طرح رام پوری صاحب جن کو مجذوب کہا اول تو ان کا اپنے آپ کو رب العلمین کہنا ہی کہاں جائز تھا کہ سچا مجذوب شریعت کا خلاف نہیں کرتا اور بالفرض رام پوری مجذوب نے کہہ بھی دیا تھا تو اس کو فخریہ طور پر ارواح ثلثہ میں نقل کرنے کا کیا محل تھا؟ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ارواح ثلثہ کے مرتبین علماء دیوبند اس رامپوری صاحب کے اپنے آپ کو رب العلمین کہنے سے متفق و مطمئن تھے ورنہ امر بالمعروف کرتے اور غلط بات سے روکتے کیونکہ مجذوب تو مجذوب کسی صحابی بلکہ کسی نبی اور رسول کا خود کو رب العلمین کہنا بہر حال غلط ہے اور قرآن عظیم سے کھلا تصادم اور شرک ہے مگر دیوبندیوں کے ہاں شرک و بدعت کے سارے فتاویٰ صرف اہلسنت کے لئے ہیں، اپنے بزرگوں کو رب العلمین، رحمۃ للعلمین۔ نبینا۔ رسول اللہ صحابہ کی مثل، صحابہ جیسے جو چاہیں کہتے رہیں

ع جو چاہے ان کا حسن کرشمہ ساز کرے

---

[1] ملفوظات اعلیحضرت حصہ دوم صفحہ ۸۱

الوداعی کلمات

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ رب تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کے پیارے حبیب و محبوب مالک ارض و سما تاجدار عرش و فرش تاجدار شرق و غرب حضور نبی اکرم رسول محترم شفیع معظم نور مجسم واقف اسرار لوح و قلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ، حضور غوث اعظم قطب عالم سرکار بغداد کے فیض و تصرف روحانی، سیدنا امام اہلسنت سرکار اعلیحضرت مجدد دین وملت فارق نور و ظلمت مولانا شاہ عبد المصطفٰے امام احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک قلم کی بھیک کے صدقے اور امام اہلسنت آقائے نعمت نائب اعلیحضرت مظہر صدر الشریعت سیدی ملجائی مرشدی مولائی حضور محدث اعظم پاکستان علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد صاحب قادری رضوی چشتی صابری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعاؤں کی برکت اور نظر فیض اثر کی کرامت سے یہ کتاب دلائل و شواہد و حقائق سے مزین ہو کر پایۂ تکمیل کو پہنچی اور اختتام پذیر ہوئی۔ الحمد للہ کہ ہم نے مولوی خالد محمود مانچسٹروی کی جعلسازیوں فریب کاریوں کا نہ صرف راز طشت از بام کیا بلکہ اس کے جملہ اعتراضات کا مدلل و متحقق بحوالہ کتب مکمل جواب دیا اور ثابت کر دیا کہ خالد محمود مانچسٹروی کے جملہ اعتراضات و الزامات بغض و عناد جہالت و ضلالت اور بدترین حماقت پر مبنی تھے۔ امام اہلسنت سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت مقدسہ پر اعتراضات کرنا گویا حقیقت کو

جھٹلانا چاند پر تھوکنا اور اپنی بدترین نااہلی وجہالت کا ثبوت فراہم کرنا ہے مسلک اعلیٰحضرت کا آفتاب کل بھی تابندہ تھا اور آج بھی تابندہ ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ صبح قیامت تک تابندہ رہے گا۔ مخالفین اہلسنت معاندین اعلیٰحضرت نے سینکڑوں کی تعداد میں اعلیٰحضرت امام اہلسنت کے خلاف زہریلی کتب و رسائل شائع کئے۔ الحمد للہ علماء اہلسنت خدام مسلک اعلیٰحضرت نے ان کا ہر گام اور مقام پر ناطقہ بند کیا اور سینکڑوں سے بڑھ کر ہزاروں کتابیں سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کی جلالت علمی و عشق رسالت و خدمات دینی پر لکھی گئیں اور شائع ہوئیں۔

دنیا بھر میں امام اہلسنت فاضل بریلوی کی عظمت اور جلالت شان اور آپ کے عشق رسول کا ڈنکا بج رہا ہے۔ ہزاروں مدارس آپ کے نام پر قائم ہیں۔ ہزاروں مسجدیں آپ کے نام سے منسوب و آباد ہیں۔ پاک و ہند و بنگلہ دیش کی بات نہیں، دنیا کے ہر حصے اور ہر خطے کے بیشتر ممالک میں سیدنا امام اہلسنت سرکار اعلیٰحضرت قدس سرہ العزیز کا عرس قادری رضوی اور یوم رضا کی تقریبات ہزاروں مقامات پر انعقاد پذیر ہوتی ہیں اور عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بڑی گیارھویں شریف کے بعد فضیلت اور مقبولیت اعلیٰحضرت امام اہلسنت کے عرس اور یوم رضا کے حصہ میں آئی ہے کہ دنیا بھر کے بیشتر ممالک میں حسن عقیدت و محبت سے منایا جاتا ہے اور آپ کی تصانیف جلیلہ اور فتاویٰ مبارکہ کی ہر عالم و محقق و مفتی کو احتیاج ہے اور ہزاروں دار الافتاء اس بحر علوم و فقاہت کے فیض سے آباد ہیں

اور آپ کی روح پر ور نعتوں اور درود و سلام سے بھرپور نغمات سے روحانی محافل کیف و سرور سے معمور ہیں اور مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام سے پوری دنیا گونج رہی ہے اور ہر طرف اس کا مشاہدہ وجلوہ نظر آتا ہے ؎

احمد رضا کا تازہ گلستان ہے آج بھی ❊ خورشید علم اُن کا درخشاں ہے آج بھی
سب اُن سے جلنے والوں کے گُل ہو گئے چراغ ❊ احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی
بعد وصال عشق نبی کم نہیں ہوا ❊ روح رضا حضور پہ قربان ہے آج بھی

اور حقیقت یہ ہے ؎

اے رضا روز ترقی پہ ہے چرچا تیرا ❊ اوج اعلیٰ پہ چمکتا ہے ستارا تیرا
اہلسنت کے دلوں میں ہے محبت تیری ❊ دشمن دیں کو سدا رہتا ہے کھٹکا تیرا

اور باطل فرقوں، اسلام دشمن قوتوں نے سرکار انگریزی اور ہندو کانگریس کے بل بوتے پر ہزاروں کوششیں آپ کو بدنام کرنے کی کیں ؎

ہزار آندھیاں چلیں نہیں بجھانے کو ❊ حریم کعبہ کے پھر بھی چراغ جلتے ہیں

اور وہ عظیم المرتبت امام و مجدد جو اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و آبرو کی ڈھال بن کر گستاخوں کی افترا پردازیوں پر بخندہ پیشانی فرماتا رہا ؎

رنج اعدا کا رضا چارہ ہی کیا ہے کہ انہیں
آپ گستاخ رکھے حلم و شکیبائی دوست

وہ امام واجب الاحترام جو اپنے آقائے اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ رحمت پر غیر متزلزل ناز و اعتماد کے باعث فرماتا رہا ؎

؎ اے رضا چیست غم از جہاں دشمن تست
کردہ ام مامن خود قبلۂ حاجاتے را

مجھ کو رسوا بھی اگر کوئی کہے گا تو یونہی ∴ کہ وہی نا وہ رضا بندہ رسوا تیرا

وہ امام اہلسنت علی الاطلاق جن کی اول و آخر دلی آرزو اور تمنا یہ تھی ؎

الٰہی سن لے رضا جیتے جی کہ مولی نے ∴ سگان کوچہ میں چہرہ مرا بحال کیا

دعا ہے کہ مولیٰ عزوجل اپنے حبیب و محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت کے صدقہ سے مسلمانان پاکستان کو اعدائے دین کے فتنہ و شر سے بچائے اور اہلسنت کو مسلک اعلیحضرت مجدد دین و ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر استقامت عطا فرمائے آمین واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولینا ملجانا وماوانا وناصرنا ومالکنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین والحمدللہ رب العالمین

الفقیر عبد النبی الولی محمد حسن علی غفرلہ الولی القادری الرضوی
البریلوی سگ بارگاہ محدث اعظم پاکستان

انشاء اللہ تیسری جلد جلد آرہی ہے۔

ختم شد

۴۸۶/۹۲

اکابرین اہلسنت کے تاثرات

(۱) فقیہ الہند شارح بخاری علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی
صدر دار الافتاء، جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ انڈیا

حامئ سنت ضیغم ملت مولانا محمد حسن علی صاحب رضوی زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی آپ کی جدید کتاب محاسبۂ دیوبندیت مل گئی میں نے جستہ جستہ اس کے بہت سے مقامات کا مطالعہ کیا ماشاء اللہ آپ نے خوب لکھا ہے اور جیسے کو تیسا خوب مزہ چکھایا ہے۔ ماہنامہ اشرفیہ میں اس پر تبصرہ بھی شائع ہوگا۔ مطالعہ بریلویت کو پڑھ کر یہاں (ہندوستان) کے دیوبندی جگہ جگہ آفت مچائے ہوتے تھے کچھ باتوں کے جوابات دیئے گئے ہیں بہرحال اس کی ضرورت تھی کہ مطالعہ بریلویت کا مکمل رد لکھا جائے یہ ہم سب پر فرض کفایہ تھا جس کو آپ نے ادا فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔

(محمد شریف الحق امجدی غفرلہ ۱۶ رجب ۱۴۱۸ھ)

(٢) رئیس القلم فخر الاکابر علامہ ارشد القادری صاحب مدظلہ (انڈیا)

قاطع رگ وہابیت و دیوبندیت روح رواں سنیت و رضویت شیر بیشہ اہلسنت حضرت علامہ محمد حسن علی صاحب رضوی دامت برکاتہم القدسیہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مزاج گرامی۔۔۔۔
محاسبۂ دیوبندیت کا مطالعہ کرنے کے بعد خوشی کی کوئی انتہا نہیں ہے آپ نے احقاق حق و ابطال باطل کا حق ادا کر دیا۔ مولائے قدیر اہل حق کی طرف سے آپ کو اجر جزیل و جزائے جمیل عطا کرے اعلان کے مطابق محاسبۂ دیوبندیت کے چھپنے والے حصّوں کا نہایت بے چینی کے ساتھ انتظار ہے۔ میں صمیم قلب کے ساتھ دعا کرتا ہوں کہ آپ شرح صدر کے ساتھ بے مثال طریقہ پر اپنے فرض سے سبکدوش ہوں۔ آپ دفاع کا فرض ادا کریں میں اقدام کروں گا۔ عید کے بعد ملاقات کا متمنی ہوں و السلام طالب دعا

آپ کا مداح ارشد القادری غفرلہ نزیل دار العلوم امجدیہ کراچی ۵
۱۹ر رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ)

(٣) مفتی اعظم ناگپور و علامہ سید محمد حسینی اشرفی
مدیر اعلیٰ "سُنی آواز" ناگپور

فخر اماثل ضیغم اہلسنت محافظ و جانثار مسلک اعلیٰحضرت حضرت

علامہ محمد حسن علی صاحب قبلہ مدظلہ العالی۔۔۔۔ آپ کے ارسال فرمودہ دو بنڈل موصول ہوئے جس میں وہابیہ دیوبندیہ دیگر فرق باطلہ کے رد و ابطال میں نہایت اہم مفید کار آمد کتب موصول ہوئیں جن میں محاسبہ دیوبندیت۔ اہلسنت کی یلغار۔ مجدّد اعظم و اصطلاح مسلک اعلیٰحضرت بہت خوب ہیں۔۔۔۔۔

غلام محمد خاں قادری غفرلہ (مفتی و شیخ الحدیث
دار العلوم امجدیہ ناگپور مہاراشٹر)

---

(٤) عالمی مبلّغ اسلام ناشر مسلک اعلیٰحضرت
علامہ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی رضوی مانچسٹر

ہادی حبیبی محمد حسن علی قادری رضوی بریلوی۔ اعزکم المولیٰ الولی۔ ہدیہ سلام مسنون۔ خیر و عافیت۔ ١٩—٩—٩٧ء مزاج ہمایوں محبّت نامہ مژدہ صحت و عافیت فردوس نظر ہوا۔۔۔ آپ کی تصنیفی اشاعتی کاموں کا آوازہ ایک عرصہ دراز سے سُن رہا ہوں۔ ایں کار تو آید و مرداں چنیں کنند ماشاءاللہ قہر خداوندی کے بعد محاسبۂ دیوبندیت بے مثال و لاجواب ہے۔۔۔۔ اہل خانہ۔ صاحبزادوں کو دعا کہہ دیں۔

عبید قادری رضوی خوشتر صدیقی بندہ الہ خوشتر حق آگاہ
١٤١٧ھ ٩٧ء

⑤ امیر شریعت حکیم الامت علامہ ابوداؤد محمد صادق صاحب مدظلہٗ

قاطع بدمذہبیت برادرِ طریقت مولانا المجاہد زید مجدہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ مزاج بعافیت ماشاء اللہ کتاب کا نام "محاسبۂ دیوبندیت" بہت خوب ہے اور محاسبۂ دیوبندیت عوام و خواص و علماء و طلباء مناظرین مصنفین سب کے لئے بہت مفید ہے۔۔۔۔

(ابوداؤد محمد صادق غفرلہ زینت المساجد دارالسلام گوجرانوالہ)

---

⑥ نبیرۂ صدر الشریعہ علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی
دارالعلوم امجدیہ کراچی

حضرت العلام مصنف بے مثال جناب حضرت مولانا علامہ محمد حسن علی صاحب مدظلہ العالی۔ السلام علیکم۔۔۔۔۔ بہت عرصہ سے آپ کا شہرہ اور چرچا سن رہا تھا شرف ملاقات حاصل کرنے کا کافی اشتیاق تھا بفضلہ تعالیٰ عرصہ دراز کے بعد ہی سہی شرفِ نیاز حاصل ہو گیا اور وہ حضور سرکار فیصل آباد سردار دین وملت محدث اعظم پاکستان کے دربار گوہر بار میں اور پھر کتاب لاجواب محاسبۂ دیوبندیت بجواب مطالعہ بریلویت کے مطالعہ زیادہ اور زیادہ تعارف حاصل ہوا۔ دارالعلوم امجدیہ میں عرس صدر الشریعۃ علیہ الرحمہ

کے موقع پر آپ کے پُرمغز اور کیف و سرور خطاب سے ہم سبھی لوگ بہت لطف اندوز ہوئے بہت سی نئی باتوں کا بھی علم ہوا۔۔۔ آپ سے ابھی سے گزارش ہے کہ عرس اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موقع پر ضرور تشریف لائیں مفتی ظفر علی صاحب نعمانی نے بھی آپ کو عرس میں تشریف لانے کی دعوت دی ہے اور عرس سے کچھ عرصہ قبل آپ کو باقاعدہ مدعو کریں گے۔۔۔۔۔

(والسلام عطاء المصطفیٰ اعظمی مفتی دارالعلوم امجدیہ کراچی
۲۳ ذیلقعدہ ۱۴۱۷ھ)

---

⑦ حضرت علامہ مبارک حسین مصباحی
ایڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ یوپی

مطالعہ بریلویت کا دندان شکن جواب محاسبۂ دیوبندیت پاکستان کی شہرۂ آفاق شخصیت مناظر اہلسنت عظیم مصنف و محقق حضرت علامہ محمد حسن علی صاحب میلسی کے دیوبندیت شکن اور برق بار قلم سے مکمل ہو چکا ہے۔۔۔۔

(المجمع المصباحی جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ یوپی انڈیا)

مولوی حسین احمد ٹانڈوی کی کتاب شہابِ ثاقب کا علمی وتحقیقی جائزہ

ردِّ شہابِ ثاقب

اجمل العلماء حضرت علامہ محمد اجمل شاہ سنبھلی علیہ الرحمۃ

ادارہ غوثیہ رضویہ ◎ کرم پارک، مصری شاہ
لاہور، پاکستان

ردِّ سیفِ یمانی

اجمل العلماء حضرت علامہ محمد اجمل شاہ سنبھلی علیہ الرحمۃ

ادارہ غوثیہ رضویہ ◎ کرم پارک، مصری شاہ
لاہور، پاکستان

دیوبندیت پر ایک تاریخی ناقابلِ تردید دستاویز

محاسبۂ دیوبندیت

جلد اوّل

بجواب

(اِلٰہا)

مطالعۂ بریلویت

از
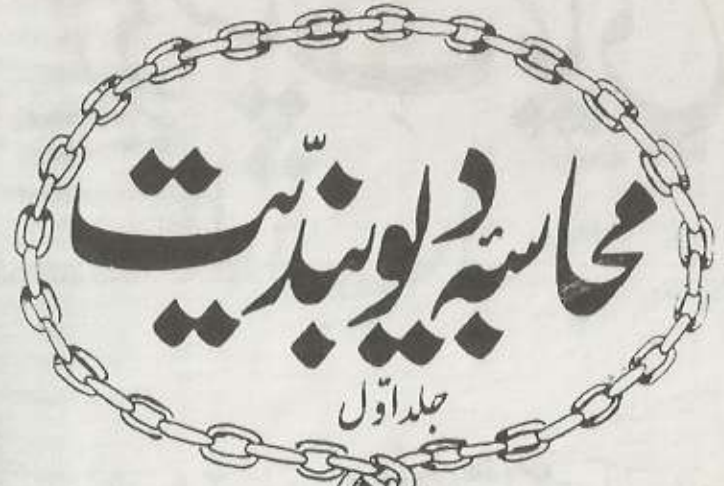
حضرت مولانا محمد حسن علی رضوی مدظلہ

اِدارہ غوثیہ رضویہ ◎ کرم پارک، مصری شاہ
لاہور، پاکستان

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ (الحدیث)

العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

جلد پانزدہم

تحقیقاتِ نادرہ پر مشتمل چودہویں صدی کا عظیم الشان فقہی انسائیکلوپیڈیا

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز

۱۲۷۲ھ ـــــــــ ۱۳۴۰ھ
۱۸۵۶ء ـــــــــ ۱۹۲۱ء

رضا فاؤنڈیشن
جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور۔ پاکستان (۵۴۰۰۰)
فون نمبر: ۷۶۵۷۳۱۴